جدید سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مقدمہ

فقیہ العصر حضرۃ مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ

سیرت نگار شخصیات

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ
حکیم الامت حضرۃ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرۃ مولانا سید میاں اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا حبیب الرحمن رحمہ اللہ
حضرۃ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ
حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ
حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب رحمہ اللہ
مفکر اسلام سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ
مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ
فقیہ العصر حضرۃ مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان Mob: 0322-6180738

63
2

جدید سیرت النبی ﷺ

حصہ دوم

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

باب

غزوات و واقعات ۲ھ کے

تحویل قبلہ - غزوہ بدر - عصماء یہودیہ کا قتل وغیرہ

ہجرت کے دوسرے سال ۲ھ میں
غزوہ بدر سے پہلے کے واقعات

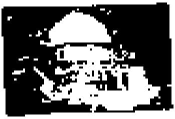

تحویل قبلہ

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے۔ اس وقت تک بھی بیت المقدس ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے مگر اس طرح کہ بیت اللہ بھی سامنے رہے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ صورت نہ ہو سکی کہ دونوں قبلوں کو جمع فرما سکیں۔ اس لیے بحکم الٰہی سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کے دل میں کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا شوق اور ارادہ پیدا فرما دیا۔ چنانچہ آپ بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے کہ کب کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم نازل ہو۔

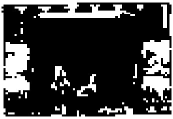

چنانچہ نصف ماہ شعبان ۲ھ ہجری میں یہ حکم نازل ہوا۔

فول وجهك شطر المسجد الحرام

یعنی آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیں۔

صُفّہ اور اہلِ صُفّہ

صفہ کیا تھا؟

تبدیلی قبلہ کے بعد نماز جنوب کی جانب رخ کر کے پڑھی جانے لگی تو مسجد نبوی کی اس طرف کی دیوار میں جو دروازہ تھا وہ بند کر دیا گیا اور پچھلی دیوار قبلہ (شمالی دیوار) میں دروازہ کھول دیا گیا۔ اس سے متصل چبوترہ بنا دیا گیا اور اس پر سائبان ڈال دیا گیا۔ اسی کو صفہ کہا جاتا تھا۔ نادار مسلمان جن کے اہل وعیال نہیں ہوتے تھے ان کا مسکن یہی ہوتا تھا۔ توکل ان کا سرمایہ ہوتا تھا۔ سوال کرنا ممنوع تعلیم، روحانی تربیت اور رضاکارانہ خدمات ان کے فرائض اور مشاغل ہوتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فقط تہبند تھا یا صرف کمبل جس کو اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے۔ کمبل بھی اس قدر چھوٹا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا تھا کسی کے ٹخنوں تک نماز میں ستر کھلنے کا خطرہ رہتا تو ہاتھ سے تھامے رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کی چیز صدقہ میں آتی تو ان کو دے دیتے۔ خود تناول نہیں فرماتے تھے کیونکہ صدقہ آپ کے لئے حرام تھا۔ جو چیز بطور ہدیہ آتی تو ان کو بلا لیتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔

اصحاب صفہ کون تھے؟

صفہ اصل میں سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں۔ وہ ضعفاء مسلمین اور فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء اور اغنیاء سے زیادہ شاکر اور مسرور تھے۔ جب احادیث قدسیہ اور کلمات نبویہ سننے کی غرض سے بارگاہ نبوت و رسالت میں حاضر ہوتے تو یہاں ہی پڑے رہتے تھے۔ لوگ ان حضرات کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ گویا یہ اس بشیر

وہ گویا نبوی فقیری کی خانقاہ تھی جس نے بہ رضا و رغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔

اور اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تبتل کی ایک جماعت تھی جو تکمیل و تطہیر تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم پانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی نہ ان کو تجارت سے کوئی مطلب تھا اور نہ زراعت سے کوئی سروکار تھا۔

یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار پر انوار کے لیے اور کانوں کو آپ کے کلمات قدسیہ کے سننے کے لیے اور جسم کو آپ کی محبت اور معیت کے لیے وقف کر چکے تھے۔

یہ حضرات فاقہ سے نہیں گھبراتے تھے۔ کیونکہ خود اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتے کہ کئی کئی وقت گزر جاتے اور فاقہ نہیں ٹوٹتا۔ بھوک سے بھی اتنا ضعف ہو جاتا کہ نماز کی حالت میں گر پڑتے۔ لوگوں کو خیال ہوتا کہ دورہ پڑ گیا ہے۔ حالانکہ دورہ فاقہ کا ہوتا تھا۔

کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو انصار پر تقسیم فرما دیتے کہ اپنے مقدور کے بموجب ہر شخص ایک ایک دو دو کو لے جائے اور ان کو کھانا کھلائے۔

مسجد مبارک کے دو ستونوں میں ایک رسی بندھی رہتی تھی۔ کھجوروں کے موسم میں حضرات انصار کھجوروں کے خوشے اپنے باغات سے لا کر لٹکا دیتے تھے جو کھجور پک جاتا اس کو لکڑی سے جھاڑ کر کھا لیا کرتے تھے۔ ان بہادر و جاں باز فقراء اور درویشان باوقار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دیا کرتے تھے۔

لو تعلمون ما لكم عند الله لا حببتم ان تزدادوا فقراً و حاجة.

اگر تم جان جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہارے لیے کیا تیار ہے تو تم آرزو کرو کہ تمہارا یہ فقر و فاقہ اور بڑھ جائے۔ ان حضرات کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔

بعض اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

عوارف میں لکھا ہے کہ اصحاب صفہ کی تعداد چار سو تک بھی پہنچی ہے۔ جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱- ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ
۲- عمار بن یاسر ابو الیقظان رضی اللہ عنہ
۳- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴- مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
۵- خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ
۶- بلال بن رباح رضی اللہ عنہ
۷- صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ
۸- زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر بن الخطاب کے بھائی
۹- ابو مرثد کناز بن حصین عدوی رضی اللہ عنہ
۱۰- ابو کبشہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ
۱۱- صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ
۱۲- ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ
۱۳- سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ
۱۴- مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ
۱۵- عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ
۱۶- مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۱۷- سالم عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ
۱۸- عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ
۱۹- ابو لبابہ رضی اللہ عنہ
۲۰- سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
۲۱- ابو بشر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۲- خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ
۲۳- عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ
۲۴- جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
۲۵- عتبہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ
۲۶- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
نکاح سے پہلے ابن عمر بھی صفہ میں مقیم رہے
تھے اور انہی کے ساتھ مسجد میں شب گزارتے تھے
۲۷- سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۲۸- حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

۲۹- ابو الدرداء عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ ۳۰- عبداللہ بن زید جہنی رضی اللہ عنہ

۳۱- حجاج بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ ۳۲- ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ

۳۳- ثوبان مولی رسول اللہ ۳۴- معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ

۳۵- سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ ۳۶- ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ

اصحاب صفہ کا مقام و مرتبہ

عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے چیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت افراد وہ ہیں کہ جن کے متعلق مجھ کو ملاء اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کر کے ہنستے ہیں اور دل ہی دل میں خداوند ذوالجلال کے عذاب وعقاب کی شدت کے خوف سے روتے رہتے ہیں۔ صبح وشام خدا کے پاکیزہ اور پاک گھروں یعنی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

زبانوں سے خدا کو رغبت اور رہبت (امید اور خوف) کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں اور دلوں سے اس کی لقاء کے مشتاق ہیں۔ لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر نہایت بھاری اور گراں۔ زمین پر پاپیادہ نہایت آہستگی اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے چیونٹی کی چال چلتے ہیں یعنی ان کی رفتار سے تواضع اور مسکنت ٹپکتی ہوتی ہے۔

قرآن کی تلاوت کرتے ہیں پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہنتے ہیں۔ ہر وقت خداوند ذوالجلال کے زیر نگاہ رہتے ہیں۔ خدا کی آنکھ ہر وقت ان کی حفاظت کرتی ہے روحیں ان کی دنیا میں ہیں اور دل ان کے آخرت میں۔ آخرت کے سوا ان کو کہیں کا فکر نہیں ہر وقت آخرت اور قبر کی تیاری میں ہیں۔

بعد ازاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔

یہ (وعدہ) اس شخص کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری دھمکی سے ڈرے۔

ایک عجیب واقعہ

مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ میں بسا اوقات بھوک کی وجہ سے اپنا شکم سینہ زمین پر لگا دیتا (تا کہ زمین کی نمی اور برودت سے بھوک کی حرارت میں کچھ خفت آ جائے) اور بسا اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا تا کہ سیدھا کھڑا ہو سکوں۔

ایک روز سر راہ جا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ابو بکر صدیق ؓ ادھر سے گزرے۔ میں نے ان سے ایک آیت قرآنی کا مطلب دریافت کیا اور غرض یہ تھی کہ وہ میری صورت اور ہیئت کو دیکھ کر کھانا کھانے کے لیے اپنے ہمراہ لے جائیں لیکن ابو بکرؓ چلے گئے (غرض کو سمجھے نہیں)۔

اسی طرح پھر حضرت عمرؓ گزرے ان سے بھی اسی طرح آیت قرآنی کا مطلب دریافت کیا مگر وہ بھی گزرے چلے گئے۔

کچھ دیر بعد ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (جن کو خداوند ذوالجلال نے خیرات و برکات کا قاسم (تقسیم کرنے والا ہی بنا کر بھیجا تھا) ادھر سے گزرے۔ دیکھتے ہی پہچان گئے اور مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہر (یعنی اے ابو ہریرہؓ)۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ گھر پہنچے۔ دیکھا تو ایک پیالہ دودھ رکھا ہے۔

دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا۔ گھر والوں نے کہا فلاں نے آپ کو یہ ہدیہ بھیجا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہؓ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کا گھرانا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا غرض یہ کہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپ کے پاس جب کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے (اس لئے کہ صدقہ آپ پر حرام تھا) اور اگر ہدیہ آتا تو خود بھی اس میں سے کچھ تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے اس وقت آپ کا یہ حکم دینا کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میرے نفس کو کچھ شاق گزرا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک پیالہ دودھ کا اصحاب صفہ کے لیے کافی ہو گا۔ اس دودھ کا تو سب

سے زیادہ حقدار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا پھر یہ کہ اصحاب صفہ کے آنے کے بعد مجھ ہی کو اس کی تقسیم کا حکم دیں گے اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لیے اس میں سے کچھ بچ جائے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے چارہ نہ تھا۔

چنانچہ اصحاب صفہ کو بلا کر لایا اور آپ کے حکم سے ایک ایک کو دینا شروع کیا۔ سب سیراب ہو گئے تو میری طرف دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ صرف میں اور تو باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا بالکل درست ہے۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو۔ میں نے پینا شروع کیا اور آپ برابر یہ فرماتے رہے اور پیو اور پیو یہاں تک کہ میں بول اٹھا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا۔ اب بالکل گنجائش نہیں۔ آپ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر جو باقی تھا اس کو پی لیا۔

کھانے پینے کا انتظام

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو لوگوں پر تقسیم فرما دیتے کوئی دو کو لے جاتا اور کوئی تین کو و علی ہذا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اسی آدمی اپنے ہمراہ لے جاتے اور ان کو کھانا کھلاتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اہل صفہ میں تھا۔ جب شام ہوتی تو ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ آپ ایک ایک دو دو کو اغنیاء صحابہ کے سپرد فرما دیتے اور جو باقی رہ جاتے ان کو اپنے ساتھ شریک طعام فرماتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم لوگ شب کو مسجد میں سو جاتے۔

مسجد نبوی کے دو ستونوں میں ایک رسی بندھی رہتی تھی جس پر انصار اپنے باغات سے خوشے لا لا کر اصحاب صفہ کے لیے لٹکا دیتے تھے۔ اصحاب صفہ ان کو لکڑیوں سے جھاڑ کر کھاتے۔ معاذ بن جبل ان کے منتظم اور نگران تھے۔

روزوں کی فرضیت

صدقۃ الفطر و عیدین کی مشروعیت و زکوٰۃ

شعبان سنہ ۲ ھ میں روزے فرض ہوئے

اسی سال شعبان کے آخر عشرہ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن هدی للناس وبينٰت من الهدی والفرقان ج فمن شهد منکم الشهر فليصمه. (البقرۃ ع ۲۳)

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو صوم عاشوراء یعنی دسویں محرم کے روزے رکھنے کا حکم دیا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اب صوم عاشوراء کے متعلق اختیار ہے چاہے روزہ رکھے اور چاہے افطار کرے۔ (بخاری شریف)

حضرت سلمہ بن اکوعؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرادے کہ جس شخص نے نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھے اور جس نے کھالیا وہ بھی شام تک روزہ داروں کی طرح نہ کھائے۔

صدقۃ الفطر اور عید الفطر کا حکم

ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دو دن باقی تھے کہ صدقۃ الفطر اور صلوٰۃ العید کا حکم نازل ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی (الاعلیٰ ع ۱)

تحقیق فلاح پائی اس شخص نے کہ جو باطنی نجاستوں اور گندگیوں سے پاک ہوا اور اللہ کا نام لیا اور عید کی نماز پڑھی۔

عمر بن عبد العزیز اور ابو العالیہ اس آیت کی اسی طرح تفسیر فرماتے تھے۔ فلاح پائی اس شخص نے جس نے زکوٰۃ فطر ادا کی اور عید کی نماز ادا کی۔

قربانی اور عید الاضحیٰ کا حکم

اور اسی سال بقر عید کی نماز اور قربانی کا حکم ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

فصل لربک وانحر۔

اللہ کے لیے عید کی نماز ادا کیجیے اور قربانی کیجیے۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صلوٰۃ الاضحیٰ (بقر عید کی نماز) اور قربانی مراد ہے۔

درود شریف پڑھنے کا حکم

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم بھی سنہ ۲ھ میں نازل ہوا اور بعض کہتے ہیں شب معراج میں یہ حکم ہوا۔

زکوٰۃ المال

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مال کی سالانہ زکوٰۃ کب فرض ہوئی۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ بعد ہجرت کے فرض ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۱ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۲ھ میں صوم رمضان کی فرضیت کے بعد ہوئی۔

مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ اور نسائی اور ابن ماجہ میں قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے باسناد صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پیشتر ہم کو صدقۃ الفطر دینے کا حکم فرمایا۔ امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ مال ہجرت سے پہلے فرض ہوئی جیسا کہ ہجرت حبشہ کے واقعہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جب نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے نبی تم کو کس چیز کا حکم کرتے ہیں تو حضرت جعفرؓ نے یہ جواب دیا۔

انه يامرنا بالصلوٰة والزكوٰة والصيام (فتح الباری ص ۲۱۱ ج ۳)

تحقیق وہ نبی ہم کو نماز اور زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہے۔

غزوہ ابواء

پہلا اور آخری غزوہ

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے۔

مقاصد ونتائج

شروع صفر ۲ ھ میں ساٹھ مہاجرین کو جن میں کوئی انصاری نہ تھا اپنے ہمراہ لے کر قافلہ قریش اور بنو ضمرہ پر حملہ کرنے کے لئے ابواء کی طرف روانہ ہوئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اس غزوہ میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا۔

جب آپ ابواء پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا بنی ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو سے صلح کر کے واپس ہوئے شرائط صلح یہ تھیں کہ بنو ضمرہ نہ مسلمانوں سے جنگ کریں گے اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن کی مدد کریں گے اور نہ مسلمانوں کو کبھی دھوکہ دیں گے اور عند الضرورت مسلمانوں کی اعانت اور امداد کرنی ہوگی۔

اس میں قتال نہیں ہوا

اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز کے بعد بلا قتال مدینہ منورہ واپس ہو گئے اس سفر میں نوبت قتال کی نہیں آئی۔

غزوہ کا مقام

اس غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں۔ ابواء اور ودان دو مقام ہیں جو قریب قریب ہیں جن میں صرف چھ میل کا فاصلہ ہے۔

غزوہ بواط

مقاصد

پھر آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہوا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ مکہ جا رہا ہے اس لئے آپ ماہ ربیع الاول سنہ ۲ ھ یا ربیع الثانی میں دو سو (۲۰۰) کو لے کر قریش کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بواط کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن عثمان بن مظعون کو جو سابقین اولین اور مہاجرین حبشہ میں سے تھا۔ مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

نتائج

قریش کے اس قافلہ میں ڈھائی ہزار اونٹ تھے اور امیہ بن خلف اور سو (۱۰۰) آدمی قریش کے تھے بواط پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل چکا ہے اس لئے بلا جدال و قتال مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

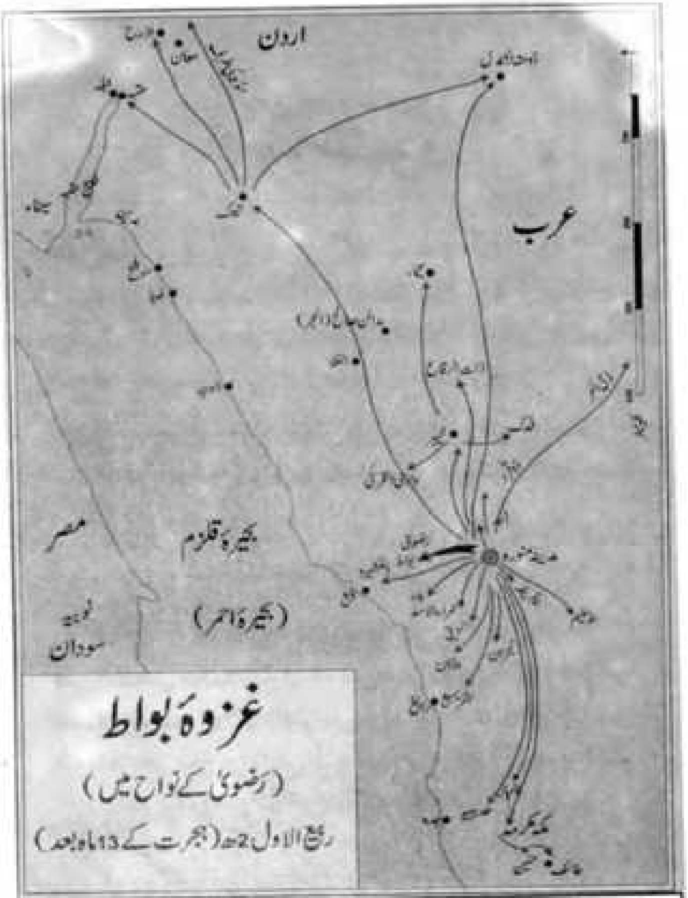
اردن
عرب
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
نوبیہ
سودان

غزوہ بواط

(رضوی کے نواح میں)

ربیع الاول 2ھ (ہجرت کے 13 ماہ بعد)

اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد

[illegible]

[illegible]

غزوہ عشیرہ

مقاصد: ماہ جمادی الاولیٰ ۲ھ میں آپ نے دوسو (۲۰۰) مہاجرین کو لے کر قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے عشیرہ کی طرف خروج فرمایا۔ جو ینبع کے قریب ہے اور مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور سواری کے لئے تیس (۳۰) اونٹ ہمراہ لئے۔ جن پر صحابہ باری باری سوار ہوتے تھے۔

نتائج: آپ کے پہنچنے سے کئی روز پیشتر قافلہ نکل چکا تھا آپ بقیہ ماہ جمادی الاولی اور چند راتیں جمادی الآخرہ تک وہیں قیام پذیر رہے اور بنی مدلج سے معاہدہ کرکے بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ واپس ہو گئے۔

بنی مدلج سے معاہدہ کی دستاویز

معاہدہ کے الفاظ یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا كتاب من محمد رسول الله لبني ضمرة بانهم آمنون على اموالهم وانفسهم وان لهم النصر على من رامهم ان لا يحاربوا في دين الله مابل بحر صوفة وان النبي اذا دعاهم لنصره اجابوه. عليهم بذلك ذمة الله وذمة رسوله ولهم النصر على من بر واتقى.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایک تحریر ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے بنو ضمرہ کے لئے کہ ان کے جان و مال سب محفوظ رہیں گے اور جو شخص بنو ضمرہ سے جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے مقابلہ بنو ضمرہ کی مدد کی جائے گی۔ بشرطیکہ بنو ضمرہ اللہ کے دین میں کوئی مزاحمت نہ کریں جب تک دریا صوف کو تر کرے یعنی یہ شرط ہمیشہ کے لئے ہے نبی کریم جب ان کو مدد کے لئے بلائیں تو حاضر ہوں گے۔ یہ ان پر اللہ اور اس کے رسول کا عہد ہے اور جو شخص ان میں نیک اور پرہیزگار رہے گا اس کی مدد کی جائے گی۔

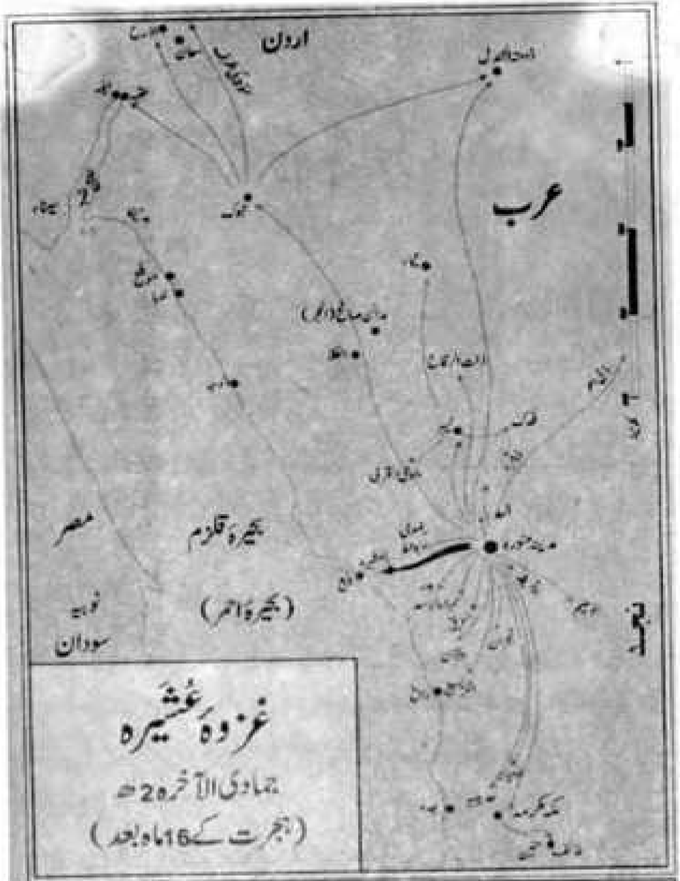
اردن
عرب
دومۃ الجندل
تبوک
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
نوبیہ
سودان
مدینہ منورہ
ینبع
غزوۂ عُشیرہ
جمادی الآخرہ 2ھ
(ہجرت کے 16 ماہ بعد)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ
فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ
وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

[illegible]

غزوۂ بدرِ اُولیٰ

کرز بن جابر کا حملہ

غزوۂ عشیرہ سے واپسی کے بعد تقریباً دس (۱۰) روز آپ نے مدینہ قیام فرمایا ہوگا کہ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر شب خون مارا اور لوگوں کے اونٹ اور بکریاں لے بھاگا۔

کرز کا تعاقب

آپ یہ خبر سنتے ہی اس کے تعاقب میں مقام سفوان تک گئے جو بدر کے قریب ایک موضع ہے مگر آپ کے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی کرز یہاں سے نکل چکا تھا۔ اس لئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

کرز بن جابر کا مسلمان ہونا

کرز بن جابر رؤسا قریش میں سے تھے بعد میں مشرف باسلام ہوئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عرنیین کے تعاقب میں بیس سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا تو کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا۔ فتح مکہ میں شہید ہوئے۔

غزوۂ کا نام و مقام

سفوان چونکہ بدر کے قریب ایک موضع ہے اور آپ اس کے تعاقب میں بدر تک گئے اس لئے اس غزوۂ کو غزوۂ بدر اولیٰ کہتے ہیں اور غزوۂ سفوان بھی کہتے ہیں۔ اس غزوۂ میں جاتے وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا گئے۔

سریۂ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

سریہ کے اراکین

غزوۂ سفوان سے واپسی کے بعد ماہِ رجب ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو مقام نخلہ کی طرف روانہ فرمایا اور گیارہ مہاجرین کو آپ کے ہمراہ کیا جن کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

۱- ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ
۲- عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ
۳- عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ
۴- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۵- عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۶- واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۷- خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ
۸- سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ
۹- عامر بن ایاس رضی اللہ عنہ
۱۰ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۱- صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ

اسلام میں سب سے پہلے امیر

یہ گیارہ مہاجرین آپ کے ہمراہ تھے اور بارھویں خود امیر سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجنے کا ارادہ کیا اور یہ فرمایا کہ تم پر ایسے مرد کو امیر بناؤں گا کہ جو تم میں سب سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صابر ہوگا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر

یعنی اسلام میں پہلے امیر تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ

معجم طبرانی میں باسناد حسن، جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبداللہ بن جحش کو روانہ فرمایا تو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک دو دن کا راستہ نہ قطع کرلو اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا دو روز کا راستہ طے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا جو اس میں لکھا ہو اس پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو روز کا راستہ طے کرنے کے عبداللہ بن جحش نے آپ کا والا نامہ کھول کر دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ تم برابر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخلہ میں جا کر اترو اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل

عبداللہ بن جحش نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا سمعا وطاعۃ میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی اور تمام ساتھیوں کو اس مضمون سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ جس کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ سب نے طیب خاطر سے آپ کی مرافقت کو منظور کیا اور آپ کی ساتھ ہوئے۔

راستہ میں سعد اور عتبہ کا اونٹ راستہ میں چھوٹ کر کہیں چلا گیا اس لئے یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور گم ہو گئے اور بقیہ حضرات نے مقام نخلہ پہنچ کر قیام کیا۔

قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا اس دن رجب الحرام کی آخری تاریخ تھی (اس مہینہ میں قتل وقتال حرام تھا) غرہ شعبان کے اشتباہ میں اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔

واقد بن عبداللہ نے قافلہ کے سرگروہ عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی قافلہ والے سراسیمہ اور پریشان ہو کر بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے قافلے کے تمام سامان و اسباب پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔

غنیمت وغیرہ کی تقسیم میں توقف

اس وقت تک تقسیم غنائم کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے محض اپنے اجتہاد سے چار خمس غانمین پر تقسیم کر دیئے اور ایک خمس (پانچواں حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا جب مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ خیر جب تک کوئی وحی نازل نہ ہو اس وقت تک مال غنیمت اور قیدیوں کو حفاظت سے رکھو۔

حکم الٰہی کا نزول

اس پر عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء بہت نادم اور پشیمان ہوئے ادھر مشرکین اور یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں قتل وقتال کو حلال کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله. والفتنة اكبر من القتل ولا يزالون يقاتلونكم حتى يردوكم عن دينكم ان استطاعوا۔

آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ بے شک ماہ حرام میں قصداً قتال کرنا بڑا گناہ ہے لیکن خدا کے راستے سے کسی کو روکنا اور خدا کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا اللہ کے نزدیک یہ جرم سب جرموں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے اور کفر اور شرک کا فتنہ اس قتل سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ کافر ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے تاکہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی اشتباہ اور التباس کی بنا پر نادانستہ طور پر شہر حرام میں قتل وقتال کا واقع ہو جانا کوئی بڑی چیز نہیں البتہ کفر وشرک کا فتنہ اور مسلمانوں کو مسجد حرام سے دیدہ ودانستہ روکنا ایک عظیم فتنہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔

تقسیم غنیمت

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے خمس قبول فرما لیا اور باقی مال غنیمت کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے۔

مجاہدین کا اجر و ثواب

اب اس کے بعد عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء کو اجر و ثواب کی طمع دامنگیر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس غزوہ پر کچھ اجر کی بھی امید رکھ سکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک
یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم ط

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ایسے لوگ بلاشبہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور کیوں نہیں اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

پہلی غنیمت و پہلا مقتول

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی اور عمرو بن حضرمی پہلا مقتول تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

قیدیوں کا تبادلہ

قریش نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے ساتھی سعد اور عتبہ واپس نہ آ جائیں اس وقت تک میں تمہارے قیدیوں کو نہ چھوڑوں گا۔ اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل نہ کر دو۔ اگر تم میرے ساتھیوں کو قتل کر دو گے تو میں بھی تمہارے آدمیوں کو قتل کر دوں گا۔

اس کے چند دن بعد سعد اور عتبہ واپس آ گئے آپ نے فدیہ لے کر عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ عثمان تو رہا ہوتے ہی مکہ واپس ہو گیا اور مکہ ہی میں جا کر کافر مرا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک کہ غزوہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

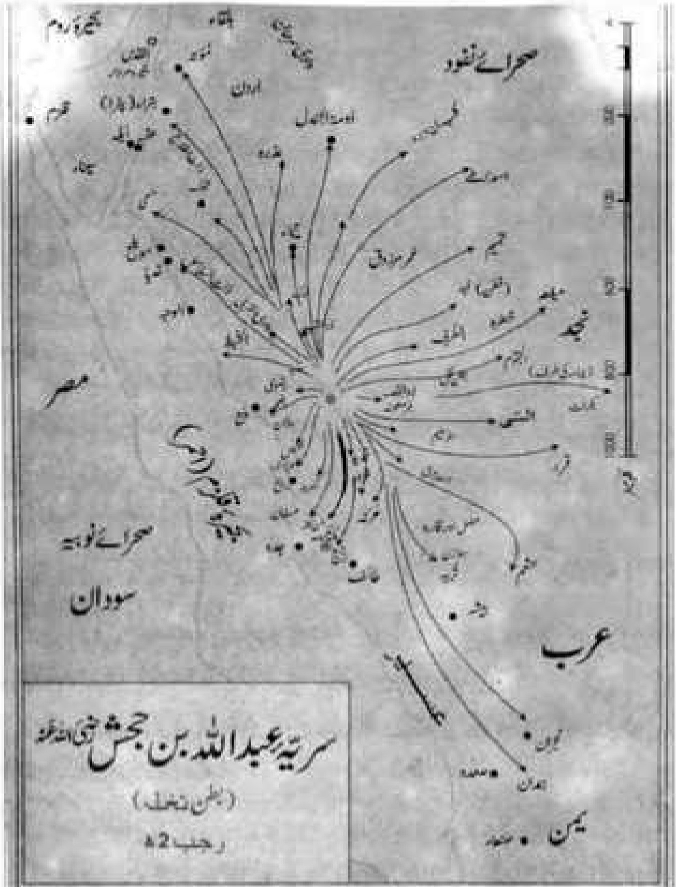
بحیرۂ روم
صحرائے نفود
مصر
نجد
صحرائے نوبیہ
سوڈان
عرب
یمن

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ
(بطن نخلہ)
رجب 2ھ

بسم اللہ اللّٰھم صل علی محمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں جاتے یا مسجد سے نکلتے تو
یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ احمد حنبل

غزوۂ بدر کا محاربہ مجمل احوال

قریش کے تجارتی قافلہ کا تعاقب

شروع رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان قریش کے قافلہ تجارت کو شام سے مکہ واپس لا رہا ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا یہ قریش کا کاروان تجارت ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے تم اس کی طرف خروج کرو۔ عجب نہیں کہ حق جل وعلا تم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ نے غزوۂ ذی العشیرہ میں دوسو (۲۰۰) مہاجرین کو ہمراہ لے کر خروج فرمایا تھا اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔

چونکہ جنگ وجدال اور حرب وقتال کا وہم وگمان بھی نہ تھا اس لئے بلا کسی جنگی تیاری اور اہتمام کے نکل کھڑے ہوئے۔

اہل مکہ کو اطلاع

ابوسفیان کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا اس لئے جب ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچا تو ہر راہگیر اور مسافر سے آپ کے حالات اور خبریں دریافت کرتا تا آنکہ بعض مسافروں سے اس کو یہ خبر ملی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے اصحاب کو تیرے قافلے کی طرف خروج کا حکم دیا ہے۔ ابوسفیان نے اسی وقت ضمضم غفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قریش کو اطلاع کر دے کہ جس قدر ممکن ہو اپنے قافلہ کی خبر لیں اور اپنے سرمایہ کو بچانے کی کوشش کریں مگر

(صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو لے کر اس قافلہ سے تعارض کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی

۱۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مقداد کا تھا اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بدر میں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے۔ ابو لبابہ اور علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو ابو لبابہ اور علی عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ پا چل لیں گے آپ یہ ارشاد فرماتے تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور تم سے میں زیادہ خدا کے اجر سے بے نیاز نہیں۔

بچوں کو واپس بھیجنا

بیر ابی عنبہ پر پہنچ کر (جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے) تمام جماعت کا معائنہ فرمایا جو کم عمر تھے ان کو واپس فرما دیا مقام روحاء میں پہنچ کر ابو لبابہ بن عبد المنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر فرما کر واپس کیا۔

لشکر اسلام کے علمبردار

اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں اور دوسرا مصعب بن عمیرؓ اور تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

خفیہ معلومات کا انتظام

جب مقام صفراء کے قریب پہنچے تو بسبس بن عمرو جہنیؓ اور عدی بن ابی الزغباء جہنیؓ کو قافلہ ابی سفیان کے تجسس کے لئے آگے روانہ کیا۔

سرداران قریش کی تیاری

اور ادھر ضمضم غفاری ابو سفیان کا پیام لے کر مکہ پہنچا کہ تمہارا قافلہ خطرہ میں ہے دوڑو

اور جلد از جلد اس کی خبر لو۔

اس خبر کا پہنچنا تھا کہ تمام مکہ میں ہل چل پڑ گئی اس لئے کہ قریش میں کا کوئی مرد اور عورت ایسا نہ رہا تھا کہ جس نے اپنی پوری پونجی اور سرمایہ اس میں شریک نہ کر دیا ہو، اس لئے اس خبر کے سنتے ہی تمام مکہ میں جوش پھیل گیا اور ایک ہزار آدمی پورے ساز و سامان کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ ابوجہل سردار لشکر تھا۔

قریش نہایت کروفر اور سامان عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور طبلوں اور طبلچیوں کو ساتھ لے کر اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے روانہ ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئاء الناس

اے مسلمانو تم ان کافروں کی طرح مت ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اپنی قوت اور شوکت کو دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں۔

تقریباً تمام سرداران قریش شریک لشکر ہوئے صرف ابولہب کسی وجہ سے نہ جا سکا اور اپنے بجائے ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو روانہ کیا۔

عاص بن ہشام کے ذمہ ابولہب کے چار ہزار درہم قرض تھے اور مفلس ہونے کی وجہ سے ادا کرنے کی استطاعت نہ رہی تھی اس لئے قرض کے دباؤ میں ابولہب کے عوض جنگ میں جانا قبول کیا۔

امیہ بن خلف کا واقعہ

اور اسی طرح امیہ بن خلف نا خلف نے بھی اول اول بدر میں جانے سے انکار کیا لیکن ابوجہل کے جبر اور اصرار سے ساتھ ہو لیا۔

امیہ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے۔ امیہ جب بغرض تجارت شام جاتا تو راستہ میں مدینہ میں سعد بن معاذ کے پاس اترتا اور سعد بن معاذ جب مکہ جاتے تو امیہ کے پاس اترتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آئے اور حسب دستور امیہ کے پاس ٹھہرے اور امیہ سے یہ کہا کہ طواف کرنے کے لئے مجھے اپنے

وقت سے چلو کہ حرم لوگوں سے خالی ہو یعنی ہجوم نہ ہو۔ امیہ دوپہر کے وقت سعد بن معاذ کو لے کر نکلا۔ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آ گیا اور یہ کہنے لگا اے ابوصفوان (یہ امیہ کی کنیت ہے) یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے۔ امیہ نے کہا سعد ہے ابوجہل نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص اطمینان سے طواف کر رہا ہے تم ایسے بے دینوں کو ٹھکانہ دیتے ہو اور ان کی اعانت اور امداد کرتے ہو۔ اے سعد خدا کی قسم اگر یہ ابوصفوان یعنی امیہ تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے صحیح و سالم واپس نہیں جا سکتے تھے۔ سعد نے بلند آواز سے کہا اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو خدا کی قسم میں مدینہ سے تیرا شام کا راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ نے سعد سے کہا کہ تم ابوالحکم (یعنی ابوجہل) پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ یہ اس وادی کا سردار ہے۔ سعد نے ترش روئی سے کہا کہ اے امیہ بس رہنے دے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو حضور پر نور کے اصحاب اور احباب کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ امیہ نے کہا کہ کیا میں مکہ میں مارا جاؤں گا۔ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں اور کس جگہ مارا جائے گا۔ یہ سن کر امیہ گھبرا گیا اور بہت ڈر گیا اور جا کر اپنی بیوی ام صفوان سے اس کا تذکرہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ امیہ نے یہ کہا **واللہ ما یکذب محمد فکاد ان یحدث**۔ خدا کی قسم محمد کبھی غلط نہیں کہتے اور قریب تھا کہ خوف ہراس کی وجہ سے امیہ کا پیشاب اور پاخانہ خطا ہو جائے۔ فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۷۔ اور امیہ پر اس درجہ خوف وہراس غالب ہوا کہ یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی مکہ سے باہر نہ نکلوں گا چنانچہ جب ابوجہل نے لوگوں سے بدر کی طرف نکلنے کو کہا تو امیہ کو مکہ سے نکلنا بہت گراں تھا اس کو اپنی جان کا ڈر تھا۔ ابوجہل امیہ کے پاس آیا اور چلنے کے لئے اصرار کیا ابوجہل نے جب یہ دیکھا کہ امیہ چلنے پر تیار نہیں تو یہ کہا کہ آپ سردار ہیں اگر آپ نہیں نکلیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ غرض ابوجہل امیہ کو چمٹا رہا اور برابر اصرار کرتا رہا۔ بالآخر یہ کہا کہ اے صفوان تیرے لئے نہایت عمدہ اور تیز رو گھوڑا خرید دوں گا (تا کہ جہاں خطرہ محسوس کرو فوراً اس پر بیٹھ کر واپس آ جاؤ) امیہ جانے کے لئے تیار ہو گیا اور گھر میں جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سفر کا سامان تیار کرو۔ بیوی نے کہا کہ ابوصفوان تم کو اپنے یثربی بھائی کا قول یاد نہیں رہا امیہ نے کہا میرا ارادہ تھوڑی دور تک جانے کا ہے پھر واپس آ جاؤں گا پس امیہ اسی ارادہ

سے روانہ ہوا اور جس منزل میں اترتا اپنا اونٹ ساتھ باندھتا مگر قضاء وقدر نے بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بدر پہنچا اور میدان قتال میں صحابہ کے ہاتھ سے قتل ہوا (بخاری شریف غزوہ بدر) غرض یہ کہ امیہ کو اپنے قتل کا یقین تھا ابوجہل کی زبردستی سے ساتھ ہولیا ابوجہل خود بھی تباہ ہوا اور دوسروں کو بھی تباہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشیوں کے لشکر کی اطلاع

روحاء سے چل کر جب آپ مقام صفراء پر پہنچے تو بسبسؓ اور عدیؓ نے آکر آپ کو قریش کی روانگی کی اطلاع دی۔ اس وقت آپ نے مہاجرین اور انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور قریش کی اس شان سے روانگی کی خبر دی۔

حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کا اظہار جانثاری

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہوگئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جان نثاری فرمایا اور بسروچشم آپ کے اشارے کو قبول کیا اور دل وجان سے اطاعت کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جان نثاری فرمایا۔

حضرت مقدادؓ کا اظہار جذبات

بعد ازاں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا

یارسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے سے لڑیں گے۔

راوی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مقداد کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

انصار سے مشورہ

مسند احمد میں باسنادِ حسن مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب نے متفقہ طور پر یہ کہا۔ یا رسول اللہ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہ کہیں گے۔ ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔

باوجود اس شافی اور کافی جواب کے آپ نے تیسری بار پھر بھی ارشاد فرمایا:

اے لوگو مجھ کو مشورہ دو۔

سردارِ انصار سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بلیغ اشارہ اور دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا۔ یا رسول اللہ شاید روئے سخن انصار کی طرف ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو منشاءِ مبارک ہو اس پر چلیے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں تعلق قطع کریں اور جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے اور اگر آپ ہم کو برک الغماد جانے کا حکم دیں گے تو بالضرور ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود

پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم لڑائی کے وقت بڑے صابر اور مقابلہ کے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کو لے کر چلئے۔

کفار سے مقابلہ کا فیصلہ

رسول اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے یہ جاں نثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا اللہ کے نام پر چلو اور تم کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابوجہل یا ابوسفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا۔

اور مجھ کو قوم کفار کے پچھڑ کے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا خواب

ادھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کی پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلائی گئیں اور ادھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم غفاری کے مکہ پہنچنے سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور ابطح میں اونٹ بٹھا کر با آواز بلند یہ پکار رہا ہے۔

اے اہل غدر اپنے مقتل و پچھڑنے کی جگہ کی طرف تین دن میں نکل جاؤ۔

لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر وہ اپنا اونٹ لئے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور پھر یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قبیس پر چڑھا اور اوپر سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی۔ جب وہ چٹان پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چور چور ہو گئی۔ مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا کہ جس میں اس کا کوئی ٹکڑا جا کر گرا ہو۔

عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے ذکر کیا اور کہا اے بھائی خدا کی قسم آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور اندیشہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آنے والی ہے۔ دیکھو اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ عباس گھر سے باہر نکلے اور اپنے دوست ولید

بن عتبہ سے اس خواب کا ذکر کیا اور یہ تاکید کی کہ اس خواب کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کا لفظ بلفظ تذکرہ کر دیا اسی طرح بات تمام مکہ میں پھیل گئی۔ دوسرے تیسرے روز حضرت عباس مسجد حرام میں گئے تو دیکھا کہ ابوجہل ایک مجمع کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ابوجہل نے حضرت عباس کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ اے ابوالفضل تمہارے مرد تو نبوت کے مدعی تھے ہی اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں میں نے دریافت کیا کیا بات ہے' ابوجہل نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا۔

ابوسفیان کے قاصد کا مکہ پہنچنا

اسی اثناء میں ضمضم غفاری' ابوسفیان کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ پیراہن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ پکارتا آ رہا ہے کہ اے گروہ قریش اپنے کاروان کی خبر لو اور جلد از جلد ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساز وسامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں پہنچ کر خواب کی تعبیر بحالت بیداری آنکھوں سے دیکھ لی۔

جہیم بن صلت کا خواب

غرض یہ کہ قریش پورے ساز وسامان کے ساتھ گاتے بجاتے روانہ ہوئے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو جہیم بن صلت نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور ایک اونٹ اس کے ہمراہ ہے۔ وہ آ کر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہے قتل ہوا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالحکم بن ہشام یعنی ابوجہل اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں۔ بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کے برچھا مار کر لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر میں کا کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس پر اس کے خون کے چھینٹے نہ پڑے ہوں۔ ابوجہل کو جب اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور یہ کہا کہ یہ بنی المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے کل کو جب مقابلہ ہوگا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کہ قافلہ بدر پہنچنے والا ہے

بسبسؓ اور عدیؓ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کے جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب مقام بدر پر پہنچے تو ایک ٹیلہ کے نیچے جہاں ایک پانی کا چشمہ تھا اپنے اونٹوں کو بٹھلایا اتنے میں دو عورتیں دکھائی دیں جن میں سے ایک دوسری پر اپنے قرض کا تقاضا کر رہی تھی تو اس نے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے آنے والا ہے اس وقت محنت و مزدوری سے جو کماؤں گی اس سے تیرا حق ادا کر دوں گی۔

مجدی بن عمرو جہنی بھی پانی کے چشمہ پر موجود تھا اور یہ تمام گفتگو سن رہا تھا۔ جب قرضدار عورت نے قرض خواہ عورت سے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ آنے والا ہے۔ اس وقت قافلہ کا کچھ کام کر کے تیرا حق ادا کر دوں گی تو مجدی نے یہ کہا۔ سچ کہتی ہے اور یہ کہہ کر بیچ بچاؤ کرا دیا۔ بسبسؓ اور عدیؓ یہ سنتے ہی اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی۔

ابوسفیان نے راستہ بدل لیا

بسبسؓ اور عدیؓ کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل و حرکت کی خبر لینے کی غرض سے اس مقام پر پہنچا اور مجدی بن عمرو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔

مجدی نے کہا کسی کو نہیں دیکھا صرف دو سواروں کو دیکھا کہ اس ٹیلہ کے نیچے آ کر اونٹ بٹھلائے اور پانی پیا۔ اور مشکیزہ پانی سے بھر کر چل دیئے۔ ابوسفیان فوراً اس مقام پر پہنچا وہاں کچھ مینگنیاں پڑی تھیں ایک مینگنی کو اٹھا کر توڑا اس میں سے ایک گٹھلی برآمد ہوئی۔

ابوسفیان نے اس گٹھلی کو دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم یثرب (مدینہ) کے کھجور کی گٹھلی ہے۔ فوراً وہاں سے واپس ہوا اور قافلہ کا رخ بدل دیا۔ اور ساحل کے راستے سے قافلہ کو بچا کر صحیح سالم لے گیا اور قریش کو یہ پیام دے کر بھیجا انکم انما خرجتم لتمنعوا عیرکم ورجالکم واموالکم وقد نجاها الله فارجعوا یعنی تم صرف اس لئے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے

آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچا لو اللہ نے سب کو بچا لیا۔ لہٰذا تم سب مکہ واپس ہو جاؤ

ابوجہل کی ضد

ابوجہل نے کہا جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھا پی کر اور گا بجا کر خوب مزے نہ اڑا لیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

اخنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے کہا کہ اے بنی زہرہ تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ سو اللہ نے تمہارے اموال بچا لئے اب تمہیں لڑنے کی ضرورت نہیں بے وجہ ہم کو ہلاکت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے جیسا کہ یہ شخص (ابوجہل) کہتا ہے لہٰذا تم واپس ہو جاؤ۔ قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ اپنے سردار اخنس بن شریق کے کہنے سے واپس ہو گئے اور بنی زہرہ میں سے کوئی شخص بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اور دیگر بعض نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ گیا تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی مگر ابوجہل نے ایک نہ سنی اور بدر کی طرف روانہ ہوا۔

مقام بدر پر پڑاؤ اور رحمت الٰہی

اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے بدر پہنچ گئے مگر قریش نے پہلے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لئے چھانٹ لیا۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی۔ ریتلا میدان تھا جہاں چلنا ہی دشوار تھا۔ ریت میں پیر دھنس جاتے تھے۔ حق جل وعلا نے باران رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گیا اور پانی جمع کرنے کے لئے مسلمانوں نے چھوٹے حوض بنائے تاکہ پانی وضو اور غسل کے کام آ سکے سورۃ انفال میں حق تعالیٰ شانہ نے اس احسان کو ذکر فرمایا ہے۔

نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ پانی اگرچہ مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے لئے جمع کیا تھا مگر نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم رأفت مجسم نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اس سے پینے کی اجازت دی۔

دو غلاموں کے ذریعہ قریش کے حالات کی خبر

جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور زبیر بن عوامؓ اور سعد بن

ابی وقاص اور چند صحابہ کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے ان کو دو غلام ہاتھ آ گئے ان کو پکڑ لائے اور دریافت کرنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ان غلاموں نے کہا ہم قریش کے سقے ہیں پانی لانے کے لئے نکلے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کہنے کا کچھ یقین نہ آیا اور یہ سمجھ کر ان کو کچھ مارا کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کا کچھ حال بتائیں جب ان پر کچھ مار پڑی تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا خدا کی قسم یہ قریش کے آدمی ہیں (یعنی ابوسفیان کے ہمراہیوں میں سے نہیں) آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں ان غلاموں نے کہا واللہ اس عقنقل ٹیلہ کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے غلاموں نے کہا ہم کو ان کی شمار اور تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا روزانہ کھانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں جواب دیا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس آپ نے فرمایا ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔

بعد ازاں آپ نے دریافت کیا کہ سرداران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور ابوالبختری بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خویلد اور حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی اور نضر بن الحارث اور زمعہ بن اسود اور ابوجہل بن ہشام اور امیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ یہ سن کر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مکہ نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے۔ الغرض اس طرح آپ نے قریش کا حال معلوم کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیام گاہ کا انتظام

جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاری کی اور سعد بن معاذ کی رائے سے آپ کے قیام کے لئے ٹیلہ پر ایک چھپر بنایا گیا۔

یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کارزار نظر آتا تھا۔ سعد بن معاذؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ کے لئے ایک چھپر نہ بنا دیں جس میں آپ تشریف رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم دشمن سے جا کر مقابلہ کریں۔ پس اگر اللہ نے ہم کو عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری یہی تمنا ہے اور اگر خدانخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو آپ سواری پر سوار ہو کر ہماری قوم کے باقی ماندہ لوگوں سے جا ملیں قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں۔ اے پیغمبر خدا ہم ان سے زیادہ آپ کے محب نہیں۔ اگر ان کو کسی وجہ سے اس میں بھی یہ گمان ہوتا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو ہرگز پیچھے نہ رہتے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرماتا اور وہ نہایت اخلاص اور خیر خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور ان کے حق میں دعا فرمائی بعد ازاں آپ کے لئے ایک چھپر بنایا گیا۔

کافر سرداروں کی قتل گاہوں کی نشاندہی

حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کارزار گرم ہونے والا تھا اس شب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم کو میدان کارزار کی طرف لے کر چلے تاکہ اہل مکہ کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے ہذا مصرع فلان غداً ان شاء اللہ یہ فلاں کی قتل گاہ صبح کو انشاء اللہ اور مقام قتل پر ہاتھ رکھ کر ہر ایک کا نام اسی طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سر مو تجاوز نہ کیا جہاں آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔

پوری رات عبادت میں گزاری

بعد ازاں آپؐ اور آپؐ کے یار غار رفیق جاں نثار صدیق المہاجرین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس عریش یعنی چھپر میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور صدیق انصار سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپر کے دروازہ پر تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بدر کی شب میں کوئی شخص ہم سے ایسا نہ تھا جو سوتا نہ رہا ہو سوائے آپ کی ذات بابرکات علیہ الف الف صلوات والف تحیات کے تمام شب نماز اور دعا اور گریہ وزاری میں گزاری۔ اسی طرح صبح کر دی۔

صحابہؓ کو سرفروشی کی ترغیب

طلوع فجر ہوتے ہی آپ نے یہ آواز دی الصلوٰۃ عباد اللہ۔ اے اللہ کے بندو نماز کا وقت آ گیا۔ آواز کا سننا تھا کہ سب جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی کی ترغیب دی۔

صفوں کی ترتیب اور دعا

بعد ازاں آپ نے اصحاب کی صفوں کو سیدھا کیا اور ادھر کفار کی صفیں تیار تھیں ماہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ ہے اور جمعہ کا روز ہے کہ ایک طرف سے حق کی جماعت اور دوسری طرف سے باطل کی جماعت میدان فرقان کی طرف بڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی عظیم الشان جماعت کو پورے ساز وسامان کے ساتھ میدان کارزار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بارگاہ ایزدی میں یہ عرض کیا:

اے اللہ یہ قریش کا گروہ ہے جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلہ کے لئے آیا ہے تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اے اللہ اپنی فتح ونصرت نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور اے اللہ ان کو ہلاک کر۔

ایک عجیب واقعہ

بعد ازاں آپ نے لشکر اسلام کو مرتب فرمایا۔ ترتیب اور صف آرائی کے وقت دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ صف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا آگے کو نکلے ہوئے تھے آپ نے بطور تلطف سواد بن غزیہ کے پیٹ پر تیر کا ایک ہلکا سا کچوکا دے کر فرمایا اے سواد سیدھا ہو جا۔

سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ اوجعتنی وقد بعثک اللہ بالحق والعدل فاقدنی۔

یارسول اللہ آپ نے مجھ کو دردمند کیا اور تحقیق اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے پس بدلہ دیجئے۔

آپ نے شکم مبارک سے پیراہن شریف کو اٹھا کر سواد سے فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔

سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکم مبارک کو گلے لگالیا اور بوسہ دیا اور عرض کیا یارسول اللہ شاید یہ آخری ملاقات ہو آپ مسرور ہوئے اور سواد بن غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

صفوں کی ہمواری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کو مرتب اور اس کی صفوف کو صفوف ملائکہ کی طرح درست اور ہموار فرما کر عریش (چھپر) میں تشریف لے گئے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ عریش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر عریش کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔

قریش کے جاسوس کی رپورٹ

قریش جب مطمئن ہوئے تو آغاز جنگ سے پہلے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کی جماعت کا اندازہ لینے کے لئے بھیجا عمیر بن وہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے اردگرد پھر کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کم و بیش تین سو آدمی ہیں لیکن مجھ کو ذرا مہلت دو کہ یہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں چھپی ہوئی نہیں چنانچہ عمیر گھوڑے پر سوار ہو کر دور دور ایک چکر لگا کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں لیکن اے گروہ قریش میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ مدینہ کے اونٹ موت کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں اس قوم کا سوائے ان کی تلواروں کے کوئی پناہ اور سہارا نہیں خدا کی قسم میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک جب تک اپنے مقابل کو نہ مار لے گا اس وقت تک ہرگز نہ مارا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انہیں کے برابر مارے گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کر لو۔

حکیم بن حزام کی رائے اور خطاب

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عتبہ کے پاس گیا اور کہا اے ابو الولید آپ قریش کے سردار اور بڑے ہیں کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا رہے۔ عتبہ نے کہا کیا ہے حکیم نے کہا کہ لوگوں کو لوٹا لے چلو اور عمرو بن حضرمی کا خون بہا اپنے ذمے لے لو۔ عتبہ نے کہا میں عمرو بن حضرمی کا خون بہا اور دیت کا ذمہ دار ہوں لیکن ابوجہل سے بھی مشورہ کر لو اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

اے گروہ قریش واللہ تم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے جنگ کر کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمہارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الاعمام اور بنی الاخوال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو اگر عرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غالب کر دیا تو وہ بھی تمہارے لئے باعث عزت و شرف ہوگا (کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے) دیکھو میری نصیحت کو درست کرو اور مجھ کو سفیہ اور نادان نہ بناؤ۔

ابوجہل کا جوش

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس آیا۔ ابوجہل اس وقت زرہ پہن کر ہتھیار سج رہا تھا میں نے کہا عتبہ نے مجھ کو یہ پیغام دے کر بھیجا ہے۔

ابوجہل سنتے ہی غصے سے بھڑک اٹھا اور یہ کہا کہ عتبہ اس لئے بھی لڑائی سے جان چراتا ہے کہ اس کا بیٹا ابو حذیفہ مسلمانوں کے ساتھ ہے اس پر کوئی آنچ نہ آئے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مابین فیصلہ نہ کر دے اور عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلا کر یہ کہا کہ یہ تیرا حلیف عتبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ عامر نے سنتے ہی ہائے عمرو ہائے عمرو کا نعرہ شروع کیا جس سے تمام فوج میں جوش پھیل گیا اور سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔

تین مشرک سپاہیوں کی للکار

مشرکین میں سب سے پہلے عتبہ بن ربیعہ مع اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان میں آیا اور للکار کر اپنا مبارز اور مقابل طلب کیا۔

لشکر اسلام میں سے تین شخص مقابلہ کے لئے نکلے۔ عوف اور معوذ پسران حارث اور عبداللہ بن رواحہ۔

عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ ان لوگوں نے کہا (رھط من الانصار) یعنی ہم گروہ انصار سے ہیں عتبہ نے کہا ہم کو تم سے مطلب نہیں ہم تو اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں اور ایک شخص نے للکار کر یہ آواز دی۔

اے محمدؐ۔ ہماری قوم میں سے ہماری جوڑ کے ہم سے لڑنے کو بھیج۔

حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہؓ کا مقابلہ میں آنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ صف قتال کی طرف واپس آ جائیں اور حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ عبیدہؓ بن الحارث کو بنام مقابلہ کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔

حسب الارشاد یہ تینوں مقابلہ کے لئے نکلے۔ چہروں پر چونکہ نقاب تھے اس لئے عتبہ نے دریافت کیا تم کون ہو۔ عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ہوں حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں علی نے کہا میں علی ہوں عتبہ نے کہا:

ہاں! تم ہمارے جوڑ اور برابر کے ہو اور محترم ہو۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

اے بنی ہاشم اٹھو اس حق کے ساتھ جس کو اللہ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے یہ باطل کو لے کر اللہ کا نور بجھانے آئے ہیں۔

تینوں مشرک مارے گئے

اس کے بعد جنگ شروع ہوگئی۔ عبیدہؓ عتبہ کے مقابلہ میں نکلے اور حمزہؓ شیبہ کے اور علیؓ ولید کے مقابل ہوئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے تو اپنے اپنے مقابل کا ایک ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ عبیدہؓ خود بھی زخمی ہوئے اور اپنے مقابل کو بھی زخمی کر دیا۔ بالآخر عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے حضرت عبیدہؓ کے پیر کٹ گئے حضرت علیؓ اور حضرت حمزہ اپنے اپنے مقابل سے فارغ ہو کر حضرت عبیدہؓ کی امداد کو آپہنچے اور عتبہ کا کام تمام کیا اور عبیدہ کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آئے۔

حضرت عبیدہؓ کا زخم اور خوشی

حضرت عبیدہ کی پنڈلی کی ہڈی سے خون جاری تھا۔ عبیدہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں شہید ہوں آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس پر عبیدہ نے کہا کاش اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس شعر کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔

ونسلمه حتی نصرع حوله   ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کر سکتے ہیں کہ جب ہم سب ان سے پہلے قتل کر دیے جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بے خبر ہو جائیں اور اس کے بعد یہ شعر پڑھے

فان یقطعوا رجلی فانی مسلم   ارجی به عیشا من الله عالیا

اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صدمہ میں خدا سے بہت ہی بلند عیش کا امیدوار ہوں یعنی پیر قطع ہو جانے سے یہ حیات فانیہ قطع ہو گی مگر اس کے بدلہ میں ایسی حیات ملے گی جو کبھی منقطع نہ ہو گی۔

والبسنی الرحمن من فضل منه   لباسا من الاسلام غطی المساویا

اور کیوں نہ امید کروں خداوند مہربان ہی نے محض اپنی مہربانی سے مجھ کو اسلام کا لباس پہنایا جس نے تمام برائیوں کو ڈھانک لیا۔

عام جنگ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

عتبہ اور شیبہ کے قتل کے بعد میدان کارزار گرم ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپر سے برآمد ہوئے اور صحابہ کی صفوں کو ہموار کیا بعد پھر ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لیے ہوئے عریش (چھپر) میں واپس تشریف لے گئے اور سعد بن معاذؓ تلوار لے کر چھپر کے دروازے

پر کھڑے ہوگئے حضور پرنور نے جب اپنے اصحاب اور احباب کی قلت اور بے سروسامانی کو اور اعداء کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہوگئے اور یہ دعا مانگتے تھے۔

اے اللہ میں تیرے عہد اور وعدہ کی وفا کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری پرستش نہ ہو۔

حضرت علیؓ راوی ہیں کہ میں نے بدر کے دن کچھ قتال کیا اور آپ کی طرف آیا دیکھا کہ آپ سربسجود ہیں اور یاحی یاقیوم کہتے جاتے ہیں میں لوٹ گیا اور قتال میں مصروف ہو گیا اور کچھ دیر بعد پھر آپ کی طرف آیا پھر اسی حال میں پایا۔ تین مرتبہ اسی حال میں پایا چوتھی بار اللہ نے آپ کو فتح دی۔

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین تک ایک ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو سے کچھ زیادہ ہیں تو آپ عریش (چھپر) میں تشریف لے گئے اور مستقبل قبلہ ہوکر بارگاہ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی۔

دیر تک ہاتھ پھیلائے ہوئے یہی دعا فرماتے رہے کہ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی حالت میں چادر مبارک دوش مبارک سے گر پڑی۔

خشوع وخضوع کی خاص کیفیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ بارگاہ خداوندی میں کبھی سر بسجود تضرع وابتہال فرماتے ہیں اور کبھی سائلانہ اور فقیرانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر فتح ونصرت کی دعا مانگتے تھے محویت کا یہ عالم تھا کہ ردائے مبارک دوش مبارک سے بار بار گر پڑتی تھی۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر اٹھا کر دوش مبارک پر ڈال دی اور پیچھے سے آکر آپ کی کمر سے چمٹ گئے۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ ابوبکرؓ نے

آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا

بس کافی ہے تحقیق۔ آپ نے اللہ کے حضور میں بہت الحاح و زاری کی۔

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابوبکرؓ نے عرض کیا:

بس اللہ سے آپ کا یہ سوال کافی ہے تحقیق وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملئکة مردفین. وما جعله الله الا بشری و لتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند الله ط ان الله عزیز حکیم ۝

یاد کرو اس وقت کو کہ جب تم اللہ سے فریاد کر رہے تھے پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں گے اور نہیں بنایا اللہ نے اس امداد کو مگر محض تمہاری بشارت اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے آپ اس وقت عریش (چھپر) سے باہر تشریف لائے اور زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔

سیھزم الجمع ویولون الدبر ۝

عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ دعا مانگتے مانگتے آپ پر غنودگی طاری ہو گئی تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

اے ابوبکر تجھ کو بشارت ہو۔ تیرے پاس اللہ کی مدد آ گئی یہ جبرئیل امین گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں دانتوں پر ان کے غبار ہے۔

مقام رجا اور مقام خوف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حق جل وعلا کی عظمت وجلال اور شان استغناء پر

نیازی پر تھی۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

ان اللہ لغنی عن العالمین۔ وقال تعالیٰ و اللہ ھو الغنی الحمید ان یشأ یذھبکم۔

اس لئے چشم ہائے مبارک سے گریہ وزاری کے چشمے جاری اور رواں تھے لیکن ابوبکر کو آپ کی اس بے تابانہ اور مضطربانہ الحاح وزاری سے یقین آ گیا کہ آپ کی دعا مستجاب اور مقبول ہوئی۔

غرض یہ کہ صدیق اکبر مقام رجا میں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام خوف میں تھے۔

پہلا انعام فرشتوں کا اترنا

اول حق تعالیٰ نے ایک ہزار اور پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لئے اتارے۔

چونکہ اس جنگ میں کفار ومشرکین کی امداد کے لئے ابلیس لعین اپنا لشکر لے کر حاضر ہوا اس لئے حق جل وعلا نے مسلمانوں کی امداد کے لئے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کی سرکردگی میں آسمان سے اپنے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں اور اس کے لشکر کے لوگ بنی مدلج کے مردوں کی شکل میں ظاہر ہوئے (جیسا کہ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں ہی کی شکل میں نمودار ہوئے جیسا کہ علامہ سہیلی اور امام قرطبی نے تصریح کی ہے۔

سہل بن سعد راوی ہیں کہ ابو اسید نے مجھ سے یہ کہا کہ اے بھتیجے اگر میں اور تو بدر میں ہوتے تو میں تجھ کو وہ گھاٹی دکھلاتا جہاں سے فرشتے ہماری امداد کے لئے برآمد ہوئے تھے جس میں کوئی شک اور شبہ نہیں۔

ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو صحابہ بدریین میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتے زرد رنگ کے عماموں میں اترے شملے مونڈھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے زبیر بن عوام سے روایت کیا ہے اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی بدر کے دن زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

دوسرا انعام "تقویت"

دوسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کو روحانی طور پر تقویت پہنچائیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اذ یوحی ربک الی الملئکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا۔

اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم اہل ایمان کو ثبات اور استقامت میں قوت پہنچاؤ۔

جس طرح حق تعالیٰ نے شیطان کو دلوں میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت دی ہے اسی طرح ملائکہ کو مومنین کو دلوں میں نیک باتوں کے القاء کی قدرت عطا فرمائی ہے جس کو الہام کہتے ہیں۔ سو فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں خداوند ذوالجلال سے سرکشی کرنے والوں کے مقابلہ میں سرفروشی اور جانبازی کا القاء کیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرنے والوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو۔ نعم المولی ونعم النصیر تمہارا حامی اور مددگار ہے اور اس کے فرشتوں کا لشکر تمہاری پشت پناہی کے لئے حاضر ہے۔ پھر کیا فکر اور کیا غم ہے اور فتح و شکست کا مدار دلوں کی قوت اور ضعف پر ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

تیسرا انعام فرشتوں کا جہاد

تیسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد اور قتال کا حکم دیا۔

چوتھا اور پانچواں انعام

چوتھا انعام یہ فرمایا کہ فرشتوں کو ان کا معین اور مددگار بنایا۔ اصل جہاد کرنے والے صحابہ تھے فرشتے ان کے تابع تھے جیسا کہ معکم کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

پانچواں انعام یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالا۔ جیسا کہ ارشاد ہے

سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب۔

فرشتوں کو قتل کی تعلیم

فرشتوں کو چونکہ آدمیوں کے قتل کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کو قتل

کا یہ طریقہ بتایا۔

فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم كل بنان

: اے فرشتو تم مارو کافروں کی گردنوں پر اور کاٹ دو ان کے ہر پور کو۔

مقتولین ملائکہ

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پہچانے جاتے تھے مقتولین ملائکہ کے گردنوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک مشرک کے پیچھے دوڑا اوپر سے ایک کوڑے اور سوار کی آواز سنائی دی کہ اے حیزوم آگے بڑھ۔ اس کے بعد جو اس مشرک پر نظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ مشرک زمین پر چت پڑا ہوا ہے اور اس کی ناک اور چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے۔

انصاری نے آکر یہ تمام واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا۔ تو نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی امداد تھی۔

سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے یہ دیکھا کہ ہم میں کا کوئی شخص جب مشرک کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچے اس کا سر کٹ کر زمین پر گر جاتا۔

حضرت جبرئیلؑ نے بھی جنگ کی

صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

یہ ہیں جبرئیل جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں سامان جنگ سے آراستہ ہیں۔

فرشتوں کے گھوڑے

فرشتوں کا گھوڑوں پر سوار ہونا یہ بھی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔

غزوۂ حنین میں بھی فرشتے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے اور کسی موقعہ پر قتال نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی فقط تائید اور تقویت اور تکثیر جماعت اور سکینت و طمانیت کیلئے فرشتوں کا نازل ہونا دوسرے مواقع میں بھی ثابت ہوا ہے۔ مثلاً غزوۂ حنین میں ملائکہ کا نزول سورۂ توبہ میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وانزل جنودا لم تروھا۔
اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

مگر بخاری اور مسلم کی ایک حدیث سے غزوۂ احد میں بھی جبرئیل و میکائیل کا قتال کرنا مذکور ہے لیکن وہ قتال تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا۔ صرف ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والتحیات کی حمایت و حفاظت کے لئے تھا۔

جنت کی بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص صبر و تحمل اخلاص اور صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا شوق جنت

عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے۔ یکایک جب یہ کلمات طیبات ان کے کان میں پہنچے تو سنتے ہی بول اٹھے۔

واہ۔ واہ۔ میرے اور جنت کے درمیان فاصلہ ہی کیا رہ گیا ہے مگر صرف اتنا کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور تلوار لے کر جہاد شروع کیا اور لڑنا شروع کیا یہاں تک شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت عوف کی شہادت

عوف بن حارث نے عرض کیا۔

یارسول اللہ۔ پروردگار کو بندہ کی کیا چیز ہنساتی ہے یعنی خوش کرتی ہے۔

آپ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا برہنہ ہوکر خدا کے دشمن کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگ دینا۔

عوفؓ نے یہ سنتے ہی زرہ اتار کر پھینک دی اور تلوار لے کر قتال شروع کیا یہاں تک شہید ہوگئے رحمۃ اللہ علیہ۔

ابوجہل کی ترغیب ودعا

عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہو جانے کے بعد ابوجہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمت اور جرات دلائی اور جنگ پر آمادہ کیا۔

اے لوگو! عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا قسم ہے لات اور عزیٰ کی ہم اس وقت ہرگز واپس نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو رسیوں میں نہ باندھ لیں گے۔

اور اس کے بعد ابوجہل نے اللہ سے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم میں سے جو قرابتوں کا قطع کرنے والا اور غیر معروف امور کا مرتکب ہو اس کو ہلاک فرما اور ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اس کو فتح اور نصرت دے۔

اس پر جب اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم وان تعودوا
نعد ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین ٥

اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو دیکھ لو تمہارے سامنے فتح آگئی اب اگر آئندہ کو باز آگئے تو تمہارے لئے بہتر ہے اور تمہاری جماعت ذرہ برابر تمہارے کام نہ آسکے گی اگرچہ وہ جماعت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور تحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا و بشارت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابوجہل کی دعاء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے پروردگار اگر (خدانخواستہ) یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں کبھی تیری پرستش نہ ہوگی۔ ایک طرف ابوجہل دعاء کر رہا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول دعاء تھے۔ اس کے بعد فریقین میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عریش (چھپر) سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو جہاد و قتال کی ترغیب دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا جائے گا۔ حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

مشت خاک سے سب اندھے ہوگئے

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین کے اشارے سے ایک مشت خاک لے کر مشرکین کے چہروں پر پھینک دی اور صحابہ کو حکم دیا کہ کافروں پر حملہ کرو مشرکین میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ اور ناک اور منہ میں یہ مٹی نہ پہنچی ہو۔

خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس مشت خاک میں کیا تاثیر تھی کہ اس کے پھینکتے ہی دشمن بھاگ اٹھے اسی بارے میں یہ نازل ہوئی:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

اور نہیں پھینکی وہ مشت خاک آپ نے جس وقت کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

یعنی ظاہر اگرچہ آپ نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی لیکن ایک ہزار لشکر جرار کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں اس مشت خاک کے ریزوں کا پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ یہ اللہ کا کام اور اس کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہت الوجوہ (یہ چہرے خراب ہوئے) پڑھ کر ایک مٹھی سنگریزے قریش کی طرف پھینکے اور صحابہ کو حملہ کا حکم دیا۔

ایک لمحہ کی مہلت اور ایک لحظہ کا وقفہ نہ گزرا کہ اعداء اللہ کے چہروں پر شکست اور معنوی ذلت کا غبار چھا گیا اور آنکھیں ملنے لگے ادھر مسلمانوں نے دھاوا بول دیا۔ ابن شہاب

زہری اور عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشت خاک کی عجیب شان بنائی ہر شخص سرنگوں اور حیران تھا کہ کہاں اور کدھر جائے۔

کافروں کی شکست

مشت خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا اور بڑے بڑے بہادر اور جانباز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ دروازہ پر تلوار لئے کھڑے ذات قدسی صفات اور ملکی سیرت علیہ افضل الصلوات والتحیات کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار اس درجہ نمایاں ہیں کہ گویا کراہت اور ناگواری کوئی محسوس شئی ہے جو سعد کے چہرہ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے سعد شاید تجھ کو قریش کا گرفتار ہونا ناگوار ہے۔ سعد نے کہا:

ہاں خدا کی قسم یا رسول اللہ یہ پہلا حادثہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا۔ میرے نزدیک خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کا قتل اور خونریزی ان کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

مجبوروں کی رعایت کا حکم

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے قبل یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم اور دیگر قبائل کے رضا و رغبت سے نہیں بلکہ قریش کے جبر اور اکراہ سے آئے ہیں۔ ان کو قتل نہ کیا جائے ہمیں ان سے قتل و قتال کی ضرورت نہیں لہذا تم میں سے جو شخص ابو البختری بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب کو پائے تو قتل نہ کرے اس لئے کہ بجائے قتل کے ان لوگوں کی گرفتاری کے درپے رہے۔

ابوالبختری کا قتل

چنانچہ مجذر بن زیاد انصاری نے جب ابوالبختری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے۔

ابوالبختری کے ساتھ ایک رفیق بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا جس کا نام جنادہ بن ملیحہ تھا۔ ابوالبختری نے کہا میرا رفیق بھی۔ مجذر نے کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ہم تیرے رفیق کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صرف تیری بابت حکم دیا ہے ابوالبختری نے کہا خدا کی قسم یہ مجھ سے ممکن نہیں کہ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ دوں۔ کل کو مکہ کی عورتیں مجھ کو یہ طعنہ دیں گی کہ فقط اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا اور یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ کے لئے آگے بڑھا۔

لن یسلم ابن حرۃ زمیلہ　　　حتی یموت او یری سبیلہ

ایک شریف زادہ اپنے رفیق کی اعانت اور دستگیری سے کبھی دستکش نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ مر جائے یا اپنا راستہ دیکھے۔

ابوالبختری کا مقابلہ پر آنا تھا کہ مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار نے کام تمام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا البتہ تحقیق میں نے پوری کوشش کی ابوالبختری قید ہو جائے اور میں اس کو آپ کی خدمت حاضر کر دوں لیکن نہ مانا یہاں تک مقابلہ اور مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔

امیہ بن خلف کا قتل

امیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا جس وقت جنگ بدر کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا اس وقت سعد بن معاذ کی زبانی مکہ ہی میں اپنے قتل کی پیشین گوئی سن چکا تھا اس لئے بدر کے موقع پر جنگ میں شریک ہونے سے جان چراتا ابوجہل نے یہ کہہ کر

انفروا عیرکم ۔ اپنے تجارتی قافلہ کی خبر لو (یعنی قافلہ ابی سفیان کی)

لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا امیہ نے پہلو تہی کی ابوجہل نے کہا اے ابو صفوان آپ اس وادی کے سردار ہیں آپ کی پہلو تہی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پہلو تہی کریں گے ابوجہل برابر اصرار کرتا رہا۔ امیہ جب مجبور ہو گیا تو یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک نہایت عمدہ اور

و تیز رو اونٹ خریدوں گا تا کہ جب موقع ملے تو راستہ ہی سے واپس آ جاؤں اور اپنی بیوی ام صفوان سے جا کر کہا کہ سفر کا سامان تیار کر دے۔ ام صفوان نے کہا کیا تم کو اپنے یثربی بھائی کا قول (کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے) یاد نہیں رہا۔ امیہ نے کہا نہیں، خوب یاد ہے۔ میرا ارادہ جانے کا نہیں تھوڑی دور تک ساتھ جاتا ہوں اور پھر موقع پا کر واپس آ جاؤں گا اسی طرح تمام منزلیں طے کرتا ہوا بدر تک پہنچ گیا۔

جب بدر کے میدان میں آیا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر پڑی جن کو امیہ مکہ میں گرم پتھروں پر لٹایا کرتا تھا۔ بلال نے امیہ کو دیکھتے ہی انصار کو للکارا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ امیہ قتل نہ ہو بلکہ گرفتار اور اسیر ہو جائے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ہاتھ میں کچھ زرہیں تھیں جو کافروں سے چھینی تھیں۔ ان کو تو زمین پر ڈال دیا اور امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بلال نے دیکھ کر آواز دی پکڑو کفر کے سردار امیہ کو نہ بچیں میں اگر امیہ بچ جائے۔ انصار یہ آواز سنتے ہی دوڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا انصار نے اس کو قتل کر دیا اور امیہ کی طرف دوڑے عبدالرحمٰنؓ امیہ کے اوپر لیٹ گئے مگر انصار نے اسی حالت میں پیروں کے نیچے سے تلواریں چلا کر امیہ کو قتل کیا جس سے عبدالرحمٰن کے پیر پر زخم آیا اور مدتوں تک اس زخم کا نشان باقی رہا۔

عبدالرحمٰن بن عوف فرمایا کرتے تھے خدا بلال پر رحم فرمائے میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔

ابوجہل پر دو شہزادوں کا حملہ

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جو پڑی تو دیکھتا کیا ہوں کہ میرے دائیں بائیں انصار میں کے دو نوجوان ہیں اس لئے مجھ کو اندیشہ ہوا (کہ لوگ آ کر مجھ کو دو لڑکوں کے درمیان کھڑا دیکھ نہ گھیر لیں)

اسی خیال میں تھا کہ ایک نے آہستہ سے کہا اے چچا مجھ کو ابوجہل دکھاؤ کہ کونسا ہے میں

نے کہا اے میرے بھتیجے ابوجہل کو دیکھ کر کیا کرو گے اس نوجوان نے کہا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابوجہل کو دیکھ پاؤں تو اس کو قتل کر ڈالوں یا خود مارا جاؤں اس لئے کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے وہ مر جائے۔

ان کی یہ گفتگو سن کر دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں بجائے دو لڑکوں کے دو مردوں کے مابین ہوتا۔ میں نے اشارہ سے ابوجہل کا پتہ بتاتے ہی شکرے اور باز کی طرح ابو جہل پر دوڑے اور اس کا کام تمام کیا۔

یہ دونوں جوان عفراء کے بیٹے معاذ اور معوذ تھے۔

دونوں کی جانبازی

عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم معاذ بن عمرو بن الجموح سے راوی ہیں کہ میں ابوجہل کی تاک میں تھا جب موقع پڑا تو اس زور سے تلوار کا وار کیا کہ ابوجہل کی ٹانگ کٹ گئی۔

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے (جو فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے) باپ کی حمایت میں معاذ کے شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ گیا لیکن تسمہ لگا رہا ہاتھ بیکار ہو کر لٹک گیا مگر سبحان اللہ معاذ شام تک اسی حالت میں لڑتے رہے۔ جب ہاتھ کے لٹکنے سے تکلیف زیادہ ہونے لگی تو ہاتھ کو قدم کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا کہ وہ تسمہ علیحدہ ہو گیا۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے مگر معوذ بن عفراء ابوجہل سے فارغ ہو کر لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ابوجہل کا سر حضورؐ کے قدموں میں

ابوجہل اگرچہ زخمی خوب ہو چکا تھا لیکن زندگی کی رمق ابھی کچھ باقی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ ہے کوئی جو ابوجہل کی خبر لائے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ رمق باقی ہے

ابن مسعودؓ نے ابوجہل کی گردن پر پیر رکھ کر یہ کہا۔

ذلیل اور رسوا کیا تجھ کو اللہ نے اے اللہ کے دشمن اور بعد ازاں اس کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لاکر ڈال دیا اور یہ عرض کیا:

یہ سر ہے اللہ کے دشمن ابوجہل کا۔

آپ نے فرمایا: قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کیا یہ ابوجہل ہی کا سر ہے۔

میں نے عرض کیا: ہاں! قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ابوجہل ہی کا سر ہے۔

آپ نے اللہ کا شکر کیا اور تین مرتبہ زبان مبارک سے یہ فرمایا:

الحمدللہ الذی اعز الاسلام واھلہ

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے اسلام کو اور اسلام والوں کو عزت بخشی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سجدہ شکر بھی ادا فرمایا اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے (اس شکریہ میں) ایک دوگانہ پڑھا۔

ابوجہل کا غرور

ایک روایت میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں ابوجہل کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اے بکریوں کے چرانے والے البتہ تو بہت اونچے مقام پر چڑھ بیٹھا ہے۔ میں نے کہا:

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو یہ قدرت دی۔

پھر کہا کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو، پھر کہا تیرا کیا ارادہ ہے میں نے کہا تیرا سر قلم کرنے کا۔ کہا کہ اچھا یہ میری تلوار ہے اس سے میرا سر کاٹ یہ بہت تیز ہے۔ تیری مراد اور مدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شانوں کے پاس سے کاٹنا تاکہ دیکھنے والوں کی نظروں میں ہیبت ناک معلوم ہو۔

اور جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف واپس ہو تو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ میرے دل میں بہ نسبت گذشتہ کے آج کے دن تمہاری عداوت اور بغض کہیں زیادہ ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے اس کا سر قلم کیا اور لے کر آپ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے اور اس کا کام ہو چکا ہے۔ آپ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ یہ میرا اور میری امت کا فرعون تھا جس کا شر اور فتنہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے شر اور فتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون نے مرتے وقت تو ایمان کا کلمہ پڑھا مگر اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر اور تکبر ہی کے کلمات کہے اور ابوجہل کی تلوار ابن مسعودؓ کو عطا فرمائی۔

چھڑی تلوار بن گئی

عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑتے لڑتے تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ایک چھڑی مرحمت فرمائی جو عکاشہؓ کے ہاتھ میں جاتے ہی تیغ براں بن گئی اسی سے قتال کیا یہاں تک اللہ نے فتح دی اس تلوار کا نام عون تھا۔ ہر غزوہ میں یہ تلوار ساتھ رہتی۔

حضرت زبیرؓ کا نیزہ

عبیدۃ ابن سعید بن العاص۔ بدر کے دن غرق آہن تھا سوائے آنکھوں کے کوئی شی دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ حضرت زبیر نے تاک کر اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اوپر پیر رکھ کر پوری قوت کے ساتھ نیزہ کھینچا تب نکلا لیکن اس کے کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار اس نیزہ کو حضرت زبیرؓ سے مانگ لیا۔ آپ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ اور پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس رہا۔

حضرت زبیرؓ کا زخم

معرکہ بدر میں حضرت زبیر کے زخم آئے ایک زخم شانہ پر اس قدر گہرا آیا کہ عروہ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

حضرت زبیرؓ کی تلوار

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے عروۃ بن الزبیر سے کہا تم زبیر کی تلوار پہچانتے ہو

عروہ نے کہا ہاں عبدالملک نے کہا کس طرح عروہ نے کہا اس میں بدر کے دن دندانے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا سچ کہتے ہو اور نابغہ کے لئے یہ مصرعہ پڑھا:

بهن فلول من قراع الكتائب.

ان تلواروں میں دندانے ہیں بڑے بڑے لشکروں کے مارنے سے۔

قریش کے مقتولین کی نعشیں

انس بن مالکؓ اور ابوطلحہؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس سرداران قریش کی لاشوں کے متعلق ایک نہایت خبیث ناپاک اور گندے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا۔ کنویں میں جو ڈالے گئے وہ سردار کفار تھے اور باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈلوا دیے گئے۔

جب عتبہ بن ربیعہ کی لاش کنویں میں ڈالی جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عتبہ کے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر حزن اور ملال کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو حذیفہ کیا باپ کی اس حالت کو دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزرا ہے۔ ابو حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم کوئی خیال نہیں صرف اتنی بات ہے کہ میرا باپ صاحب رائے اور حلیم اور بردبار اور صاحب فضل تھا اس لئے امید تھی کہ یہ فہم وفراست اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی لیکن جب اس کو کفر پر مرتے دیکھا تو رنج ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

سرداروں سے خطاب

اور آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین شب وہاں قیام فرماتے۔ اسی عادت کے مطابق جب تیسرا روز ہوا تو آپ نے سواری پر زین کسنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم پھر آپ چلے اور صحابہ آپ کے پیچھے چلتے تھے۔ صحابہ کو یہ خیال تھا کہ شاید کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ اس کنویں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے اور نام بنام فلاں بن فلاں کہہ کر آواز دی اور یا عتبہ اور یا شیبہ اور یا امیہ اور یا ابا جہل اس طرح نام لے کر پکارا اور یہ فرمایا تم کو یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے

رسول کی اطاعت کرتے۔ تحقیق جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا ہم نے اس کو حق پایا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

ابن اسحاق کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے اے گڑھے والو تم اپنے نبی کے حق میں بہت برے قبیلہ تھے۔ تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھ کو نکالا۔ اور لوگوں نے ٹھکانہ دیا۔ تم نے مجھ سے قتال کیا اور لوگوں نے میری مدد کی۔ امین کو تم نے خائن بتلایا اور صادق کو کاذب کہا۔ اللہ تم کو بری جزا دے۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بے جان لاشوں سے کلام فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔

امیہ بن خلف کی نعش

بحمدہ تعالیٰ جس پر لڑائی کا خاتمہ ہوا قریش کے ستر آدمی قتل اور ستر گرفتار اور اسیر ہوئے مقتولین کی لاشوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا مگر امیہ بن خلف کہ اس کی لاش اس قدر پھول گئی تھی کہ جب زرہ نکالنے کا ارادہ کیا تو اس کی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اس لئے وہیں مٹی میں دبا دی گئی۔

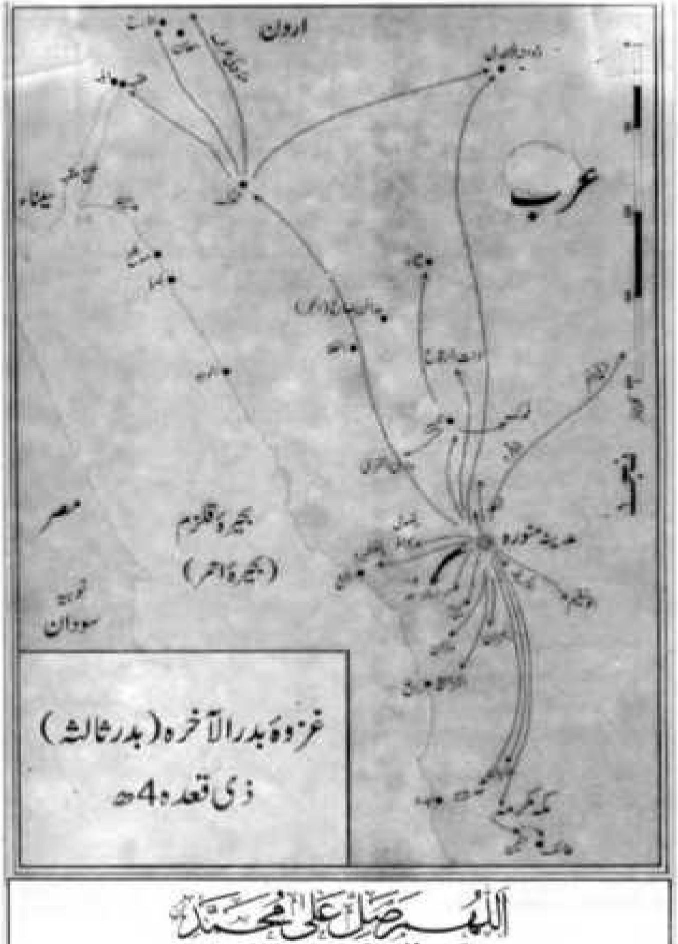
اردن
عرب
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
سوڈان
مدینہ منورہ

غزوہ بدر الآخرہ (بدر ثالثہ)
ذی قعدہ 4ھ

اللھم صل علی محمد
النبی الامی وعلی آلہ وسلم

[illegible]
[illegible]
[illegible]

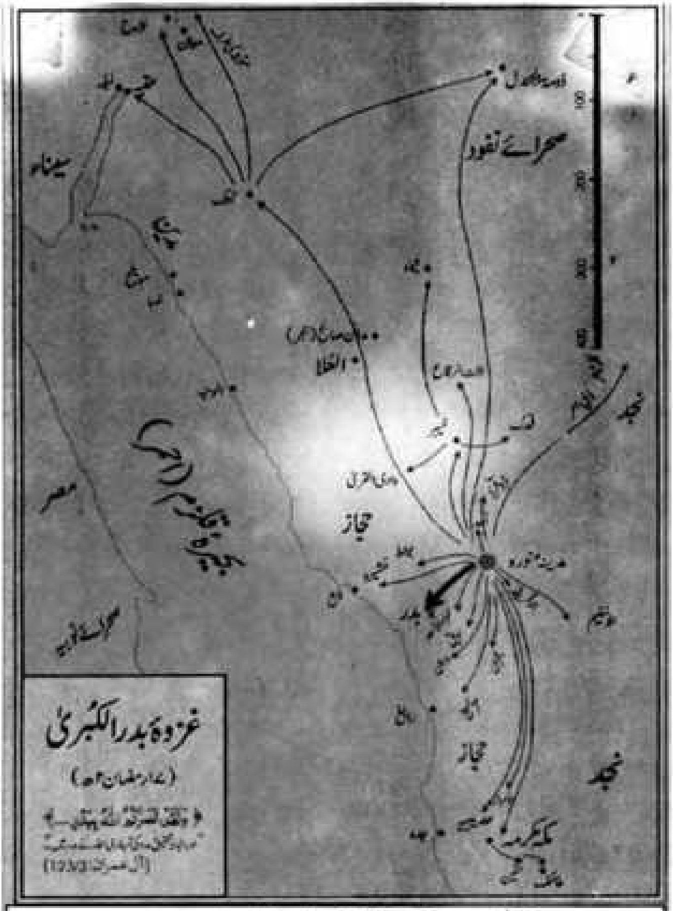
صحرائے نفود
سینا
مصر
حجاز
نجد
مدینہ منورہ
بدر
ینبع
رابغ
جدہ
مکہ مکرمہ
غزوہ بدر الکبریٰ
(۱۷ رمضان ۲ھ)
(آل عمران: ۱۲۳)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ 1

جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اس کے لئے حضور کی شفاعت واجب ہوگی۔ (احمد)

اللّٰھم صلِّ علی محمدٍ
عبدک ورسولک وصلِّ علی المؤمنین والمؤمنات
والمسلمین والمسلمات

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کا مال بڑھ جائے وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے ۔ (ابوسعید)

غزوہ بدر میں مارے جانے والے مشرکین کے بڑے بڑے سرداروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ایک اندھے کنویں میں ڈلوا دیا گیا تھا۔ تصویر میں نظر آنے والے حمام اسی کنویں پر تعمیر کیے گئے

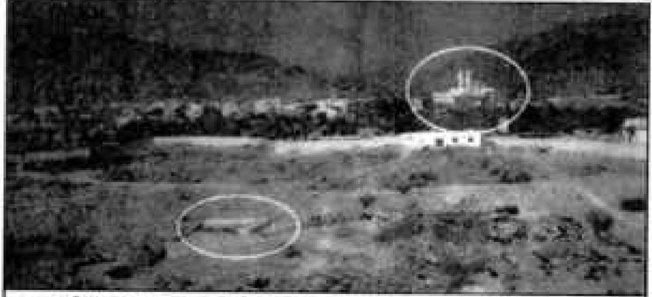

بدر کا قبرستان، دائرہ میں دکھائی گئی چار دیواری میں شہداء مدفون ہیں۔ درمیان اور پس منظر میں نظر آنے والے دائرے میں مسجد عریش نظر آ رہی ہے

بدر کے نخلستان، کنویں اور ریت کے ٹیلے

[illegible]

[illegible]

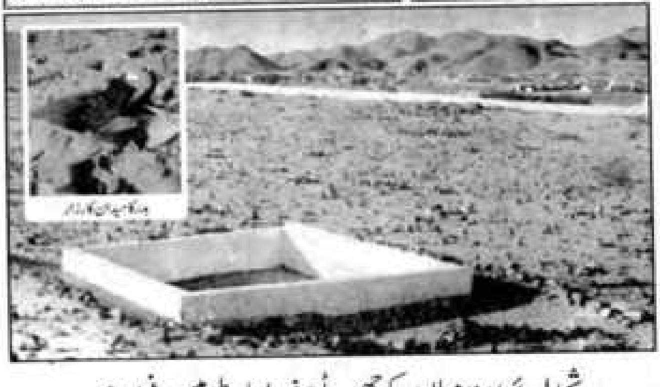

شہدائے بدر درمیان کے چھوٹے سفید احاطے میں مدفون ہیں

غزوۂ بدر سے واپسی

فتح مبین کی خبر مدینہ میں

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح مبین کی بشارت اور خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے اہل عالیہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو اور اہل سافلہ کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا۔

اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضور پرنور عثمان غنی کو مدینہ چھوڑ آئے تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے مگر چونکہ یہ تخلف حضور پرنور کے حکم سے تھا اس لئے حضرت عثمان حکما بدریین میں شمار کئے گئے میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید مصلے پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں مارا گیا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری بن ہشام اور امیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ پسران حجاج۔

میں نے کہا اے باپ کیا یہ خبر سچ ہے زید نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم بالکل حق ہے۔

مدینہ کی طرف واپسی

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اور اسیران بدر کا قافلہ آپ کے ہمراہ تھا۔ مال غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔

جب آپ مقام روحاء میں پہنچے تو آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس فتح مبین کی مبارکباد دی۔ اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کس چیز کی مبارکباد دیتے ہو۔ خدا کی قسم بڈھوں سے پالا پڑا رسی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا۔

(یعنی ہم نے کوئی بڑا کام نہیں کیا جس پر ہم مبارکباد کے مستحق ہوں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور یہ فرمایا کہ یہ تو مکہ کے سادات اور اشراف تھے۔

مال غنیمت کی تقسیم

فتح کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں تین روز قیام فرمایا۔ تین روز قیام کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔

ہنوز مال غنیمت کی تقسیم کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصحاب بدر میں مال غنیمت کے تقسیم میں مختلف الرائے ہو گئے جوان یہ کہتے تھے کہ مال غنیمت ہمارا حق ہے کہ ہم نے کافروں کو قتل کیا۔ بوڑھے چونکہ جھنڈوں کے نیچے رہے اور قتل وقتال میں زیادہ حصہ نہیں لیا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے اس لئے کہ جو کچھ فتح ہوا وہ ہماری ہی پشت پناہی سے فتح ہوا۔ اگر خدا نخواستہ تم کو شکست ہوتی تو ہماری ہی پناہ لیتے اور ایک جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا مستحق سمجھتی تھی۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالیٰ اور رسول اللہ اللہ کے نائب ہیں جس طرح مناسب سمجھیں تقسیم کریں چنانچہ مقام صفراء میں پہنچ کر آپ نے یہ تمام مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

آٹھ حضرات جو لڑائی میں نہ تھے مگر غنیمت کا حصہ پایا

علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے ان آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا کہ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

(۱) عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبید اللہ۔ (۳) سعید بن زید ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔ (۴) ابولبابہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔ (۵) عاصم بن عدی ان کو عالیہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۶) حارث بن حاطب ان کو کسی وجہ سے بنی عمرو بن عوف کی طرف واپس لوٹا دیا تھا۔ (۷) حارث بن الصمہ۔ (۸) خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ اصحاب اگرچہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا اور بدریین میں شامل فرمایا واللہ اعلم۔

قیدیوں کا معاملہ

دو قیدیوں کا قتل

اور اسی مقام صفراء میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا اور صفراء سے چل کر جب مقام عرق الظبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا اور اسی جگہ اس کی گردن ماری گئی۔

نضر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور باقی قیدیوں کو لے کر حضور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

نضر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے۔ بدزبان اور دریدہ دہن تھے۔ قول اور فعل سے آپ کی تذلیل اور توہین استہزاء اور تمسخر میں ہاتھ اور زبان سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اس لئے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صرف ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اسی عقبہ بن ابی معیط نے جبکہ آپ بارگاہ خداوندی میں سربسجود تھے۔ آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھ لا کر رکھ دی تھی اور آپ کا گلا گھونٹا تھا۔ دلائل ابی نعیم میں باسناد صحیح ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر تھوکا تھا۔ الغرض ذات قدسی صفات (علیہ الف الف صلوات والف الف تحیات) کا استہزاء اور تمسخر تو اس کی غذا ہی تھی۔

قیدیوں کی تقسیم

مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا۔ قیدیوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرو چنانچہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس قیدی تھے وہ اول کھانا قیدیوں کو کھلاتے اور بعد میں خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خود کھجور پر اکتفا کرتے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ابو عزیز بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے جس گھر میں تھا ان کا یہ حال تھا کہ صبح و شام جو تھوڑی بہت روٹی پکتی وہ تو مجھ کو کھلا دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ میں شرماتا اور ہر چند اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھائیں لیکن نہ مانتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ سلوک کا حکم دیا ہے۔

قیدیوں کے بارے میں مشورہ

مدینہ منورہ پہنچ جانے کے چند روز بعد آپ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارہ میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارہ میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا کہ اس بارہ میں رائے دیں اور ابتداءً از خود یہ ارشاد فرمایا۔

ان اللہ امکنکم منھم تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے۔

حضرت عمرؓ فاروق و حضرت ابوبکرؓ صدیق کی رائے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مناسب یہ ہے کہ سب کی گردن اڑا دی جائے۔ رحمت عالم رأفت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور دوبارہ یہ ارشاد فرمایا۔

یایھا الناس ان اللہ قد امکنکم و انما ھم اخوانکم بالامس

اے لوگو تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر وہی عرض کیا۔ آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے علی کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن ماریں اور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اپنے فلاں عزیز کی گردن ماروں اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ ہی کی قوم کے ہیں میری رائے میں ان کو فدیہ لے کر آزاد فرمادیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے مقابلے میں ہمارے معین اور مددگار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رائے کو پسند فرمایا۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی شان

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی رائے سن کر یہ ارشاد فرمایا اے عمر تیری شان حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں یہ دعا کی۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی۔

رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا ط انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الا فاجرا كفارا.

اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی بسنے والے کو تو اگر ان کو چھوڑ دے گا تو یہ لوگ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نہیں جنیں گے الا بدکار اور کفر کرنے والے کو۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی

ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم

اے ہمارے پروردگار مٹا دے ان کے مالوں کو اور مہر کر دے ان کے دلوں پر کہ نہ ایمان لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھیں۔

اور اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری شان حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے یہ دعا مانگی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔

فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے وابستہ ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں اس کو ایمان کی توفیق دے سکتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہ فرمائیں گے۔

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم

اے اللہ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں آپ ان کے مالک ہیں اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو آپ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں جس مجرم کو چاہیں معاف کریں اور آپ کی معافی حکمت سے خالی نہیں ہو سکتی۔

آپ کی شان رحمۃ للعالمین نے ابوبکرؓ کی رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

قیدیوں کے بارے میں اختیار

آپ صحابہ سے مشورہ فرما ہی رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی کہ آپ صحابہ کو قتل اور فدیہ کا اختیار دے دیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ جبرئیل امین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیران بدر کے بارے میں آپ اپنے اصحاب کو اختیار دیں چاہیں قتل کریں اور چاہیں فدیہ لے کر آزاد کردیں مگر شرط یہ ہے کہ سال آئندہ تم میں سے اتنے ہی قتل کئے جائیں گے۔ صحابہ نے کفار سے فدیہ لیئے اور سال آئندہ اپنے قتل ہونے کو اختیار کیا۔

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابوعبیدہ سے مرسلاً روایت ہے کہ جبرئیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ عرض کیا کہ آپ کے رب نے اسیران بدر کے بارے میں آپ کو اختیار دیا ہے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج ہم ان سے فدیہ لے کر آزاد کردیں تاکہ ہم کو ان کے مقابلہ میں ان سے ایک گونہ قوت حاصل ہو اور سال آئندہ حق تعالیٰ جس کو چاہیں شہادت کی عزت و کرامت سے سرفراز فرمائیں۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ سال آئندہ ہم میں سے ستر آدمی جنت میں داخل ہوں۔

قیدیوں سے متعلق وحی کا نزول

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا اور دیگر اکابر صحابہ کی فدیہ لینے کی رائے اس لئے تھی کہ شاید یہی لوگ آئندہ چل کر مسلمان ہو جائیں اور اسلام کے معین و مددگار بنیں اور فدیہ سے نقد جو مال حاصل ہو وہ جہاد میں مدد دے اور دینی کاموں میں اس سے سہارا لگے اور ممکن ہے کہ فدیہ کا مشورہ دینے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوں کہ جن کا زیادہ مقصود حصول مال و منال ہو جس کا منشاء حب دنیا ہے اگر چہ وہ دنیا حلال ہی ہو لیکن بنابر عظمت اس پر بارگاہ خداوندی سے عتاب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

> ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن في الارض تريدون عرض الدنيا والله يريد الاخرة والله عزيز حكيم لولا كتب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم

کسی نبی کے لئے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کرے اور زمین میں خوب ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال و منال چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔

عتاب کا منشاء

اس خطاب سراپا عتاب کے اصل مخاطب وہی لوگ ہیں جنہوں نے زیادہ تر مالی فائدہ اور دنیاوی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر فدیہ کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ تریدون عرض الدنیا سے مترشح ہوتا ہے۔ باقی جن حضرات نے محض دینی اور اخروی مصالح کی بنا پر فدیہ کا مشورہ دیا تھا وہ فی الحقیقت اس عتاب میں داخل نہیں اور حضور پرنور نے محض صلہ رحمی اور رحم دلی کی بنا پر فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اور تاکہ دوسروں کو مالی فائدہ پہنچ جائے اور دوسروں کو مالی نفع پہنچانے کا تصور جود و کرم ہے اور غایت درجہ محمود ہے اور اپنے لئے مالی فائدے کو ملحوظ رکھنا یہ پسندیدہ

ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عتاب ربانی سن کر رو پڑے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا تیرے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے من جانب اللہ جو عذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا ہوں میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت کے قریب پیش کیا گیا۔ عذاب فقط دکھلا دیا گیا۔ اجرا نہیں کیا مقصود فقط تنبیہ تھی۔ بعد ازاں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا اور ایک روایت میں ہے کہ اور سوائے سعد بن معاذ کے۔

چونکہ سعد بن معاذ کی بھی یہی رائے تھی کہ قتل کئے جائیں اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ اگرچہ فدیہ کے مخالف تھے مگر ان کا خیال یہ تھا کہ ان سب کو آگ میں جلا دیا جائے جس کو شریعت پسند نہیں کرتی اس لئے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

قیدیوں کے بارے میں منشاء خداوندی

چونکہ اس غزوہ سے احقاق حق اور ابطال باطل اور کافروں کی جڑ کاٹنی مقصود تھی اس لئے اس غزوہ میں من جانب اللہ خاص طور پر مسلمانوں کو قتل مشرکین کا حکم دیا گیا تھا۔

اس وقت فدیہ لینا جائز نہیں۔ ہاں اسلام کی عظمت وہیبت اور دبدبہ اور شوکت قائم ہو جانے کے بعد اگر فدیہ لے کر آزاد کر دیں تو مضائقہ نہیں۔

اس موقع پر منشاء خداوندی یہ تھا کہ کافی خونریزی کی جائے تاکہ دلوں میں اسلام کی ہیبت اور شوکت بیٹھ جائے اور کفر کی جڑ کٹ جائے اور آئندہ کے لئے کفر اسلام کے مقابلہ میں سر نہ اٹھا سکے۔

مسلمانوں نے چونکہ اعداء اللہ کی کافی خونریزی سے قبل فدیہ لیا اس لئے بارگاہ خداوندی سے عتاب آیا۔

یہ وقت ترحم کا نہ تھا بلکہ شدت اور سختی کا تھا۔

اختیار در اصل امتحان تھا

علامہ طیبی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ اختیار فقط ظاہری اور صوری۔ لیکن معنوی اور حقیقی لحاظ سے وہ اختیار امتحان تھا کہ دیکھیں اعداء اللہ کے قتل کو اختیار کرتے ہیں یا سامان دنیا کو جیسا کہ ازواج مطہرات نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید نان ونفقہ کا تقاضہ کیا تو یہ آیت اتری۔

یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا
فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ وان کنتن تردن اللہ
ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجرا عظیما۔

اے نبی آپ اپنی عورتوں سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو جوڑا دے کر مناسب طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے عالم آخرت میں تم میں سے جو نیکوکار ہیں ان کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ظاہراً اگرچہ ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ خواہ دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کریں اور خواہ اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کریں لیکن حقیقت میں یہ اختیار نہیں تھا بلکہ امتحان اور آزمائش تھی۔

اور جیسا کہ ہاروت ماروت کا تعلیم سحر کے لئے بابل میں اتارنا محض فتنہ اور امتحان و ابتلاء اور آزمائش کے لئے تھا۔ جادو کے سیکھنے اور نہ سیکھنے کا اختیار دینا مقصود نہ تھا۔

اور جیسا کہ شب معراج میں آپ کے سامنے شراب اور دودھ کے دو برتن پیش کئے گئے اور آپ نے دودھ کو اختیار کیا اس پر جبرئیل نے فرمایا کہ اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہی میں پڑ جاتی۔

عتاب کا مطلب

مطلب عتاب کا یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کے اصحاب ہو کر دنیا کے فانی مال ومتاع

اور حقیر اسباب پر کیوں نظر کرتے ہو۔ اے اصحاب رسول تم جیسے سابقین اور مقربین کی شان جلیل اور منصب عالی کے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ دنیا حلال (مال فدیہ وغنیمت) پر نظر کرو باقی حضور پرنور نے جو فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اس کا منشاء محض صلہ رحمی اور رحم دلی تھا معاذ اللہ معاذ اللہ۔ حضور پرنور اور صدیق اکبرؓ کے سامنے ذرہ برابر بھی مالی فائدہ پیش نظر نہ تھا۔ اس لئے وہ اس عتاب میں داخل نہیں بارگاہ رسالت میں تو پوری دنیا ہی کا وجود وعدم برابر تھا وہاں فدیہ کے دراہم معدودہ پر کیا نظر ہوتی۔

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار علی حسب الحیثیت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھی اور جو لوگ نادار تھے اور فدیہ نہیں ادا کرسکتے تھے وہ بلا کسی معاوضہ اور فدیہ کے آزاد کر دیئے گئے۔

اور جو لوگ ان میں سے لکھنا جانتے تھے ان سے یہ شرط ٹھہری کہ دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں یہی ان کا فدیہ ہے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح لکھنا سیکھا۔

ناداروں کو بغیر فدیہ رہا کر دیا

اسیران بدر میں ابو عزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان جس میں بھی فدیہ کی استطاعت نہ تھی اس لئے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نادار اور عیال دار ہوں مجھ پر احسان فرمایئے آپ نے احسان فرمایا اور بلا فدیہ لئے رہا کر دیا مگر یہ شرط فرمائی کہ ہمارے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرنا۔ ابو عزہ نے اس شرط کو منظور کیا اور آپ کی شان میں کچھ مدحیہ اشعار بھی کہے لیکن اسلام نہیں لائے۔ جنگ احد میں بحالت کفر قتل ہوئے اور اسی طرح مطلب بن حنطب اور صیفی ابن ابی رفاعہ بلا فدیہ رہا کئے گئے۔

مکہ میں خبر اور تہلکہ

جس وقت مکہ میں قریش کی ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی تو تمام شہر میں تہلکہ پڑ گیا سب سے پہلے مکہ میں حیسمان خزاعی پہنچا لوگوں نے کہا بتلاؤ کیا خبر ہے کہا مارا گیا عتبہ بن ربیعہ

اور شیبہ بن ربیعہ اور بو الحکم بن ہشام (یعنی ابوجہل) اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن اسود اور نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور فلاں فلاں سرداران قریش صفوان بن امیہ اس وقت حطیم میں بیٹھا ہوا تھا سن کر یہ کہا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ شاید یہ شخص دیوانہ ہو گیا بطور امتحان ذرا اس سے دریافت تو کرو کہ صفوان بن امیہ کہاں ہے حیسمان نے کہا کہ وہ تو صفوان بن امیہ ہے جو حطیم میں بیٹھا ہوا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

مکہ میں خفیہ مسلمانوں کی خوشی

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابورافع نے بیان کیا کہ عباس کے گھرانے میں اسلام داخل ہو چکا تھا لیکن ہم لوگ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔

جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ہم خبروں کے منتظر رہتے تھے حیسمان خزاعی نے آ کر جب قریش کی شکست کی خبر سنائی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو سن کر اپنے دل میں بے حد خوش ہوئے میں اس وقت زمزم کے سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میری زوجہ ام فضل بھی وہیں تھیں اتنے میں ابولہب بھی آ گیا۔

لوگوں نے ابوسفیان بن حارث کو سامنے سے آتے دیکھ کر ابولہب سے کہا یہ ابوسفیان ہیں بدر سے واپس آئے ہیں۔ ابولہب نے ابوسفیان کو بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور بدر کا حال دریافت کیا۔ ابوسفیان نے کہا:

خدا کی قسم کوئی خبر نہیں مگر یہ کہ ایک قوم سے ہم مقابل ہوئے اور اپنے مونڈھے ان کے حوالے کئے جس طرح چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے قید کرتے تھے اور اسی وجہ سے میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا خدا کی قسم سفید مرد ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان اور زمین کے درمیان معلق۔ ہمارے مقابل تھے خدا کی قسم وہ کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔

ابولہب کا مشتعل ہونا

ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم یہ فرشتے تھے۔ یہ سنتے ہی ابولہب اس قدر

مشتعل ہوا کہ زور سے میرے ایک طمانچہ رسید کیا اور اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور مارنے کے لئے میرے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میں کمزور بدن کا تھا۔

ام فضل اٹھیں اور ایک ستون اٹھا کر ابولہب کے سر پر اس زور سے مارا کہ سر زخمی ہو گیا اور یہ کہا کہ اس کا آقا (عباسؓ) موجود نہ تھا اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا۔

ابولہب کی عبرتناک موت

ابولہب پر ایک ہفتہ نہ گزرا کہ ایک طاعونی پھوڑے میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ لاش اس قدر متعفن ہو گئی تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جا سکتا تھا۔

تین دن کے بعد بیٹوں نے محض عار کے خیال سے ایک گڑھا کھدوا کر لاٹھیوں سے لاش اس گڑھے میں پھنکوا دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اس مقام سے گزرتیں جہاں ابولہب اس طرح سے مرا تھا تو کپڑے سے منہ ڈھانک لیتی تھیں۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دیارِ ثمود پر سے گزرے تو چہرہ انور کو کپڑے سے چھپا لیا اور سواری کو تیز کر دیا۔ اشارہ اس طرف تھا کہ مواضع عذاب پر جب گزر ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ام المومنین نے اسی سنت پر عمل فرمایا۔

مکہ والوں کی گریہ وزاری اور اعلان

قریش کو جب اپنے خویش اور اقارب کے قتل کا حال معلوم ہوا تو نوحہ وزاری شروع ہو گئی ایک ماہ تک اسی طرح گریہ وزاری کرتے رہے بعد ازاں یہ منادی کرا دی گئی کہ کوئی شخص گریہ وزاری نہ کرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو جب خبر پہنچے گی تو بہت خوش ہوں گے اور نہ کوئی اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجے کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فدیہ کی مقدار نہ بڑھا دیں۔

لیکن باوجود اس اعلان اور منادی کے مطلب بن ابی وداعہ چار ہزار درہم لے کر قریش سے پوشیدہ شب کو مدینہ روانہ ہوا اور مدینہ پہنچ کر اپنے باپ ابو وداعہ کا فدیہ ادا کیا اور باپ کو چھڑا کر مکہ لے آیا۔ اس کے بعد سلسلہ پڑ گیا اور لوگوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیے بھیج بھیج کر چھڑانا شروع کر دیا۔

سہیل بن عمرو کا معاملہ

انہی قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھے۔ نہایت زیرک اور فصیح اللسان تھے مجمعوں میں آپ کی مذمت کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیجئے کہ سہیل کے نیچے کے دو دانت اکھڑوا دوں تاکہ اس قابل ہی نہ رہے کہ کسی موقع پر آپ کے خلاف زبان چلا سکے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ان کو چھوڑ دو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے کوئی خوشی دکھلائے۔

چنانچہ صلح حدیبیہ انہی کی سعی سے ہوئی جس کو اللہ نے فتح مبین فرمایا اور فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عمرؓ کے جواب میں یہ فرمایا۔ **لا امثل به فيمثل الله بي وان كنت نبيا**۔ میں کسی کا مثلہ نہیں کرتا۔ مبادا کہیں خدا تعالیٰ میرا مثلہ کرے اگرچہ میں نبی ہوں۔

عمرو بن ابی سفیان

انہی قیدیوں میں ابوسفیان بن حرب کا بیٹا عمرو بھی تھا۔ جب ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے عمرو کو فدیہ دے کر چھڑا لو تو ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ایسے ممکن ہے کہ میرا آدمی بھی مارا جائے اور فدیہ بھی دوں۔ میرا ایک بیٹا حنظلہ تو قتل ہو گیا اور دوسرے عمرو کا فدیہ دوں اسے جب تک چاہیں قید رکھیں۔ اسی اثناء میں سعد بن نعمان انصاری مدینہ سے عمرہ کرنے کے لئے آئے ابوسفیان نے ان کو اپنے بیٹے کے معاوضہ میں پکڑ لیا۔

انصار کی درخواست پر آپ نے عمرو بن ابی سفیان کو دے کر سعدؓ کو چھڑا لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص

انہی قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھیں آپ کی زوجیت میں تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو العاص کی خالہ تھیں ان کو بمنزلہ اولاد کے سمجھتی تھیں۔ خود حضرت خدیجہ نے آپ سے کہہ کر بعثت سے قبل زینب کا عقد ابو العاص سے کیا تھا۔ ابو العاص مالدار اور امانت دار اور بڑے تاجر تھے۔ بعثت کے بعد حضرت خدیجہؓ اور آپ کی کل صاحبزادیاں ایمان لائیں مگر ابو العاص شرک پر قائم رہے۔

قریش نے ابو العاص پر بہت زور دیا کہ ابو لہب کے بیٹوں کی طرح تم بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دو جہاں چاہو گے وہاں تمہارا نکاح کر دیں گے لیکن ابو العاص نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جیسی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا۔

ابو العاص کا فدیہ...... حضرت خدیجہؓ کا ہار

جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ابو العاص بھی ان کے ہمراہ تھے منجملہ اور لوگوں کے آپ بھی گرفتار ہوئے۔ اہل مکہ نے جب اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت زینب نے اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے شادی کے وقت ان کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھوڑ دو۔

اسی وقت تسلیم اور انقیاد کی گردنیں خم ہو گئیں قیدی بھی رہا کر دیا گیا اور ہار بھی واپس ہو گیا۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص سے یہ وعدہ لے لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ بھیج دیں۔ ابو العاص نے مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔

حضرت زینب کی مدینہ روانگی

کنانہ نے عین دوپہر کے وقت حضرت زینب کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہاتھ میں تیر کمان لی اور روانہ ہوئے آپ کی صاحبزادی کا علی الاعلان مکہ سے روانہ ہونا قریش کو بہت شاق معلوم ہوا چنانچہ ابو سفیان وغیرہ نے ذی طویٰ میں آ کر اونٹ کو روک لیا اور یہ کہا کہ ہم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن اس طرح اعلانیہ طور پر لے جانے میں ہماری ذلت

ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت تو مکہ واپس چلو اور رات کے وقت لے کر روانہ ہو جانا۔ کنانہ نے اس کو منظور کیا۔ ابو سفیان سے پہلے ہبار بن اسود نے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئے) جا کر اونٹ روکا اور حضرت زینب کو ڈرایا۔ خوف سے حمل ساقط ہو گیا۔ اس وقت کنانہ نے تیر کمان سنبھالی اور یہ کہا کہ جو شخص اونٹ کے قریب بھی آئے گا تیروں سے اس کے جسم کو چھلنی کر دوں گا۔

الغرض کنانہ مکہ واپس آ گئے اور دو تین راتیں گزرنے پر شب کو روانہ ہوئے۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ تم جا کر مقام بطن یاجج میں ٹھہرو جب زینب رضی اللہ عنہا آ جائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لے آنا۔

یہ لوگ بطن یاجج پہنچے اور ادھر سے کنانہ بن ربیع آتے ہوئے تھے۔ کنانہ وہیں سے واپس ہو گئے اور زید بن حارثہ اپنے رفیق کے صاحبزادی کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے جنگ بدر کے ایک ماہ بعد مدینہ پہنچیں۔

صاحبزادی آپ کے پاس رہنے لگیں اور ابو العاص مکہ میں مقیم رہے۔

ابو العاص کی دوبارہ مدینہ آمد

فتح مکہ سے قبل ابو العاص بغرض تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اہل مکہ کو آپ کی امانت و دیانت پر اعتماد تھا اس لئے اور لوگوں کا سرمایہ بھی شریک تجارت تھا۔

شام سے واپسی میں مسلمانوں کا ایک دستہ مل گیا اس نے تمام مال و متاع ضبط کر لیا اور ابو العاص چھپ کر مدینہ حضرت زینب کے پاس آ پہنچے۔

حضرت زینبؓ کا ابو العاص کو پناہ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب نے عورتوں کے چبوترہ سے آواز دی اے لوگو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو کیا تم نے بھی سنا ہے جو میں نے سنا لوگوں نے کہا۔ ہاں! آپ نے فرمایا قسم ہے

اس ذات پاک کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے مجھ کو اس کا مطلق علم نہیں جو اور جس وقت تم نے شادی میں نے سنا، تحقیق خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں کا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کمتر سے کمتر بھی پناہ دے سکتا ہے۔

اور یہ فرما کر صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اے بیٹی ان کا اکرام کرنا مگر خلوت نہ کرنے پائے کیونکہ تو اس کے لئے حلال نہیں یعنی تو مسلمان ہے اور وہ مشرک اور کافر۔

ابوالعاص کے مال کی واپسی

اور اہل سریہ سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو اس شخص (یعنی ابوالعاص) کا تعلق ہم سے معلوم ہے اگر مناسب سمجھو تو ان کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمایا ہے اور تم ہی اس کے مستحق ہو۔

سنتے ہی صحابہ نے کل مال واپس کر دیا، کوئی ڈول لاتا تھا اور کوئی رسی، کوئی لوٹا اور کوئی چمڑے کا ٹکڑا۔ غرض یہ کہ کل مال ذرہ ذرہ کر کے واپس کر دیا۔

ابوالعاص کا امانتوں سے سبکدوش ہو کر مسلمان ہونا

ابوالعاص کل مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور جس جس کا حصہ تھا اس کا پورا کیا۔ جب شرکا کے حصے دے چکے تو یہ فرمایا:

اے گروہ قریش کیا کسی کا مال میرے ذمہ باقی رہ گیا ہے جو اس نے وصول نہ کر لیا ہو۔ قریش نے کہا نہیں۔ پس اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

تحقیق ہم نے تجھ کو وفادار اور شریف پایا۔ کہا پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اب تک فقط اس لئے مسلمان نہیں ہوا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ میں نے مال کھانے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ جب اللہ نے تمہارا مال تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس ذمہ سے سبکدوش کیا تب مسلمان ہوا۔

بعد ازاں ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے مدینہ چلے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت زینب کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس

انہی قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے جن کو کعب بن عمرو ابو الیسرؓ نے گرفتار کیا تھا حضرت عباس قوی اور جسیم تھے ابو الیسرؓ نحیف الجسم اور ضعیف القوی اور قصیر القامت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو الیسرؓ تو نے عباس کو کیسے گرفتار کیا۔

ابو الیسر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص نے میری امداد کی کہ جس کو میں نے کبھی نہ اس سے پہلے دیکھا نہ بعد میں اور اس کی ہیئت ایسی اور ایسی تھی۔ آپ نے فرمایا:

تحقیق ایک محترم فرشتے نے تیری امداد کی۔

چچا عباس کا فدیہ

حضرت عباس کی بندش ذرا سخت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس کی کراہ سنی تو نیند اڑ گئی انصار کو جب اس کا علم ہوا تو آپ کی گرہ کھول دی اور مزید برآں یہ درخواست کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں۔ آپ نے یہ جواب دیا۔

خدا کی قسم اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو اپنی ناداری کا عذر کیا آپ نے فرمایا اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور تمہاری بیوی ام الفضل نے مل کر دفن کیا تھا۔

حضرت عباس سنتے ہی حیران ہو گئے اور عرض کیا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں میرے اور ام فضل کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا۔

فدیہ کی مقدار

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس پر سو اوقیہ اور عقیل بن ابی طالب پر اسی (۸۰) اوقیہ فدیہ لگایا۔ (تمام قیدیوں میں سب سے زائد فدیہ حضرت عباس کا تھا)

حضرت عباس نے عرض کیا کہ کیا آپ نے قرابت کی وجہ سے میرا فدیہ اس قدر زائد تجویز کیا

تھا (یعنی قرابت کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ میرے فدیہ میں تخفیف فرماتے۔ لیکن بجائے تخفیف کے آپ نے میرے فدیہ کی مقدار سب سے زائد کردی) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم
خیراً یؤتکم خیراً مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور رحیم۔

اے نبی! آپ ان قیدیوں سے کہہ دیجئے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ (تم اس فدیہ پر کچھ افسوس نہ کرو) اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھے گا یعنی دل سے اسلام لے آئیں گے تو جو تم سے لیا گیا ہے۔ اس سے کہیں زائد اور بہتر تم کو عطا فرمادے گا اور تمہاری مغفرت بھی فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت عباس بعد میں فرمایا کرتے تھے کاش مجھ سے اس سے اضعاف مضاعف فدیہ لے لیا جاتا۔

حق جل وعلا نے جتنا مجھ سے لیا اس سے بہتر اور زائد مجھ کو دے دیا۔ سو (۱۰۰) اوقیہ کے بدلہ میں سو (۱۰۰) غلام عطا فرمائے جو سب کے سب تاجر ہیں یہ وعدہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پورا فرمایا۔ دوسرا وعدہ مغفرت کا تھا اس کا میں امیدوار ہوں۔

نوفل بن حارث اور اس کا فدیہ

اسیران بدر میں نوفل بن حارث بھی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ دینے کو کہا تو یہ جواب دیا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیہ میں دے سکوں۔

آپؐ نے فرمایا وہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نوفل نے کہا بخدا اللہ کے بعد میرے سوا کسی کو بھی ان کا علم نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نوفلؓ نے وہ نیزے فدیہ میں دیئے جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ آپ نے حضرت عباس اور نوفلؓ کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں آپس میں دوست تھے اور تجارت میں شریک رہتے تھے۔

عمیر بن وہب کا عجیب واقعہ

عمیر بن وہب جمحی اسلام کے شدید دشمنوں میں سے تھا مکہ کے زمانہ قیام میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ایذائیں پہنچاتی تھی۔ قیدیوں میں اس کا بیٹا وہب بن عمیر بھی تھا۔

ایک دن عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفوان نے مقتولین بدر کا تذکرہ کر کے کہا اب زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا ہاں خدا کی قسم۔ سرداران قریش کے قتل ہو جانے کے بعد حقیقت میں زندگی کا مزہ ہی جاتا رہا۔ اگر میرے ذمہ قرض اور بچوں کا فکر نہ ہوتا تو ابھی جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر آتا۔ صفوان بہت خوش ہوا اور کہا تیرا قرض اور اہل وعیال کی خبر گیری سب میرے ذمہ ہے اور اسی وقت صفوان نے تلوار صیقل کرائی اور زہر میں بجھا کر عمیر کو دی۔ عمیر مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اونٹ ٹھہرایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمیر کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ کسی ناپاک ارادہ سے آیا ہے۔ اسی وقت حضرت عمرؓ نے اس کی تلوار کا پرتلہ پکڑ لیا اور کھینچتے ہوئے آپ کے سامنے لا کھڑا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے چھوڑ دو اور عمیر سے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ عمیر نے کہا اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا سچ کہو کیا اسی لئے آئے ہو، سچ بتلاؤ کہ تم نے اور صفوان نے حطیم میں بیٹھ کر کیا مشورہ کیا تھا عمیر نے گھبرا کر کہا میں نے کیا مشورہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو نے میرے قتل کا ذمہ لیا تھا اس شرط پر کہ صفوان تیرے اہل وعیال کی خبر گیری کرے اور تیرا قرض ادا کرے۔ عمیر نے کہا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اس واقعہ کا سوائے میرے اور صفوان کے کسی کو علم نہ تھا۔ پس اللہ ہی نے آپ کو اس کی خبر دی پس ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ عمیر نے یہ کہا:

قسم ہے اللہ کی میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں کی۔ پس شکر ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت دی اور مجھ کو یہاں کھینچ کر لایا اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا۔

حضرت عمیرؓ کا مکہ میں اسلام کی دعوت دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سمجھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو اسی وقت قیدی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیئے گئے۔

عمیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اللہ کے نور کے بجھانے کی بہت کوشش کی اور جن لوگوں نے اللہ عزوجل کے دین کو قبول کیا ان کو طرح طرح سے ستایا اب مجھ کو اجازت دیجئے کہ مکہ جا کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں جیسا کہ اس سے قبل اللہ کے دوستوں کو ستایا آپ نے اجازت دی۔

عمیر مدینہ سے روانہ ہوئے اور صفوان بن امیہ لوگوں سے یہ کہتا پھرتا تھا۔

اے لوگو! چند روز میں میں تم کو ایسی بشارت سناؤں گا جو تم کو بدر کا صدمہ بھلا دے گی اور ہر وارد و صادر سے عمیر کی خبریں دریافت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ عمیر کی اسلام لانے کی خبر پہنچی۔ صفوان یہ خبر سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور قسم کھائی کہ خدا کی قسم عمیر سے بات بھی نہ کروں گا اور نہ اسے کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ عمیرؓ مکہ پہنچے اور دعوت اسلام میں مصروف ہو گئے بہت سے لوگ آپ کی وجہ سے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ اسلام کے دشمن تھے ان کو خوب ستایا۔

غزوۂ بدر کے شرکاء

غزوۂ بدر کے شرکاء صحابہؓ کی تعداد

حضرات بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں مشہور تو یہ ہے کہ تین سو تیرہ تھے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے ستر (۷۰) جن بھی حاضر ہوئے تھے۔

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا:

(۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہؓ کی علالت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲)، (۳)۔ طلحہ اور سعید بن زید۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلے کے تجسس کے لئے بھیجا تھا۔

(۴)۔ ابولبابہ انصاریؓ کو روحاء سے مدینہ پر اپنا قائم مقام بنا کر واپس فرمایا۔

(۵)۔ عاصم بن عدیؓ کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۶)۔ حارث بن حاطب بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی اطلاع پہنچی تھی، اس لئے آپ نے حارث بن حاطب کو بنی عمرو کو واپس بھیجا۔

(۷)۔ حارث بن صمہؓ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹ آجانے کی وجہ سے مقام روحا سے واپس فرما دیا تھا۔

(۸)۔ خوات بن جبیرؓ۔ پنڈلی میں چوٹ آجانے کی وجہ سے مقام صفراء سے واپس کردیئے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے کہ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ کا بھی حصہ لگایا جو اس وقت حبشہ میں تھے اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالکؓ یعنی سہلؓ کے والد نے راستہ میں انتقال فرمایا اور صبیح مولی احیحہ بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔

بدریین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم

سید المہاجرین وامام البدریین واشرف الخلائق اجمعین خاتم الانبیاء المرسلین سیدنا ومولینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وشرف وکرم الی یوم الدین ٥

۱- ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۲- ابوحفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
۳- ابوعبداللہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۴- ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۵- حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
۶- زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۷- انسہ حبشی رضی اللہ عنہ (مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
۸- ابوکبشہ فارسی رضی اللہ عنہ (مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
۹- ابومرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ
۱۰- مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ یعنی کناز بن حصین کے بیٹے
۱۱- عبیدۃ بن الحارث رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بھائی
۱۲- طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ
۱۳- حصین بن حارث رضی اللہ عنہ
۱۴- مسطح عوف بن اثاثہ رضی اللہ عنہ
۱۵- ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۱۶- سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ
۱۷- صبیح مولی ابی العاص امیہ رضی اللہ عنہ
۱۸- عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ
۱۹- عکاشۃ بن محصن رضی اللہ عنہ
۲۰- شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی
۲۱- عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ
۲۲- یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ
۲۳- ابوسنان بن محصن رضی اللہ عنہ
یعنی عکاشۃ بن محصنؓ کے بھائی
۲۴- سنان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ
یعنی ابوسنان بن محصن کے بیٹے اور عکاشہ کے بھتیجے
۲۵- محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ
۲۶- ربیعۃ بن اکثم رضی اللہ عنہ

۲۷- ثقف بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بھائی
۲۸- مالک بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۹- مدلج بن عمرو رضی اللہ عنہ
۳۰- سوید بن مخشی رضی اللہ عنہ
۳۱- عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ
۳۲- خباب مولیٰ عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ
۳۳- زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
۳۴- حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ
۳۵- سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہما
۳۶- مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
۳۷- سویبط بن سعد رضی اللہ عنہ
۳۸- عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
۳۹- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی
۴۰- عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۴۱- مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
۴۲- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۳- مسعود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۴۴- ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ
۴۵- خباب بن الارت رضی اللہ عنہ
۴۶- بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہما
۴۷- عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ
۴۸- صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ
۴۹- طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۵۰- ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ
۵۱- شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ
۵۲- ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ
۵۳- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
۵۴- معتب بن عوف رضی اللہ عنہ
۵۵- زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بھائی۔
۵۶- مہجع مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
۵۷- عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی
۵۸- عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ
۵۹- واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۶۰- خولی بن ابی خولی رضی اللہ عنہ
۶۱- مالک بن ابی خولی رضی اللہ عنہ
۶۲- عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۶۳- عامر بن بکیر رضی اللہ عنہ
۶۴- عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ
۶۵- خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ
۶۶- ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ
۶۷- سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ
۶۸- عثمان بن مظعون جمحی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے
۶۹- سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ
۷۰- قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ
۷۱- عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ

۷۲- معمر بن حارث رضی اللہ عنہ
۷۳- خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ
۷۴- ابو سبرۃ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ
۷۵- عبد اللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ
۷۶- عبد اللہ بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ
۷۷- عمیر بن عوف مولی سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ
۷۸- سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ
۷۹- ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ
۸۰- عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ
۸۱- سہیل بن وہب رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی
۸۲- صفوان بن وہب رضی اللہ عنہ
۸۳- عمرو بن ابی سرح رضی اللہ عنہ
۸۴- وہب بن سعد رضی اللہ عنہ
۸۵- حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ
۸۶- عیاض بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ

حضرات انصار رضی اللہ عنہم

۱- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
۲- عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ یعنی سعد بن معاذ کے بھائی
۳- حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ عنہ یعنی سعد بن معاذ کے بھتیجے
۴- حارث بن انس رضی اللہ عنہ
۵- سعد بن زید رضی اللہ عنہ
۶- سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ
۷- عباد بن بشر بن وقش رضی اللہ عنہ
۸- سلمہ بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ
۹- رافع بن یزید رضی اللہ عنہ
۱۰- حارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ
۱۱- محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
۱۲- سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ
۱۳- ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ
۱۴- عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ
۱۵- عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ
۱۶- قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ
۱۷- عبید بن اوس رضی اللہ عنہ
۱۸- نصر بن الحارث رضی اللہ عنہ
۱۹- معتب بن عبید رضی اللہ عنہ
۲۰- عبد اللہ بن طارق رضی اللہ عنہ
۲۱- مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ
۲۲- ابو عبس بن جبیر رضی اللہ عنہ
۲۳- ابو بردہ ہانی بن نیار رضی اللہ عنہ
۲۴- عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ
۲۵- معتب بن قشیر رضی اللہ عنہ
۲۶- عمرو بن معبد رضی اللہ عنہ
۲۷- سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

۲۸- مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ
۲۹- رفاعہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ
۳۰- سعد بن عبید بن النعمان رضی اللہ عنہ
۳۱- عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ
۳۲- رافع بن عنجدہ رضی اللہ عنہ
۳۳- عبیدہ بن ابی عبید رضی اللہ عنہ
۳۴- ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ
۳۵- ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ
۳۶- حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ
۳۷- حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ
۳۸- عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ
۳۹- انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ
۴۰- معن بن عدی رضی اللہ عنہ
۴۱- ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ
۴۲- عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ
۴۳- زید بن اسلم رضی اللہ عنہ
۴۴- ربعی بن رافع رضی اللہ عنہ
۴۵- عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ
۴۶- عاصم بن قیس رضی اللہ عنہ
۴۷- ابو ضیاح بن ثابت رضی اللہ عنہ
۴۸- ابو حنہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ابو ضیاح کے بھائی۔
۴۹- سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
۵۰- حارث بن النعمان رضی اللہ عنہ [illegible] جبیر بن النعمان اور خوات بن جبیر بن النعمان کے چچا
۵۱- خوات بن جبیر بن النعمان رضی اللہ عنہ
۵۲- منذر بن محمد رضی اللہ عنہ
۵۳- ابو عقیل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۵۴- سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ
۵۵- منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ
۵۶- مالک بن قدامہ رضی اللہ عنہ
۵۷- حارث بن عرفجہ رضی اللہ عنہ
۵۸- تمیم مولی سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ
۵۹- جبر بن عتیک رضی اللہ عنہ
۶۰- مالک بن نمیلہ رضی اللہ عنہ
۶۱- نعمان بن عصر رضی اللہ عنہ
۶۲- خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ
۶۳- سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ
۶۴- عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
۶۵- خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ
۶۶- بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ
۶۷- سماک بن سعد رضی اللہ عنہ
۶۸- سبیع بن قیس رضی اللہ عنہ
۶۹- عباد بن قیس رضی اللہ عنہ
۷۰- عبد اللہ بن عبس رضی اللہ عنہ
۷۱- یزید بن حارث رضی اللہ عنہ
۷۲- خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ

۷۳- عبداللہ بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۷۴- حریث بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۷۵- سفیان بن بشر رضی اللہ عنہ
۷۶- تمیم بن یعار رضی اللہ عنہ
۷۷- عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ
۷۸- زید بن المزین رضی اللہ عنہ
۷۹- عبداللہ بن عرفطہ رضی اللہ عنہ
۸۰- عبداللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ
۸۱- عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ جو رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے
۸۲- اوس بن خولی رضی اللہ عنہ
۸۳- زید بن ودیعہ رضی اللہ عنہ
۸۴- عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہ
۸۵- رفاعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۸۶- عامر بن سلمہ رضی اللہ عنہ
۸۷- معبد بن عباد رضی اللہ عنہ
۸۸- عامر بن البکیر رضی اللہ عنہ
۸۹- نوفل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۹۰- عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ
۹۱- اوس بن الصامت رضی اللہ عنہ
۹۲- نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ
۹۳- ثابت بن ہزال رضی اللہ عنہ
۹۴- مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ
۹۵- ربیع بن ایاس رضی اللہ عنہ
۹۶- ورقہ بن ایاس رضی اللہ عنہ
۹۷- عمرو بن ایاس رضی اللہ عنہ ربیع اور ورقہ کے بھائی ہیں یا حلیف علی اختلاف الاقوال
۹۸- مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ
۹۹- عبادہ بن الخشخاش رضی اللہ عنہ
۱۰۰- نحاب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۱۰۱- عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہیں۔
۱۰۲- عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۱۰۳- ابودجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ
۱۰۴- منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۰۵- ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۱۰۶- مالک بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۰۷- عبد ربہ بن حق رضی اللہ عنہ
۱۰۸- کعب بن جماز رضی اللہ عنہ
۱۰۹- ضمرہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۱۰- زیاد بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۱۱- بسبس بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۱۲- عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۱۱۳- خراش بن الصمہ رضی اللہ عنہ
۱۱۴- حباب بن منذر رضی اللہ عنہ
۱۱۵- عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ

۱۱۶– تمیم مولیٰ خراش رضی اللہ عنہ
۱۱۷– عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ
۱۱۸– معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ
۱۱۹– معوذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ
۱۲۰– خلاد بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ
۱۲۱– عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۱۲۲– حبیب بن اسود رضی اللہ عنہ
۱۲۳– ثابت بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۱۲۴– عمیر بن الحارث رضی اللہ عنہ
۱۲۵– بشر بن البراء رضی اللہ عنہ
۱۲۶– طفیل بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۷– طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ
۱۲۸– سنان بن صیفی رضی اللہ عنہ
۱۲۹– عبداللہ بن جد بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۳۰– عتبہ بن جد بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۳۱– جبار بن صخر رضی اللہ عنہ
۱۳۲– خارجہ بن حمیر رضی اللہ عنہ
۱۳۳– عبداللہ بن حمیر رضی اللہ عنہ
۱۳۴– یزید بن المنذر رضی اللہ عنہ
۱۳۵– معقل بن المنذر بدری رضی اللہ عنہ
۱۳۶– عبداللہ بن النعمان رضی اللہ عنہ
۱۳۷– ضحاک بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۱۳۸– سواد بن زریق رضی اللہ عنہ
۱۳۹– معبد بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۴۰– عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہیں
۱۴۱– عبداللہ بن مناف رضی اللہ عنہ
۱۴۲– جابر بن عبداللہ بن رئاب رضی اللہ عنہ
۱۴۳– خلیدہ بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۴۴– نعمان بن سنان رضی اللہ عنہ
۱۴۵– ابوالمنذر یزید بن عامر رضی اللہ عنہ
۱۴۶– سلیم بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۴۷– قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۱۴۸– عنترہ مولیٰ سلیم بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۴۹– عبس بن عامر رضی اللہ عنہ
۱۵۰– ثعلبہ بن غنمہ رضی اللہ عنہ
۱۵۱– ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۵۲– سہل بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۵۳– عمرو بن طلق رضی اللہ عنہ
۱۵۴– معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۱۵۵– قیس بن محصن رضی اللہ عنہ
۱۵۶– حارث بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۵۷– جبیر بن ایاس رضی اللہ عنہ
۱۵۸– سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ
۱۵۹– عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ
۱۶۰– ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ
۱۶۱– مسعود بن خلدہ رضی اللہ عنہ

۱۶۲- عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۶۳- اسعد بن یزید رضی اللہ عنہ

۱۶۴- فاکہ بن بشر رضی اللہ عنہ

۱۶۵- معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ

۱۶۶- عائذ بن ماعص رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہیں

۱۶۷- مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ

۱۶۸- رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ

۱۶۹- خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ دونوں بھائی ہیں

۱۷۰- عبید بن زید رضی اللہ عنہ

۱۷۱- زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ

۱۷۲- فروۃ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۷۳- خالد بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۷۴- جبلہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۱۷۵- عطیہ بن نویرہ رضی اللہ عنہ

۱۷۶- خلیفہ بن عدی رضی اللہ عنہ

۱۷۷- عمارۃ بن حزم رضی اللہ عنہ

۱۷۸- سراقہ بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۷۹- حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ

۱۸۰- سلیم بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۸۱- سہیل بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۸۲ عدی بن زغباء رضی اللہ عنہ

۱۸۳- مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ

۱۸۴- ابوخزیمہ بن اوس رضی اللہ عنہ

۱۸۵- رافع بن حارث رضی اللہ عنہ

۱۸۶- عوف بن حارث رضی اللہ عنہ

۱۸۷- معوذ بن حارث رضی اللہ عنہ

۱۸۸- معاذ بن حارث رضی اللہ عنہ تینوں عفراء کے بیٹے ہیں ۱۸۹- نعمان بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۹۰- عامر بن مخلد رضی اللہ عنہ

۱۹۱- عصیمہ اشجعی رضی اللہ عنہ

۱۹۲- عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۹۳- ودیعہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۹۴- ابوالحمراء مولی حارث بن عفراء رضی اللہ عنہ ۱۹۵- ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۹۶- سہیل بن عتیک رضی اللہ عنہ

۱۹۷- حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ

۱۹۸- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۹۹- انس بن معاذ رضی اللہ عنہ

۲۰۰- اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ

۲۰۱- ابوشیخ ابی بن ثابت رضی اللہ عنہ یعنی حسان بن ثابت کے بھائی ہیں

۲۰۲- ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ

۲۰۳- حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

۲۰۴- عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

۲۰۵- سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ

۲۰۶ ابو حبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۰۷ — ثابت بن خنساء رضی اللہ عنہ
۲۰۸ — عمرو بن ایاس رضی اللہ عنہ
۲۰۹ — محرز بن عامر رضی اللہ عنہ
۲۱۰ — سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ
۲۱۱ — ابو زید قیس بن سکن رضی اللہ عنہ
۲۱۲ — ابو الاعور بن حارث رضی اللہ عنہ
۲۱۳ — سلیم بن ملحان رضی اللہ عنہ
۲۱۴ — حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ
۲۱۵ — قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ
۲۱۶ — عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ
۲۱۷ — عصیمہ اسدی رضی اللہ عنہ
۲۱۸ — ابو داؤد عمیر بن عامر رضی اللہ عنہ
۲۱۹ — سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۲۲۰ — قیس بن مخلد رضی اللہ عنہ
۲۲۱ — نعمان بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ
۲۲۲ — مالک بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ
۲۲۳ — سلیم بن حارث رضی اللہ عنہ
۲۲۴ — جابر بن خالد رضی اللہ عنہ
۲۲۵ — سعد بن سہیل رضی اللہ عنہ
۲۲۶ کعب بن زید رضی اللہ عنہ
۲۲۷ — بجیر بن ابی بجیر رضی اللہ عنہ
۲۲۸ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ
۲۲۹ — ملیل بن وبرہ رضی اللہ عنہ
۲۳۰ — عصمہ بن الحصین رضی اللہ عنہ
۲۳۱ ہلال بن المعلی رضی اللہ عنہ

تین بدری فرشتوں کے نام

چونکہ بدر میں فرشتوں کا آسمان سے مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل ہونا اور بکثرت ان کا جہاد و قتال میں شریک ہونا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے پہلے معلوم ہو چکا ہے لیکن روایت حدیث سے صرف تین فرشتوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں جو حسب ذیل تحریر ہیں۔

(۱) افضل ملائکہ اکرمین جن میں اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا انہی کے سرخیل سیدنا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۲) سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

شہدائے بدر رضی اللہ عنہم

عبیدۃ بن الحارث بن مطلب مہاجری رضی اللہ عنہ

معرکہ بدر میں شرکت کیا تھا مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں دفن فرمایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ مقام صفراء میں نزول فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں آپ نے فرمایا تعجب کیا ہے یہاں ابومعاویہ کی قبر ہے (ابومعاویہ حضرت عبیدۃ بن الحارث کی کنیت ہے)

عمیر بن ابی وقاص مہاجری رضی اللہ عنہ

سعد بن وقاصؓ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب بدر کے لئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے میں نے کہا اے بھائی تم کو کیا ہوا۔ کہا مجھ کو اندیشہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیکھ پائیں اور چھوٹا سمجھ کر واپس فرما دیں اور میں جانا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کئے گئے آپ نے صغیر السن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا عمیر یہ سن کر رو پڑے، آپ نے ان کا یہ ذوق و شوق دیکھ کر اجازت دیدی بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ عمیرؓ کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔

ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجری رضی اللہ عنہ

امام زہری اور ابن سعد اور ابن سمعانی فرماتے ہیں کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور جمہور محدثین کے نزدیک دو شخص ہیں ذوالشمالین تو جنگ بدر میں

شہید ہوئے اور ذوالیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے۔

عاقل بن البکیر مہاجری رضی اللہ عنہ

سابقین اولین میں سے ہیں دار ارقم میں مشرف باسلام ہوئے پہلا نام ان کا غافل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے غافل کے عاقل نام رکھا۔ مشرف باسلام ہونے سے قبل آخرت سے غافل اور بے خبر تھے اور اسلام لانے سے عاقل اور ہوشیار بنے اس لئے ان کا یہ نام تجویز فرمایا۔ واللہ اعلم۔ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے عمر اس وقت چونتیس سال کی تھی۔

مہجع بن صالح مولی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت مہجع کی زبان پر یہ الفاظ تھے انا مھجع والی ربی ارجع میں مہجع ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

صفوان بن بیضاء مہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بدری ہونا تو ان کا مسلم ہے لیکن غزوہ بدر میں ان کا شہید ہونا مختلف فیہ ہے۔ ابن اسحٰق اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد کہتے ہیں غزوہ بدر میں طعیمۃ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ابن حبان کہتے ہیں ۳۰ھ میں اور حاکم کہتے ہیں ۳۸ھ میں وفات پائی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سعد بن خیثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابی اور صحابی کے بیٹے شہید اور شہید کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور باپ یعنی خیثمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو کا ان کو نقیب بنایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابی سفیان کے قافلہ کے لئے خروج کا حکم دیا تو خیثمہ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے گھر رہنا ضروری ہے۔ تم ایثار کرو اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کی اجازت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔ اس پر سعدؓ نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا۔

جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ایثار کرتا اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا

لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔ بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شاداں و فرحاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ معرکہ بدر میں عمرو بن عبدود یا طعیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو اٹھو جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں عمیر نے کہا بخ بخ (واہ واہ) آپ نے ارشاد فرمایا اے عمیر کس چیز نے تجھ کو بخ بخ کہنے پر آمادہ کیا۔ عمیر نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرف یہ امید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا فانک من اہلہا بیشک تحقیق بلاشبہ تو اہل جنت سے ہے۔ بعد ازاں کھجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً ہی پھینک دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے۔ کھجوریں پھینک کر قتال میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ عمیر نے تلوار ہاتھ میں لی اور یہ کلمات ان کی زبان پر تھے۔

رکضا الی اللہ بغیر زاد	اللہ کی طرف بغیر توشہ کے دوڑو
الا التقی و عمل المعاد	مگر تقویٰ اور عمل آخرت
والصبر فی اللہ علی الجہاد	اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو
وکل زاد عرضۃ النفاد	اور ہر توشہ معرض فنا میں ہے
غیر التقی والبر والرشاد	مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد

کا توشہ کبھی نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔

حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ

حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی اور صحابی کے بیٹے۔ شہید اور شہید کے بیٹے۔ حضرت حارثہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوہ حنین میں۔ صحیح

الباری۔ باب فضل من شہد بدرا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے اور وہ نوجوان تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ ربیع بنت نضر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے کس قدر محبت تھی پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کروں گی یعنی خوب گریہ وزاری کروں گی آپ نے فرمایا کیا دیوانی ہوگئی۔ ایک جنت نہیں اس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے۔

عوف بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معوذ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عفراء ہے عوف بن حارث کی شہادت کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

بشر بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یزید بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رافع بن معلی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہدائے بدر کا اعزاز

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل وعلا نے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدار پر انوار سے ان کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا اے میرے بندو کیا چاہتے ہو۔

اصحاب نے عرض کیا اے پروردگار جن نعمائے جنت سے تو نے ہم کو سرفراز فرمایا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا تو کیا چاہتے ہو۔ تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہی سوال کیا۔ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا اے پروردگار ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں پھر ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسا پہلے قتل ہوئے۔

بدر کے قیدیوں کے نام

روایات صحیحہ سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جنگ بدر میں ستر کافر مقتول ہوئے اور ستر اس وقت اسیران بدر میں سے مشہورین کے نام ذکر کرتے ہیں اور جو ان میں سے مشرف باسلام ہوا اس کے نام کے ساتھ اس کی بھی تصریح پیش کی جاتی ہے۔

۱.... عباس بن عبدالمطلب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم ہیں جو عمر میں آپ سے صرف دو سال بڑے تھے فتح مکہ سے کچھ قبل علانیہ طور پر اسلام کا اظہار فرمایا۔ رضی اللہ عنہ

۲.... عقیل بن ابی طالب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت عقیل، حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور اسی طرح حضرت جعفر حضرت علی سے دس سال بڑے تھے اور ابو طالب کے سب سے بڑے بیٹے طالب (جن کے نام پر یہ کنیت ہے) وہ حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اسلام کی دولت سے محروم رہے۔ باقی تینوں بھائی۔ عقیل، جعفر، علی مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

۳.... نوفل بن حارث: ان کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس سال غزوہ خندق ہوا اسی سال مشرف باسلام ہوئے یعنی ۵ ھ میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴.... سائب بن عبید ۵.... نعمان بن عمرو ۶.... عمرو بن سفیان بن ابی حرب

۷.... حارث بن ابی وجرہ ۸.... ابو العاص بن ربیع: بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسلام لانے کا واقعہ پہلے مفصل گزر چکا ہے۔

۹.... ابو العاص بن نوفل ۱۰.... ابو ریشہ بن ابی عمرو ۱۱.... عمرو بن ازرق

۱۲.... عقبہ بن عبدالحارث ۱۳.... عدی بن الخیار ۱۴.... عثمان بن عبد شمس

۱۵.... ابو ثور ۱۶.... عزیز بن عمیر عبدری: بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہ۔

۱۷.... اسود بن عامر ۱۸.... سائب بن ابی حبیش

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فاطمہ بنت ابی حبیش کے بھائی ہیں۔

۱۹... حویرث بن عباد ۲۰ سالم بن شماخ ۲۱... خالد بن ہشام

یعنی ابوجہل بن ہشام کے بھائی بعض علماء نے ان کو مؤلفۃ القلوب میں ذکر کیا ہے۔

۲۲... امیہ بن ابی حذیفہ ۲۳...... ولید بن ولید بن مغیرہ ۲۴...... صیفی بن ابی رفاعہ

۲۵...... ابوالمنذر بن ابی رفاعہ ۲۶... ابوعطاء عبداللہ بن ابی السائب: بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ قراء مکہ مجاہد وغیرہ نے آپ سے علم قراءت حاصل کیا۔

۲۷...... مطلب بن حنطب: بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸...... خالد بن اعلم ۲۹... ابووداعہ سہمی فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہ

۳۰.... فروۃ بن قیس ۳۱...... حنظلہ بن قبیصہ

۳۲...... حجاج بن حارث: علامہ سہیلی فرماتے ہیں حجاج بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں غزوہ احد کے بعد حبشہ سے مدینہ واپس آئے لہٰذا اسیران بدر میں ان کا ذکر کرنا مصنف کا وہم ہے۔

۳۳... عبداللہ بن ابی بن خلف: فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ ۳۴... ابوعزہ عمرو بن عبداللہ

۳۵... فاکہ مولیٰ امیہ بن خلف ۳۶...... وہب بن عمیر

وہب اور ان کے باپ عمیر کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۳۷... ربیعہ بن دراج ۳۸... سہیل بن عمرو: بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور شام میں شہید ہوئے اور حدیبیہ میں قریش کی طرف سے صلح کے لئے آئے۔

۳۹.... عبد بن زمعہ

ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی بعد میں مشرف باسلام ہوئے۔

۴۰...... عبدالرحمن بن مشنوء ۴۱...... طفیل بن ابی قنیع ۴۲...... عتبہ بن عمرو

۴۳.... قیس بن سائب مخزومی۔ بعد میں مشرف باسلام ہوئے زمانہ جاہلیت میں آپ کے شریک تجارت تھے جیسا کہ پہلے گزرا۔

۴۴.. نسطاس مولیٰ امیہ بن خلف

غزوہ احد کے بعد مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہ

مسلمانوں کا کافروں کی فوج کیساتھ جانا حرام ہے

غزوہ بدر۔ اسلام اور کفر کا معرکہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو یوم الفرقان فرمایا ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونے کا دن ہے۔

مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسلام تو قبول کر چکے تھے مگر جب حضور پر نور نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم اور قبیلہ کے لحاظ سے مکہ ہی میں رکے رہے۔ جب جنگ بدر موقع آیا تو ان میں سے کچھ لوگ بدر میں قوم کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے اور جنگ بدر میں مارے گئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ان الذین توفاهم الملائکة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم ط قالوا کنا مستضعفین فی الارض ط قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فاولئک ماواهم جهنم وساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا فاولئک عسی الله ان یعفو عنهم وکان الله عفوا غفورا. (سورة النساء آیة ۹۸)

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے ارواح قبض کیں درآنحالیکہ وہ لوگ اپنی جانوں پر بڑے ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے ان سے یہ کہا کہ تم کس حال میں تھے ان لوگوں نے کہا کہ ہم بے چارہ اور لاچار تھے زمین میں اس لئے ہجرت نہ کر سکے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ قوم اور وطن کو چھوڑ کر وہاں ہجرت کر جاتے پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے مگر جو مرد اور عورتیں اور لڑکے در حقیقت بے چارہ اور بے بس ہیں اور ہجرت کے لئے کوئی چارہ نہیں پاتے پس ایسے لوگوں کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے اور بخشنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے کافروں کی فوج میں جانا تا کہ فقط کافروں کی تعداد زیادہ معلوم ہو یہ بھی ناجائز ہے اگرچہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا ارادہ ہے اور نہ لڑے۔

مسلمانوں کے مقابلے کے لئے کافروں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔

اور حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فهو منهم یعنی جو شخص کسی قوم کی جماعت اور تعداد کو بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔

سنہ ۲ھ میں غزوۂ بدر کے بعد کے حالات

یہودیہ عورت عصماء کا اپنے انجام کو پہنچنا

(۲۶ رمضان المبارک ۲ھ)

عصماء کا کردار

عصماء ایک یہودی عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتی تھی اور طرح طرح آپ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ لوگوں کو آپ سے اور اسلام سے برگشتہ کرتی۔ ہنوز آپ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ پھر اسی قسم کے اشعار کہے۔ عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو سنتے ہی جوش آ گیا اور یہ منت مانی اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صحیح سالم واپس آ گئے تو اس کو ضرور قتل کروں گا۔ مصنف حماد بن سلمہ میں مذکور ہے کہ یہ عورت ایام ماہواری کے خون آلود کپڑے مسجد میں لا کر ڈالا کرتی تھی۔

عصماء کا قتل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے مظفر و منصور صحیح سالم تشریف لائے تو عمیر شب کے وقت تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں داخل ہوئے چونکہ نابینا تھے اس لئے عصماء کو ہاتھ سے ٹٹولا اور بچے جو اس کے ارد گرد تھے ان کو ہٹایا اور تلوار کو سینہ پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ پشت سے پار ہو گئی۔ رمضان المبارک کی پانچ راتیں باقی تھیں۔ جس وقت یہ عورت قتل کی گئی۔

حضرت عمیرؓ کے لئے حضورؐ کی خوشی

نذر پوری کر کے واپس ہوئے اور صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا

فرمائی اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر اس بارے میں کچھ مواخذہ تو نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

لا ینتطح فیھا عنزان اس بارے میں دو بکریاں بھی سر نہ ٹکرائیں گی۔

یعنی یہ ایسا فعل ہی نہیں کہ جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف اور نزاع کر سکے۔ انسان تو درکنار بھیڑ اور بکریاں بھی اس میں اپنے سینگ نہ ٹکرائیں گی۔

پیغمبر برحق کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل کہیں قابل مواخذہ ہو سکتا ہے بلکہ اعظم قربات اور افضل عبادات میں سے ہے۔ جس میں کوئی نزاع ہی نہیں کر سکتا۔ جانور بھی اس کو حق سمجھتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر کے اس فعل سے بے حد مسرور ہوئے اور صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو"۔

حضرت عمر نے فرمایا اس اعمی (نابینا) کو دیکھو تو سہی کہ کس طرح چھپ کر اللہ کی طاعت کے لیے روانہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اعمی (نابینا) نہ کہو یہ تو بصیر (بینا) ہیں۔ یعنی ظاہراً اگرچہ اعمی (نابینا) ہیں مگر دل کے بصیر اور بینا ہیں۔

غزوۂ قرقرۃ الکدر

غزوۂ بدر کی مراجعت کے بعد شروع شوال میں سلیم اور غطفان کے اجتماع کی خبر پا کر آپ نے دو سو آدمیوں کے ساتھ خروج فرمایا۔ جب آپ چشمہ کدر پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام پہلے ہی سے آپ کی خبر پا کر منتشر ہو چکے ہیں۔ تین روز قیام فرما کر بلا جدال و قتال واپس آ گئے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے آپ نے ایک سریہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا جو غنیمت میں پانچ سو اونٹ لے کر واپس ہوا۔ بقیہ شوال اور ذی قعدہ آپ مدینہ میں مقیم رہے اور اسی عرصہ میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا کیے گئے۔

ابو عفک یہودی کا قتل

شوال ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ابو عفک یہودی

کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔

ابو عفک مذہبا یہودی تھا۔ بوڑھا تھا ایک سو بیس سال کی عمر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر برانگیختہ کرتا تھا جب اس کی دریدہ دہنی حد سے گزر گئی تو یہ ارشاد فرمایا۔

من لی بھذا الخبیث کون ہے جو میرے لئے یعنی محض میری عزت و حرمت کے لئے اس خبیث کا کام تمام کرے۔

سالم بن عمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے پہلے ہی منت مانی ہوئی ہے کہ ابو عفک کو قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی سالم تلوار لے کر روانہ ہوئے۔ گرمی کی رات تھی کہ ابو عفک غفلت کی نیند سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی تلوار اس کے جگر پر رکھی اور اس زور سے دبایا کہ پار ہو کر بستر تک پہنچ گئی۔ عدو اللہ ابو عفک نے ایک چیخ ماری۔ لوگ دوڑے مگر کام تمام ہو چکا تھا۔

حضرت عمیرؓ کی عیادت

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمیرؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم کو اس بینا کے پاس لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے اس کی عیادت کریں گے۔

پہلی نماز عید الفطر

بدر سے مراجعت کے بعد شوال کی یکم کو آپ نے عید کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلی عید الفطر تھی۔

باب ۳

۳ھ کے غزوات و واقعات

غزوۂ غطفان ◆ کعب بن اشرف یہودی کا قتل
ابو رافع یہودی کا قتل ◆ غزوۂ احد
وغیرہ

غزوۂ غطفان

غطفانیوں کے جمع ہونے کی اطلاع

غزوۂ سویق سے واپسی کے بعد بقیہ ذی الحجہ آپ مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے اس اثناء میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب (جو کہ قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں) نجد میں جمع ہو رہے ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اطراف مدینہ میں لوٹ ڈالیں اور دعثور غطفانی ان کا سردار تھا۔

غطفانیوں پر حملہ

ماہ محرم الحرام ۳ھ میں آپ نے غطفان پر چڑھائی کی غرض سے نجد کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور چار سو پچاس صحابہ آپ کے ہمراہ تھے۔

غطفانیوں کا بھاگ جانا

غطفانی آپ کی خبر سنتے ہی پہاڑوں میں منتشر ہو گئے صرف ایک شخص بنی ثعلبہ کا ہاتھ آیا صحابہ نے پکڑ کر اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آیا۔ صفر کا پورا مہینہ وہیں گزارا لیکن کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ بلا جدال وقتال ربیع الاول میں مدینہ واپس تشریف لائے۔

دعثور کے مسلمان ہونے کا واقعہ

اس سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستے میں بارش ہو گئی اور صحابہ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے ہوئے کپڑے ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور خود اس درخت کے نیچے لیٹ گئے وہاں کے دیہاتی آپ کو دیکھ رہے تھے۔ دیہاتیوں نے اپنے سردار دعثور سے جو ان میں بڑا بہادر تھا یہ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس درخت کے نیچے تنہا لیٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کے اصحاب منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر آ۔ دعثور نے ایک نہایت تیز تلوار لی اور برہنہ تلوار لے کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا اے محمد۔ بتاؤ آج تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ جبریل امین نے اس کے سینہ میں مکا مارا اسی وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور پرنور نے اس کو اٹھا لیا اور دعثور سے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اب تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں اور اسلام لے آیا اور یہ کلمہ پڑھا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اب آپ کے مقابلہ کے لئے کوئی فوج جمع نہ کروں گا۔ آپ نے دعثور کو اس کی تلوار واپس کر دی۔ دعثور تھوڑی دور چلا اور واپس آیا اور یہ عرض کیا واللہ مجھ سے آپ بہتر ہیں دعثور جب اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ جو بات تو کہہ کر گیا تھا وہ کہاں گئی اس پر دعثور نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اس طرح غیب سے میرے سینہ میں ایک مکا لگا جس سے میں چت گر پڑا۔ اس طرح گرنے سے میں نے پہچان لیا اور یقین کر لیا کہ وہ مکا مارنے والا کوئی فرشتہ ہے۔ اس لئے میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی رسالت کی شہادت دی اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

**یایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا
الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم**

اے ایمان والو اللہ کے اس انعام کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ تم پر ہاتھ چلائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیئے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ غزوہ ذات الرقاع میں بھی مروی ہے۔ واقدی نے اس قصہ کو غزوہ غطفان کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

غزوۂ بحران

بحران میں بنی سلیم کا اجتماع

غزوہ غطفان سے واپسی کے بعد ماہ ربیع الاول آپ نے مدینہ میں گزارا ربیع الثانی میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مقام بحران جو حجاز کا معدن ہے وہاں بنی سلیم اسلام کی مخالفت پر جمع ہو رہے ہیں۔

آپ کا خروج بنی سلیم کا منتشر ہو جانا

آپ نے خبر پاتے ہی تین سو صحابہ کی معیت میں بحران کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔

وہ لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے اور بلا جدال و قتال مدینے واپس آ گئے۔

بحران میں قیام کی مدت

علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ بحران میں کتنی مدت آپ نے قیام فرمایا۔ بعض کہتے ہیں صرف دس شب قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۲ جمادی الاولیٰ تک قیام فرمایا۔

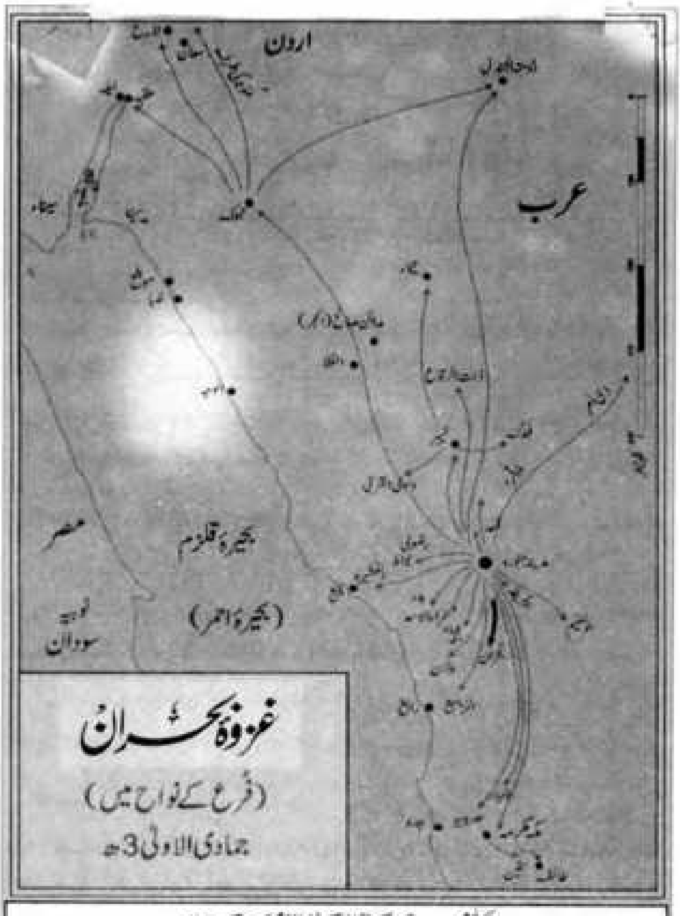
اردن
عرب
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
نوبیہ
سوڈان

غزوہ بحران

(فرع کے نواح میں)

جمادی الاولیٰ 3ھ

اللھم صل علی محمد

النبی الامی علیہ السلام

جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے والے کو مرنے
سے پہلے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جائے گا۔ (دار قطنی)

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

(۱۴ شب ربیع الاول ۳ھ)

کعب کو بدر کا صدمہ

مدینہ منورہ میں جب فتح بدر کی بشارت پہنچی تو کعب بن اشرف یہودی کو بیحد صدمہ ہوا۔ اور یہ کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار اور اشراف مارے گئے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کے ظہر (پشت) سے بہتر ہے۔ یعنی مرجانا جینے سے بہتر ہے تاکہ آنکھیں اس ذلت اور رسوائی کو نہ دیکھیں۔

کعب کا مکہ جا کر تعزیت کرنا

جب اس خبر کی تصدیق ہوگئی تو مقتولین بدر کی تعزیت کے لئے مکہ روانہ ہوا اور جو لوگ بدر میں مارے گئے ان کے مرثیے لکھے جن کو پڑھ پڑھ کر خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رلاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لوگوں کو جوش دلا دلا کر آمادۂ قتال کرتا تھا۔ ایک روز قریش کو حرم میں لے کر آیا سب نے بیت اللہ کا پردہ تھام کر مسلمانوں سے قتال کرنے کا حلف اٹھایا۔ اور بعد چندے مدینہ واپس آیا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے شروع کئے۔

کعب کی شرارتیں

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ کعب بن اشرف بڑا شاعر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا اور کفار مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے ہمیشہ ابھارتا رہتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر اور تحمل کا حکم فرماتے رہے لیکن جب کسی شرارت سے باز نہ آیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کعب بن اشرف نے آپ کو دعوت کے بہانے سے

بلایا اور کچھ آدمی متعین کر دیے کہ جب آپ تشریف لائیں تو قتل کر ڈالیں۔ آپ آ کر بیٹھے ہی تھے کہ جبرئیل امین نے آ کر آپ کو ان کے ارادہ سے مطلع کر دیا۔ آپ فوراً وہاں سے روح الامین کے پروں کے سایہ میں باہر تشریف لے آئے اور واپسی کے بعد قتل کا حکم دیا۔

حضرت محمد بن مسلمہ کی تیاری

صحیح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کعب بن اشرف کے قتل کے لئے کون تیار ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت ایذا پہنچائی ہے۔ یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس کا قتل چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر مجھ کو کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ (یعنی ایسے مبہم اور تعریضی کلمات اور ذو معنی الفاظ) کہہ سکوں جن کو سن کر وہ بظاہر خوش ہو جائے آپ نے فرمایا اجازت ہے۔

حضرت ابن مسلمہؓ کا کعب سے قرض کا معاہدہ کرنا

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک روز کعب سے ملنے گئے اور اثناء گفتگو میں یہ کہا کہ یہ مرد یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے (فقراء و مساکین پر تقسیم کرنے کیلئے) صدقہ اور زکوٰۃ مانگتا ہے) اور اس شخص نے ہم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ (بے شک یہ چیز حریص اور طامع نفوس پر بہت شاق اور گراں ہے لیکن مخلصین اور صادقین کو صدق دل سے صدقات کا دینا اور فقراء و مساکین کی اعانت اور امداد کرنا انتہائی محبوب اور غایت درجہ لذیذ ہے۔ بلکہ خدا کی راہ میں مال نہ خرچ کرنا ان پر شاق اور گراں ہے)

میں اس وقت آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں۔ کعب نے کہا ابھی کیا ہے۔ آگے چل کر دیکھنا خدا کی قسم تم ان سے اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اب تو ہم ان کے پیرو ہو چکے ہیں ان کا چھوڑنا ہم پسند نہیں کرتے انجام کے منتظر ہیں۔ (اور دل میں یہ تھا کہ انجام کار اللہ اور اس کے رسول کی فتح اور دشمنوں کی شکست یقینی اور محقق ہے جس میں شبہ کی ذرہ برابر گنجائش نہیں) اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ کچھ غلہ ہم کو بطور قرض دے دیں۔ کعب نے کہا بہتر ہے مگر کوئی چیز میرے پاس رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا آپ کیا چیز رہن رکھوانا چاہتے ہیں۔ کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ ان لوگوں نے کہا اپنی عورتوں کو کیسے رہن

رکھ سکتے ہیں اول تو غیرت اور حمیت گوارا نہیں کرتی پھر یہ کہ آپ نہایت حسین و جمیل اور نوجوان ہیں۔ کعب نے کہا آپ اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو۔ ان لوگوں نے کہا یہ تو ساری عمر کی عار ہے۔ لوگ ہماری اولاد کو یہ طعنہ دیا کریں گے کہ تم وہی ہو جو دو سیر اور تین سیر غلہ کے معاوضہ میں رہن رکھے گئے تھے۔ ہاں ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔

عکرمہ کی ایک مرسل روایت میں ہے ان لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہتھیاروں کے کس درجہ محتاج اور ضرورت مند ہیں لیکن با ایں ہمہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ دیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کو رہن رکھ دیں۔ کعب نے اس کو منظور کیا اور یہ وعدہ ٹھہرایا کہ شب کو آکر غلہ لے جائیں اور ہتھیار رہن رکھ جائیں۔

حسب وعدہ یہ لوگ رات کو پہنچے اور جا کر کعب کو آواز دی۔ کعب نے اپنے قلعہ سے اترنے کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو کعب نے کہا محمد بن مسلمہ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے۔ کوئی غیر نہیں تم فکر نہ کرو۔ بیوی نے کہا مجھ کو اس آواز سے خون ٹپکتا ہوا نظر آتا ہے۔ کعب نے کہا کہ شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اس کو ضرور جانا چاہئے۔

کعب کا سر اتارنے کا منصوبہ

اس اثناء میں محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ سمجھا دیا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے بال سونگھوں گا۔ جب دیکھو کہ میں نے اس کے بالوں کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ چنانچہ جب کعب نیچے آیا تو سر تا پا خوشبو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا آج جیسی خوشبو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین و جمیل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ مجھ کو اپنے معطر سر کے سونگھنے کی اجازت دیں گے۔ کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے آگے بڑھ کر خود بھی سر کو سونگھا اور اپنے رفقاء کو بھی سونگھایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ دوبارہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیں گے۔ کعب نے کہا شوق سے۔ محمد بن مسلمہ اٹھے اور سر سونگھنے میں مشغول ہو گئے جب سر کے بال مضبوط پکڑ لئے تو ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ فوراً ہی سب نے اس کا سر قلم کیا اور آناً فاناً اس کا کام تمام کیا۔

کعب بن اشرف کا سر حضورؐ کے سامنے

اور آخر شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے دیکھتے ہی یہ ارشاد فرمایا۔

افلحت الوجوہ ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے۔

ان لوگوں نے جواباً عرض کیا:

ووجهک یا رسول اللہ اور سب سے پہلے آپ کا چہرہ مبارک اے اللہ کے رسول۔

اور بعد ازاں کعب بن اشرف کا سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے الحمد للہ پڑھا اور اللہ کا شکر کیا۔

یہودیوں کا خوفزدہ ہو کر معاہدہ کرنا

جب یہود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو یک لخت مرعوب اور خوفزدہ ہو گئے۔ اور جب صبح ہوئی تو یہود کی ایک جماعت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ کہ ہمارا سردار اس طرح مارا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذائیں پہنچاتا تھا اور لوگوں کو ہمارے قتال پر برانگیختہ اور آمادہ کرتا تھا۔ یہود دم بخود رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور بعد ازاں آپ نے ان سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ یہود میں سے آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے گا۔

کعب کے قتل کے اسباب

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور سب وشتم اور گستاخانہ کلمات کا زبان سے نکالنا۔ (۲) آپ کی ہجو میں اشعار کہنا (۳) غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کا بطور تشبیب ذکر کرنا۔ (۴) غدر اور نقض عہد۔ (۵) لوگوں کو آپ کے مقابلہ کے لئے ابھارنا اور اکسانا اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا۔ (۶) دعوت کے بہانے سے آپ کے قتل کی سازش کرنا۔ (۷) دین اسلام پر طعن۔

لیکن قتل کا سب سے قوی سبب آپ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور سب وشتم اور آپ کی ہجو میں اشعار کہنا ہے۔

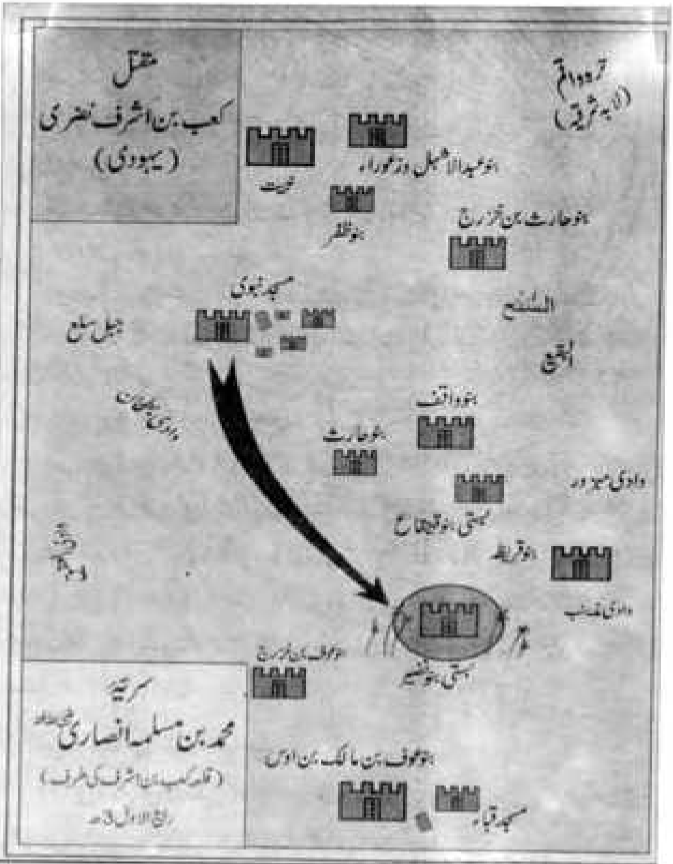
مقتل
کعب بن اشرف نضری
(یہودی)
حرہ واقم
(لابہ شرقی)
بنو عبد الاشہل و زعوراء
ثنیت
بنو ظفر
بنو حارث بن خزرج
مسجد نبوی
جبل سلع
السنح
البقیع
وادی بطحان
بنو واقف
بنو حارثہ
وادی مہزور
بستی بنو قینقاع
وادی عقیق
بنو قریظہ
وادی مذینب
بنو عوف بن خزرج
بستی بنو نضیر
سریہ
محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ
(قتل کعب بن اشرف کی طرف)
ربیع الاول ۳ھ
بنو عوف بن مالک بن اوس
مسجد قباء

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلَاةً تُحَلُّ
بِهِ الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ
یہ درود شریف بار بار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پریشانی دور فرما دیتے ہیں۔ [illegible]

کعب بن اشرف یہودی کا قلعہ جس کے قدیم آثار اب بھی موجود ہیں

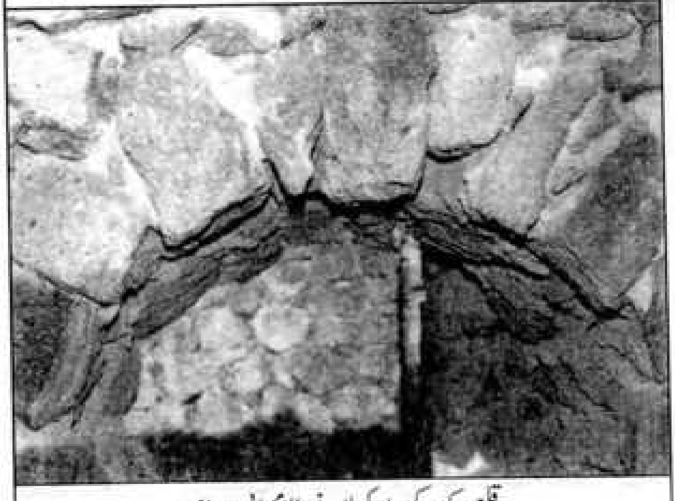

قلعے کے دو کمروں کو ملانے والا محرابی دروازہ

حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

ابن سینہ یہودی کا قتل

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔ چنانچہ حویصہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محیصہ بن مسعود نے ابن سینہ یہودی کو قتل کر ڈالا۔ جو تجارت کرتا تھا اور خود حویصہ اور محیصہ اور دیگر اہل مدینہ سے داد و ستد کا معاملہ رکھتا تھا۔

حویصہ کا حضرت محیصہ پر ناراض ہونا

حویصہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اور محیصہ پہلے سے مسلمان تھے۔ حویصہ چونکہ عمر میں بڑے تھے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو قتل کر ڈالا خدا کی قسم اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے۔ محیصہ نے کہا:

خدا کی قسم مجھ کو اس کے قتل کا ایسی ذات نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ ذات بابرکات تیرے قتل کا بھی حکم دیتی تو واللہ میں تیری بھی گردن اڑا دیتا۔

حویصہ نے کہا: کیا خدا کی قسم اگر محمد تجھ کو میرے قتل کا حکم دے تو واقعی تو مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔

محیصہ نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم اگر تیری گردن مارنے کا حکم دیتے تو ضرور تیری گردن مارتا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد ذرہ برابر تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا۔

حویصہ کا متاثر ہو کر مسلمان ہونا

حویصہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو دلوں میں اس درجہ راسخ اور مستحکم ہو گیا۔ بے شک یہ اس طرح جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد حویصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سریۂ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

(غرۂ جمادی الآخر ۳ھ)

قریش کے قافلوں کی نئی راہیں

واقعہ بدر کے بعد قریش مکہ مسلمانوں سے اس درجہ مرعوب اور خوف زدہ ہوگئے کہ ان کے چھیڑ چھاڑ کے اندیشہ سے اپنا قدیم راستہ ہی چھوڑ دیا۔ چنانچہ بجائے شام کے راستہ کے عراق کا راستہ اختیار کیا اور رہبری کے لئے فرات بن حیان عجلی کو اجرت پر ہمراہ لیا اور ایک قافلہ بغرض تجارت مکہ سے مال کثیر لے کر براہ عراق روانہ ہوا۔ جس میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزی و عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی تھے۔ (فتح مکہ میں یہ چاروں حضرات مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

قافلہ پر حملہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلہ کی اطلاع ہوئی تو سو صحابہ کی جمعیت کو زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت اور سرکردگی میں روانہ فرمایا۔

قیدی اور غنیمت

ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا۔ قافلہ حاصل کرنے میں تو کامیاب ہوگئے مگر اعیان قوم اور اشراف خاندان اور قافلہ والے سب بھاگ گئے صرف فرات بن حیان عجلی کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لائے جو مدینہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔ مال غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا خمس جو نکالا گیا تو اس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی۔ تو معلوم ہوا کہ غنیمت کی مجموعی تعداد ایک لاکھ درہم تھی۔

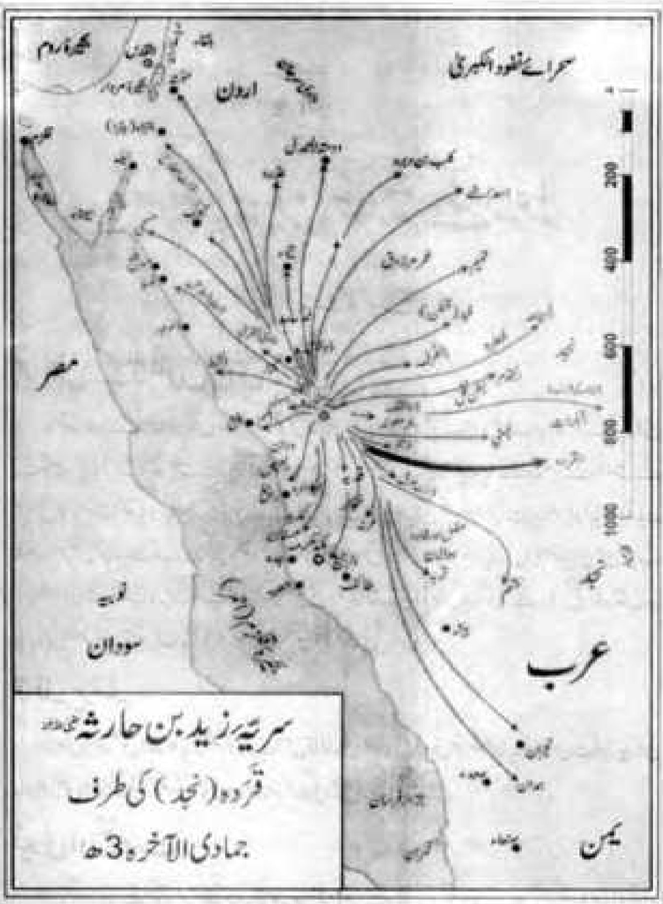
بحیرہ روم
اردن
صحرائے النفود الکبریٰ
مصر
نجد
عرب
سودان
یمن
200
400
600
800
1000

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
قردہ (نجد) کی طرف
جمادی الآخرہ 3ھ

اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد صلاۃ دائمۃ بدوامک

[illegible]

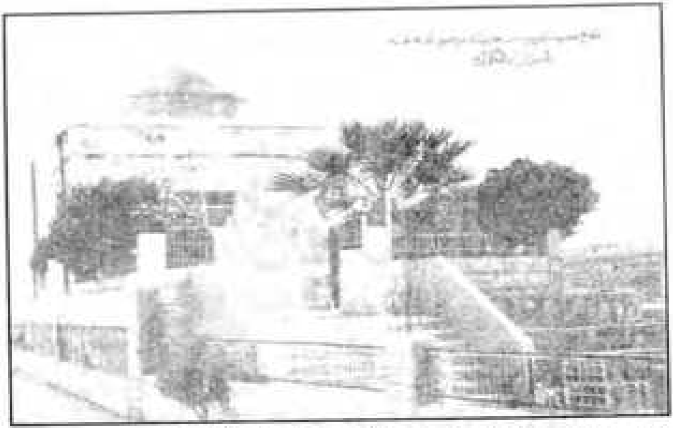

حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر لشکر بنایا جن کا مزار اردن میں ہے

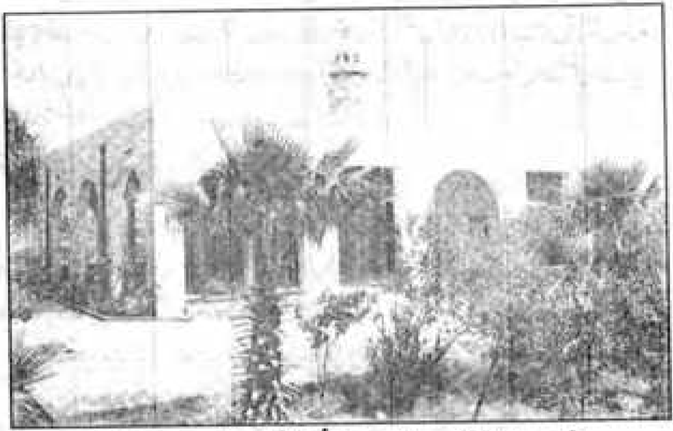

مسجد و مزار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عامر بن جراح

ابو رافع یہودی کا قتل

(نصف جمادی الثانیہ ۳ھ)

ابو رافع کے کرتوت

ابو رافع ایک بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابو رافع کنیت تھی۔ عبداللہ بن ابی الحقیق اس کا نام تھا۔ سلام بن ابی الحقیق بھی کہتے تھے۔ خیبر کے قریب ایک گڑھی میں رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا۔ کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا۔ یہی شخص غزوۂ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھا کر لایا اور بہت زیادہ ان کی مالی امداد کی اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی عداوت میں روپیہ خرچ کرتا رہتا تھا۔

قبیلۂ خزرج والوں کا جذبہ

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ سب قبیلۂ اوس کے تھے۔ اس لئے قبیلۂ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلۂ اوس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانی دشمن اور بارگاہ رسالت کے ایک گستاخ اور بدزبان یہودی کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کر لیا لہٰذا ہم کو چاہئے کہ بارگاہ نبوت کے دوسرے گستاخ اور بدزبان یہودی ابو رافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابو رافع کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔

قتل کی مہم پر روانگی

عبداللہ بن عتیک و مسعود بن سنان و عبداللہ بن انیس و ابو قتادہ حارث بن ربعی اور

خزاعی بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیک کو ان پر امیر بنایا اور بہ تاکید فرمائی کہ کسی بچہ اور عورت کو ہرگز نہ قتل کریں۔

نصف جمادی الآخریٰ ۳ھ کو عبداللہ بن عتیک مع اپنے رفقاء کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ صحیح بخاری میں براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لا چکے تھے تب یہ لوگ خیبر پہنچے۔

قلعہ میں داخلہ

ابورافع کا قلعہ جب قریب آگیا تو عبداللہ بن عتیک نے اپنے رفقاء سے کہا تم یہیں بیٹھو میں قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں جب بالکل دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو کپڑا اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاء حاجت کرتا ہو۔ دربان نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے یہ آواز دی کہ اے اللہ کے بندے اگر اندر آتا ہے تو جلد آجا میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں فوراً داخل ہوگیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابورافع بالاخانہ پر رہتا تھا۔ اور شب کو قصہ گوئی ہوتی تھی جب قصہ گوئی ختم ہوگئی اور لوگ اپنے اپنے گھر واپس ہوگئے تو دربان نے دروازے بند کرکے کنجیوں کا حلقہ ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب سب سو گئے تو میں اٹھا اور کھونٹی سے کنجیوں کا حلقہ اتار کر دروازہ کھولا بالاخانہ پر پہنچا اور جو دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کرلیتا تھا تاکہ لوگوں کو اگر میری خبر بھی ہوجائے تو میں اپنا کام کرگزروں۔

ابورافع پر پہلا وار

جب میں بالاخانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابورافع اپنے اہل وعیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابورافع کہاں اور کدھر ہے۔ میں نے آواز دی۔ اے ابورافع۔ ابورافع نے کہا کون ہے میں نے اسی جانب دوڑ کے تلوار کا وار کیا مگر خالی گیا۔ ابورافع نے ایک چیخ ماری میں نے تھوڑی دیر بعد آواز بدل کر ہمدردانہ لہجہ میں کہا اے ابورافع یہ کیسی آواز ہے۔ ابورافع نے کہا۔ ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا وار کیا۔

دوسرا کاری حملہ اور واپسی

یہ سنتے ہی میں نے تلوار کا دوسرا وار کیا جس سے اس کے کاری زخم آیا۔ بعد ازاں میں

نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پشت تک پہنچ گئی۔ جس سے سمجھا کہ میں اب اس کا کام تمام کر چکا اور واپس ہو گیا۔ اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا۔ جب سیڑھی سے اترنے لگا تو یہ خیال ہوا کہ زمین قریب آگئی اترنے میں گر پڑا۔ اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ چاندنی رات تھی۔ عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا تم چلو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ۔ میں یہیں بیٹھا ہوں اس کی موت اور قتل کا اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی تو خبر دینے والے نے قلعہ کی فصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا تب میں وہاں سے روانہ ہوا اور ساتھیوں سے آملا۔ اور کہا تیز چلو۔ اللہ نے ابورافع کو ہلاک کیا۔

حضرت عبداللہ کی ٹانگ کا درست ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سنائی اور جو واقعہ گزرا تھا وہ سب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلا دی۔ آپ نے دست مبارک اس پر پھیرا ایسا معلوم ہوا گویا کہ کبھی شکایت ہی پیش نہ آئی تھی۔

غزوۂ احد

(شوال ۳ھ)

قریشیوں کا جذبۂ انتقام

قریش مکہ جب بدر سے بری طرح شکست کھا کر مکہ واپس ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ کاروان تجارت جس کو ابو سفیان ساحلی راستے سے بچا کر نکال لائے تھے۔ وہ مع اصل سرمایہ اور زر منافع دار الندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے۔ بدر کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم یوں تو ہر شخص کے دل میں تھا۔ لیکن جن لوگوں کے باپ اور بیٹے بھائی اور بھتیجے خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے ان کو رہ رہ کر جوش آتا تھا۔ جذبۂ انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا۔

بدلہ لینے کے لئے رقم مختص کرنا

بالآخر ابو سفیان بن حرب۔ عبد اللہ بن ابی ربیعہ۔ عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام، حویطب بن عبد العزیٰ، صفوان بن امیہ اور دیگر سرداران قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے کہ کاروان تجارت بطور امانت محفوظ ہے۔ اس میں سے اصل سرمایہ تو تمام شرکاء پر بقدر حصص تقسیم کر دیا جائے اور زر منافع کلیۃً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے۔ تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، اعیان اور اشراف کا جو بدر میں مارے گئے انتقام لیں بیک آواز سب نے دل خوشی سے اس درخواست کو قبول کیا اور زر منافع جس کی مقدار پچاس ہزار دینار تھی وہ سب اس کام کے لئے جمع کر دیا گیا۔

اسی بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ان الذين كفروا ينفقون اموالهم ليصدوا عن سبيل الله فسينفقونها
ثم تكون عليهم حسرة ثم يغلبون (انفال ۳۶)

> تحقیق کافر اپنے مالوں کو خرچ کر رہے ہیں تا کہ لوگوں کو خدا کے راستے سے
> روک دیں۔ پس اور بھی خرچ کریں گے اور پھر یہ سب ان پر حسرت اور افسوس
> ہوں گے پھر آخر مغلوب ہوں گے۔

قریشیوں کے لشکر کی روانگی

قریش نے خوب تیاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تا کہ وہ رجزیہ اشعار سے لڑنے والوں کی ہمت بڑھائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں نیز لڑنے والے عورتوں کی بے حرمتی کے خیال سے دل کھول کر اور سینہ ٹھوک کر لڑیں۔ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں اور قبائل میں قاصد دوڑائے کہ اس جنگ میں شریک ہو کر داد شجاعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع ہو گیا جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں۔ یہ تین ہزار کا لشکر جرار نہایت کروفر سے ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں ۵ شوال ۳ھ کو مکہ سے روانہ ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ کے پاس یہ خط پہنچا دے۔

قریش کے لشکر کا جائزہ

یہ خبر پاتے ہی آپ نے انس اور مونس رضی اللہ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں حباب بن منذر کو ان کا اندازہ کرنے کے لئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے۔ حباب ؓ نے آ کر ٹھیک اندازہ اور صحیح تخمینہ سے اطلاع دی۔ تمام شب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد نبوی کا پہرہ دیا اور شہر کے اطراف و جوانب میں بھی پہرے بٹھا دیئے گئے۔ یہ جمعہ کی شب تھی۔

صحابہؓ سے مشورہ

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ اکابر مہاجرین و انصار نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن جو نوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے ان کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ ذبح کی جا رہی ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ بمنزلہ مضبوط زرہ کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ شہید ہوں گے۔ لہذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہو گئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہ کرام بمنزلہ تلوار کے تھے۔ جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے۔ صحابہ کو جہاد میں لے جانا بمنزلہ تلوار کے ہلانے کے تھا۔ ایک مرتبہ ہلایا یعنی غزوۂ احد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ یعنی کچھ صحابہ شہید ہو گئے۔ پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہو گئی اور خوب دشمنوں کو مارا۔

منافقوں کے سردار کا مشورہ

عبداللہ بن ابی رأس المنافقین سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا۔ اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح ہوئی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا گیا تو ناکام رہے۔ یا رسول اللہ آپ مدینہ سے باہر نہ نکلئے۔ خدا کی قسم جب بھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی اور جب بھی ہم مدینہ میں رہے اور دشمن ہم پر چڑھ کر آیا تو دشمن نے ہمارے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی آپ مدینہ کی ناکہ بندی فرمادیں دشمن اگر بالفرض مدینہ

میں گھس آیا تو مردان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گی۔ اور اگر باہر سے باہر ہی ناکام واپس ہو گئے تو فبہا المراد۔

جنت کے شیدائی

مگر بعض اکابر اور نوجوانوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینے سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو اس دن کے متمنی اور مشتاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے۔

حضرت حمزہؓ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے اور حضرت حمزہ نے یہ کہا۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب تک مدینے سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کر لوں۔

نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ ہم کو جنت سے محروم نہ کیجئے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

آپ نے فرمایا کس بناء پر۔ نعمان نے عرض کیا:۔ اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے برحق رسول ہیں اور میں لڑائی میں کبھی بھاگتا نہیں۔

اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:۔ اس وجہ سے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا صدقت تو نے سچ کہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سودائی یعنی نوجوانوں کا اصرار تو پہلے ہی سے ہے کہ مدینے سے باہر جا کر حملہ کیا جائے۔ لیکن مہاجرین و انصار میں سے بھی بعض اکابر جیسے حضرت حمزہؓ اور سعد بن عبادہؓ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور ان کی بھی یہی رائے ہے تو آپ نے بھی یہی عزم فرما لیا۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا۔ اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبین و مخلصین عاشقین و والہین اور خداوند قدوس کے لقاء کے مشتاقین کی جانوں میں جان آ گئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دنیا کے جیل خانہ اور اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آ گیا۔

مدینہ سے روانگی

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرۂ شریفہ میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ کے وہ دو ساتھی جو دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں اور میدان حشر اور حوض کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ابھی آپ حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ آپ پر اللہ کی وحی اترتی رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشاء پر چھوڑ دیا جائے۔ اتنے میں آپ دو زرہیں تہ بہ تہ پہن کر اور مسلح ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے غلطی سے مرضی مبارک کے خلاف اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرف اپنی رائے پر عمل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر اتار دے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ کے نام پر چلو اور جو حکم دوں وہ کرو۔ اور سمجھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی فتح اور نصرت تمہارے ہی لئے ہے۔

۱۱ شوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے اور سب مسلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔

کم عمر بچوں کی واپسی

مدینہ سے باہر نکل کر جب مقام شیخین پر پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں جو نو عمر اور کم

سن تھے ان کو واپس فرما دیا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ اسید بن ظہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ عرابہ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت رافعؓ اور حضرت سمرہؓ کا شوق

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابی پیش کیے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال کی تھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا۔ جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کیے گئے تو آپ نے اجازت دی۔

ان کمسنوں میں رافع بن خدیجؓ بھی تھے۔ انہوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگوٹھوں کے بل تن کے کھڑے ہو گئے تاکہ دراز قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ یہ بڑے تیرانداز ہیں۔

سمرۃ بن جندب جو انہیں کے ہم سن تھے انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاتی باپ مری بن سنانؓ سے کہا۔ اے باپ! رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں۔ مری بن سنانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا۔ حالانکہ میرا بیٹا رافع کو پچھاڑ سکتا ہے۔

آپ نے رافع اور سمرہؓ کی کشتی کرائی۔ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان

عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ نافع سے یہ دریافت کیا کہ عبداللہ بن عمر کن کن غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ نافع نے کہا مجھ سے خود ابن عمر نے بیان کیا کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو اس وقت میں ۱۳ سال کا تھا اور جب غزوۂ احد ہوا تو اس

وقت میں ۱۳ سال کا تھا۔ غزوہ بدر میں تو میں نے جانے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعا کی لیکن آپ نے کمسنی کی وجہ سے قبول نہ فرمایا اور مجھ اور زید بن ثابت اور اوس بن عرابہ کو بھی کمسن ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا مگر رافع بن خدیجؓ کو دراز قامت ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی۔ جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۱۵ سال کا تھا۔ اس وقت آپ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا عمر بن عبدالعزیز نے اس حدیث کو سن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔ اس لئے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں۔ لہذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور مقاتلین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام ذریت بچوں کی فہرست میں لکھا جائے۔

منافقوں کی راستہ سے واپسی

جب آپ احد کے قریب پہنچے تو رأس المنافقین عبداللہ بن ابی جو تین سو آدمیوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لایا تھا یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ نے میری رائے نہیں مانی۔ ہم بے وجہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ یہ جنگ نہیں ہے اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے۔ انہی لوگوں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ولیعلم الذین نافقوا و قیل لهم تعالوا قاتلوا فی سبیل الله او ادفعوا
قالوا لو نعلم قتالا لا تبعنکم هم للکفر یومئذ اقرب منهم للایمان
یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم و الله اعلم بما یکتمون

(آل عمران آیت ۱۶۷)

اب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہ گئے جن میں صرف سو آدمی زرہ پوش تھے اور سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک آپ کا اور ایک ابو بردہ بن نیار حارثیؓ کا۔

بنی سلمہ وبنی حارثہ

قبیلۂ خزرج میں سے بنی سلمہ نے اور قبیلۂ اوس میں سے بنی حارثہ نے بھی ابن ابی کی طرح کچھ واپسی کا ارادہ کیا اور یہ دونوں قبیلے لشکر کے دونوں طرف تھے۔ توفیق خداوندی نے ان کی دستگیری کی۔ خدا نے ان کو بچا لیا اور واپس نہیں ہوئے۔ ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا والله وليهما وعلى الله فليتوكل المومنون

یاد کرو اس وقت کو جب ہمت ہار دی تم میں سے دو گروہوں نے اور اللہ ان کا مددگار تھا۔ اس لئے وہ واپسی سے محفوظ رہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

راستہ میں عشاء وصبح کی نماز

ابھی آپ مقام شیخین ہی میں تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے تمام شب لشکر کی پاسبانی کی۔ وقتاً فوقتاً لشکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ نے کوچ فرمایا۔ جب احد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آگیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور آپ نے اپنے تمام اصحاب کو نماز پڑھائی۔

صفوں کی ترتیب

نماز سے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے مدینہ کو سامنے اور احد کو پس پشت رکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم واجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں اب وہ اسی کبیر متعال کی راہ میں جانبازی وسرفروشی اور اسی کے عشق میں جہاد وقتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

جبل احد پر ایک دستہ کا تقرر

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل احد کے پیچھے بٹھا دیا تا کہ قریش پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ سرکنا اور نہ ہماری مدد کے لئے آنا۔

زہیر کی روایت میں ہے کہ اگر پرندوں کو بھی ہم کو اچکتے ہوئے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ ٹلنا۔

مسند احمد اور معجم طبرانی وغیرہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تم اس جگہ کھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لئے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔

قریشیوں کا لشکر

قریش کا لشکر چہار شنبہ ہی کو مدینہ پہنچ کر احد کے دامن میں پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ جس کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اشراف مکہ کی پندرہ عورتیں بھی ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔

جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱- ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور حضرت معاویہ کی ماں)
۲- ام حکیم بنت حارث بن ہشام (ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی)
۳- فاطمہ بنت ولید حارث بن ہشام کی بیوی
۴- برزہ بنت مسعود صفوان بن امیہ کی بیوی
۵- ریطہ بنت شیبہ عمرو بن العاص کی بیوی
۶- سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ حجبی کی بیوی

۷۔ خناس بنت مالک مصعب بن عمیر کی والدہ

۸۔ عمرۃ بنت علقمہ

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عمرہ کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوگئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

قریشیوں کے لشکر کی ترتیب

قریش نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو اور پیادوں پر صفوان بن امیہ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو اور تیراندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ کو افسر مقرر کیا۔ مگر بعد میں چل کر قریش کے یہ پانچوں امرائے لشکر مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضور کا حضرت ابودجانہ کو تلوار عطا فرمانا

جب فریقین کی صفیں مرتب ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا کون ہے جو کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔ یہ سن کر بہت سے ہاتھ اس سعادت کے حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا اتنے میں ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ اس تلوار کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے یہاں تک کہ خم ہوجائے۔

حافظ ابوبشیر دولابی نے اس حدیث کو کتاب الکنیٰ میں حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو بھی قتل نہ کرنا اور اس کو لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلے سے فرار نہ ہونا۔

ابودجانہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق ادا کروں گا۔ آپ نے فوراً وہ تلوار ابودجانہؓ کو مرحمت فرمادی۔

غالباً آپ کو بذریعہ وحی الٰہی کے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ سوائے ابودجانہ کے کوئی اس تلوار کا حق نہ ادا کرسکے گا اس لئے صرف ابودجانہؓ ہی کو عطا فرمائی۔

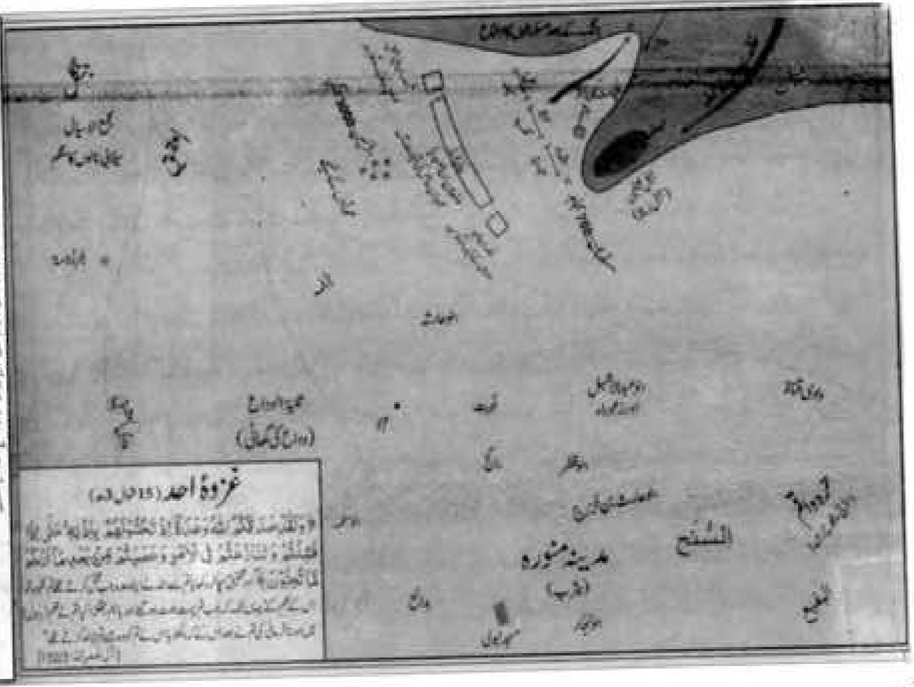

غزوۂ احد (15 شوال 3ھ)

مدینہ منورہ
السلع
البقیع

صلی اللہ علی سیدنا محمد
وآلہ وسلم

[illegible]

[illegible]

جبل اُحد کا وہ غار جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی ہونے کے بعد آرام فرمایا

اس چار دیواری میں شہداء اُحد کے مقابر ہیں

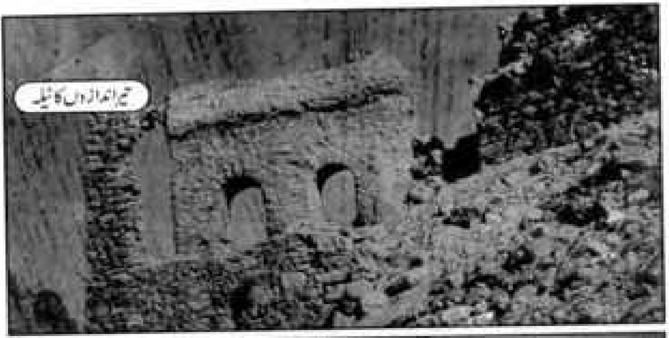
تیر اندازوں کا ٹیلہ

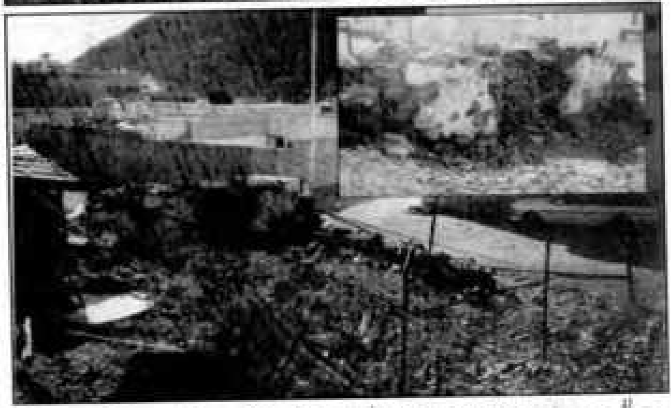

مسجد الفتح: جہاں جنگ کے خاتمے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی

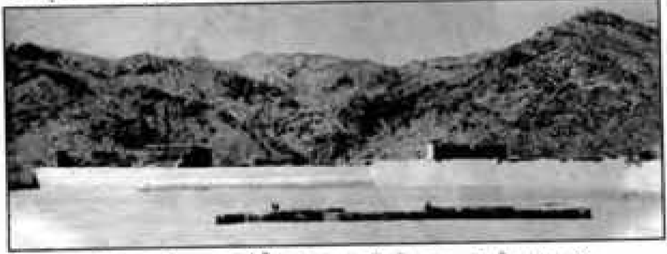

حضرت امیر حمزہؓ۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر اور عبد اللہ ابن جحش کے مزاروں کی موجودہ شکل

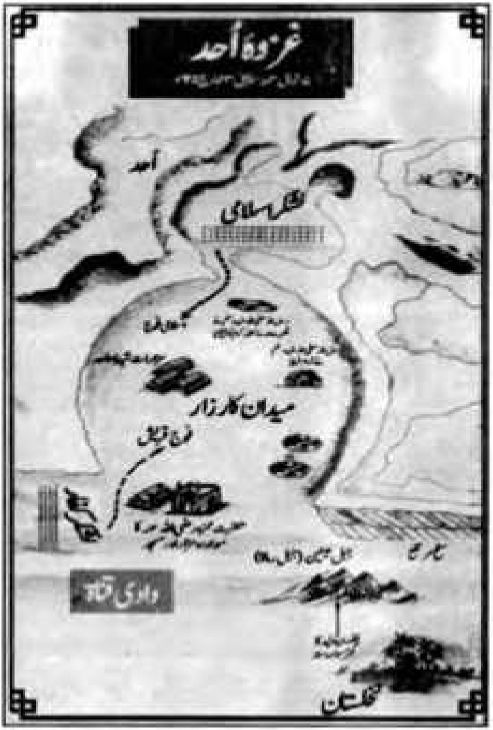

غزوۂ احد
احد
لشکر اسلامی
میدان کارزار
وادی قناۃ
نخلستان

[illegible]

قریشی سرداروں کا قتل

قریش کا پہلا مبارز......ابو عامر

قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدان جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب مدینہ میں اسلام کا نور چمکا تو یہ شپرہ چشم اس کی تاب نہ لا سکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔

اس فاسق نے مکہ آ کر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے آمادہ کیا اور معرکہ احد میں خود ان کے ساتھ آیا اور یہ باور کرایا کہ قبیلۂ اوس کے لوگ جب مجھ کو دیکھیں گے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

چنانچہ معرکہ احد میں سب سے پہلے یہی ابو عامر میدان میں آیا اور للکار کر کہا۔ اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔

ابو عامر کی رسوائی

خدا ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے جنہوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا۔ اے خدا کے فاسق اور نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے"۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر خائب و خاسر واپس ہوا اور جا کر یہ کہا کہ میرے بعد میری قوم کی حالت بدل گئی۔

دوسرا مبارز......طلحہ بن ابی طلحہ

بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور للکار کر یہ کہا۔ اے اصحاب

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے۔ پس کیا تم میں سے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں یا اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچا دے۔

حضرت علیؓ نے طلحہ کا سر دو ٹکڑے کر دیا

یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقابلے کے لئے نکلے اور تلوار چلائی جس سے اس کا پیر کٹ گیا وہ زمین کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علی شرما کر پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا اے علی کیوں پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آ گئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

غالباً حضرت علی کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی جس سے پیر کٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔

تیسرا مبارز ...... عثمان بن ابی طلحہ

بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے علم سنبھالا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

ان علی اهل اللواء حقا   ان تخضب الصعدة او تندقا

علمبرداروں کا یہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔

عثمان بن ابی طلحہ کا کام تمام

حضرت حمزہ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیئے اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

ابو سعد بن ابی طلحہ کا قتل ہونا

اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فوراً ہی ایک تیر تاک کر اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

مسافع بن طلحہ کا قتل

اس کے بعد مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

حارث بن طلحہ کا قتل

اس کے بعد حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اس کو بھی عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیر نے اس کو قتل کیا۔

کلاب بن طلحہ کا قتل

پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

جلاس کا قتل ہونا

بعد ازاں جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

ارطاۃ کا قتل

اس کے بعد ارطاۃ بن شرحبیل نے جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

شریح بن قارظ کا قتل

شریح بن قارظ علم لے کر آگے بڑھا آناً فاناً اس کا بھی کام تمام ہوا شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا۔

صواب وغیرہ کا قتل

اس کے بعد ان کا غلام جس کا نام صواب تھا وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علی اختلاف الاقوال اس کا بھی کام تمام کیا۔

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انہوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے۔

ان الذی عاهدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے (کہ جس کی محبت میرے قلب کے اندر میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درآنحالیکہ ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

ان لا اقوم الدهر فی الکیول اضرب بسیف الله والرسول

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی صف میں نہ کھڑا ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو دجانہؓ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا یہ چال اللہ کو سخت ناپسند ہے مگر ایسے وقت میں۔ (جبکہ محض اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہو اپنے نفس کے لئے نہ ہو)

عورت سے تلوار کو روک لینا

ابو دجانہ صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے جو سامنے آ گیا اس کی نعش زمین پر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بالکل سامنے آ گئی ابو دجانہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی مگر فوراً ہی ہاتھ روک لیا۔ کہ یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک عورت پر چلایا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو دجانہؓ ہندہ کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا تو ابو دجانہؓ فرماتے ہیں مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آزماؤں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت

شیرانہ حملے

سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیرانہ حملے سے کفار سخت پریشان تھے۔ جس پر تلوار اٹھاتے اسی کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب

وحشی بن حرب جو جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو اس کا بہت صدمہ تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کر اگر میرے چچا کے بدلے میں حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ جب قریش جنگ احد کے لئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

سباع کا قتل

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کے لئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزی ھل من مبارز (ہے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع۔ اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وحشی کا نیزہ اور شہادت

وحشی حضرت حمزہ کی تاک میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناف پر نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ چند قدم چلے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مسند ابی داؤد طیالسی میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ محض حضرت حمزہ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔

حضرت حمزہ کو قتل کر کے لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اس لئے کہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

وحشی کا مسلمان ہونا

فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف باسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ وحشی ہے یعنی آپ کے عم محترم کا قاتل۔ آپ نے فرمایا۔

اس کو چھوڑ دو۔ البتہ ایک شخص کا مسلمان ہونا میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ بعد ازاں آپ نے وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا۔ وحشی نے نہایت ندامت کے ساتھ محض تعمیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے وحشی کا اسلام قبول کیا اور یہ فرمایا کہ اگر ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو اس لئے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ کو ایذا پہنچانا مقصود نہ تھا اس لئے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو پس پشت بیٹھتے۔

نعمت اسلام پر شکر

وحشی راوی ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے ہی حمزہ کو قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہؓ کو میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور مجھ کو اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا۔

کیونکہ اگر وحشی اس وقت حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو بحالت کفر مارے جاتے۔ جس سے بڑھ کر کوئی اہانت اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اے وحشی جا اور خدا کی راہ میں قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستے سے روکنے کے لئے قتال کرتا تھا۔

حضرت وحشی کا مسیلمہ کو قتل کرنا

اب حضرت وحشی اس فکر میں رہے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں چنانچہ اس کے کفارہ میں مسیلمہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر واصل جہنم کیا جس نے خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور جس طرح حضرت حمزہ کو ناف پر نیزہ مار کر شہید کیا اسی طرح مسیلمہ کذاب کو بھی ناف ہی پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر الناس کے قتل کی ایک شر الناس (بدترین خلائق) کے قتل سے مکافات کی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں وحشی کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھا اور اسحاق بن راہویہ اور حاکم کہتے ہیں عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی تھے اور بعض سہل اور بعض ابودجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں۔

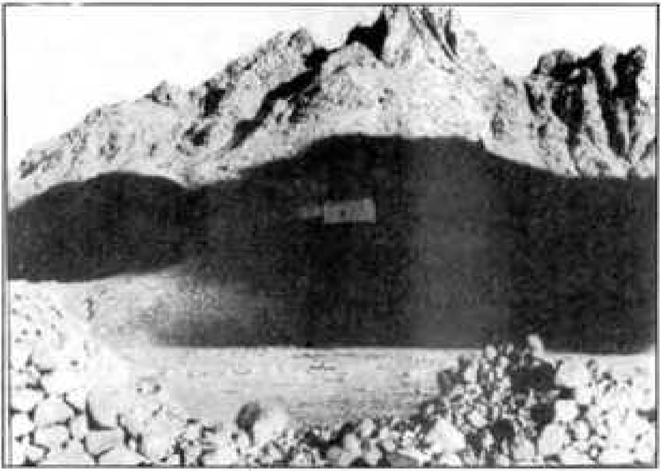

مزار حضرت ادریس علیہ السلام

مزار حضرت شعیب علیہ السلام

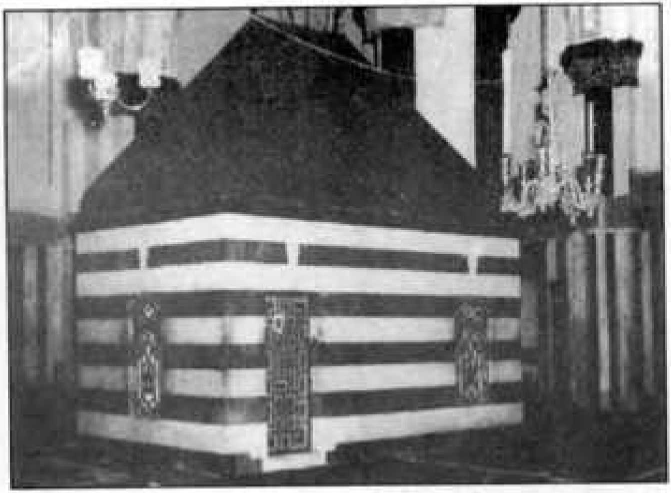

حبرون میں الخلیل کے مقام پر حضرت اسحٰق علیہ السلام کا مزار

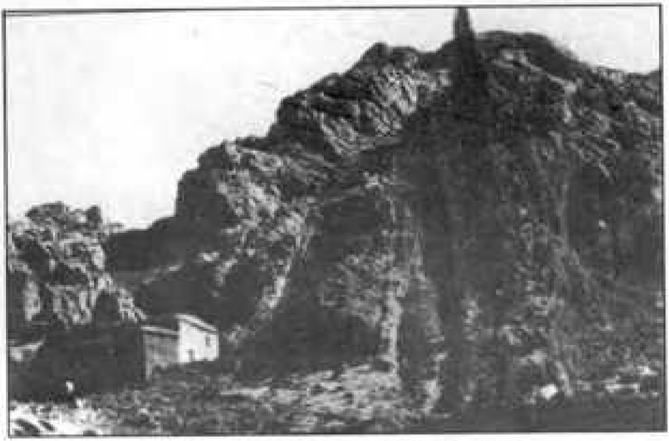

کوہ طور کے دامن میں مقام حضرت الیاس علیہ السلام

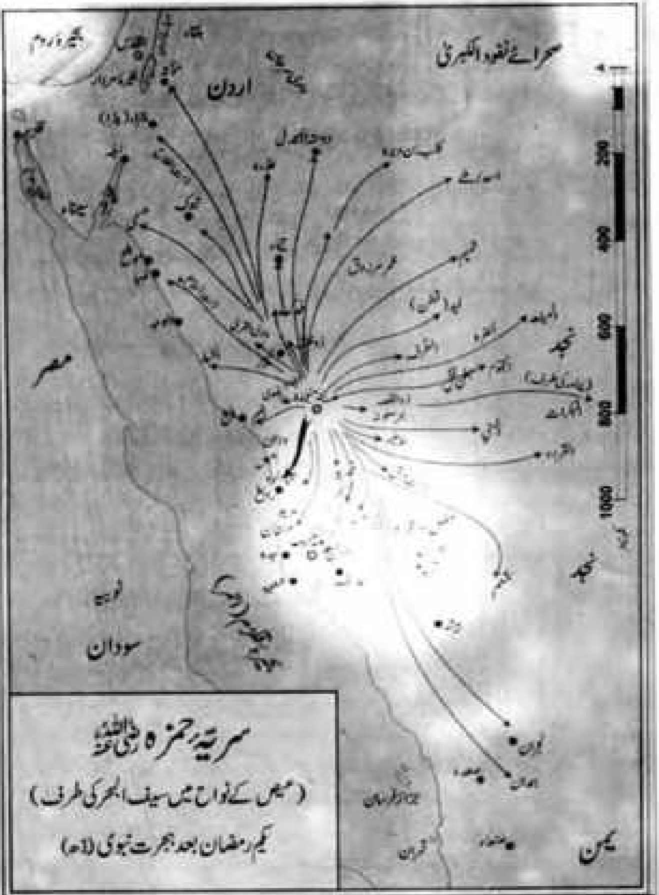
بحیرہ روم
صحرائے النفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
نوبہ
سودان
یمن
200
600
800
1000

سریۂ حمزہ رضی اللہ عنہ

(عیص کے نواح میں سیف البحر کی طرف)

یکم رمضان بعد ہجرت نبوی (۱ھ)

اللھم صل علی محمد

النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما

[illegible]

حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

شداد کا وار

ابو عامر فاسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

ابو سفیان اور حضرت حنظلہ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شداد بن اسود نے ایک وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہو گئے۔

فرشتوں نے غسل دیا

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو بادل کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حالت جنابت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اہلیہ کا خواب

جس روز حضرت حنظلہ شہید ہونے والے تھے اسی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد وہ دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھیں کہ حنظلہ اب اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا۔

عجیب جذبہ

حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو عامر فاسق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے اس لئے حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے منع فرمایا۔

فتح کے بعد صورت حال کا تبدیل ہونا

مسلمانوں کے ان دلیرانہ اور جانبازانہ حملوں سے قریش کے میدان جنگ سے پیر اکھڑ گئے اور ادھر ادھر منہ چھپا کر اور پشت دکھا کر بھاگنے لگے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان مال غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

تیر اندازوں کی اس جماعت نے (جو درہ کی حفاظت کے لئے متعین کی گئی تھی) جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مال غنیمت میں مشغول ہیں یہ بھی اسی طرف بڑھے۔ ان کے امیر عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ٹلنا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور مرکز چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے والی جماعت میں جا ملے۔

مرکز پر صرف عبد اللہ بن جبیر اور دس آدمی رہ گئے حکم نبوی کے خلاف کرنا تھا کہ یکایک فتح شکست سے بدل گئی خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے میمنہ پر تھے۔ درہ کو خالی دیکھ کر پشت پر سے حملہ کر دیا۔ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملے سے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور دشمنان خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے قریب تھے انہوں نے کافروں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ

چونکہ حضرت مصعب بن عمیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لئے کسی شیطان نے یہ افواہ اڑا دی کہ نصیب دشمناں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس لئے تمام مسلمانوں میں سراسیمگی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں دوست و دشمن کا بھی امتیاز نہ رہا اور آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلنے لگی۔

حضرت حذیفہ کے والد کی موت

حضرت حذیفہ کے والد یمان بھی اسی کشمکش میں آ گئے۔ حضرت حذیفہ نے دور سے

دیکھا کہ مسلمان میرے باپ کو مارے ڈال رہے ہیں۔ پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ میرا باپ ہے مگر اس ہنگامہ میں کون سنتا تھا آخر حضرت یمان شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ حذیفہ کے باپ تھے تو بہت نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

یغفر الله لكم و هو ارحم الراحمين

اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت حذیفہؓ کی اور قدر بڑھ گئی۔

بے مثال استقامت

خالد بن ولید کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملے سے اگرچہ بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدم استقلال میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آیا۔ اور کیسے آ سکتا تھا اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہو سکتا۔ پہاڑ ٹل جائیں مگر انبیاء اللہ علیہم الف الف صلوات اللہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے۔ ایک پیغمبر کی تنہا شجاعت کل عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل بیہقی میں مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا آپ کا قدم مبارک ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی اور کبھی جاتی تھی اور بسا اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بہ نفس نفیس خود کھڑے ہوئے تیر اندازی اور سنگ باری فرما رہے ہیں یہاں تک دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس ہلچل اور اضطراب میں چودہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے سات مہاجرین میں سے اور سات انصار میں سے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

اسماء مہاجرین	اسماء انصار
۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ
۲۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	۲۔ حباب بن منذر رضی اللہ عنہ
۳۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ
۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۴۔ حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ
۵۔ طلحہ رضی اللہ عنہ	۵۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
۶۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۶۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
۷۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ	۷۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ مصعب بن عمیرؓ کے شہید ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علیؓ کو عطا فرما دیا تھا وہ مصروف جہاد و قتال تھے۔

یہ چودہ صحابہ آپ کے ساتھ رہے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کہیں چلے بھی جاتے تھے مگر جلدی واپس ہو جاتے تھے اس لئے کبھی آپ کے ساتھ بارہ آدمی رہے اور کبھی گیارہ اور کبھی سات، اختلاف اوقات اور اختلاف حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہ

رسالت کے عدد میں روایتیں مختلف ہیں ہر ایک راوی کا بیان اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست ہے کسی وقت چار اور کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ کے ساتھ رہے۔

جنت کے خریدار

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا کون ہے کہ جوان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ انصار میں سے سات آدمی اس وقت آپ کے پاس تھے۔ ساتوں انصاری باری باری لڑ کر شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کون مرد ہے کہ جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے۔

یہ سنتے ہی زیاد بن سکنؓ اور پانچ انصار کھڑے ہو گئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جانبازی کے جوہر دکھلاتے یہاں تک شہید ہوئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مول لے لی۔

زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا۔ انہوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دندان مبارک کی شہادت

سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے موقع پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس سے نیچے کا دندان مبارک شہید اور نیچے کا لب زخمی ہوا۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں جس قدر اپنے بھائی عتبہ کے قتل کا حریص اور خواہشمند رہا اتنا کسی کے قتل کا کبھی حریص اور خواہشمند نہیں ہوا۔

رخسار مبارک کا زخمی ہونا

عبداللہ بن قمیہ نے جو قریش کا مشہور پہلوان تھا آپ پر اس زور سے حملہ کیا کہ رخسار

مبارک زخمی ہوا اور خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے اور عبداللہ بن شہاب زہری نے پتھر مار کر پیشانی مبارک کو زخمی کیا۔ چہرۂ انور پر جب خون بہنے لگا تو ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے تمام خون چوس کر چہرۂ انور کو صاف کر دیا آپ نے فرمایا۔ تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔

ابن قمیہ کی ہلاکت

معجم طبرانی میں ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ ابن قمیہ نے آپ کو زخمی کرنے کے بعد یہ کہا۔

”لو اس کو اور میں ابن قمیہ ہوں“۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل اور خوار ہلاک اور برباد کرے۔ چند روز نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کیا جس نے اپنے سینگوں سے ابن قمیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

زندہ شہید

جسم مبارک پر چونکہ دو آہنی زرہوں کا بھی بوجھ تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے جس کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کے لئے بنایا تھا۔ حضرت علیؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہ نے کمر تھام کر سہارا دیا تب آپ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص زمین پر چلتے پھرتے زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔

حضرت ابو عبیدہؓ

عائشہ صدیقہؓ اپنے باپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ چہرۂ انور میں زرہ کی جو دو کڑیاں چبھ گئی تھیں ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس میں ابو عبیدہؓ کے دو دانت شہید ہو گئے۔

طلحہؓ نے جنت واجب کر لی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقاہت اور دو زرہوں کے بوجھ کی وجہ سے مجبور ہو گئے اس وقت حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے

آپ ان پر اپنے بوجھ رکھ کر اوپر چڑھے اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو یہ کہتے سنا۔ "طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

احد کا دن تو سارا طلحہؓ کا رہا

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن بچایا تھا۔ وہ بالکل شل تھا (رواہ البخاری)

حاکم نے اکلیل میں روایت کیا ہے کہ اس روز حضرت طلحہ کے پینتیس یا انتالیس زخم آئے۔ ابوداؤد وطیالسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوۂ احد کا ذکر کرتے تو یہ فرماتے۔ یہ دن تو سارا طلحہ کے لئے رہا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ دشمنوں کے وار روکتے روکتے حضرت طلحہ رضی اللہ کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار زبان سے یہ نکلا۔ حس آپ نے یہ ارشاد فرمایا:۔

اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے اور لوگ تجھ کو دیکھتے ہوئے ہوتے یہاں تک تجھ کو جو آسمان میں لے کر گھس جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم نے احد کے دن طلحہؓ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم دیکھے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ کے علاتی باپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو سپر سے ڈھانکے ہوئے تھے۔ بڑے تیرانداز تھے اس روز دو یا تین کمانیں توڑ ڈالیں جو شخص ترکش لئے ہوئے ادھر سے گزرتا نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اس سے یہ فرماتے کہ یہ ترکش ابوطلحہ کے سامنے ڈال جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابوطلحہ یہ عرض کرتے۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نظر نہ اٹھائیں نصیب دشمناں کوئی تیر نہ آ لگے۔ میرا سینہ آپ کے سینے کے لئے سپر ہے۔

حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیرانداز تھے۔ احد کے دن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیر نکال کر ان کے سامنے ڈال دیئے اور فرمایا۔ تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی اور کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فداک ابی و امی کہتے نہیں سنا۔

حاکم راوی ہیں کہ احد کے دن حضرت سعد نے ایک ہزار تیر چلائے۔

حضرت ابو دجانہؓ

ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپر بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور پشت دشمنوں کی جانب کر لی۔ تیر پر تیر چلے آ رہے ہیں اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی پشت ان کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مگر اس اندیشے سے کہ آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے جنبش و حرکت نہیں کرتے تھے۔

صفوانؓ سہیل اور حارث کے لئے بددعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت سالم سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ليس لك من الامر شيء او يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظالمون

اس امر میں آپ کو کوئی اختیار نہیں یہاں تک کہ خدا مہربانی فرمائے یا ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو عذاب دے کیونکہ وہ بڑے ظالم ہیں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ تینوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالباً اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کے حق میں بددعا کرنے سے منع کیا اور یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔

پیکر رحمت

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں۔ پیشانی مبارک سے خون پونچھتے جاتے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں،

رب اغفر لقومی فانهم لا یعلمون
اے پروردگار میری قوم کی مغفرت فرما وہ جانتے نہیں ہیں۔

بمقتضائے شفقت ورافت فانهم لا یعلمون فرمایا یعنی جانتے نہیں بے خبر ہیں اور یہ نہیں فرمایا فانهم یجهلون یعنی یہ جاہل ہیں۔

آیات بینات کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اگرچہ جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی۔ لیکن رحمت عالم اور رافت مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت اور غایت رحمت سے بارگاہ ارحم الراحمین اور اجود الاجودین اور اکرم الاکرمین میں بصورت لاعلمی ان کی طرف سے معذرت کی شاید رحمت خداوندی ان کو کفر و شرک سے نکال کر ایمان و اسلام کے دارالامان اور دارالسلام میں داخل کرے۔

حضرت قتادہؓ کی آنکھ

قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں احد کے دن آپ کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا۔ تاکہ دشمنوں کے تیر میرے چہرے پر پڑیں اور آپ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ڈھیلہ باہر نکل پڑا جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور میرے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا اور آنکھ اسی جگہ رکھ دی بس اسی وقت آنکھ بالکل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ قتادہ اپنی آنکھ کی پتلی کو ہاتھ میں لیے ہوئے حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے لئے دعا کر دوں قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ ہو گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یہ دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کو حسن و جمال عطا فرما۔

حضرت انسؓ بن نضر کا حوصلہ افزائی کرنا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نصیب دشمناں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے تو بعض

مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے اور یہ بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے اب لڑ کر کیا کریں۔ تو انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر نے یہ کہا اے لوگو اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہو گیا۔ جس چیز پر آپ نے جہاد و قتال کیا اسی پر تم بھی جہاد و قتال کرو اور اسی پر مر جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ یہ کہہ کر دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

میں تو جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میرے چچا انس بن نضرؓ کو غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے کا بہت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ افسوس کہ میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جد و جہد اور کیسی جانبازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔ جب معرکہ احد میں کچھ لوگ شکست کھا کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کیا کہ جو میدان سے ذرا پیچھے ہٹے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تلوار لے کر آگے بڑھے سامنے سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آ گئے ان کو دیکھ کر انس بن نضر نے کہا:

اے سعد کہاں جا رہے ہو تحقیق میں تو احد کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کو روحانی طور پر نہیں بلکہ حسی طور پر دنیا ہی میں جنت کی خوشبو سنگھا دیتے ہیں۔ جس طرح وہ حضرات ناک سے گلاب اور چنبیلی کی خوشبو سونگھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں ہی کبھی اللہ کے فضل سے جنت کی خوشبو سونگھتے ہیں جس کی مہک پانچ سو میل تک پہنچتی ہے عجب نہیں کہ حضرت انس بن نضر نے حسی طور پر جنت کی خوشبو محسوس فرمائی ہو۔

حضرت انس بن نضر کی شہادت

الغرض حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ واہا لریح الجنۃ اجدہ دون احد (واہ واہ جنت کی خوشبو احد کے پاس پا رہا ہوں) یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمنوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے جسم پر تلوار اور تیر کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور یہ آیت انکے بارہ میں نازل ہوئی۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ

مسلمانوں میں سے کچھ ایسے مرد ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد باندھا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

حضرت کعب کا حضور کی جگہ تیر کھانا

مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا زیادہ سبب ذات بابرکات علیہ الف الف صلوات والف الف تحیات کا نظروں سے اوجھل ہو جانا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپ خود پہنے ہوئے تھے۔ چہرۂ انور ڈھکا ہوا تھا۔ کعب کہتے ہیں میں نے خود میں سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے با آواز بلند پکار کر کہا اے مسلمانو! بشارت ہو تمہیں۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا خاموش رہو اگرچہ آپ نے دوبارہ کہنے سے منع فرمایا۔ لیکن دل اور سر کے کان سب کے اسی طرف لگے ہوئے تھے اس لئے کعب کی ایک ہی آواز سنتے ہی پروانہ وار آپ کے گرد آ کر جمع ہو گئے۔ کعب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مجھ کو پہنا دی اور میری زرہ آپ نے پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے مجھ پر تیر برسانے شروع کئے۔ جس سے زیادہ زخم آئے۔

ابی بن خلف کی ہلاکت

جب کچھ مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے۔ ابوبکر اور عمر اور علی اور طلحہ اور حارث بن صمہ وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے۔ جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقاہت اور دو زرہوں کے بوجھ کی وجہ سے چڑھ نہ سکے اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے ان پر پیر رکھ کر آپ اوپر چڑھے۔

اتنے میں ابی بن خلف گھوڑا دوڑاتا ہوا آ پہنچا جس کو دانہ کھلا کر اس امید پر موٹا کیا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا۔

آپ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ ان شاء اللہ میں ہی اس کو قتل کروں گا۔ جب وہ آپ کی طرف بڑھا تو صحابہ نے اجازت چاہی کہ ہم اس کا کام تمام کریں۔ آپ نے فرمایا قریب آنے دو جب قریب آ گیا تو حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ

سے نیزہ دے کر اس کی گردن میں ایک کوچہ دیا جس سے وہ بلبلا اٹھا اور چلاتا ہوا واپس ہوا کہ خدا کی قسم مجھ کو محمدؐ نے مار ڈالا۔

لوگوں نے کہا یہ تو ایک معمولی خراش ہے۔ کوئی کاری زخم نہیں جس سے تو اس قدر چلا رہا ہے۔ ابی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ ہی میں کہا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اس خراش کی تکلیف میرا ہی دل جانتا ہے خدا کی قسم اگر یہ خراش حجاز کے تمام باشندوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح بلبلاتا رہا تا مقام سرف میں پہنچ کر مر گیا۔

حضرت علیؓ نے آپؐ کے زخم دھوئے

جب آپ گھاٹی پر پہنچے تو لڑائی ختم ہو چکی تھی وہاں جا کر بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پانی لائے اور چہرۂ انور سے خون دھویا اور کچھ پانی سر پر ڈالا۔ بعد ازاں آپ نے وضو کیا اور بیٹھ کر ظہر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ نے بھی بیٹھ کر ہی اقتدا کی۔

شہداء کے ساتھ مشرکین کا سلوک

اور مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کرنا شروع کیا یعنی ناک اور کان کاٹے پیٹ چاک اور اعضاء تناسل قطع کئے۔ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں۔ ہندہ نے جس کا باپ عتبہ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا پیٹ اور سینہ چاک کر کے جگر نکالا اور چبایا لیکن حلق سے نہ اتر سکا اس لئے اس کو اگل دیا اور اس خوشی میں وحشی کو اپنا زیور اتار کر دیا۔ اور جن مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے گئے تھے ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا۔

مشرکین کی میدان جنگ سے واپسی

بوقت واپسی ابو سفیان کا آوازیں لگانا

قریش نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو ابو سفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا۔ افی القوم محمد

کیا تم لوگوں میں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی افی القوم ابن ابی قحافہ کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر یہ آواز دی۔ افی القوم ابن الخطاب کیا تم میں عمر بن خطاب زندہ ہیں اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے رفقاء سے خوش ہو کر یہ کہا اما ھؤلاء فقد قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا بہرحال یہ سب قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

حضرت عمرؓ کا ابوسفیانؓ سے سوال و جواب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاب نہ لا سکے اور چلا کر کہا۔

كذبت والله يا عدو الله ابقى الله عليك ما يخزنك

اے اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے بالکل غلط کہا تیرے رنج و غم کا سامان اللہ نے ابھی باقی رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے (وطن اور قوم کے ایک بت کا نعرہ لگایا) اور یہ کہا

اعل ھبل اعل ھبل اے ھبل تو بلند ہو اے ھبل تیرا دین بلند ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اس کے جواب میں یہ کہو

اللہ اعلیٰ و اجل

اللہ ہی سب سے اعلیٰ و ارفع اور بزرگ اور برتر ہے۔ پھر ابوسفیان نے یہ کہا

ان لنا العزى ولا عزى لكم

ہمارے پاس عزیٰ ہے تمہارے پاس عزیٰ نہیں۔ یعنی ہم کو عزت حاصل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا یہ جواب دو۔

الله مولانا ولا مولى لكم

اللہ ہمارا آقا اور معین اور مددگار ہے۔ تمہارا والی نہیں۔ فنعم المولیٰ و نعم النصیر یعنی عزت صرف اللہ جل شانہ سے تعلق میں ہے عزیٰ کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔

ابوسفیان نے کہا۔

یوم بیوم بدر و الحرب سجال

یہ دن بدر کے دن کا جواب ہے یعنی ہم اور تم برابر ہو گئے اور لڑائی ڈولوں کے مانند ہے کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا۔

لا سواء قتلانا فی الجنۃ و قتلاکم فی النار

ہم اور تم برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔

ابوسفیان کا یہ قول الحرب سجال چونکہ حق تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اور حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد۔ تلک الایام نداولھا بین الناس اس کا مؤید ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمرؓ کو آواز دی۔

ھلم الی یا عمر

اے عمر میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو کیا کہتا ہے۔ حضرت عمر اس کے پاس گئے ابوسفیان نے کہا۔

انشدک اللہ یا عمر اقتلنا محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے عمر تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ کہ ہم نے محمد کو قتل کیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

اللھم لا وانہ لیسمع کلامک الان

خدا کی قسم ہرگز نہیں اور بالتحقیق وہ تیرے کلام کو اس وقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا

انت عندی اصدق من ابن قمیۃ و ابر

تم میرے نزدیک ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا

انہ قد کان فی قتلاکم مثل واللہ ما رضیت ولا نہیت ولا امرت

تمہارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا۔ خدا کی قسم میں اس فعل سے نہ راضی ہوں اور نہ ناراض نہ میں نے منع کیا اور نہ میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت للکار کر یہ کہا

موعدکم بدر للعام القابل

سال آئندہ بدر پر تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہہ دو ہاں۔

نعم ھو بیننا و بینکم موعد انشاء اللہ

ہاں ہمارا اور تمہارا یہ وعدہ ہے۔ انشاء اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر مرہم لگانا

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے مدینہ سے نکلیں۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آ کر دیکھا کہ چہرۂ انور سے خون جاری ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لائے حضرت فاطمہ دھوتی جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کی راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا۔

بعض دیگر شہدائے کرام کا تذکرہ

حضرت سعد بن ربیعؓ...... حضرت سعدؓ کی تلاش

قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ سعد ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور یہ ارشاد فرمایا۔

اگر دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس وقت اپنے کو کیسا پاتے ہو۔

حضرت سعدؓ کا حضور کے لئے پیغام

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوا سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچا۔ ابھی حیات کی کچھ رمق باقی تھی جسم پر تیر اور تلوار کے ستر زخم تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ سعد بن ربیعؓ نے یہ جواب دیا۔

"رسول اللہ پر بھی سلام ہو اور تم پر بھی سلام۔ رسول اللہ سے یہ پیغام پہنچا دینا یا رسول اللہ اس وقت میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی اور درحالیکہ تم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہوتی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے یہاں تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ عنہ

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سعدؓ نے زید بن ثابت سے یہ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینا کہ اس وقت میں مر رہا ہوں اور سلام کے بعد یہ کہہ دینا کہ سعد یہ کہتا تھا۔

جزاک اللہ و عن جمیع الامۃ خیرا اے اللہ کے رسول اللہ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر دے کہ ہم کو حق کا راستہ بتایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

ابن عبد البر کی روایت میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعدؓ کی خبر دی آپ نے سن کر یہ ارشاد فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی۔

سید الشہداء حضرت حمزہ

حضرت حمزہؓ کے جسد کا مشاہدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے بطن وادی میں مثلہ کئے ہوئے پائے گئے ناک اور کان کٹے ہوئے تھے شکم اور سینہ چاک تھا اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور یہ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھ کو معلوم ہے البتہ تم بڑے مخیر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر صفیہ کی حزن اور ملال رنج اور غم کا احساس نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درندے اور پرندے تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم انہیں کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو تیرے بدلہ ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ آپ اس جگہ سے ابھی ہٹے نہ تھے کہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير
للصابرين واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك
في ضيق مما يمكرون ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون

اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگدل ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

آپ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اور اپنا ارادہ فسخ کیا۔

سید الشہداء کا لقب

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہؓ کو دیکھا تو رو پڑے اور ہچکی بندھ گئی اور یہ فرمایا۔

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ

حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور حضرت سعدؓ کی دعا

اسی غزوہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے معجم طبرانی اور دلائل ابی نعیم میں سند جید کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن جنگ شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن جحشؓ نے مجھ کو ایک طرف بلا کر تنہائی میں یہ کہا آؤ ہم دونوں کہیں علیحدہ بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔

سعد فرماتے ہیں ہم دونوں کسی گوشہ میں سب سے علیحدہ ایک طرف جا کر بیٹھ گئے۔ اول میں نے دعا کی کہ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو نہایت شجاع اور دلیر اور نہایت غضبناک ہو کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے پھر اس کے بعد اے اللہ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرما یہاں تک میں اس کو قتل کروں اور اس کا سامان چھینوں۔

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد یہ دعا کی۔ اے اللہ آج ایسے

دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو بڑا ہی سخت اور زور آور ہو اور غضبناک ہو میں تیرے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے۔ بالآخر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے پروردگار جب تجھ سے ملوں اور تو دریافت فرمائے۔ اے عبداللہ یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور تیرے پیغمبر کی راہ میں اور تو اس وقت یہ فرمائے "سچ کہا" سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔

دعا کی قبولیت

شام کو دیکھا کہ ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔ سعد فرماتے ہیں اللہ نے میری بھی دعا قبول فرمائی میں نے بھی ایک بڑے سخت کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے اس خاص شان سے شہادت کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے ان کی دوسری دعا بھی ضرور قبول فرمائی ہوگی۔ یعنی شہید ہونے کے بعد ان سے یہ سوال فرمایا ہوگا اور انہوں نے یہ جواب عرض کیا ہوگا۔

حضرت عبداللہ کا لقب

اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مجدع فی اللہ (یعنی وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

اعضاء کا کاٹا جانا

حضرت جابر کے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا مثلہ کیا۔ جب ان کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھنا چاہا تو صحابہ نے منع کیا۔ میں نے دوبارہ

منہ دیکھنا چاہا تو صحابہ نے پھر منع کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

فرشتوں کا سایہ کرنا

میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگیں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے۔ اس پر تو فرشتے برابر سایہ کئے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ یعنی یہ مقام رنج و حسرت کا نہیں بلکہ فرحت و مسرت کا ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ کلام

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا اے جابر تجھ کو کیا ہوا میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل و عیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیوں نہیں ضرور سنایئے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص سے کبھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا۔ مگر پس پردہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالمواجہ اس سے کلام کیا اور یہ کہا اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر تو تیرے باپ نے یہ عرض کیا اے پروردگار تمنا یہ ہے کہ پھر زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں حق تعالیٰ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مقدر ہو چکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا خواب

عبداللہ بن عمرو بن حرام کہتے ہیں کہ احد سے پیشتر میں نے مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبداللہ تم بھی عنقریب ہمارے ہی پاس آنے والے ہو۔ میں نے کہا تم کہاں ہو۔ کہا جنت میں۔ جہاں چاہتے ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں میں نے کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ مبشر نے کہا ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا۔ عبداللہ کہتے ہیں یہ خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو جابر اس کی تعبیر شہادت ہے۔

حضرت عمرو بن الجموحؓ

شوقِ شہادت: حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی۔ چار بیٹے تھے جو ہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہتے تھے۔ احد میں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا آپ معذور ہیں۔ اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے۔ آپ بیٹھے رہیں۔ مگر یہ عزیمت کے شیدائی کب رخصت پر عمل کرنے والے تھے۔ شوقِ شہادت میں اس درجہ بے تاب اور بے چین ہوئے کہ اسی حالت میں لنگڑاتے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

خدا کی قسم تحقیق میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی لنگ کے ساتھ جنت کی زمین کو جا کر روندوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ نے تم کو معذور کیا ہے۔ تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف سے مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ روکو۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دعا اور قبولیت

مدینے سے چلتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا مانگی۔

اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کر۔

اسی غزوہ میں ان کے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے۔ عمرو بن الجموح کی بیوی ہندہ بنت عمرو بن حرام نے (جو کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابرؓ کی پھوپھی ہیں) یہ ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور اپنے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموح اور اپنے شوہر عمرو بن الجموح کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے لے جائیں اور وہیں جا کر تینوں کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب احد کا رخ کرتی ہیں تو تیز چلنے لگتا ہے۔ ہندہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا عمرو بن الجموح نے مدینے سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔ ہندہ نے ان کی وہ دعا

ذکر کی جو انھوں نے چلتے وقت کی تھی۔ آپ نے فرمایا اسی وجہ سے لنگ نہیں چلتا اور یہ فرمایا۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ تم میں بعض ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہیں۔ البتہ تحقیق میں نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہما احد کے قریب دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔

حضرت خیثمہؓ

غزوۂ بدر سے رہ جانے پر حسرت

خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جن کے بیٹے سعد غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہو چکے تھے) بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ افسوس مجھ سے غزوۂ بدر رہ گیا۔ جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا۔ یہاں تک کہ اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی اور میں رہ گیا۔

خواب اور شہادت

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین وجمیل شکل میں ہے۔ جنت کے باغات اور نہروں میں سیر وتفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے بالکل حق پایا۔

یا رسول اللہ اس وقت سے اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں۔ بوڑھا ہو گیا اور ہڈیاں کمزور ہو گئیں۔

اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیثمہ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خیثمہ معرکہ احد میں شہید ہوئے۔

فسبحان اللہ ثم سبحان اللہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت خیثمہ اپنے بیٹے سعد سے جا ملے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت اصیرمؓ

عجیب وغریب واقعہ

حضرت عمرو بن ثابت جو اصیرم کے لقب سے مشہور تھے۔ ہمیشہ اسلام سے منحرف رہے۔ جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اتر آیا اور تلوار لے کر میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا۔ یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑے۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیرم ہیں تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اے عمرو تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا۔ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت وحمیت؟ اصیرمؓ نے جواب دیا۔

بلکہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی میں ایمان لایا اللہ اور اس کے رسول پر اور مسلمان ہوا اور تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے قتال کیا یہاں تک مجھ کو یہ زخم پہنچے۔ یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے بتلاؤ وہ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا اور ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ وہ یہی صحابی ہیں۔

اہل مدینہ کا حضورؐ کے لئے اضطراب

جنگ کے متعلق مدینہ میں چونکہ وحشتناک خبریں پہنچ چکی تھیں اس لئے مدینہ کے مرد اور عورت بچے اور بوڑھے اپنے عزیزوں سے زیادہ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ دیکھنے

کے محب اور مشتاق تھے۔

چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری عورت پر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ اس معرکہ میں شہید ہوئے جب اس عورت کو اس کے شوہر اور برادر اور پدر کے شہادت کی خبر سنائی گئی تو یہ کہا کہ پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔ اس خاتون نے کہا مجھ کو چہرہ انور دکھلا دو۔ آنکھوں سے دیکھ کر پورا اطمینان ہوگا۔ لوگوں نے اشارہ سے بتلایا کہ حضور یہ ہیں۔ جب اس خاتون نے جمال نبوی کو دیکھ لیا تو یہ کہا کل مصیبۃ بعدک جلل ہر مصیبت آپ کے بعد بالکل ہیچ اور بے حقیقت ہے۔

دوران جنگ خاص سکون کا نزول

جب کسی شیطان نے یہ خبر اڑا دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو بعضے مسلمان بمقتضائے بشریت یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور اسی پریشانی اور حیرانی کی حالت میں کچھ دیر کے لئے ان کے قدم میدان جنگ سے ہٹ گئے اور اس معرکہ میں جن کے لئے شہادت کی سعادت مقدر تھی وہ شہید ہو گئے اور جن کے لئے بقا مقدر تھا وہ ہٹ گئے اور جو میدان قتال میں باقی رہ گئے تھے ان میں سے جو مومنین مخلصین اور اہل یقین اور اصحاب توکل تھے ان پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک غنودگی طاری کر دی گئی۔ یہ لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے جن میں حضرت طلحہ بھی تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تلوار میرے ہاتھ سے گر گر جاتی تھی اور میں اس کو اٹھا لیتا تھا یہ ایک حسی اثر تھا۔ اس باطنی سکون کا جو حق تعالیٰ نے اس موقعہ پر اہل ایمان کو عطا فرمایا جس سے کافروں کا خوف و ہراس دل سے یکلخت دور ہو گیا۔ اور منافقین کا گروہ جو اس وقت شریک جنگ تھا اس وقت سخت اضطراب میں تھا اس کو صرف اپنی جان بچانے کی فکر تھی۔ ان کم بختوں کو نیند نہ آئی اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃً نعاساً یغشیٰ طائفۃً منکم وطائفۃ

قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ (الآیۃ)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن اور سکون کی کیفیت نازل فرمائی یعنی تم میں سے ایک جماعت پر اونگھ طاری کر دی جو ان کو گھیر رہی تھی اور ایک دوسری جماعت ایسی تھی کہ جس کو اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھی۔

منافقین سکینہ سے محروم رہے

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جس جماعت پر نیند طاری کی گئی وہ جماعت ان اہل ایمان کی تھی کہ جو یقین اور ثبات اور استقامت اور توکل صادق کے ساتھ موصوف تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرور مدد کرے گا اور اپنے رسول سے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا۔

اور دوسرا گروہ جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی اور اسی فکر میں ان کی نیند غائب تھی۔ وہ منافقین کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جان کا غم تھا اطمینان اور امن کی نیند سے محروم تھے۔

جنگ میں کچھ عورتوں کی شرکت اور اس کا حکم

اس غزوہ میں مسلمانوں کی چند عورتوں نے بھی شرکت کی صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہؓ اور اپنی والدہ ام سلیم کو دیکھا کہ پائنچے چڑھائے ہوئے پانی کی مشک بھر بھر کر پشت پر رکھ کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی ہیں۔ جب مشک خالی ہو جاتی ہے تو پھر بھر کر لاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ابو سعید خدری کی والدہ ام سلیطؓ بھی احد کے دن ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

صحیح بخاری میں ربیع بنت معوذؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی تھیں کہ لوگوں کو پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور مقتولین کو اٹھا کر لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا علی النساء جہاد کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نعم جہاد لا قتال فیہ الحج والعمرۃ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں یعنی حج اور عمرہ (صحیح بخاری کتاب الحج باب حج النساء)

صحیح بخاری کی کتاب العیدین میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں مریضوں کی خبر گیری اور زخمیوں کے علاج کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔

ان عورتوں نے فقط لوگوں کو پانی پلایا اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی لیکن قتال نہیں کیا۔ مگر ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ ابن قمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہا ہے تو انہوں نے اس حالت میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ مونڈھے پر ایک گہرا زخم آیا۔ ام عمارہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے بھی بڑھ کر ابن قمیہ پر وار کیا مگر عدو اللہ (اللہ کا دشمن) دو زرہ پہنے ہوئے تھا۔

اس غزوہ میں صرف ایک ام عمارہ شریک جہاد و قتال ہوئیں۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں سوائے ایک دو عورت کے اور عورتوں کا شریک جہاد و قتال کرنا کہیں ذخیرہ حدیث سے ثابت نہیں۔ نہ کسی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو جہاد کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

اس لئے تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں الا یہ کہ کفار ہجوم کر آئیں اور ضرورت عورتوں کی شرکت پر بھی مجبور کرے۔

شہداء کی تجہیز و تکفین

اس غزوہ میں ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔ چنانچہ مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا کہ کفن کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر اگر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکے

جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ بالآخر یہ ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پیروں پر اذخر (ایک گھاس ہوتا ہے) ڈال دو۔ اور یہ حکم دیا کہ اسی طرح بلا غسل دیے خون آلود دفن کر دیں۔

اور بعض کے لئے یہ بھی میسر نہ تھا۔ پس دو دو آدمیوں کو ایک ہی چادر میں کفن دیا گیا اور دو دو اور تین تین کو ملا کر ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کے وقت یہ ہدایت فرماتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو قبلہ کی طرف آگے کرتے اور یہ ارشاد فرماتے۔

قیامت کے دن میں ان لوگوں کے حق میں شہادت دوں گا۔

بعض لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے عزیز شہیدوں کو مدینہ لے جا کر دفن کریں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے تھے وہیں دفن کئے جائیں۔

شہید قوم

احد کے دن قزمان نامی ایک شخص نے بڑی جانبازی اور سرفروشی دکھلائی اور تنہا اس نے سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہو گیا جب اس کو اٹھا کر گھر لے آئے تو بعض صحابہ نے یہ کہا:۔

خدا کی قسم آج کے دن اے قزمان تو نے بڑا کارنمایاں کیا تجھ کو مبارک ہو۔

قزمان نے جواب دیا: تم مجھے کس چیز کی بشارت اور مبارک باد دیتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے قتال نہیں کیا بلکہ صرف اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کی غرض سے قتال کیا۔ اس کے بعد جب زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو خودکشی کر لی۔

یہ شخص دراصل منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو اس نے کارنمایاں کئے تو محض قوم اور وطن کی ہمدردی میں کئے حتیٰ کہ اسی میں وہ مارا گیا اسی بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اہل نار میں سے ہے۔ خدا کے نزدیک شہید وہ ہے کہ جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے اور جو شخص قوم اور وطن کے لئے لڑ کر جان دیدے اس زمانہ کے محاورہ کے مطابق وہ شہید قوم کہلا سکتا ہے مگر اسلام میں وہ شہید نہیں۔

غزوۂ اُحد

میں فتح کے بعد ہزیمت پیش آجانے کی حکمت

غزوہ کی صورتحال کے متعلق آیات

ولقد صدقکم اللہ وعدہٗ اذ تحسونهم باذنه حتی اذا فشلتم و
تنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون منکم من
یرید الدنیا ومنکم من یرید الاٰخرة ثم صرفکم عنهم لیبتلیکم
ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین

اور تحقیق اللہ نے تم سے جو فتح کا وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا جس وقت کہ تم کفار کو بتائید خداوندی قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا وہ سب تمہارے ہاتھ سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم نے حکم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری محبوب اور پسندیدہ چیز (یعنی کافروں پر غلبہ اور فتح) تم کو تمہاری آنکھوں سے دکھلا دیا تم میں سے بعض تو وہ تھے کہ دنیا (غنیمت) کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم سے وہ تھے کہ جو صرف آخرت کے طلب گار اور جویا تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا۔ اور حاصل شدہ فتح کو

ہزیمت سے بدل دیا تاکہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون پکا ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ غلطی بالکل معاف کر دی (لہٰذا اب کسی کو اس غلطی پر طعن و تشنیع بلکہ لب کشائی بھی جائز نہیں خدا تعالیٰ تو معاف کر دے اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین پر بڑے ہی فضل والے ہیں۔

صورتحال کے پلٹنے کا سبب

ان آیات میں حق جل شانہ نے یہ بتایا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا۔ اب وہ اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ دنیائے فانی کے متاع آتی (مال غنیمت) کے میلان اور طمع میں کوہ استقامت سے پھسل پڑے جس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا اور بعض کی لغزش سے تمام لشکر اسلام ہزیمت کا شکار ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

صحابہ کرامؓ کے لئے عفو و فضل کا اعلان

مگر بایں ہمہ خداوند ذوالجلال والاکرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایات مسلمانوں سے منقطع نہ ہوئے کہ باوجود اس محبت آمیز عتاب کے بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ناامید اور شکستہ دل نہ ہونا۔ ہم نے تمہاری لغزش کو بالکل معاف کر دیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان اس آیت میں فرمایا ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین اور پھر اسی رکوع کے آخر میں مسلمانوں کو مزید تسلی کے لئے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا۔

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلهم الشیطٰن
ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم۔

تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں سوائے اس کے نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کر دیا اور جو ہوا سو ہوا۔ اب البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش کو

بالکل معاف کر دیا تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور حلم والے ہیں۔

حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو لغزش قرار دیا۔ استزلهم الشیطن کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اور لغزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ اور تھا کہ مگر غلطی اور بھول چوک سے بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل کر راستے سے ہٹ گیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا۔ وہ لغزش تھی۔ جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف کر دیا تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور ناامید ہو کر نہ بیٹھ جاؤ اور تمہاری معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لئے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایات بے نہایات کس طرح اصحاب رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چندور چند تسلیاں دی جا رہی ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کے شان میں لب کشائی کر سکے جب حق تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو معاف کرے یا نہ کرے۔ ان سے راضی ہو یا نہ ہو خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی کے عفو اور رضا کی ضرورت نہیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

غزوۂ حمراء الاسد

۱۶ شوال یوم یکشنبہ ۳ھ

احد سے واپسی مشرکین کا پلٹنا

قریش جب جنگ احد سے واپس ہوئے اور مدینہ سے چل کر مقام روحاء میں ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناتمام رہا جب ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بہت سے اصحاب کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی تو بہتر یہ ہے کہ پلٹ کر دفعۃً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے مسلمان اس وقت بالکل خستہ اور زخمی ہیں مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے۔ صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مکہ واپس چلو۔ محمد کے اصحاب جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ دوسرے حملہ میں تم کو کامیابی نہ ہو۔

مسلمانوں کی بے مثال ہمت

۱۵ شوال یوم شنبہ کی شام کو قریش روحاء میں پہنچے اور شب یکشنبہ میں یہ گفتگو ہوئی۔ یکشنبہ کی یہ شب گزرنے نہ پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر نے عین صبح صادق کے وقت اس کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلالؓ کو بھیج کر تمام مدینہ میں منادی کرادی کہ خروج کے لئے تیار ہو جائیں اور فقط وہی لوگ ہمراہ چلیں کہ جو معرکۂ احد میں شریک تھے۔ جابر بن عبداللہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ غزوۂ احد میں شہید ہوئے بہنوں کی خبر گیری کی وجہ سے میں احد میں شریک نہ ہو سکا۔ اب میں ساتھ

چلنے کی اجازت چاہتا ہوں آپ نے ساتھ چلنے کی اجازت دیدی۔ اس خروج سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن یہ نہ سمجھ لے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ صحابہ خستہ اور نیم جان ہو چکے تھے اور ایک شب بھی آرام نہ کیا تھا کہ آپ کی ایک آواز پر پھر نکل کھڑے ہوئے۔

مشرکین کا ڈر کر واپس بھاگنا

۱۶ شوال یوم یکشنبہ کو مدینہ سے نکل کر آپ نے مقام حمراء الاسد پر قیام فرمایا جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے آپ مقام حمراء الاسد میں مقیم تھے کہ قبیلہ خزاعہ کا سردار معبد خزاعی۔ احد کی شکست کی خبر سن کر بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ان اصحاب کی تعزیت کی جو احد میں شہید ہوئے تھے معبد آپ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ معبد نے کہا کہ محمد تو بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمہارے مقابلہ اور تعاقب کے لئے نکلے ہیں۔ ابوسفیان یہ سنتے ہی مکہ واپس ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین
احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم۔

جن لوگوں نے اللہ اور رسول اللہ کی بات کو مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا تو ایسے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔

۳ھ کے دیگر واقعات

(۱) اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیہا سے ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔

(۲) اسی سال ۱۵ رمضان المبارک کو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور پچاس دن بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسین سے حاملہ ہوئیں۔

(۳) اسی سال ماہ شوال میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

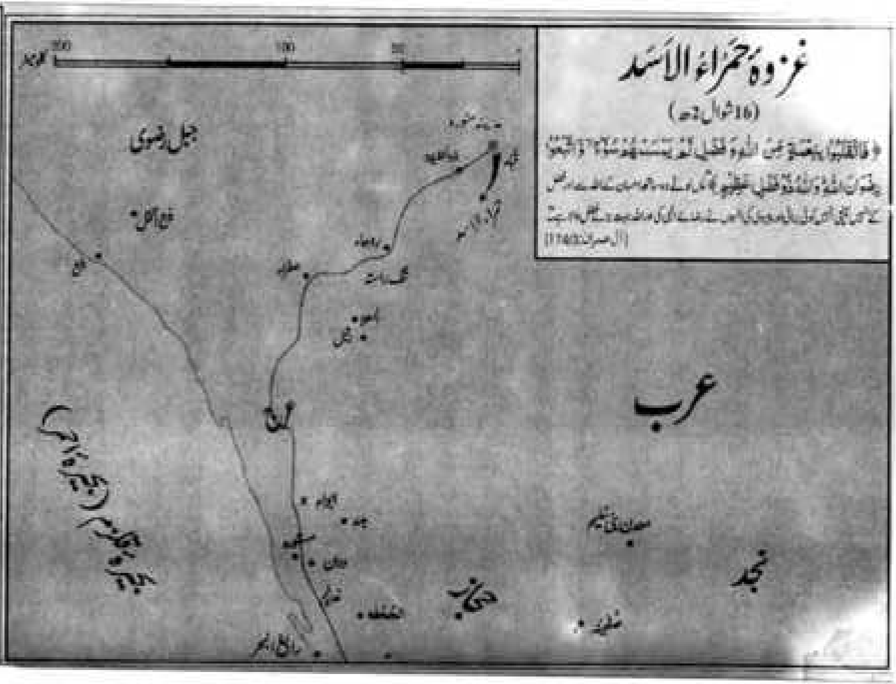
عرب
نجد
حجاز
جبل رضوی
معدن بنی سلیم
رابغ
بحیرہ قلزم (بحیرہ احمر)
0
50
100
200

غزوہ حمراء الاسد

(16 شوال 3ھ)

﴿فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾ [illegible]

(آل عمران 3:174)

اللّٰھم صل علی محمد

کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون

[illegible]

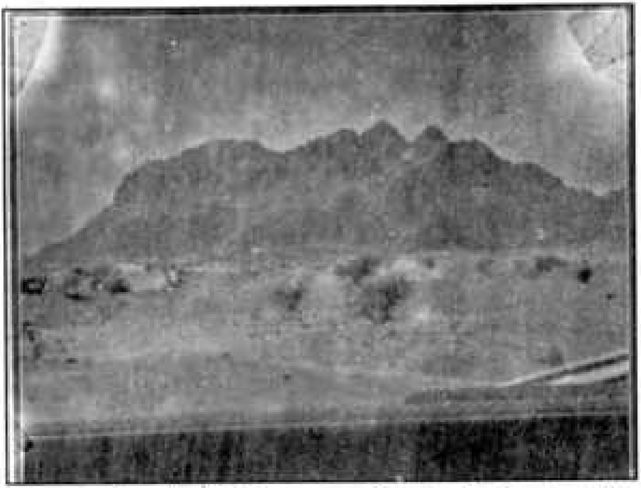

جبل حمراء الاسد کے دامن میں وہ ممکنہ مقام جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثار ساتھیوں نے مشرکین کے لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے تین روز تک قیام فرمایا تھا

— مدینہ منورہ کا مبارک قبرستان "جنت البقیع" جہاں کئی جلیل القدر صحابہ کرام و صحابیات ازواج مطہرات اور تابعین و صالحین مدفون ہیں۔

باب

غزوات و واقعات

۴-۵ھ

واقعہ رجیع، غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ ذات الرقاع
غزوۂ بنی قریظہ، واقعہ افک وغیرہ

سریہ

ابی سلمہ عبداللہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ

یکم محرم الحرام ۴ھ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ خویلد کے بیٹے طلیحہ اور سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے اپنے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ لوگ ان کی خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے۔ بہت سے اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں جن کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ مدینہ پہنچ کر مال غنیمت تقسیم ہوا مال غنیمت کا خمس نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصہ میں سات سات اونٹ اور بکریاں آئیں۔

سریۂ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

سفیان ہذلی کی جنگی تیاری

یوم دو شنبہ ۵ محرم الحرام کو آپ کو یہ اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی لحیانی آپ سے جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے۔

معجم طبرانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص گستاخ اور دریدہ دہن بھی تھا۔

سفیان کا قتل

آپ نے عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔

عبداللہ بن انیس اسے جا کر ملے اور لطائف الحیل سے موقع پا کر اس کو قتل کیا اور سر لے کر ایک غار میں جا چھپے مکڑی نے آ کر جالا تان دیا بعد میں جو لوگ تلاش میں گئے وہ مکڑی کا جالا دیکھ کر واپس ہو گئے بعد ازاں حضرت عبداللہ اس غار سے نکلے شب کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے۔

حضرت عبداللہ کے لئے انعام

اس طرح ۲۳ محرم کو مدینہ پہنچے اور خالد کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ بہت مسرور ہوئے اور ایک عصا انعام میں دیا اور یہ ارشاد فرمایا۔

اس عصا کو پکڑ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا لے کر چلنے والا کوئی شاذ و نادر ہی ہوگا۔

اور فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور تیرے درمیان میں ایک نشانی ہے۔ ساری عمر حضرت عبداللہ اس عصا کی حفاظت فرماتے رہے۔ مرتے وقت یہ وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کے آنے سے پہلے ہی خالد بن سفیان کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

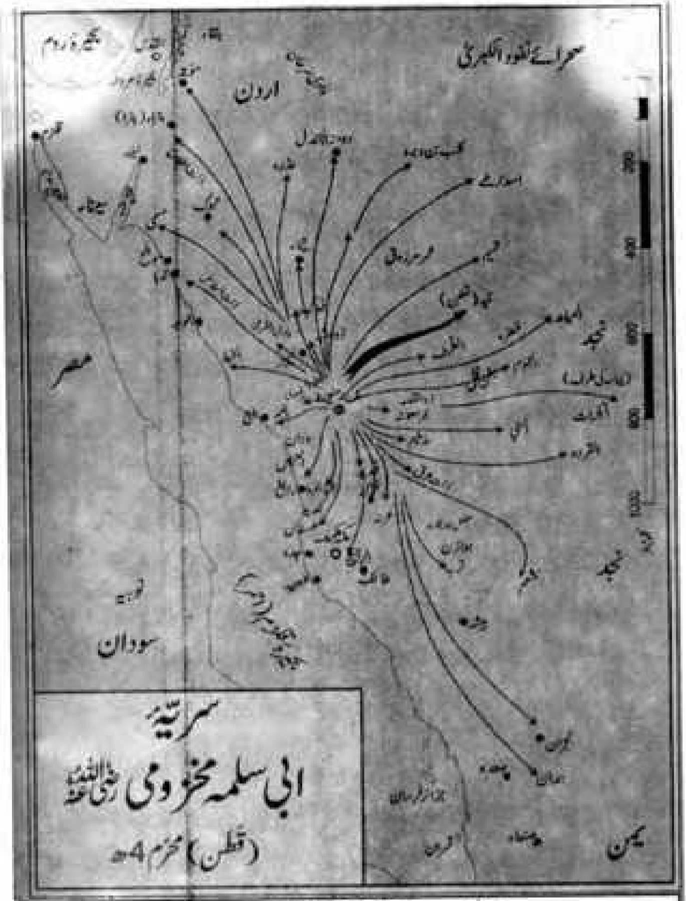
بحیرۂ روم
صحرائے النفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
سودان
یمن

سریۂ
ابی سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ
(قطن) محرم 4ھ

اللّٰھم صل علی محمد
صلاۃ تکون لک رضا ولحقہ اداء

واقعۂ رجیع

قبیلہ عضل وقارہ کے لئے معلمین بھیجنا

ماہ صفر میں کچھ لوگ قبیلہ عضل اور قارہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے لہذا ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے کہ جو ہم کو قرآن پڑھائیں اور احکام اسلام کی تعلیم دیں۔

ان کے لئے معلمین کی روانگی

آپ نے دس آدمی ان کے ہمراہ کر دیئے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱- عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ۲- مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ
۳- عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ ۴- خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ
۵- زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ ۶- خالد بن ابی البکیر رضی اللہ عنہ
۷- معتب بن عبید رضی اللہ عنہ۔ یعنی عبداللہ بن طارق کے علاتی بھائی۔

اور عاصم بن ثابت رضی اللہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔

قبیلہ والوں کی غداری

یہ لوگ جب مقام رجیع پر پہنچے جو مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے تو ان غداروں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور بنو لحیان کو اشارہ کر دیا۔ بنو لحیان دو سو آدمی لے کر جن میں سے سو آدمی تیر انداز تھے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جب قریب پہنچے تو حضرت عاصمؓ اپنے رفقاء کے ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔

حضرت عاصمؓ کی دعا

انہوں نے مسلمانوں سے کہا تم نیچے اتر آؤ ہم تم کو امان اور پناہ دیتے ہیں۔ حضرت

عاصم نے فرمایا میں کافر کی پناہ میں کبھی نہ اتروں گا۔ اور یہ دعا مانگی۔

اے اللہ اپنے پیغمبر کو ہمارے حال کی خبر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی دعا قبول فرمائی۔ اور اسی وقت بذریعہ وحی کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ان کی خبر دی اور آپ نے اسی وقت صحابہ کو خبر دی۔

اور ایک دعا حضرت عاصم نے اس وقت یہ مانگی۔ "اے اللہ آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں تو میرے گوشت یعنی جسم کی کافروں سے حفاظت فرما۔"

بعد ازاں حضرت عاصم مع جملہ سات رفقاء کے کافروں سے لڑ کر شہید ہو گئے۔

تین صحابہؓ جو مشرکین کے عہد میں اترے

عبداللہ بن طارق اور زید بن دثنہ اور خبیب بن عدیؓ یہ تین آدمی مشرکین کے امن اور امان کے عہد اور پیمان کی بناء پر ٹیلے سے نیچے اترے۔ مشرکین نے ان کی مشکیں باندھنا شروع کیں۔ عبداللہ بن طارقؓ نے کہا یہ پہلا غدر ہے۔ ابتداء ہی بدعہدی سے ہو رہی ہے نہ معلوم آئندہ کیا کرو گے۔ اور ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ مشرکین نے کھینچ کر ان کو شہید کر ڈالا۔

حضرت زیدؓ و حضرت خبیبؓ کا فروخت ہونا

حضرت خبیب اور حضرت زید کو لے کر چلے مکہ پہنچ کر دونوں کو فروخت کیا۔

صفوان بن امیہ نے (جس کا باپ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیا تھا) حضرت زید کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا۔ حضرت خبیب کے ہاتھ سے جنگ بدر میں حارث بن عامر مارا گیا تھا اس لئے حضرت خبیب کو حارث کے بیٹوں نے خریدا۔

حضرت زیدؓ کا عشق رسول اور شہادت

صفوان نے تو اپنے قیدی کے قتل میں تاخیر مناسب نہ سمجھی اور حضرت زید کو اپنے غلام نسطاس کے ساتھ حرم سے باہر تنعیم میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے قریش کی ایک جماعت تنعیم میں جمع ہوگئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔

جب حضرت زید کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا

کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ تم کو چھوڑ دیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے بدلے میں قتل کر دیں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنجلا کر کہا۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر میں کوئی کانٹا یا پھانس چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔

ابو سفیان نے کہا خدا کی قسم میں نے کسی کو کسی کا ایسا محب اور مخلص اور دوست اور جان نثار نہیں دیکھا۔ جیسا کہ محمدؐ کے اصحاب محمد کے محب اور جان نثار ہیں۔ بعد ازاں نسطاس نے حضرت زید کو شہید کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بعد میں چل کر نسطاس مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت خبیب کا عجیب واقعہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرام مہینے گزرنے تک ان کی قید میں رہے جب لوگوں نے قتل کا ارادہ کیا تو حارث کی بیٹی سے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئیں) نظافت و صفائی کی غرض سے استرہ مانگا۔ زینب استرہ دے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔ زینب کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر میں دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ ان کے زانوں پر بیٹھا ہوا ہے اور ہاتھ میں ان کے استرہ ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میں گھبرا گئی۔ حضرت خبیب نے مجھ کو دیکھ کر یہ فرمایا کیا تجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ مجھ سے ایسا کام کبھی نہ ہوگا۔ ہم لوگ غدر نہیں کرتے اور بار بار زینب یہ کہا کرتی تھیں۔

"میں نے کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا البتہ تحقیق میں نے ان کو انگور کے خوشے کھاتے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کہیں پھل کا نام و نشان نہ تھا اور وہ خود لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے کہیں جا کر لا نہیں سکتے تھے۔ یہ رزق ان کے پاس محض اللہ کی طرف سے آتا تھا۔

شہادت سے پہلے دو نفل

جب قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر ان کو تنعیم میں لے گئے تو یہ فرمایا کہ مجھ کو اتنی مہلت دو

کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے اجازت دے دی آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مشرکین کی طرف مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میں نے اس خیال سے نماز کو زیادہ طویل نہیں کیا کہ تم کو یہ گمان ہوگا کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں اور بعد ازاں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار۔ کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

اور یہ شعر پڑھے۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما علی ای شق کان لله مصرعی ولست

مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے جبکہ میں مسلمان مارا جاؤں خواہ کسی کروٹ پر مروں جبکہ خالص اللہ کے لئے میرا پچھڑنا ہے۔

وذلک فی ذات الالہ وان یشأ یبارک علی اوصال شلو ممزع

اور یہ قتل اللہ کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جوڑوں پر برکت نازل فرما سکتا ہے۔

بعد ازاں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر لٹکائے گئے اور شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئندہ کے لئے یہ سنت قائم فرما گئے کہ جو شخص قتل ہو وہ دو رکعت نماز ادا کرے۔

حضرت عاصمؓ کے سر کی قیمت

غزوۂ احد میں حضرت عاصم نے سلافہ بنت سعید کے دو لڑکوں کو قتل کیا تھا اس لئے سلافہ نے یہ نذر کی تھی کہ عاصم کی کھوپڑی میں ضرور شراب پیوں گی۔ اس لئے قبیلہ ہذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم کا سر لینے کے لئے روانہ ہوئے تا کہ سلافہ کے ہاتھ فروخت کر کے خاطر خواہ قیمت وصول کریں۔

امام طبری فرماتے ہیں کہ سلافہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔

حضرت عاصمؓ کے سر کی قدرتی حفاظت

حضرت عاصمؓ اپنی لاش کی عصمت و حفاظت کی خدا سے پہلے ہی دعا مانگ چکے تھے۔ حق

تعالیٰ شانہ نے دشمنوں سے ان کی عصمت وحفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ زنبوروں (بھڑ) کا ایک لشکر بھیج دیا جس نے ہر طرف سے ان کی لاش کو گھیر لیا۔ کوئی کافر ان کے قریب بھی نہ آ سکا۔ اس وقت یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ جب شام کے وقت یہ زنبوریں دفع ہو جائیں گی اس وقت سر کاٹ لیں گے۔ مگر جب رات ہوئی تو ایک سیلاب آیا جو ان کی لاش کو بہا لے گیا اور یہ سب خائب وخاسر واپس ہوئے۔

چالیس دن بعد بھی حضرت خبیب کی نعش تازہ تھی

کفار مکہ نے حضرت خبیبؓ کی نعش کو سولی پر لٹکا ہوا چھوڑ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور مقداد کو ان کی نعش اتار لانے کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں رات میں تنعیم پہنچے تو دیکھا کہ چالیس آدمی نعش کا پہرہ دینے کے لئے سولی کے اردگرد پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت زبیر اور مقداد نے ان لوگوں کو غافل پاکر نعش کو سولی سے اتار کر گھوڑے پر رکھا لاش اسی طرح تر وتازہ تھی کسی قسم کا اس میں کوئی تغیر نہ آیا تھا۔ حالانکہ سولی دیئے چالیس دن ہو چکے تھے۔

نعش کی حفاظت کا قدرتی انتظام

ایک روایت میں ہے کہ کفار جب حضرت خبیب کو قتل کر چکے تو ان کا چہرہ قبلہ رخ تھا اس کو قبلہ سے پھیر دیا۔ چہرہ پھر قبلہ رخ ہو گیا بار بار ایسا ہی کیا بالآخر عاجز ہو کر چھوڑ دیا۔

مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور دیکھا کہ لاش گم ہے تو ہر طرف تلاش میں دوڑے بالآخر حضرت زبیر اور مقداد کو جا پکڑا۔ حضرت زبیر نے لاش کو اتار کر زمین پر رکھا فوراً زمین شق ہوئی اور لاش کو نگل گئی اسی وجہ سے حضرت خبیب بلیع الارض کے نام سے مشہور ہیں۔

قصۂ بئر معونہ

ستر صحابہ کی ابو براء کی ضمانت میں نجد روانگی

اسی ماہ صفر میں دوسرا واقعہ پیش آیا کہ عامر بن مالک ابو براء آپ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ اور ہدیہ پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براء کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براء نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر آپ اپنے چند اصحاب اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد سے اندیشہ اور خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا میں ضامن ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کو جو قراء کہلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے۔ حضرت منذر بن عمرو ساعدیؓ ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت مقدس اور پاکباز جماعت تھی دن کو لکڑیاں چنتے اور شام کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ درس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام لیل اور تہجد میں گزارتے۔

حضرت حرام بن ملحانؓ کی شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر بن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا) لکھوا کر حضرت انسؓ کے ماموں حرام بن ملحان کے سپرد فرمایا۔

جب یہ لوگ بئر معونہ پر پہنچے تو حرام بن ملحانؓ کو آپ کا والا نامہ دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے یہ خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے۔

اللہ اکبر فزت و رب الکعبۃ

اللہ اکبر قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی میں کامیاب ہو گیا۔

تمام صحابہؓ کی شہادت

اور بنی عامر کو بقیہ صحابہ کے قتل پر ابھارا۔ لیکن عامر کے چچا ابو براء کے پناہ دے دینے کی وجہ سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنی سلیم سے امداد چاہی عصیہ اور رعل اور ذکوان

یہ قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا قصور شہید کر ڈالا۔

بقیہ بچنے والے تین صحابہ

صرف کعب بن زید انصاری بچے ان میں حیات کی کچھ رمق باقی تھی اس لئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بعد میں ہوش میں آ گئے اور مدت تک زندہ رہے اور غزوۂ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور بھی بچ گئے ایک کا نام منذر بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا۔ یہ دونوں مویشی چرانے جنگل گئے ہوئے تھے۔ یکایک آسمان کی طرف پرندے اڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کوئی بات ضرور ہے جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رفقاء خون میں نہائے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ نے کہا مدینہ چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اس کی خبر دیں۔ منذرؓ نے کہا خبر تو ہوتی رہے گی شہادت کیوں چھوڑوں الغرض دونوں آگے بڑھے۔ حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو لڑ کر شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ اور عامر بن طفیل کے پاس لے گئے عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں اس نذر میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔

حضرت عامر بن فہیرہؓ

اسی معرکہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ چنانچہ عامر بن طفیل نے لوگوں سے دریافت کیا۔ مسلمانوں میں سے وہ کون مرد ہے کہ قتل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے مابین اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ آسمان نیچے رہ گیا۔ لوگوں نے کہا [illegible] بن فہیرہ تھے۔

جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہیرہ [illegible] جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا تو [illegible]

فزت واللہ خدا کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہو گیا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کو پہنچے۔ ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ سے آکر یہ واقعہ بیان کیا ضحاک نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جنت کو پا لیا۔ میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا اور میرے اسلام لانے کا باعث یہ ہوا کہ میں نے عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہو گئے اور انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔

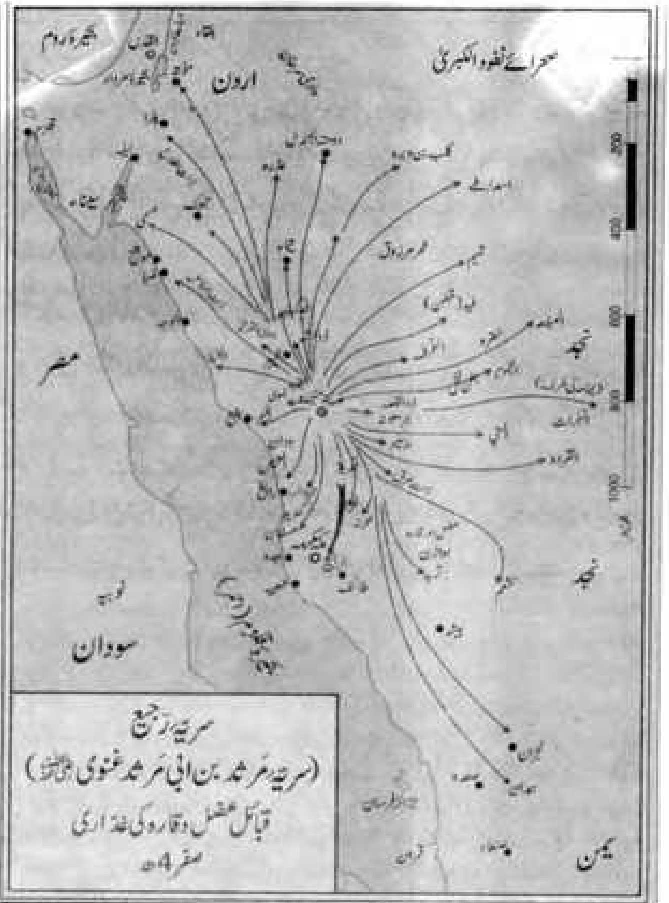

بحیرۂ روم
صحرائے نفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
نجد
سودان
یمن

سریۂ رجیع

(سریۂ مرثد بن ابی مرثد غنوی ؓ)

قبائل عضل وقارہ کی غداری

صفر ۴ھ

اللھم صل علی محمد

بعدد کل داء و دواء و بارک وسلم

[illegible]

[illegible]

غَزوَۂ بَنی نَضِیر

(ربیع الاول ۴ھ)

حضرت عمرو بن امیہ کا دو مشرکوں کو قتل کرنا

حضرت عمرو بن امیہ ضمری جب بیر معونہ سے مدینہ واپس آ رہے تھے تو راستے میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہو گئے مقام قناۃ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمرو بن امیہ نے یہ سوچ کر کہ اس قبیلے کے سردار عامر بن طفیل نے ستر مسلمان شہید کئے ہیں سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام ہو اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں سے عہد اور پیمان تھا مگر عمرو بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتولوں کا خون بہا بھجوانا

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے تو ہمارا عہد اور پیمان تھا ان کی دیت اور خون بہا دینا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے ان دونوں شخصوں کی دیت روانہ فرمائی۔

یہودیوں کا بھیانک منصوبہ

بنی نضیر بھی چونکہ بنی عامر کے حلیف تھے اس لئے از روئے معاہدہ دیت کا کچھ حصہ بنی نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا تھا اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیت میں اعانت اور امداد لینے کی غرض سے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ جا کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

بنو نضیر نے بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور خون بہا میں شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا لیکن اندرونی طور پر یہ مشورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر اوپر سے ایک بھاری

پتھر گرا دے تا کہ نصیب دشمناں آپ دب کر مر جائیں۔ اسلام بن مشکم نے کہا:۔

ایسا ہرگز نہ کرو خدا کی قسم اس کا رب اس کو خبر کر دے گا۔ نیز یہ بدعہدی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر ہو جانا

چنانچہ یہود یہ گفتگو کر رہے تھے کہ جبریل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو ان کے مشورے سے مطلع کر دیا۔ آپ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر مدینہ تشریف لے آئے اور آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسا کہ کوئی ضرورت کے لئے اٹھتا ہے اور صحابہ وہیں بیٹھے رہے۔ یہود کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا تو بہت نادم ہوئے۔ کنانہ بن صوریا یہودی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں اٹھ کر چلے گئے۔ خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا۔ بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

بنو نضیر کا محاصرہ

جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آ گئے آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر فرما کر بنو نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا۔

بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں گھس کر دروازے بند کر لئے کیونکہ ان کو اپنے مضبوط اور مستحکم قلعوں پر گھمنڈ تھا اور پھر عبداللہ بن ابی اور منافقین نے ان کو پیام بھیجے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس نے اور مغرور بنا دیا لیکن ان کی طرف سے مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی۔

بنی نضیر کا ایک اور منصوبہ

اس کے علاوہ بنو نضیر نے ایک اور غداری اور عیاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ تین آدمی اپنے ہمراہ لائیں ہمارے تین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان لے آئے تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے اور اندرونی طور پر ان تین عالموں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں ہتھیار چھپا کر لے جائیں تاکہ موقع پا کر آپ کو قتل کر دیں مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس چالاکی اور عیاری کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ غرضیکہ بنو نضیر کی متعدد غداریوں اور عیاریوں کی وجہ سے آپ نے ان پر

حملہ کا حکم دیا اور پندرہ روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اور ان کے باغوں اور درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ بالآخر خائب وخاسر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے۔

جلاوطنی

آپ نے فرمایا دس دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو اہل وعیال بچوں اور عورتوں کو جہاں چاہو لے جاؤ سامان جنگ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹوں اور سواریوں پر لے جا سکتے ہو اس کی اجازت ہے۔

یہودیوں نے مال کی حرص اور طمع میں مکانوں کے دروازے اور چوکھٹ تک اکھاڑ لئے اور جہاں تک بن پڑا اونٹوں پر لاد کر لے گئے اور مدینہ سے جلاوطن ہوئے اکثر تو ان میں سے خیبر میں جا کر ٹھہرے اور بعض شام چلے گئے اور ان کے سردار حیی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی الحقیق بھی انہی لوگوں میں تھے جو خیبر میں جا کر ٹھہرے۔

مال غنیمت کی تقسیم...... انصار کا جذبۂ ایثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال واسباب کو مہاجرین پر تقسیم فرمایا تا کہ انصار سے ان کا بوجھ ہلکا ہو۔ اگرچہ انصار اپنے اخلاص و ایثار کی بناء پر اس بار کو بار نہیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی بہار سمجھتے ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع فرما کر خطبہ دیا حمد وثناء کے بعد انصار نے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک اور احسان کیا تھا اس کو سراہا اور بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا اے گروہ انصار اگر چاہو تو میں بنی نضیر کے اموال کو تم میں اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دوں اور حسب سابق مہاجرین تمہارے شریک حال رہیں اور اگر چاہو تو فقط مہاجرین پر تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر خالی کر دیں۔

سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ سرداران انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مہاجرین میں تقسیم فرما دیں اور حسب سابق مہاجرین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے اور پینے میں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مال تو آپ فقط مہاجرین پر

تقسیم فرما دیں باقی ہمارے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا کی۔

اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص مہربانی فرما۔

آپ نے تمام مال مہاجرین پر تقسیم فرما دیئے انصار میں سے صرف ابودجانہ اور سہل بن حنیف کو بوجہ تنگدستی اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انصار کو خراج تحسین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:

"اے گروہ انصار اللہ تم کو جزائے خیر دے خدا کی قسم ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کہ غنوی شاعر نے کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے کہ جب ہمارا قدم پھسلا اور اس کو لغزش ہوئی۔

تو ہماری اعانت اور خبر گیری سے اکتائے نہیں۔ بالفرض اگر ہماری ماں کو یہ صورت پیش آتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔

دو شخص جو مسلمان ہوئے

اس غزوہ میں بنو نضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یامین بن عمیر اور ابو سعید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے مال و اسباب سے کچھ تعرض نہیں کیا گیا اپنی املاک پر قابض رہے۔

مال فئی کے احکام اور شراب کی حرمت

سورۂ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی جس کو عبداللہ بن عباس سورۂ بنی نضیر کہا کرتے تھے اس سورت میں حق تعالیٰ نے مال فئی کے احکام اور مصارف بیان فرمائے۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ تحریم خمر کا حکم اسی غزوہ میں نازل ہوا۔

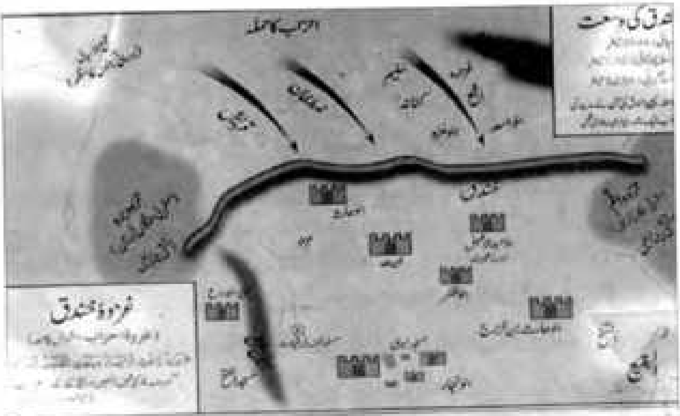
احزاب کا حملہ
خندق کی وسعت
خندق
مسجد فتح

غزوہ خندق

[illegible]

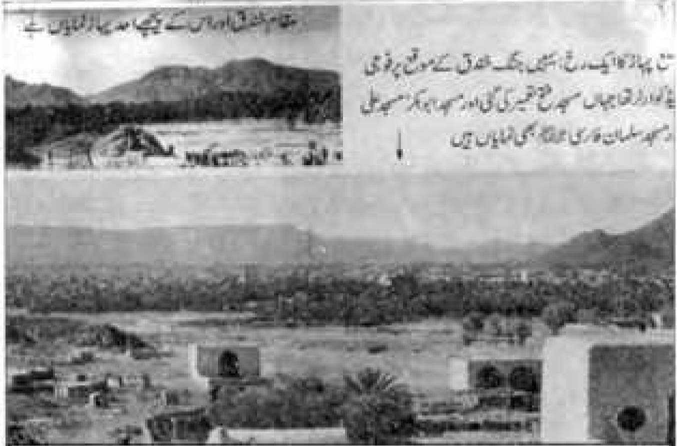
مقام خندق اور اس کے پیچھے مدینہ منورہ نظر آ رہا ہے

سلع پہاڑ کا ایک رخ جس میں جنگ خندق کے موقع پر فوجی
ہیڈ کوارٹر تھا جہاں مسجد فتح تعمیر کی گئی اور مسجد ابوبکر، مسجد علی
اور مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی نمایاں ہیں

اللّٰھم صل علی محمد

[illegible]

غَزوۂ ذَاتُ الرِّقَاع

(جمادی الاولیٰ سنہ ۴ھ)

بنی محارب و بنی ثعلبہ کی طرف روانگی

غزوۂ بنو نضیر کے بعد ربیع الاول سے لے کر شروع جمادی الاولیٰ تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ شروع جمادی الاولیٰ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ آپ چار سو صحابہ کی جمعیت ہمراہ لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ نجد پہنچے تو کچھ لوگ قبیلۂ غطفان کے ملے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صلوۃ الخوف پڑھائی۔

ذات الرقاع کیوں کہتے ہیں

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ رقاع کے معنی چندیوں اور چیتھڑوں کے ہیں۔ اس غزوہ میں چلتے چلتے پیر پھٹ گئے تھے اس لئے ہم نے پیروں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے یعنی چیتھڑوں والا غزوہ (بخاری شریف)

ابن سعد کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ اور سفید اور سرخ نشانات تھے۔

غورث بن حارث کا عجیب واقعہ

واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور تلوار درخت سے لٹکا دی ایک مشرک آیا اور تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے دریافت کیا کہ بتلاؤ اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ نے نہایت اطمینان سے یہ فرمایا: اللہ یہ بخاری کی روایت ہے ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جبرئیل امین نے اس کے سینہ پر

ایک گھونسہ رسید کیا۔ غورث گرا تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ نے اٹھالی اور فرمایا بتلا میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا جا جا میں نے تم کو معاف کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلے میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہوئے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔

حضرت عمارؓ اور حضرت عبادؓ کا عجیب واقعہ

یہاں سے چل کر آپ ایک گھاٹی پر ٹھہرے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کو درہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا آپس میں ان دونوں نے یہ طے کیا کہ رات کے پہلے حصہ میں عباد اور آخری حصہ میں عمار جاگیں اس قرارداد کے مطابق عمار بن یاسرؓ تو سو گئے اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز کی نیت باندھ لی۔

ایک کافر نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ مسلمان کے پاسبان ہیں ایک تیر مارا جو ٹھیک نشانہ پر پہنچا مگر عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے رگ و ریشہ میں معبود حقیقی کی عبودیت اور بندگی سرایت کر چکی تھی اور سرتاپا مولائے حقیقی کی محبت میں سرشار تھے اور ایمان و احسان کی حلاوت ان کے دل میں اتر چکی تھی۔ تیر و سنان کب ان کی عبادت میں مخل ہو سکتا تھا۔ برابر اسی طرح نماز میں مشغول رہے اور تیر نکال کر پھینک دیا۔ اس کافر نے ایک دوسرا تیر مارا انہوں نے اس کو بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی۔ اس نے تیسرا تیر مارا۔ اب یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن کمین گاہ سے حملہ نہ کر دے اور جس غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں متعین کیا ہے وہ غرض نہ فوت ہو جائے اس لئے نماز کو پورا کیا اور نماز پوری کرنے کے بعد ساتھی کو جگایا کہ اٹھو زخمی ہو گیا ہوں دشمن ان کو جاگتے دیکھ کر فرار ہو گیا۔ عمار بن یاسرؓ بیدار ہوئے اور دیکھا کہ جسم سے خون جاری ہے۔ کہا سبحان اللہ تم نے مجھ کو پہلے ہی تیر میں کیوں نہ جگایا؟ کہا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا اس کو قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔ جب پے در پے تیر لگے تب میں نے نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز ختم ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔

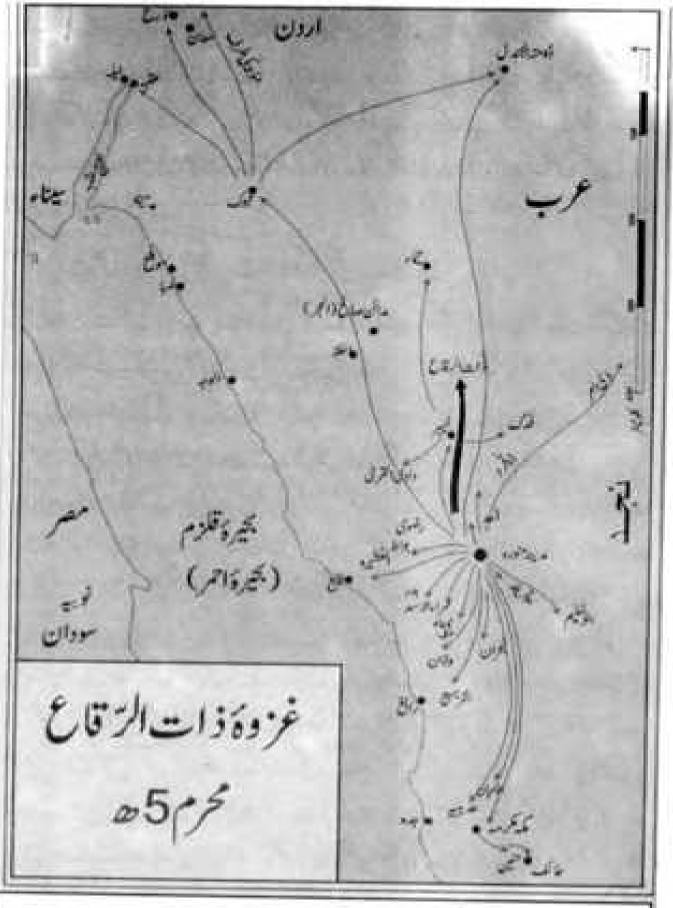
اردن
عرب
سینا
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
نوبیہ
سوڈان

غزوہ ذات الرقاع

محرم 5ھ

اللّٰھم صل علی محمد
عبدک وعلی آل محمد وبارک وسلم

[illegible]
[illegible]

غزوہ بدر موعد

(شعبان ۴ھ)

مقام بدر میں قریشیوں کا انتظار

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی کے بعد آخر رجب تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ احد سے واپسی کے وقت چونکہ ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ آئندہ سال بدر میں لڑائی ہوگی اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کو اپنے ہمراہ لے کر ماہ شعبان میں بدر کی طرف روانہ ہوئے بدر پہنچ کر آٹھ روز تک ابوسفیان کا انتظار فرمایا۔

ابوسفیان کا راستہ سے واپس ہو جانا

ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر مر الظہران تک پہنچا لیکن مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ سال قحط اور گرانی کا ہے۔ جنگ وجدل کا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز کے انتظار کے بعد جب مقابلہ سے ناامید ہوئے تو بلا جدال وقتال مدینہ واپس ہو گئے۔

ابوسفیان کا پروپیگنڈہ

ابوسفیان اگرچہ احد سے واپسی کے وقت یہ کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال پھر بدر پر لڑائی ہو

کی مگر اندر سے ابوسفیان کا دل مرعوب تھا۔ دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضور پرنور بھی بدر پر نہ آئیں تاکہ مجھے ندامت اور شرمندگی نہ ہو۔ اور الزام مسلمانوں پر رہے۔ نعیم بن مسعود نامی ایک شخص مدینہ جا رہا تھا اس کو مال دینا منظور کیا کہ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ مشہور کرے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے استیصال کے لئے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے لہذا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ قریش کے مقابلہ کے لئے نہ نکلو۔ ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ جب اس قسم کی خبریں مشہور ہوں گی تو مسلمان خوف زدہ ہو جائیں گے اور جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔ (جس کو آج کل کی اصطلاح میں پروپیگنڈہ کہتے ہیں)

مسلمانوں کا جواب

سنتے ہی مسلمانوں کے جوش ایمانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے ہوئے بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور حسب وعدہ بدر پہنچے۔ وہاں ایک بڑا بازار لگتا تھا تین روز رہ کر تجارت کی اور خوب نفع اٹھایا اور خیر و برکت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

> الذين استجابوا لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم واتقوا اجر عظيم الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا وقالوا حسبنا الله و نعم الوكيل فانقلبوا بنعمة من الله و فضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله والله ذو فضل عظيم انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم و خافون ان كنتم مؤمنين.

مسلمانوں کے لئے اہم تعلیم

اس آیت میں جھوٹی خبریں مشہور کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان فرمایا ہے۔ قال تعالیٰ انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءہ ۔ اور حق تعالیٰ نے پروپیگنڈہ کا علاج اور جواب یہ بتلا دیا ہے کہ تم اپنی قدرت کے مطابق جہاد و قتال کی تیاری کرو اور حسبنا اللہ و

نعم الوکیل ہے سو یعنی بھروسہ اللہ پر رکھو۔ معاذ اللہ یہ نہ کرنا کہ شیطان کی طرح تم بھی اپنے دشمنوں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑانے لگو۔ جھوٹ کا جواب سچائی سے دو۔ معاذ اللہ اگر تم نے بھی جھوٹ کے جواب میں جھوٹ بولا تو پھر فائدہ ہی کیا ہوا اسلام اپنے دشمنوں کے متعلق بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

۴ھ کے دیگر واقعات

(۱) اسی سال ماہ شعبان کے مہینے میں امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(۲) اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ کے مہینے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ کا چھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۳) اسی سال ماہ شوال کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(۴) اسی سال رمضان المبارک میں حضرت زینب بنت خزیمہ ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔

(۵) اور اسی سال زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ یہود کی زبان میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیں مجھ کو ان کے پڑھنے پر اطمینان نہیں۔

(۶) مشہور قول کی بناء پر حجاب یعنی پردہ کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ۳ھ اور بعض کہتے ہیں ۵ھ میں۔

سنہ ۵ھ میں
پیش آنے والے واقعات

غزوۂ دومۃ الجندل

(ربیع الاول ۵ھ)

ماہ ربیع الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ دومۃ الجندل کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کو ہمراہ لے کر ۲۵ ربیع الاول ۵ھ کو دومۃ الجندل کی طرف خروج فرمایا وہ لوگ خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے۔ لہٰذا آپ بلا جدال و قتال واپس ہوئے اور بیس ربیع الثانی کو مدینہ میں داخل ہوئے۔

دومۃ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے پندرہ دن کے راستہ پر ہے۔ دومۃ الجندل سے دمشق تک پانچ دن کا راستہ ہے۔

غزوۂ مریسیع یا بنی المصطلق

(۲ شعبان بروز سوموار ۵ھ)

بنی مصطلق کی تیاری کی خبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حارث بن ابی ضرار سردار بنی المصطلق نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری میں ہے۔ آپ نے بریدہ بن حصیب اسلمی کو خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ بریدہ نے آکر بیان کیا کہ خبر صحیح ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی

آپ نے صحابہ کو خروج کا حکم دیا۔ صحابہ فوراً تیار ہو گئے تیس گھوڑے ہمراہ تھے جس میں سے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے تھے اس مرتبہ مال غنیمت کی طمع میں منافقین کی بھی ایک کثیر

گروہ مرید ہو گیا جو اس سے پہلے کبھی کسی غزوہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ مدینہ میں زید بن حارثہؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لیا اور ۲ شعبان ۵ھ کو مریسیع کی طرف خروج فرمایا۔

اچانک حملہ اور فتح

مسلمانوں نے تیز رفتاری کے ساتھ کوچ کر کے جا لیا اور اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ حملہ کی تاب نہ لا سکے دس آدمی ان کے قتل ہوئے باقی مرد و عورت بچے اور بوڑھے سب گرفتار کر لئے گئے۔ مال اسباب جمع کر لیا گیا۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں اور دو سو گھرانے قید ہوئے۔

سردار کی بیٹی

انہی قیدیوں میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ تھیں۔ مال غنیمت میں جب مجاہدین پر تقسیم ہوا تو جویریہؓ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئیں۔ ثابت بن قیسؓ نے ان کو مکاتبہ بنا دیا یعنی اگر اتنی مقدار رقم ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں۔

حضرت جویریہؓ کا حضور کے حرم میں آنا

حضرت جویریہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں جویریہ سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں۔ میری اسیری کا حال آپ پر مخفی نہیں۔ تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں۔ انہوں نے مجھ کو مکاتبہ بنا دیا ہے۔ بدل کتابت میں آپ سے اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو اس سے بہتر چیز بتلاتا ہوں اگر تم پسند کرو وہ یہ کہ تمہاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رقم میں ادا کر دوں اور آزاد کر کے تم کو اپنی زوجیت میں لے لوں۔ حضرت جویریہؓ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوں (رواہ ابوداؤد فی کتاب العتق)

حضرت جویریہؓ کی خواہش تو پہلے ہی سے تھی کہ وہ آزاد ہو جائیں۔ اتفاق سے ان کے باپ حارث بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی المصطلق کا

سردار ہوں۔ میری بیٹی کنیز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ اس کو آزاد فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں اس معاملہ کو خود جویریہؓ کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دوں۔ حارث نے جا کر جویریہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ جویریہؓ نے کہا میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔

سردار کا مسلمان ہونا

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ کے والد حارث بن ابی ضرار بہت سے اونٹ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو چھڑا لائیں۔ ان میں سے دو اونٹ جو نہایت عمدہ پسندیدہ تھے اور ان کو ایک گھاٹی میں چھپا دیا کہ واپسی میں ان کو لے لوں گا۔ مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور کہا اے محمد تم نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے۔ اس کا فدیہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اونٹ کہاں ہیں جو تم فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو۔ حارث نے کہا اشهد انک رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ تھا اللہ ہی نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے۔

تمام قیدیوں کی آزادی

صحابہ کو جب یہ معلوم ہوا تو بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی رشتہ دار ہیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جویریہ سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق میں بابرکت نہیں دیکھا کہ جس کی وجہ سے ایک دن میں سو گھرانے آزاد ہوگئے ہوں۔

منافقوں کی فتنہ انگیزی

اس سفر میں چونکہ منافقین کا ایک گروہ شریک تھا۔ ہر موقع پر اپنی فتنہ پردازی اور شرانگیزی کو ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک پانی کے چشمہ پر ایک مہاجری اور ایک انصاری

میں جھگڑا ہو گیا مہاجر نے انصاری کے ایک لات ماری۔ مہاجری نے یا للمہاجرین کہہ کر مہاجرین کو انصاری نے یا للانصار کہہ کر انصار کو اپنی مدد کے لئے آواز دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آوازیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ جاہلیت کی سی آوازیں کیسی؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مہاجری نے ایک انصاری کے لات ماری۔ آپ نے فرمایا:

ان باتوں کو چھوڑو، یقیناً یہ بہت گندی اور بدبودار ہیں۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو بولنے کا موقع مل گیا اور کہا کیا یہ لوگ (یعنی مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس منافق کی گردن مارنے کی مجھ کو اجازت دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا رہنے دو (لوگ حقیقت حال کو تو سمجھیں گے نہیں) یہ گمان کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ کا جذبہ ایمانی

عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی تو دشمن اسلام اور منافقوں کا سردار اور ان کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ اسلام کے شیدائی اور مخلص و جاں نثار حقیقت میں وہ اللہ کے بندے تھے اور باپ تو محض نام کا عبداللہ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب باپ کو یہ کہتے سنا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا تو باپ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا خدا کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک ہرگز مدینہ جانے نہ دوں گا جب تک تو یہ اقرار نہ کرے کہ تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عزیز ہیں۔ چنانچہ باپ نے جب یہ اقرار کر لیا تب بیٹے نے چھوڑا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دینے والے ہیں اگر اجازت ہو تو میں خود اپنے باپ کا سر قلم کر کے آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں۔ مبادا آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں اور میں جوش میں آ کر اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں اور اس طرح سے ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب ہوں۔ آپ نے باپ کے قتل سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا۔

واقعۂ اِفک

سفر میں حضرت عائشہؓ کا حضورؐ کے ساتھ جانا

واقعۂ افک یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کا واقعہ اسی سفر سے واپسی کے وقت پیش آیا۔ اس سفر میں عائشہ صدیقہؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔ چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے ہودج میں سوار کی جاتی تھیں اور جب اتاری جاتیں تو ہودج سمیت ہی اتاری جاتی تھیں اور ہودج پر پردے لٹکے رہتے تھے۔ واپسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک مقام پر قیام کیا۔ لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا گیا۔

قافلے سے پیچھے رہ جانا

حضرت عائشہ قضاء حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئیں۔ جب لوٹنے لگیں تو ہار ٹوٹ گیا جو نگینوں کا تھا۔ ان نگینوں کے جمع کرنے میں دیر ہو گئی۔ قافلہ تیار تھا۔ ہودج کے پردے چھٹے ہوئے تھے۔ لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ ام المؤمنین محمل میں ہیں۔ محمل کو اونٹ پر رکھ کر کوچ کر دیا۔ اس وقت عورتیں عموماً دبلی پتلی ہوتی تھیں اور خاص کر عائشہ صدیقہؓ صغیر السن ہونے کی وجہ سے اور بھی دبلی پتلی تھیں اس لئے سوار کرتے وقت لوگوں کو محمل کے ہلکے ہونے کا کچھ خیال نہ آیا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا۔ جب ہار لے کر لشکر گاہ میں واپس آئیں تو یہاں کوئی بھی نہ تھا۔ سب روانہ ہو چکے تھے۔ یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر مجھ کو نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کے لئے آدمی روانہ فرمائیں گے۔ یہیں ایک جگہ چادر لپیٹ کر لیٹ گئیں۔ اسی میں نیند آ گئی۔

قافلے کے نگران کا حضرت عائشہؓ کو پہچان لینا

صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کے لئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آ گئے دیکھتے ہی عائشہ صدیقہؓ کو پہچان لیا۔ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں

نے حضرت عائشہ کو یہ کہا تھا۔ اسی وقت دیکھتے ہی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ عائشہ صدیقہ کی ان کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ فوراً چادر سے منہ چھپا لیا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔

خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ ان کی زبان سے سوائے انا للہ کے میں نے کوئی کلمہ سنا۔ (غالباً حضرت صفوان نے آواز بلند اسی لئے انا للہ کہا تا کہ ام المومنین بیدار ہو جائیں اور خطاب و کلام کی نوبت نہ آئے۔ چنانچہ نہیں آئی)

حضرت عائشہؓ کا قافلہ میں پہنچنا

حضرت صفوان نے اپنا اونٹ لا کر ام المومنین کے قریب بٹھلا دیا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ صفوان نے اونٹ سامنے کر کے خود پیچھے ہٹ گئے۔ ام المومنین سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان مہار پکڑ کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ لشکر میں جا پہنچے۔

منافقوں کی تہمت تراشی

عین دوپہر کا وقت تھا۔ عبداللہ بن ابی اور گروہ منافقین نے دیکھتے ہی واہی تباہی بکنا شروع کر دیا۔ جس کو ہلاک اور برباد ہونا تھا وہ ہلاک اور برباد ہوا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ کا بیمار ہونا

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئیں ایک مہینہ بیماری میں گزرا۔ افتراء پرداز اور طوفان اٹھانے والے اسی چرچے میں تھے۔ مگر حضرت عائشہؓ کو اس کا مطلق علم نہ تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطف اور مہربانی میں کمی آ جانے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں دیکھتی دل کو خلجان اور تردد تھا کہ کیا بات ہے کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں مجھ سے دریافت نہیں فرماتے۔ آپ کی اس بے التفاتی سے میری تکلیف میں اور اضافہ ہوتا تھا۔

تہمت کی خبر ہونا

ایک بار شب کو میں اور ام مسطح قضائے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلے۔ عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے۔ راستہ میں ام مسطح نے

اپنے بیٹے مسطح کو برا کہا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو کیوں برا کہتی ہو جو بدر میں حاضر ہوا۔ ام مسطح نے کہا اے بھولی بھالی تم کو قصہ کی خبر نہیں۔ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کیا قصہ ہے۔ ام مسطح نے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت ہو گئی۔ سعید بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ سنتے ہی لرزہ سے بخار چڑھ آیا۔ معجم طبرانی میں باسناد صحیح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں میں جا کر گرا دوں۔ بغیر قضاء حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہو گئی۔

والدین کے گھر جانا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں باپ کے ذریعے اس واقعہ کی تحقیق کروں۔ آپ نے مجھ کو اجازت دے دی۔ میں اپنے ماں باپ کے یہاں آ گئی اور اپنی ماں سے کہا اے ماں تم کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں۔ ماں نے کہا اے بیٹی تو رنج نہ کر دنیا کا قاعدہ ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبہ ہوتی ہے تو حسد کرنے والی عورتیں اس کے پیچھے پڑ جاتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں اس کا چرچا ہے۔ دوسری روایت میں ہے میں نے کہا کیا میرے باپ کو بھی اس کا علم ہے؟ ماں نے کہا ہاں۔

صدمہ اور اس کا اثر

ابن اسحاق کی روایت میں ہے میں نے کہا اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچا ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چیخیں نکل گئیں۔ ابو بکر بالا خانہ پر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میری چیخ کی آواز سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہو گئی۔ یہ سن کر ابو بکر کی آنکھیں بھی بہہ پڑیں۔

اور مجھ کو اس شدت سے لرزہ آیا کہ میری والدہ ام رومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے۔ تمام شب روتے گزری ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھمتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی۔

حضرت اسامہؓ کی حضور کو رائے دینا

جب نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ آپ کے اہل ہیں جو آپ کی شایان شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عصمت وعفت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے حرم محترم کی طہارت و نزاہت تو اظہر من الشمس ہے۔ اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر حضور کو ہمارا خیال معلوم فرمانا ہے تو یہ عرض ہے جہاں تک ہم کو معلوم ہے آپ کے اہل اور ازواج مطہرات میں ہم نے سوائے خیر اور خوبی نیکی اور بھلائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

حضرت علیؓ کی رائے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج وغم اور حزن وملال کے خیال سے یہ عرض کیا:

یا رسول اللہ اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی عورتیں ان کے سوا بہت ہیں آپ اگر گھر کی لونڈی سے دریافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتا دیگی۔ یعنی آپ مجبور نہیں مفارقت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لونڈی سے تحقیق فرمالیں وہ آپ سے بالکل سچ سچ بتا دے گی (اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے خانگی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے۔

حضرت بریرہؓ کا بیان

آپ نے بریرہ کو بلوایا۔ مقسم کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو بلا کر آپ نے یہ فرمایا:۔

کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، بریرہ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ چھپانا نہیں (ورنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بذریعہ وحی بتلا دے گا) بریرہ نے کہا ہاں چھپاؤں گی نہیں۔ آپ دریافت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے عائشہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے۔ بریرہ نے کہا نہیں۔

بخاری میں ہے کہ آپ نے بریرہ سے فرمایا

اے بریرہ اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شے ایسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا ہو تو بتلا۔ بریرہ نے کہا:۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں نے عائشہ کی کوئی بات معیوب اور قابل گرفت کبھی نہیں دیکھی صرف یہ کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہے آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری کا بچہ آ کر اسے کھا جاتا ہے یعنی وہ تو اس قدر غافل اور بے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں وہ دنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔

مسجد میں حضورؐ کا خطبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ سے یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اول خدا کی حمد و ثنا کی اور بعد ازاں عبداللہ بن ابی کا ذکر کر کے یہ ارشاد فرمایا۔

اے گروہ مسلمین کون ہے کہ جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔ خدا کی قسم میں نے اپنے اہل سے سوائے نیکی اور پاکدامنی کے کچھ نہیں دیکھا اور نیز جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

یہ سن کر سردار اوس سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیل حکم کریں گے۔

سعد بن عبادہ سردار خزرج کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ہم پر تعریض کر رہے ہیں کہ اہل افک قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آ گیا جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔

اور سعد بن معاذ کو مخاطب بنا کر کہا خدا کی قسم تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے (یعنی اگر ہمارے قبیلہ کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔)

سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو مخاطب بنا کر کہا تم غلط کہتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو قتل کا حکم دیں گے تو ہم ضرور

قتل کریں گے اگرچہ وہ شخص قبیلہ خزرج کا ہو یا کسی قبیلہ کا ہو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا۔ اور کیا تو منافق ہے جو منافقین کی طرف سے مجادلہ اور جوابدہی کرتا ہے۔ اسی طرح گفتگو تیز ہو گئی۔ قریب تھا کہ دونوں قبیلے لڑ پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو خاموش کیا۔

حضرت عائشہ کی صدمہ سے حالت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ دن بھی تمام کا تمام روتے ہوئے گزرا ایک منٹ کے لئے آنسو نہیں تھمتا تھا۔ رات بھی اسی طرح گزری۔ میری اس حالت سے میرے ماں باپ کو یہ گمان تھا کہ اب اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو بالکل میرے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ اور میں رو رہی تھی۔ اتنے میں انصار میں سے ایک عورت آ گئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔

حضورؐ کا حضرت عائشہؓ کو تسلی دینا

ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام کر کے میرے قریب بیٹھ گئے۔ اس واقعہ کے بعد سے کبھی آپ میرے پاس آ کر نہیں بیٹھے تھے۔ وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ بیٹھ کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد یہ فرمایا۔

اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھ کو ضرور بری کرے اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے تو اللہ اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا جواب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہو گئے۔ آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دو باپ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں۔ پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا، ماں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہو گئی ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب

جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کر لوں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین کرو گے اور وہ کہ میں نے یہ کہا خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہ کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ بس میں وہی کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا۔ **فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون** اور یہ کہہ کر بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ اور اس وقت قلب کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو بری فرمائیں گے لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی۔ کہ جو مسجدوں اور نمازوں میں پڑھی جائیں گی۔

ہاں یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب کے میری برأت بتلا دی جائے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

حضورؐ پر نزول وحی کے آثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ دفعۃً وحی الٰہی کے آثار نمودار ہوئے۔ باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا خدا کی قسم میں بالکل نہیں گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں بالکل بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے۔ لیکن میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی جان نہ نکل جائے ان کو یہ خوف تھا کہ مبادا وحی ان کے موافق نہ نازل ہو جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں ابوبکر کا یہ حال تھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ نامعلوم آسمان سے کیا حکم نازل ہوتا ہے جو پھر قیامت تک نہیں ٹل سکے گا اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ کو مبارک

سوائے عائشہ صدیقہ کے سارا گھرانہ خوف ورجا اور امید و بیم میں تھا کہ وحی آسمانی کا نزول ختم ہوا اور چہرۂ انور پر مسرت و بشاشت کے آثار نمودار ہوئے مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منور کو پونچھتے ہوئے حضرت عائشہ کی طرف متوجہ ہوئے پہلا کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

بشارت ہو تجھ کو اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری براءت نازل کی۔

میری والدہ نے کہا اے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کر میں نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری براءت نازل کی کسی کا شکر نہ کروں گی۔

آیات براءت

بعد ازاں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ان الذين جاءو بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم والذى تولى كبره منهم له عذاب عظيم. لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمؤمنات بانفسهم خيراً وقالوا هذا افك مبين. لولا جآءو عليه باربعة شهدآء فاذ لم ياتوا بالشهدآء فاولئك عند الله هم الكاذبون. ولولا فضل الله عليكم ورحمته فى الدنيا والآخرة لمسكم فيما افضتم فيه عذاب عظيم اذ تلقونه بالسنتكم وتقولون بافواهكم ما ليس لكم به علم وتحسبونه هيناً وهو عند الله عظيم ولولا اذ سمعتموه قلتم ما يكون لنا ان تكلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظيم يعظكم الله ان تعودوا لمثله ابدا ان كنتم مؤمنين ويبين الله لكم الآيت والله عليم حكيم

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ وان اللہ رءوف رحیم۔ (النور:۱۱_۲۰)

تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے لئے خیر ہے ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور جو اس طوفان کے بڑے حصہ کا متولی بنا ہے اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے متعلق نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ پس جب یہ لوگ گواہ نہ لائے تو بس یہ لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم مشغول رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جبکہ تم اس کو اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر لانا ہی زیبا نہیں ہے تم کو یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ سبحان اللہ۔ یہ تو بہتان عظیم ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو نہ معلوم کیا مصیبت آتی۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

حضرت عائشہؓ کا والدہ سے شکوہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات برأت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور صدیق اکبر نے اپنی لخت جگر کی عصمت و عفت طہارت و نزاہت پر اللہ عزوجل کی شہادت کو سن لیا تو اٹھے اور عفت مآب اور عصمت جناب بیٹی کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا بیٹی نے کہا کہ

باپ پہلے سے تم نے مجھ کو کیوں نہ معذور اور بے قصور سمجھا۔

صدیق اکبر نے (جس کے رگ و پے میں صدق اور راستی سرایت کر چکی تھی۔ صدق اور سچائی کے جبل عظیم اور کوہ گراں تھے۔ بڑے سے بڑا عارضہ اور سخت سے سخت صدمہ بال برابر بھی ان کو جادۂ صدق سے ہٹا نہیں سکتا تھا) اس وقت بیٹی کو یہ جواب دیا کہ جو دلوں کی الواح (تختیوں) پر کندہ کر لینے کے قابل ہے۔

کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کونسی زمین مجھ کو اٹھائے اور تھامے جبکہ میں اپنی زبان سے وہ بات کہوں جس کا مجھ کو علم نہ ہو۔

سب کے سامنے آیات برأت کی تلاوت

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے مکان سے مسجد تشریف لائے اور مجمع عام میں خطبہ دیا اور عائشہ صدیقہ کی برأت میں نازل شدہ آیات کی سب کے سامنے تلاوت فرمائی۔

فتنہ کا بانی اور اس میں مبتلا ہونے والے

اس فتنہ کے بانی مبانی تو اصل میں منافقین تھے بحمد اللہ مسلمانوں میں کوئی اس میں شریک نہ تھا۔ صرف دو تین مسلمان اپنی سادہ لوحی اور بھولے پن کی وجہ سے منافقین کے دھوکہ میں آ گئے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت، حمنہ بنت جحش۔ ان پر حد قذف جاری کی گئی۔ اسی اسی درے مارے گئے اور اپنی غلطی سے تائب ہوئے۔ عبد اللہ بن ابی کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں دی گئی اس لئے کہ وہ منافق تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی حد جاری کی گئی۔

حضرت مسطحؓ کا معاملہ

مسطحؓ حضرت صدیق اکبر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ عسرت اور تنگدستی کی وجہ سے صدیق اکبر ان کو خرچ دیتے تھے۔ مسطحؓ نے اس قصہ میں شرکت کی اس لئے ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کو کبھی خرچ نہ دوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم (النور:۲۲)

جو لوگ تم میں سے فضیلت والے اور وسعت والے ہیں ان کو چاہیے کہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اہل قرابت اور مساکین اور مہاجرین کی اعانت نہ کریں گے۔ ان کو چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

شان صدیقی

جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو سنائی تو یہ کہنے لگے۔

بلی واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی

کیوں نہیں۔ خدا کی قسم البتہ تحقیق میں اس کو بہت ہی زیادہ محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمائے۔

اور مسطح پر بدستور خرچ دینا شروع کر دیا اور قسم کھائی کہ واللہ مسطح کا خرچ کبھی بند نہ کروں گا۔ معجم طبرانی میں ہے کہ جتنا پہلے دیتے تھے اس سے دگنا دینے لگے۔

اس آیت کریمہ یعنی **ولا یاتل اولوا الفضل الخ** کے نازل کرنے سے صدیق اکبر کو تنبیہ مقصود تھی کہ مقام صدیقیت اور دائرۂ کمال سے قدم باہر نہ نکلے۔ غلطی اور خطا کی وجہ سے اگرچہ مسطح کا وظیفہ بند کر دینا جائز ہو مگر مقام صدیقیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے ابوبکر صدیق اس اشارہ کو سمجھ گئے اور گزشتہ کے اعتبار سے مسطح کا وظیفہ دگنا کر دیا مسطح سے اگرچہ غلطی اور لغزش ہوئی کہ منافقین کی باتوں پر اعتبار کر بیٹھے مگر چونکہ بدریین میں سے تھے جن کے متعلق حکم خداوندی یہ نازل ہو چکا ہے۔ **اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم** اس لئے حق تعالیٰ نے بحق بدریت مسطح کی شفاعت فرمائی کہ اے ابوبکر تم اہل فضل میں سے ہو اور مسطح اہل بدر میں سے ہے۔ لہذا تم اس کے وظیفہ میں کمی نہ کرنا اور مسطح سے جو غلطی ہوئی ہے اس کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف کرے گا۔

یہ آیت صدیق اکبر کی فضیلت کی صریح دلیل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ حق تعالیٰ ان کو اولوالفضل یعنی صاحب فضل فرمائے۔

واقعۂ افک کے اسرار

مومن و منافق کا امتحان

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ من جانب اللہ ابتلا اور امتحان تھا۔ مقصد یہ تھا کہ مومنین و مخلصین کا ایمان و اخلاص اور منافقین کا نفاق واضح اور منکشف ہو جائے تو مومنین صادقین کے ایمان و استقامت میں اور منافقین کے نفاق اور شقاوت میں اضافہ اور زیادتی ہو۔ نیز یہ امر واضح اور منکشف ہو جائے کہ کون شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے اور کون سوء ظن (بدگمانی) آپ کی ازواج مطہرات کے حق میں بدگمانی حقیقت میں اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے مقام کی عظمت

اور تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول محترم اور اپنے رسول کے پاک اور مطہر حرم کا مرتبہ لوگوں کے سامنے ظاہر فرمائے۔ اس لئے آپ کی زوجۂ مطہرہ کی نزاہت و برأت آپ کی زبانی نہیں کرائی بلکہ خداوند قدوس خود ان کی برأت کا متکفل اور ذمہ دار ہوا۔ اور اپنی کلام معجز نظام میں ان کی برأت نازل فرمائی کہ جس کی قیامت تک محفلوں اور مجلسوں میں محرابوں اور مسجدوں میں خطبوں اور نمازوں میں تلاوت ہوتی رہے گی۔

خداوند قدوس کی بے چون و چگوں غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اس کے بھیجے ہوئے نبی طیب اور رسول طاہر کی ازواج طیبات و طاہرات کی شان میں کوئی منافق اور بدباطن کسی قسم کا ناپاک لفظ اپنی زبان سے نکالے اس لئے اس بارے میں تقریباً بیس آیتیں نازل فرما کر عائشہ صدیقہ اور ازواج مطہرات کی عصمت و عفت، طہارت و نزاہت پر قیامت تک کے لئے مہر [illegible] مطہرات کی عصمت و نزاہت میں شک کرنے والوں پر اس درجہ زجر

اور توضیح فرمائی کہ جو بت پرستوں پر بھی نہیں فرمائی اس لئے علماء ربانیین نے تصریح کی ہے کہ جو شخص ازواج مطہرات کے بارے میں کوئی حرف زبان سے نکالے وہ شخص منافق ہے۔

نزول وحی میں تاخیر کی حکمت

اور نزول وحی میں جو ایک ماہ کی تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ عائشہ صدیقہ کے مقام عبودیت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ وزاری اور عاجزانہ بے تابی واضطراری اور بارگاہ ذوالجلال میں فقیرانہ تذلل اور تمسکن اور مضطربانہ تضرع اور ابتہال حد کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسن ظن رکھنے والوں کے قلوب وحی الٰہی کے انتظار میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شانہ باران وحی سے مؤمنین و مخلصین کے مردہ دلوں کو حیات بخشے اور صدیقہ بنت صدیق کو براءت ونزاہت کے بیش بہا خلعت سے سرفراز فرمائے۔

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والا کافر ومرتد ہے

قرآن مجید کی ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد جو شخص ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق زوجہ مطہرہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تہمت لگائے وہ باجماع امت کافر ومرتد ہے اس لئے کہ وہ قرآن کریم کا صریح مکذب اور منکر ہے جس طرح مریم صدیقہ بنت عمران کی عصمت وعفت میں شک کرنا کفر ہے اسی طرح عائشہ صدیقہ بنت ام رومان کی طہارت ونزاہت میں بھی شک کرنا بلاشبہ کفر ہے اور جس طرح یہود بے بہبود مریم صدیقہ پر بہتان باندھنے کی وجہ سے ملعون اور مغضوب بنے اسی طرح روافض عائشہ صدیقہ بنت صدیق پر تہمت لگانے کی وجہ سے ملعون ومغضوب بنے۔ مریم صدیقہ پر تہمت لگانے والے امت عیسویہ کے یہود تھے اور عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے امت محمدیہ کے یہود ہیں۔

نزولِ تیمم

تیمم کا حکم غزوۂ بنی مصطلق میں آیا

بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی غزوہ میں واپسی کے وقت پھر حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا اور اس کی تلاش میں توقف ہوا اور صبح کا وقت آ گیا اور پانی نہ تھا اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اور صحابہ نے تیمم کر کے صبح کی نماز ادا کی اور تمام صحابہ بیحد خوش ہوئے۔

آلِ ابی بکر کی برکت

اسید بن حضیرؓ نے جوش مسرت میں یہ کہا اے آل ابی بکرؓ یہ تیمم کا حکم نازل ہونا تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری برکت سے اور بھی بہت سی سہولت اور آسانیوں کے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

یا کسی دوسرے سفر میں

اور دیگر محققین کا قول ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوۂ بنی المصطلق میں نہیں بلکہ اس غزوہ کے بعد کوئی دوسرا سفر پیش آیا اس میں آیت تیمم کا نزول ہے جیسا کہ معجم طبرانی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میرا ہار گم ہو گیا جس پر اہل افک نے کہا جو کچھ کہا اس کے بعد پھر دوسرے سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی اور میرا ہار گم ہوا اور اس کی تلاش میں رکنا پڑا تو ابو بکر صدیقؓ نے عائشہ صدیقہ سے کہا اے بیٹی تو ہر سفر میں لوگوں کے لئے مشقت اور آزمائش بن جاتی ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کرو تیمم کی رخصت اور سہولت نازل ہونے سے ابو بکر صدیقؓ کو خاص مسرت ہوئی اور عائشہ صدیقہؓ سے مخاطب ہو کر تین بار یہ کہا انک لمبارکۃ انک لمبارکۃ انک لمبارکۃ اے بیٹی تحقیق تو بلاشبہ بڑی مبارک ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوۂ بنی المصطلق میں نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے غزوہ اور سفر میں دوبارہ ایسی جگہ ہار گم ہوا کہ جہاں پانی نہ تھا اور نماز صبح کا وقت آ گیا تھا اسی وقت یہ آیت تیمم نازل ہوئی۔

غزوۂ خندق واحزاب

(شوال ۵ھ)

یہودیوں کا قریشیوں کو ابھارنا

اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد حیی بن اخطب مکہ گیا اور قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور ان کو یہ طمع دی کہ خیبر کے نخلستانوں میں جس قدر کھجوریں آئیں گی ہر سال اس کا نصف حصہ ہم تم کو دیا کریں گے۔ یہ سن کر عیینہ بن حصن فزاری تیار ہو گیا۔ قریش پہلے ہی سے تیار تھے۔

اس طرح ابو سفیان دس ہزار آدمیوں کی جمعیت لے کر مسلمانوں کے استیصال اور فنا کر ڈالنے کے ارادہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔

مسلمانوں کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی روانگی کی خبر پہنچی تو صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا کہ خندقوں میں محفوظ رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ کھلے میدان میں مقابلہ مناسب نہیں سب نے اس رائے کو پسند کیا۔

خندق کے کام کی تقسیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے حدود قائم فرمائے اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس گز زمین تقسیم فرمائی۔

خندقیں اس قدر گہری کھودی گئیں کہ تری نکل آئی۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ چھ دن میں خندقیں کھودنے سے فارغ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شریک رہے

صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے

اور اول خود دست مبارک سے کدال زمین پر ماری اور یہ کلمات زبان مبارک پر تھے۔

بسم اللہ وبہ بدینا ولو عبدنا غیرہ شقینا

بسم اللہ۔ اور اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں مبادا اگر اس کے سوا کسی اور کی عبادت کریں تو بڑے ہی بدنصیب ہیں۔

حبذا ربا و حبذا دینا وہ کیا ہی اچھا رب ہے اور اس کا دین کیا ہی اچھا دین ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس مٹی ڈھو ڈھو کر لا رہے تھے۔ یہاں تک شکم مبارک گرد آلود ہو گیا۔ اور یہ کہتے جاتے تھے۔

واللہ لولا اللہ ما اهتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فانزلن سکینۃً علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

اے اللہ ہم پر سکون اور اطمینان نازل فرما اور لڑائی کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔

ان الناس قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃً ابینا

ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا ہے جب کبھی ہم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی اس کو قبول نہیں کرتے اور ابینا ابینا آواز بلند بار بار فرماتے۔

صحابہ کرامؓ کا ذوق وشوق

جاڑوں کا موسم تھا سرد ہوائیں چل رہی تھیں کئی کئی دن کا فاقہ تھا مگر حضرات مہاجرین اور انصار نہایت ذوق کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے۔

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا

ہم ہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور آپ کے واسطے سے اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں۔ جب تک بدن میں جان ہے کافروں سے جہاد کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہ ارشاد فرماتے:

اللھم لا عیش الا عیش الآخرہ فاغفر للانصار والمہاجرہ

اے اللہ بے شک زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

اور کبھی یہ فرماتے۔

اللھم انہ لا خیر الا خیر الآخرہ فبارک فی الانصار والمہاجرہ

اے اللہ بے شک حقیقی خیر اور بھلائی آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے پس برکت دے انصار اور مہاجرین میں۔

ایک سخت چٹان جو حضورؐ نے توڑی

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آ گئی۔ ہم نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں خود اترتا ہوں اور بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ آپ نے کدال دست مبارک میں پکڑی اور اس چٹان پر ماری تو چٹان ایک دم ریت کا ڈھیر بن گئی۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

شام فارس اور یمن کی فتوحات کی بشارت

مسند احمد اور نسائی میں اس قدر اور اضافہ ہے کہ آپ نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھ کو ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ خدا کی قسم شام کے سرخ محلوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گرا آپ نے فرمایا اللہ اکبر فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم مدائن کے قصر ابیض کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار آپ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر یمن کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم صنعاء کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے پہلی بار

کدال مارنے سے ایک بجلی چمکی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ آپ نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔

دونوں فوجوں کا میدان میں آنا

مسلمان خندق کھود کر فارغ ہوئے کہ قریش دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرار لے کر مدینہ پہنچے اور احد کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لے کر مقابلہ کے لئے کوہ سلع کے قریب جا کر ٹھہرے خندق فریقین کے درمیان حائل تھی۔ عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں محفوظ ہو جانے کا حکم دیا۔

یہود بنی قریظہ کی عہد شکنی

یہود بنی قریظہ اس وقت تک الگ تھے۔ لیکن حیی بن اخطب سردار بنو نضیر نے ان کو اپنے ساتھ ملا لینے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ خود کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس گیا جو پہلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب نے حیی کو آتے دیکھ کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ کعب نے کہا

افسوس اے حیی۔ بلاشبہ تو منحوس آدمی ہے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معاہدہ کر چکا ہوں میں اب اس عہد کو نہ توڑوں گا۔ کیونکہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوائے سچائی اور ایفائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا۔

حیی نے کہا کہ میں تمہارے لئے دائمی عزت کا سامان لایا ہوں۔ قریش اور غطفان کی فوجوں کو لا کر میں نے یہاں اتارا ہے۔ ہم سب نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کا استیصال اور قلع قمع نہ کر دیں گے اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ ٹلیں گے۔

کعب نے کہا خدا کی قسم تو ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی لے کر آیا ہے۔ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی عہد نہ توڑوں گا۔ میں نے ان سے سوائے سچائی اور ایفائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا۔ حیی برابر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا۔

بنی قریظہ کی عہد شکنی کی تصدیق

رسول اللہ صلی اللہ کو جب یہ خبر ہوئی تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر یہ خبر صحیح نکلے تو وہاں سے واپس آ کر اس خبر کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنا کہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور اگر غلط ہو تو پھر علی الاعلان بیان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ لوگ کعب بن اسد کے پاس گئے اور اس کو معاہدہ یاد دلایا کعب نے کہا کیسا معاہدہ اور کون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا ان سے کوئی معاہدہ نہیں۔ جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا۔ عضل و قارہ۔ یعنی جس طرح قبیلہ عضل و قارہ نے اصحاب رجیع یعنی خبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ غدر کیا اسی طرح انہوں نے بھی غداری کی۔

مسلمانوں کے لئے سخت آزمائش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی غداری اور بد عہدی سے صدمہ ہوا۔ کافروں نے ہر طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ باہر کے دشمن کا ٹڈی دل سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اندرونی دشمن یعنی قریظہ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا۔ الغرض مسلمانوں کے لئے عجب پریشانی کا وقت تھا۔ جاڑوں کی راتیں تھیں اور کئی کئی دن کا فاقہ تھا۔

حق جل شانہ نے سورۂ احزاب میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے۔

اذ جاءوکم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار
وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ھنالک ابتلی
المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا

یاد کرو اس وقت کو کہ جب دشمن تمہارے سر پر آ پہنچے اوپر کی جانب سے بھی اور نیچے کی جانب سے بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلائے گئے۔

منافقوں کے حیلے بہانے

یہ وقت ابتلاء اور آزمائش کا تھا۔ ابتلاء کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس کسوٹی نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے حیلے اور بہانے شروع کئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے گھر پست دیوار ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں بچوں اور عورتوں کی حفاظت ضروری ہے ہم اس لئے اجازت چاہتے ہیں۔

یقولون ان بیوتنا عورۃ و ما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا

منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں اور حالانکہ وہ خالی نہیں۔ محض بھاگنا چاہتے ہیں اس لئے یہ حیلے بہانے کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کا جوش ایمانی

اور مسلمان جن کے قلوب اخلاص اور ایمان سے لبریز تھے ان کی یہ حالت ہوئی جو حق جل شانہ نے بیان فرمائی۔

ولما را المؤمنون 'الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ'
و صدق اللہ و رسولہ' وما زادھم الا ایمانا و تسلیما

اور اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں دیکھیں تو بے ساختہ یہ کہا۔ یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے۔ اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں اور زیادتی ہوگئی۔

بعض قبائل سے صلح کا معاملہ

محاصرہ کی شدت اور سختی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان بمقتضائے بشریت کہیں گھبرا نہ جائیں اس لئے یہ قصد فرمایا کہ عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف سے (جو قبائل غطفان کے قائد و سردار تھے) مدینہ کے نخلستان کے تہائی پھل دے کر ان سے صلح کر لی جائے تاکہ یہ لوگ ابو سفیان کی مدد سے کنارہ کش ہو جائیں اور مسلمانوں کو اس حصار سے نجات ملے۔ چنانچہ آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے

اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا۔ ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم اس کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔ یا آپ محض از راہ شفقت ہمارے خیال سے ایسا قصد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا کوئی حکم نہیں۔ محض تمہاری خاطر میں نے ایسا ارادہ کیا ہے اس لیے کہ عرب نے متفق ہو کر ایک کمان سے تم پر تیر باری شروع کی ہے اس طریق سے میں ان کی شوکت اور اجتماعی قوت کو توڑنا چاہتا ہوں۔

سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم اور یہ سب کافر اور مشرک تھے بتوں کو پوجتے تھے۔ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے اس وقت بھی ان کی یہ مجال نہ تھی کہ ہم سے ایک چھوارہ بھی لے سکیں مگر یہ کہ مہمانی کے طور پر یا خرید کر۔ اور اب جبکہ ہم کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی لازوال اور بے مثال نعمت سے سرفراز فرمایا اور اسلام سے ہم کو عزت بخشی تو اپنا مال ہم ان کو دے دیں۔ یہ ناممکن ہے واللہ ہمیں اپنا مال دینے کی ہمیں کوئی حاجت نہیں خدا کی قسم ہم ان کو سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں گے۔ ان سے جو ہو سکتا ہے وہ کر گزریں۔

اور اس بارے میں جو صلح کی تحریر لکھی گئی تھی سعد بن معاذ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہاتھ سے لے کر اس کی تمام عبارت مٹا دی۔

عمرو بن عبدود کا قتل

دو ہفتے اسی طرح گزر گئے مگر دست بدست لڑائی اور مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔ صرف طرفین سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار عمرو بن عبدود۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ ہبیرہ بن ابی وہب۔ ضرار بن خطاب۔ نوفل بن عبد اللہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلے۔ جب خندق پر پہنچے تو یہ کہا خدا کی قسم یہ مکر و فریب پہلے عرب میں نہ تھا۔ ایک مقام سے خندق کا عرض کم تھا وہاں سے پھاند کر اس طرف پہنچے اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے آواز دی۔ عمرو بن عبدود جو جنگ بدر میں زخم کھا کر گیا تھا سر سے پاؤں تک غرق آہن تھا۔ اس نے مقابلے کے لئے آواز دی۔ شیر خدا حضرت علی اس کے مقابلہ کے لئے بڑھے۔ اے عمرو میں تجھ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا بھائی تم کو لڑائی اور مقابلہ کی

دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا تم کمسن ہو اپنے سے بڑے کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ میں تمہارے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی نے فرمایا میں تمہارے قتل کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو کو طیش آ گیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور آگے بڑھ کر حضرت علی پر وار کیا جس کو حضرت علی نے سپر سے روکا لیکن پیشانی پر زخم آیا۔ بعد ازاں حضرت علی نے اس پر وار کیا جس نے اس کا کام تمام کیا۔

حضرت علی نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جس سے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ اللہ عزوجل نے فتح دی۔

نوفل بن عبداللہ کا گر کر مرنا

نوفل بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا۔ گھوڑے پر سوار تھا خندق کو پھاندنا چاہتا تھا کہ خندق میں گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ مشرکین نے دس ہزار درہم آپ کی خدمت میں پیش کئے کہ اس کی لاش ہمارے حوالہ کر دی جائے آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی خبیث اور ناپاک تھا اور اس کی دیت بھی خبیث اور ناپاک ہے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر بھی اور اس کی دیت پر بھی ہمیں نہ دس ہزار کی ضرورت ہے اور نہ لاش کی اور بلا کسی معاوضہ کے لاش ان کے حوالے کر دی۔

بقیہ سواروں کی واپسی

عمرو بن عبدود اور نوفل کے قتل ہو جانے کے بعد قریش کے بقیہ سوار شکست کھا کر واپس ہوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہ رگ پر ایک تیر آ کر لگا۔ حضرت سعدؓ نے اس وقت یہ دعا مانگی۔

اے اللہ اگر تو نے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہے تو مجھ کو اس کے لئے باقی رکھ کیوں کہ مجھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب اور پیاری چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں کہ جس نے تیرے رسول کو ایذائیں پہنچائیں اور اس کو جھٹلایا اور اس کو حرم آمن سے نکالا اور اے اللہ اگر تو نے ہمارے اور ان کے مابین لڑائی کو ختم کر دیا تو اس زخم کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا اور اس وقت تک مجھ کو موت

نہ دے جب تک کہ بنی قریظہ کی ذلت اور رسوائی سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

حملہ کا سخت دن

حملہ کا یہ دن نہایت ہی سخت تھا' تمام دن تیر اندازی اور سنگ باری میں گزرا اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا ہوئیں۔

حضرت صفیہؓ کا یہودی کو مارنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا۔ یہودی کی آبادی وہاں سے قریب تھی۔ حضرت صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بھی اسی قلعہ میں تھیں۔ حضرت حسان اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے حضرت صفیہ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے۔ اندیشہ ہوا کہ کہیں جاسوس نہ ہو اس لئے حضرت صفیہ نے حضرت حسان سے کہا کہ اس کو قتل کر دو ایسا نہ ہو کہ دشمنوں سے ہماری مخبری کر دے۔ حضرت حسان نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اس کام کا نہیں حضرت صفیہ اٹھیں اور خیمہ کی ایک لکڑی لے کر اس یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ یہ مرد ہے اور میں عورت ہوں اس لئے میں تو ہاتھ نہ لگاؤں گی تم اس کے ہتھیار اتار لاؤ۔ حضرت حسان نے کہا مجھے اس کے ہتھیار اور سامان کی ضرورت نہیں۔

بنی قریظہ اور قریشیوں میں پھوٹ

اثناء محاصرہ میں نعیم بن مسعود اشجعی غطفان کے ایک رئیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لایا۔ میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں اگر اجازت ہو تو میں کوئی تدبیر کروں جس سے یہ محاصرہ ختم ہو آپ نے فرمایا تم ایک تجربہ کار آدمی ہو اگر کوئی ایسی تدبیر ممکن ہو تو کر گزرو۔

اس لئے کہ لڑائی نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے۔

چنانچہ نعیم نے ایسی تدبیر کی کہ قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور بنو قریظہ قریش کی امداد سے دست کش ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

مسند احمد ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور تنگی کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا مانگو۔

اللھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا

اے اللہ ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ دعا فرمائی۔

اللھم منزل الکتاب و مجری السحاب و ھازم الاحزاب اھزمھم وانصرنا علیھم

کافروں کے لشکر پر ہوا کا مسلط ہونا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہوا مسلط کی کہ جس سے ان کے تمام خیمے اکھڑ گئے رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں ہانڈیاں الٹ گئیں گرد وغبار اڑ اڑ کر آنکھوں میں بھرنے لگا۔ جس سے کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا۔ اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جآءتکم جنوداً فارسلنا علیھم ریحاً و جنوداً لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیراً (الاحزاب آیۃ:۹)

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر اس وقت ہوا کہ جب کافروں کے بہت سے لشکر تمہارے سروں پر آپہنچے پس اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں پر ایک آندھی بھیجی اور تمہاری مدد کے لئے آسمان سے ایسے لشکر اتارے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔ یعنی فرشتے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

جنوداً لم تروھا سے فرشتے مراد ہیں۔ جنہوں نے کافروں کے دلوں کو مرعوب اور خوفزدہ بنایا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو قوی مضبوط کیا۔ اس طرح کفار کا دس ہزار کا لشکر وہاں سے سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

وردّ الله الذین کفروا بغیظهم لم ینالوا خیراً و کفی الله المؤمنین القتال و کان الله قویاً عزیزاً

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے غیظ و غضب کے واپس کر دیا اور ذرہ برابر کسی بھلائی کو حاصل نہ کر سکے اور اللہ نے اہل ایمان کی طرف سے لڑائی میں کفایت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا قوانا اور غلبہ والا ہے۔

حضرت حذیفہؓ کو جاسوسی کے لئے بھیجنا

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر قریش کی خبر لاؤں میں نے عرض کیا میں کہیں پکڑا نہ جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔

البتہ تحقیق تو ہرگز گرفتار نہ ہوگا اور بعد ازاں میرے لئے یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ اس کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے حفاظت فرما۔

آپ کی دعا سے میرا تمام خوف دور ہو گیا۔ اور نہایت شاداں اور فرحاں روانہ ہوا۔ جب جانے لگا تو یہ فرمایا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ شب ان کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی اور تاریکی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حذیفہؓ نے ابوسفیان کو یہ کہتے سنا اے گروہ قریش یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں۔ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے۔ بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور اس ہوا نے ہم کو سراسیمہ اور پریشان بنا دیا۔ چلنا پھرنا اور بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو اور یہ کہہ کر ابوسفیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حذیفہ فرماتے ہیں اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اس کو تیر سے مار ڈالوں لیکن آپ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرے۔ اس لئے میں واپس آ گیا۔

قریش کی واپسی اور حضورؐ کی پیشگوئی

جب قریش واپس ہوئے تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لئے چلیں گے۔

یعنی کفر اب اتنا کمزور ہو گیا کہ اب اس میں اتنی قوت نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر سکے اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اتنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کریگا اور بارہا حملہ آور ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی

اور جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ہو
علی کل شی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون
صدق اللہ وعدہ' و نصر عبدہ' وہزم الاحزاب وحدہ'

ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ واقدی کہتے ہیں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں چوبیس دن رہا۔

مقتولین و شہداء

اس غزوہ میں مشرکین میں سے تین آدمی قتل ہوئے۔ نوفل بن عبداللہ، عمرو بن عبدود، منبہ بن عبید اور چھ آدمی مسلمانوں میں سے شہید ہوئے۔

۱- سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲- انس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳- عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴- طفیل بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵- ثعلبہ بن غنمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶- کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور دو نام حافظ دمیاطی نے اضافہ کئے

۷- قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸- عبداللہ بن ابی خالد رضی اللہ عنہ

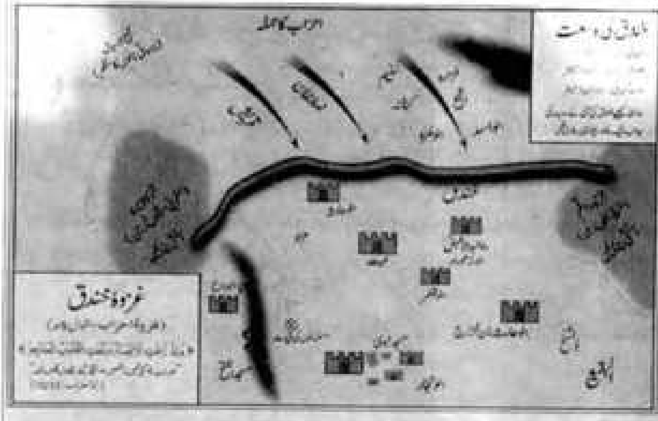

مقام خندق اور اس کے پیچھے سلع پہاڑ نمایاں ہے

سلع پہاڑ کا ایک رخ جہاں جنگ خندق کے موقع پر فوجی
چوکی ہوا کرتی تھی جہاں مسجد فتح تعمیر کی گئی اور مسجد ابوبکر، مسجد علی
اور مسجد سلمان فارسی وغیرہ بھی نمایاں ہیں ↓

اللھم صل علی محمد
بعدد کل ذکرہ الف الف مرۃ

[illegible]
[illegible]

مسجد رایہ: یہ رایہ نامی پہاڑ پر قائم ہے اس پہاڑ میں وہ چٹان ہے
جو خندق کھودتے وقت بیچ میں آ گئی تھی۔

مسجد سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: یہ مسجد خندق کے میدان جنگ میں
اس مقام پر تعمیر کی گئی ہے جہاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مورچہ تھا۔

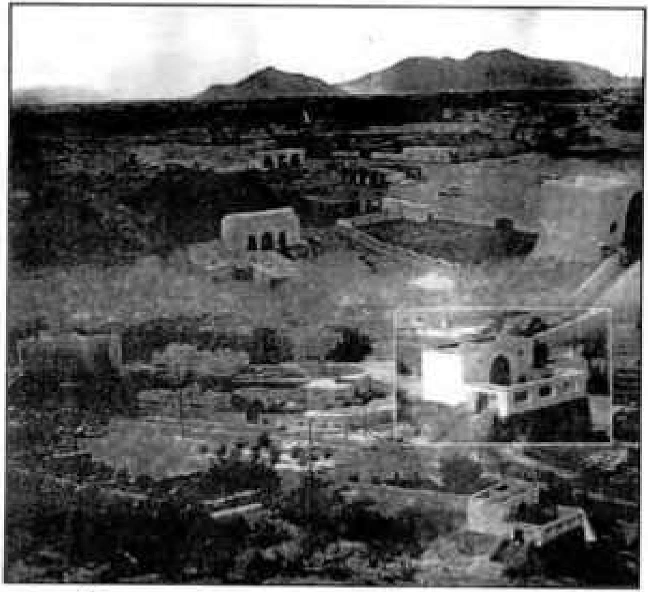

جبل سلع کے دامن میں غزوہ خندق کی یادگار چھ مساجد جہاں حضور اور کبار صحابہ کے کیمپ تھے

جبل سلع کے دامن میں غزوہ خندق کی یادگار چھ مساجد جہاں حضور اور کبار صحابہ کے کیمپ تھے

غَزوۂ بَنی قُرَیظہ

(ذی قعدہ ۵ھ بروز بدھ)

بنی قریظہ پر حملہ کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ غزوۂ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر کہا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں جبرئیل امین نے کہا فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں کھولے اور نہ وہ ابھی واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں تو بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو جا کر متزلزل کرتا ہوں۔

فرشتوں کی جماعت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے معاہدہ تھا۔ جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو بنی قریظہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ عزوجل نے جب احزاب کو شکست دی تو بنی قریظہ قلعوں میں گھس گئے جبرئیل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں آپ نے فرمایا میرے اصحاب ابھی تھکے ہوئے ہیں۔ جبرئیل امین نے کہا آپ اس کا خیال نہ کریں روانہ ہو جائیں میں ابھی جا کر ان کو متزلزل کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر جبرئیل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے کوچۂ بنی غنم تمام گرد و غبار سے بھر گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ غبار کہ جو حضرت جبرئیل کی سواری سے کوچۂ بنی غنم میں اٹھا تھا وہ اب تک میری نظروں میں ہے گویا کہ اس وقت میں اس غبار کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

لشکر اسلام کی روانگی

جبرئیل امین تو روانہ ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنی قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ راستہ میں جب عصر کا وقت آیا تو اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ بعض نے کہا ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا (کہ نماز قضا کر دی جائے بلکہ مقصود جلدی پہنچنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر اظہار ناراضگی نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ نیت ہر ایک کی خیر کی تھی۔

بنی قریظہ کا محاصرہ

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو رایت اسلام کا جھنڈا دے کر روانہ فرمایا جب حضرت علی وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں۔ (جو ایک مستقل اور ناقابل معافی جرم ہے) اور اس کے بعد آنحضرت خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔ پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا۔

بنی قریظہ کے سردار کی تجاویز

اس اثناء میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے یہ کہا کہ میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کر لو تا کہ تم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔

اول یہ کہ ہم اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لے آئیں اور اس کے متبع اور پیرو بن جائیں۔ کیونکہ خدا کی قسم تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور تحقیق یہ وہی نبی ہیں جن کو تم توریت میں لکھا پاتے ہو۔ اگر ایمان لے آؤ گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں سب محفوظ ہو جائیں گے۔

بنی قریظہ نے کہا کہ ہم کو یہ منظور نہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکف ہو کر پوری ہمت اور تن دہی کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ کرو اگر ناکام رہے تو بچوں اور عورتوں کا کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ بنو قریظہ نے کہا بلا وجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا لطف کیا ہے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو تیسری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے اس وجہ سے مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو۔ بنو قریظہ نے کہا اے کعب تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلاف اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بندر اور سور بنائے گئے۔ پھر تو ہم کو اسی کا حکم دیتا ہے۔ الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا۔

حضرت ابولبابہؓ سے مشورہ

حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے۔ اس لئے ان کو یہ امید ہوئی کہ شاید وہ اس آڑے وقت میں ہماری کوئی مدد کر سکیں اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابولبابہؓ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ آپ نے ابولبابہؓ کو اجازت دی ابولبابہؓ کو دیکھ کر سب جمع ہو گئے۔ بچے اور عورتیں ان کو دیکھ کر رونے لگے یہ دیکھ کر ابولبابہؓ کا دل بھر آیا۔ بنو قریظہ نے جب ان سے یہ دریافت کیا کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کر لیں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ ابولبابہؓ نے کہا ہاں بہتر ہے لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ذبح کئے جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تمہارے قتل کا ہے۔

حضرت ابولبابہؓ پر ندامت کا طاری ہونا

ابولبابہ اپنی جگہ سے ابھی ہٹنے نہ پائے تھے فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے

رسول کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ہٹوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ بنی قریظہ میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا اگر وہ سیدھا میرے پاس آ جاتا تو میں اس کیلئے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے۔ جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے۔ اس لئے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کے التماس پر حضور نے بنی نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کر دے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگوا دیا تھا کہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔ ان کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ وہ سوار ہو کر تشریف لائے جب آپ کے قریب پہنچے تو یہ فرمایا۔

اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو۔ جب اتار کر بٹھا دیئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے۔ سعدؓ نے کہا میں ان کی بابت یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے لڑنے والے یعنی مرد قتل کئے جائیں اور عورتیں اور بچے اسیر کر کے لونڈی اور غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

حضرت سعدؓ کی دعا اور وفات

بعد ازاں حضرت سعدؓ نے یہ دعا مانگی۔

اے اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ اس قوم سے جہاد کروں جس قوم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور حرم سے اس کو نکالا۔ اے اللہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کو ختم کر دیا ہے۔ پس اگر قریش سے ابھی لڑنا باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھ تا کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو جاری کر دے اور اسی کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ دعا کا ختم کرنا تھا کہ زخم جاری ہو گیا اور اسی میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے تمام دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کی روح کے چڑھنے سے خوش ہوئے۔ اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے جو اس سے پہلے کبھی آسمان سے نازل نہ ہوئے تھے۔

چنانچہ انصار میں سے کسی نے اس بارے میں یہ شعر کہا ہے

وما اهتز عرش اللہ من موت هالک سمعنا به الا لسعد ابی عمرو

ہم نے سوائے سعد بن معاذ کے اور کسی مرنے والے کے لئے کبھی نہیں سنا کہ عرش خداوندی اس کے مرنے سے ہلا ہو اور ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بنی قریظہ کی گرفتاری اور قتل

تمام بنی قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں ان کو محبوس رکھا گیا اور بازار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکلوایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حیی بن اخطب اور سردار بنی قریظہ کعب بن اسد کی بھی گردن ماری گئی۔ حیی بن اخطب (جس کے کہنے سے کعب ابن اسد سردار بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدعہدی کی اور معاہدہ توڑا) جب آپ

کے سامنے لایا گیا تو آپ کی طرف دیکھ کر کہا واللہ میں اپنے نفس کو آپ کی دشمنی کے بارے میں ملامت نہیں کرتا لیکن حق یہ ہے کہ خدا جس کی مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اے لوگو! کچھ مضائقہ نہیں اللہ نے بنی اسرائیل کیلئے جو سزا مقدر کی تھی اور جو مصیبت ان کے لئے لکھدی تھی وہ پوری ہوئی یہ کہہ کر بیٹھ گیا اور اس کی گردن ماری گئی۔

عورت صرف ایک قتل کی گئی

عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی عورت قتل نہیں کی گئی جس کا یہ جرم تھا کہ اس نے کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرا دیا تھا جس سے خلاد بن سویدؓ شہید ہوئے۔ اس عورت کا نام بنانہ تھا۔ حکم قرظی کی بیوی تھی۔

مال غنیمت

ترمذی نسائی ابن حبان میں حضرت جابر سے باسناد صحیح مروی ہے کہ ان کی تعداد چار سو تھی اور قیدیوں کو فروخت کرنے کے لئے نجد اور شام کی طرف بھیجا گیا اور ان کی قیمت سے گھوڑے اور ہتھیار خریدے گئے اور جو مال و اسباب بنی قریظہ سے غنیمت میں ملا تھا وہ مسلمانوں پر تقسیم کیا گیا۔

آیت قرآنی کا نزول

بنی قریظہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وانزل الذین ظاهروهم من اهل الکتاب من صیاصیهم و
قذف فی قلوبهم الرعب فریقاً تقتلون و تاسرون فریقاً و
اورثکم ارضهم و دیارهم و اموالهم و ارضالم تطؤها و کان
الله علی کل شیء قدیرا

اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے اور اللہ نے تم کو وارث بنایا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں

کا ہوا اس دشمن کا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت ابولبابہ کو بشارت

اور ابولبابہ مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے تھے صرف نماز اور قضاء حاجت کے لئے کھول دیئے جاتے تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں اسی طرح رہوں گا یہاں تک مر جاؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمائیں چھ روز کے بعد سحر کے وقت ان کی توبہ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہ نے آپ سے اجازت لے کر ان کو بشارت سنائی اور مبارک باد دی۔ مسلمان دوڑے کہ ان کو کھولیں۔ ابولبابہؓ نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ اس وقت نہ کھلوں گا چنانچہ آپ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو خود دست مبارک سے ان کو کھولا۔

حضرت ابولبابہؓ کے بارے میں آیات قرآنی

حق جل شانہ نے ابولبابہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ یایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون الی اخرالآیات اور ان کی توبہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وآخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئاً عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم ابولبابہؓ چھ دن تک مسجد کے ستون سے بندھے رہے جب آیت نازل ہوئی تو خود نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مسجد میں تشریف لے گئے اور ابولبابہ کو بشارت سنائی اور خود دست مبارک سے ان کو کھولا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح

اسی سال یعنی ۵ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا۔

قتادہ اور واقدی اور بعض علماء مدینہ کا قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے ۵ھ میں نکاح کیا اور بعض نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔ ذی قعدہ میں کیا اور

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت زینب سے نکاح غزوۂ بنی قریظہ کے بعد کیا اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبیدہ اور معمر اور ابن مندہ یہ کہتے ہیں کہ ۳ھ میں نکاح کیا اور پہلا قول یعنی ۵ھ میں نکاح ہونا یہی زیادہ مشہور ہے اور اسی کو ابن جریر اور بہت سے مورخین نے اختیار کیا ہے۔

حضرت زینب کے نکاح کا مفصل قصہ ان شاء اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کے بیان میں آئیگا۔

نزول حجاب

اور حضرت زینب ہی کے ولیمہ میں آیت حجاب نازل ہوئی یعنی یہ آیت کریمہ **واذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب**۔ یہ سورۂ احزاب کی آیت ہے اس آیت کو آیت حجاب کہتے ہیں۔ کہ عورت ایسے شخص کے سامنے نہ آئے کہ جس سے اس کا نکاح جائز ہو اور سورۂ نور میں جو آیتیں نازل ہوئیں یعنی **قل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها الی قوله لیعلم ما یخفین من زینتهن** یہ آیتیں دربارۂ ستر عورت نازل ہوئیں۔ یہ آیات ستر کہلاتی ہیں۔ یعنی بدن کے کتنے حصہ کو ہر وقت مستور اور پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اور بدن کے کتنے حصہ کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ مثلاً گھر میں چہرہ اور ہتھیلیوں کا ڈھکنا واجب نہیں ان اعضاء کو اگر ہر وقت گھر میں بھی مستور رکھنا واجب اور فرض ہو تو دشواری ہو جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے سامنے چاہے کھول لیا کرو۔ اگر چہرہ کھولنے کی سب کے سامنے اجازت ہو تو پھر حجاب اور پردہ کا حکم نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔

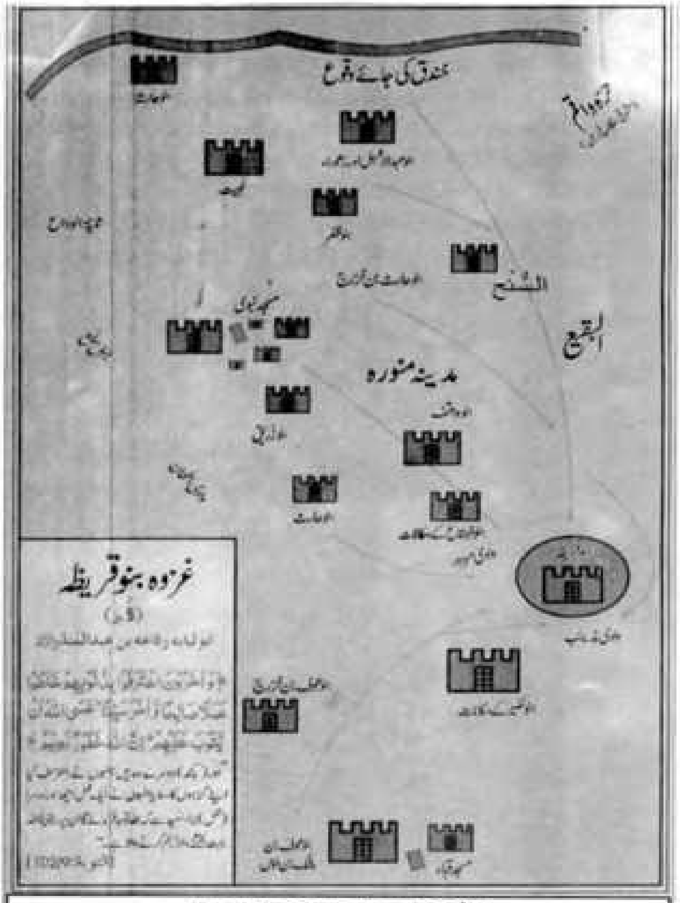
خندق کی جائے وقوع
مدینہ منورہ
الشیخ
البقیع
غزوہ بنو قریظہ

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہ وصحبہ وسلم بعدد ما فی جمیع القرآن
حرفا حرفا وبعدد کل حرف الفا الفا

باب ۳

غزوات اور واقعات

واقعہ صلح حدیبیہ اور شاہان عالم کو دعوت اسلام

قرطاء کی طرف محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا سریہ

(۱۰ محرم الحرام سنہ ۶ ھ)

حملہ اور فتح

۱۰ محرم الحرام سنہ ۶ ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سواروں کو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قرطاء کی جانب روانہ فرمایا۔ جا کر ان پر چھاپہ مارا۔ دس آدمی قتل ہوئے باقی بھاگ گئے۔ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ سب کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انیس دن کے بعد ۲۹ محرم کو یہ لوگ مدینہ پہنچے۔ خمس نکال کر مال غنیمت آپ نے غانمین پر تقسیم فرمایا۔ تقسیم غنائم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔

ثمامۃ بن اثال کی گرفتاری

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ سردار بنی حنیفہ ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائے آپ نے ان کو مسجد کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔ (تاکہ مسلمانوں کی نماز اور بارگاہ خداوندی میں عجز و نیاز کا نظارہ

کریں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا اور ان کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی تھی۔ ان کے انوار و برکات اندرونی ظلمتوں اور تاریکیوں کو سلب کرتے تھے)

ثمامہ کا مسلمان ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے ثمامہ میری نسبت تمہارا کیا گمان ہے۔ ثمامہ نے کہا میرا گمان آپ کے ساتھ اچھا ہے۔

اگر آپ قتل کریں تو ایک خونی کو قتل کریں گے جو قتل کا مستحق ہے اور اگر انعام و احسان فرمائیں تو آپ کا شکر گزار پر انعام و احسان ہوگا اور اگر مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں حاضر کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش گزر گئے دوسرے روز پھر ادھر سے گزرے اور ثمامہ سے دریافت فرمایا اے ثمامہ میری نسبت تمہارا کیا گمان ہے۔ ثمامہ نے آپ کی نرمی محسوس کر کے پہلا اور تیسرا جملہ حذف کر دیا اور صرف اس قدر کہا۔

اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا۔ آپ سن کر پھر خاموش گزر گئے۔ تیسرے روز پھر اس طرف سے گزرے اور وہی سوال فرمایا۔ ثمامہ نے کہا میرا گمان وہی ہے جو میں کل عرض کر چکا ہوں۔

آج ثمامہ نے اپنا معاملہ آپ کے خلق جمیل اور عفو و کرم پر چھوڑ دیا۔ آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ثمامہ کو کھول دو۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ خود ثمامہ سے آپ نے یہ فرمایا۔

اے ثمامہ میں نے تجھ کو معاف کیا اور آزاد کیا۔ ثمامہ نے رہا ہوتے ہی مسجد کے قریب کے ایک نخلستان تھا وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں آئے اور کہا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله

اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے محمد اس سے پیشتر آپ کے چہرہ سے زیادہ کوئی چہرہ مجھ کو دنیا میں مبغوض نہ تھی اور آج آپ کے چہرے سے زیادہ روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھ کو محبوب اور پیارا نہیں اور اس سے پہلے آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھ کو مبغوض نہ تھا اور آج سب سے زیادہ آپ ہی کا دین مجھ کو محبوب ہے اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر

مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے شہر سے زیادہ مجھ کو کوئی شہر محبوب نہیں۔ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا کہ آپ کے سوار مجھ کو گرفتار کر لائے۔ اب جو ارشاد ہو۔ آپ نے ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا اور بشارت دی۔ (یعنی تم حج اور سلامت رہو گے کوئی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا)

حضرت ثمامہؓ کا قریشیوں کا غلہ رکوا دینا

ثمامہؓ جب مکہ آئے تو کسی کافر نے کہا کہ ثمامہ تو بے دین ہو گیا۔ ثمامہؓ نے کہا، ہرگز نہیں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں یعنی میں بے دین نہیں ہو گیا اس لئے کہ کفر اور شرک کوئی دین نہیں بلکہ لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ بلکہ میں تو اللہ کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہو گیا ہوں اور اپنے آپ کو اسی کے حوالہ اور سپرد کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں کبھی تمہارے مذہب کی طرف رجوع نہ کروں گا اور خوب سمجھ لو کہ یمامہ سے جو غلہ تمہارے پاس آتا ہے اب ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں۔ ثمامہ نے یمامہ پہنچ کر غلہ کا آنا بند کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں ہم آپ کے رشتہ دار ہیں آپ ثمامہ کو لکھ بھیجیں کہ غلہ بھیجنا بدستور جاری کر دیں۔ آپ نے ثمامہ کو خط لکھوا کر روانہ فرمایا کہ غلہ نہ روکیں۔

مسیلمہ کے مقابلہ میں حضرت ثمامہؓ کی تبلیغ

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اہل یمامہ مرتد ہوئے اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہو گئے تو حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں لوگوں کے سامنے تلاوت فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر

یہ کتاب اتاری گئی ہے اس اللہ کی جانب سے جو غالب ہے اور دانا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا اور مجرموں کو سخت سزا دینے والا اور دوستوں کو بڑا انعام دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر سب کو جانا ہے۔

اور بعد ازاں لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا بھلا انصاف تو کرو کہ اس کلام معجز نظام کو مسیلمہ کذاب کے ہذیان سے کیا نسبت۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور اخلاص میں ڈوبے ہوئے یہ کلمات اثر کر گئے تین ہزار آدمی مسیلمہ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر آغوش اسلام میں آ گئے۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو حضرت ثمامہؓ نے لوگوں کو مسیلمہ کذاب کے اتباع سے روکا اور یہ فرمایا۔

اے لوگو تم اپنے کو اس تاریک امر سے بچاؤ اس میں کہیں نور کا نام و نشان نہیں البتہ تحقیق یہ شقاوت اور بدبختی ہے جس کو اللہ عزوجل نے ان لوگوں کے حق میں لکھ دیا ہے جنہوں نے اس کو قبول کیا اور ابتلاء اور امتحان ہے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اسے اختیار نہیں کیا اے بنی حنیفہ اس نصیحت کو خوب سمجھ لو۔

مسیلمہ کے شہر سے ہجرت کر جانا

لیکن حضرت ثمامہ نے جب یہ دیکھا کہ نصیحت کارگر نہیں ہوئی اور لوگ کثرت سے اس کے تبع ہو گئے تو جو مسلمان ان کے ساتھ تھے ان سے فرمایا خدا کی قسم میں اس شہر میں ہرگز نہ رہوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا ہے جو میرے ساتھ چلنا چاہے وہ چلے۔ ثمامہ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے اور جا کر علاء بن حضرمیؓ کے ساتھ مل گئے۔

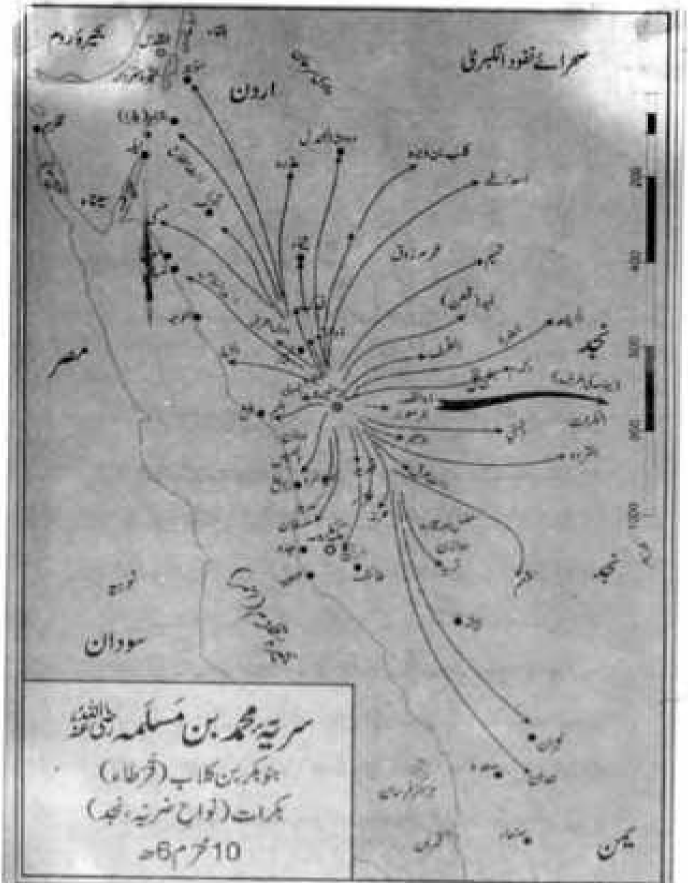
بحیرۂ روم
صحرائے نفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
سودان
یمن

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
بنو بکر بن کلاب (قرطاء)
بکرات (نواح ضریہ، نجد)
10 محرم 6ھ

اللّٰھم صلّ علی محمد
النبی الامی وآلہ وسلّم

[illegible]

غزوہ بنی لحیان

(ربیع الاول ۶ھ)

یکم ربیع الاول ۶ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عاصم بن ثابت اور خبیب بن عدی اور دیگر شہداء رجیع کا بدلہ لینے کے لئے دو سو سواروں کے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ بنو لحیان آپ کی خبر پاتے ہی بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے ایک دو روز یہاں قیام فرمایا اور اطراف وجوانب میں چھوٹی چھوٹی مہمیں روانہ کیں۔ جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی دس سوار دے کر روانہ فرمایا۔ بلا جدال و قتال آپ واپس ہوئے اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے۔ آیبون تائبون عابدون ربنا حامدون اعوذ باللہ من وعثاء السفر وکآبة المنقلب وسوء المنظر فی الاہل والمال

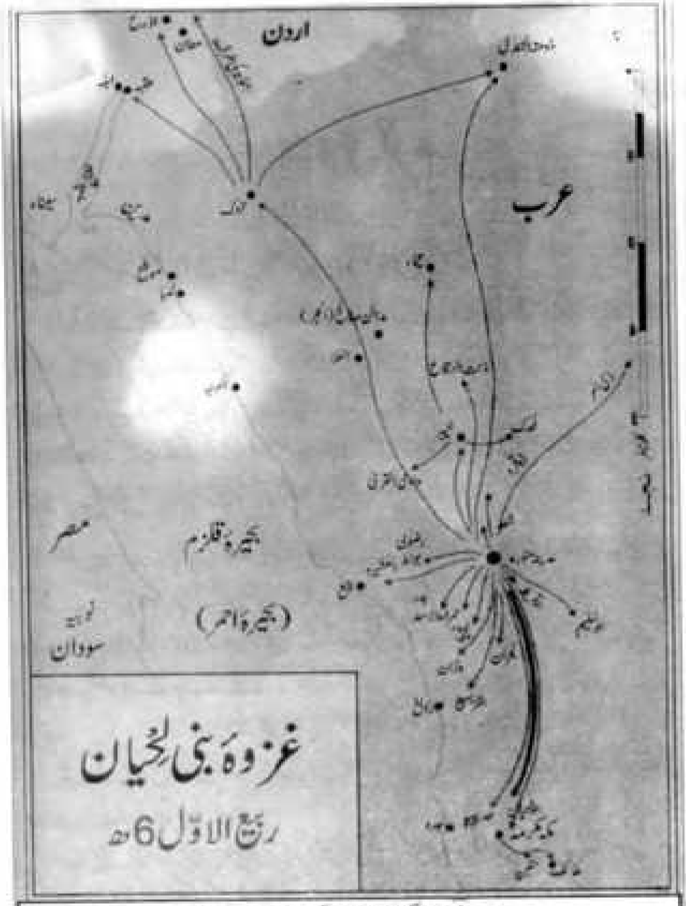
اردن
عرب
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرہ احمر)
سوڈان

غزوہ بنی لحیان

ربیع الاول 6ھ

صلی اللہ علی محمد

وجزاہ عنا ما ھو اھلہ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا ثواب لکھنے والے ستر فرشتے ایک ہزار
دن تک اس کا ثواب لکھیں گے۔ (طبرانی)

غزوۂ ذی قرد

(ربیع الاول سنہ ۶ھ)

عیینہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں پر حملہ

ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد غطفان کے قریب ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے قتل کر ڈالا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

حضرت سلمہؓ کا اونٹنیوں کو چھڑانا

حضرت سلمہ بن اکوع اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر یا صباحاہ کے تین نعرے لگائے جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سلمہ بن اکوع بڑے تیر انداز تھے۔ دوڑ کر ان کو پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا۔ ان پر تیر برساتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابن الاکوع   والیوم یوم الرضع

میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے۔

یہاں تک تمام اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں اور تیس یمنی چادریں ان سے الگ چھینیں۔

رسول اللہؐ کے لشکر کی کافروں سے جنگ

ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے روانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر ان کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین میں

سے مارے گئے ایک مسعدۃ بن حکمہ جس کو ابوقتادہؓ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر جس کو عکاشہ بن محصنؓ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب اخرم ہے عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔

مشرکین کی شکست اور حضورؐ کی واپسی

سلمہ بن اکوعؓ نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ میں ان کو فلاں جگہ پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر سو آدمی مجھ کو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا:

اے ابن اکوع! جب تو قابو پائے تو نرمی کر۔ مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شبانہ روز یہیں مقیم رہے اور صلوٰۃ الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔

غمر کی طرف عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کا سریہ

اسی ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ غمر کی جانب روانہ کیا لیکن وہ لوگ خبر پاتے ہی بھاگ گئے جب وہاں کوئی نہ ملا تو شجاع بن وہب کو ادھر ادھر تلاش میں روانہ کیا۔ قرائن سے ان کو ان کے مویشیوں کا کچھ پتہ چلا۔ انہیں میں سے ایک شخص ان کے ہاتھ لگ گیا۔ ان کو پکڑ لائے اور اس سے پتہ دریافت کیا وہاں پہنچ کر چھاپہ مارا دو سو اونٹ غنیمت میں ملے۔

ذی القصہ کی طرف محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

ربیع الآخر ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ساتھ ذی القصہ کی طرف بنی ثعلبہ اور بنی عوال کے مقابلہ میں روانہ فرمایا۔ رات کو پہنچے اور پہنچ کر سو گئے۔ غنیم پہاڑوں میں چھپ گیا۔ جب یہ سو گئے تو سو آدمیوں نے آ کر شب خون مارا اور سب کو شہید کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے ایک مسلمان ادھر سے گزرا اور محمد بن مسلمہ کی لاش کو اٹھا کر مدینہ لایا۔

ذی القصہ کی طرف ابوعبیدۃ بن الجراح کا سریہ

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتقام لینے کے لئے ابوعبیدہ کو چالیس آدمیوں کے

ہمراہ ذی القصہ کی طرف روانہ فرمایا۔ پہنچ کر ان پر حملہ کیا شکست کھا کر بھاگ گئے ابوعبیدہ ان کے مویشی پکڑ لائے اور مدینہ واپس ہوئے اس کو سریہ ذی القصہ ثانی کہتے ہیں۔

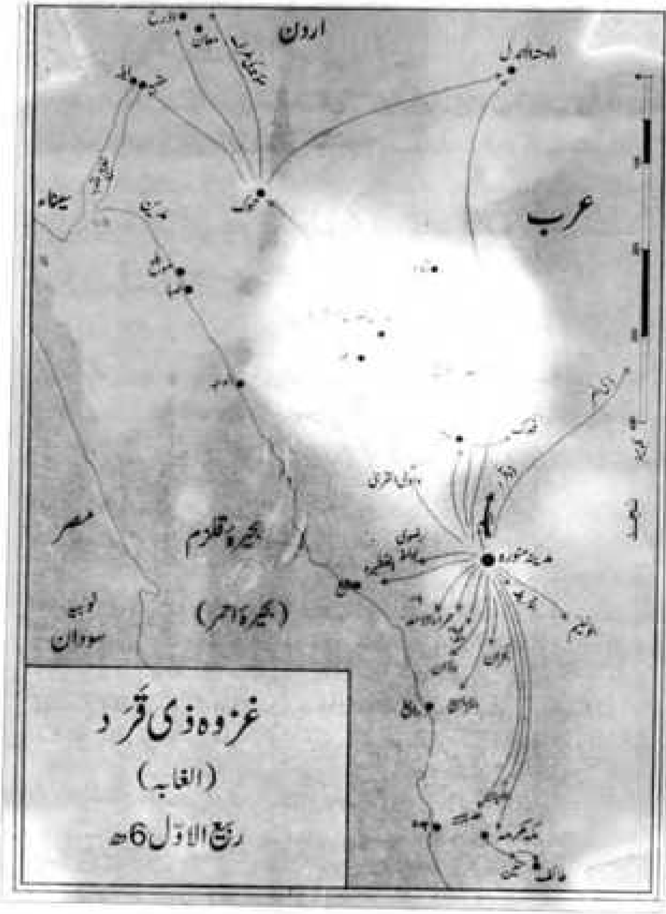
اردن
عرب
سینا
مصر
بحیرۂ قلزم
(بحیرۂ احمر)
نوبیہ
سوڈان
مدینہ منورہ
مکہ مکرمہ
طائف
غزوہ ذی قرد
(الغابہ)
ربیع الاول 6ھ

سریۂ جموم

ربیع الآخر ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو جموم کی جانب جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے بنی سلیم کے مقابلہ میں روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر ایک عورت مل گئی جس نے ان کا پتہ دیا۔ کچھ قیدی اور کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں وہاں سے لے کر دو دن کے بعد واپس ہوئے۔

سریۂ عیص (جمادی الاولیٰ ۶ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کاروان تجارت شام سے واپس آ رہا ہے۔ اس اطلاع کے ملنے پر آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ مقام عیص کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ مقام مدینہ سے چار دن کے راستہ پر ہے۔ ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے ہیں۔

مسلمانوں نے پہنچ کر سب قافلہ والوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ سب کو لے کر مدینہ حاضر ہوئے قیدیوں میں آپ کے داماد ابو العاص بن ربیع بھی تھے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب نے ان کو پناہ دی اور آپ نے بھی ان کو پناہ دی اور ان کا مال واسباب واپس کیا۔ حضرت ابو العاص کی واپسی اور ان کے اسلام کا مفصل قصہ غزوۂ بدر کے بیان میں گزر چکا ہے۔

سریۂ طرف (جمادی الآخریٰ)

طرف ایک چشمہ کا نام ہے۔ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ زید بن حارثہؓ کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی سرکوبی کیلئے اس چشمہ کی طرف روانہ فرمایا۔ دشمن بھاگ گیا اور زید بن حارثہ کچھ اونٹ اور بکریاں لے کر مدینہ واپس ہوئے۔

سریۂ حسمیٰ (جمادی الآخریٰ ۶ھ)

حضرت دحیہؓ پر ہنید کا ڈاکہ ڈالنا

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ حضورؐ کا والا نامہ لے کر قیصر روم کے پاس گئے تھے۔ وہاں

سے واپس آ رہے تھے قیصر کے دیئے ہوئے ہدایات اور تحائف آپ کے ہمراہ تھے۔ جب حسمیٰ کے قریب پہنچے تو ہنید جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ڈاکہ مارا صرف ایک پرانی اور بوسیدہ چادر چھوڑ دی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔

سامان کی واپسی

رفاعہ بن زید جذامی (جو مشرف با اسلام ہو چکے تھے) جب ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ چند مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر پہنچے اور ہنید سے وہ تمام سامان چھین کر حضرت دحیہ کو واپس دلایا۔

ہنید کا قتل ہونا

دحیہ مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی۔ آپ نے پانچ سو صحابہ کو زید بن حارثہ کی سرکردگی میں حسمیٰ کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے صبح کو پہنچتے ہی ایک دم ان پر چھاپہ مارا۔ ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ سو عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے۔ ایک ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

حضرت رفاعہ کے لوگوں کی واپسی

چونکہ اسی کے ساتھ رفاعہ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے جو مسلمان تھے غلطی سے ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو گئے۔ رفاعہ بن زید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت علی کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ زید کو حکم دیں کہ تمام قیدی چھوڑ دیئے جائیں اور سب مال واپس کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ نمدہ اور کجاوہ وہ بھی واپس دے دیا جائے۔

سریۂ وادی القریٰ

(رجب ۶ھ)

ماہ رجب میں زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کیلئے وادی القریٰ کی جانب روانہ فرمایا۔ چند مسلمان شہید ہوئے اور زید بن حارثہ زخمی ہو گئے۔

سریۂ دومۃ الجندل

(شعبان ۶ھ)

دربار نبوی میں ایک نوجوان کا سوال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان اور ابوسعید خدری سب آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔

کہ ایک نوجوان انصاری حاضر خدمت ہوا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ سب سے بہتر کونسا مسلمان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

اس نے پوچھا کون مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار اور سمجھدار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے اور کھینچنے والا اور موت آنے سے پہلے سب سے زیادہ موت کی تیاری کرنے والا ایسے ہی لوگ سمجھدار اور ہوشیار ہیں۔

پانچ خطرناک خصلتیں

انصاری نوجوان تو ساکت ہو گیا اور آپ مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پانچ خصلتیں نہایت خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے پناہ دے اور ان کے دیکھنے سے محفوظ رکھے۔

۱- جس قوم میں بے حیائی کھلم کھلا پھیل جائے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھیلتی ہیں کہ جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔

۲- جو قوم ناپ اور تول میں کمی کرتی ہے۔ وہ قحط سالی اور مشقتوں میں مبتلا ہوتی ہے اور ظالم بادشاہ ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

۳- جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوتے تو بالکل بارش سے محروم کر دیئے جاتے۔

۴- اور جو قوم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اجنبی دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ غیر قوم کے لوگ ان کے ہاتھ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب لے لیتے ہیں۔

۵- اور جب پیشوا اور حکام کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے لگیں اور متکبر اور سرکش ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ آپس میں پھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجنا

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو حکم دیا کہ میں آج یا کل تم کو ایک مہم پر بھیجنے والا ہوں۔ تیار ہو جاؤ۔ اگلے روز جب نماز سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور اپنے سامنے بٹھلایا اور دست مبارک سے ایک سیاہ عمامہ ان کے سر پر باندھا اور چار انگشت کا شملہ پیچھے چھوڑا اور فرمایا اے ابن عوف اسی طرح عمامہ باندھا کرو اس طرح بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت بلال کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا لا کر عبدالرحمٰن بن عوف کو دیں اور پھر آپ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کی اور اپنے اوپر درود پڑھا اور عبدالرحمٰن بن عوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جھنڈا لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاؤ۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے قتال کرو۔ خیانت اور غدر مت کرنا۔ کسی کے ناک اور کان نہ کاٹنا۔ کسی بچہ کو قتل نہ کرنا۔ یہ اللہ کا عہد ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

سات سو آدمیوں کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف جانے کا حکم دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کریں اور اسلام لے آئیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تامل نہ کرنا۔

دومۃ الجندل کے سردار کا مسلمان ہونا

عبدالرحمٰن بن عوف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تین روز تک برابر ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ تیسرے روز دومۃ الجندل کے رئیس اصبغ بن عمرو نے اسلام قبول کیا۔ جو کہ مذہباً عیسائی تھا۔ اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے

اسلام قبول کیا اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق عبدالرحمٰن بن عوف کا نکاح وہاں کے رئیس اصبغ کی بیٹی تماضر سے ہوا۔ عبدالرحمٰن اس کو اپنے ساتھ مدینہ لے آئے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن جو کبار تابعین اور جلیل القدر حفاظ میں سے ہیں وہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

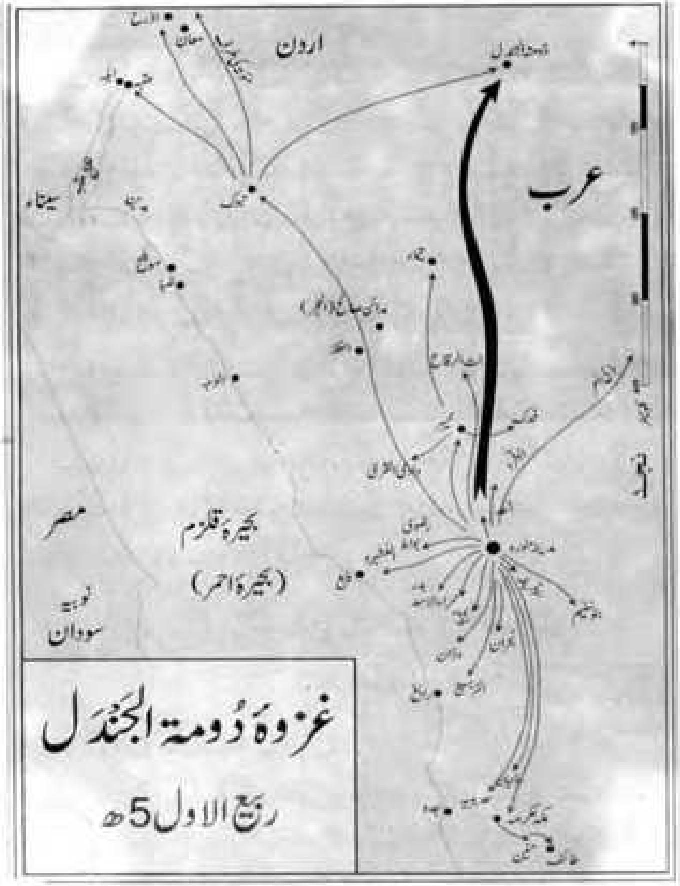
اردن
عرب
دومۃ الجندل
تبوک
مصر
بحیرہ قلزم
(بحیرۂ احمر)
نوبہ
سودان
مدینہ منورہ
مکہ مکرمہ
طائف

غزوہ دُومۃ الجندل

ربیع الاول 5ھ

سریۂ فدک

(شعبان ۶ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ بنی سعد بن بکر نے یہود خیبر کی امداد کے لئے فدک کے قریب لشکر جمع کیا ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو سو آدمیوں کے ہمراہ فدک کی طرف روانہ فرمایا۔ راستہ میں ان کو ایک شخص ملا۔ ڈرانے اور دھمکانے سے معلوم ہوا کہ بنی سعد کا جاسوس ہے امن دے کر اس سے پتہ دریافت کیا۔ اس نے ان کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتلایا اسی کے مطابق پہنچ کر ان پر حملہ کیا۔ بنو سعد تو بھاگ گئے اور مسلمان پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے کر واپس ہوئے۔

سریہ ام قرفہ (۷ رمضان المبارک ۶ھ)

ام قرفہ ایک عورت کی کنیت ہے جس کا نام فاطمہ بنت ربیعہ تھا۔ یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی زید بن حارثہؓ ایک مرتبہ مال تجارت لے کر شام کو جاتے ہوئے یہاں سے گزرے۔ بنی فزارہ کے بدوؤں نے ان کو مار کر زخمی کیا۔ اور تمام سامان چھین لیا۔ زید مدینہ واپس آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر زید کی سرکردگی میں روانہ کیا جو کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

سریۂ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

(شوال ۶ھ)

ابی رافع بن حقیق یہودی کا قتل

ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل واقعہ ۳ھ کے واقعات میں ذکر ہو چکا ہے۔ ہمارا مقصد اس وقت صرف یہ بتلانا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ابو رافع کے قتل کا واقعہ ۳ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۴ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۶ھ میں۔

یہودیوں کا نیا سربراہ

ابو رافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اسیر بن رزام کو اپنا امیر اور سردار بنا لیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لئے تیاریاں شروع کیں اور قبیلۂ غطفان اور دیگر قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو عبداللہ بن رواحہ کو تین آدمیوں کے ساتھ تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا۔ عبداللہ بن رواحہ نے آ کر خبر دی کہ واقعہ صحیح ہے۔

اسیر بن رزام کو گفتگو کی دعوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس آدمیوں کو عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ روانہ فرمایا کہ ان کو بلا کر لائیں تاکہ ان سے زبانی گفتگو کریں۔ اسیر بن رزام نے بھی تیس آدمی ہمراہ لئے اور روانہ ہوا۔ ایک ایک اونٹ پر دو دو آدمی تھے ایک یہودی اور ایک مسلمان۔

یہودیوں کی بدنیتی اور لڑائی

راستہ میں آ کر ان لوگوں کی نیت بدلی۔ اسیر بن رزام اور عبداللہ بن انیس ایک اونٹ پر تھے۔ اسیر نے دو مرتبہ ان پر تلوار چلانی چاہی۔ مگر عبداللہ بن انیس متنبہ ہو گئے دو مرتبہ درگزر فرمایا۔ اسیر نے جب تیسری بار یہ حرکت کی تو طرفین سے جنگ چھڑ گئی۔ تمام یہودی قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے بحمد اللہ کوئی قتل نہیں ہوا۔ صرف عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم آیا۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔ اور عبداللہ بن انیس کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھا ہو گیا اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔

سریۂ کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ سوئے عُرنیین

(شوال ۶ھ)

عکل اور عرینہ کے نومسلم

قبیلۂ عکل اور عرینہ کے چند لوگ مدینہ میں آئے اور اسلام ظاہر کیا۔ چند روز کے بعد

آپ سے یہ عرض کیا کہ ہم اہل مویشی ہیں اب تک دودھ پر ہمارا گزارا رہا ہے۔ غلہ کے ہم عادی نہیں مدینہ کی آب وہوا ہم کو موافق نہیں اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے اور ان کے دودھ پینے کی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔

آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور شہر سے باہر چراگاہ میں صدقات کے اونٹ رہتے تھے وہاں رہنے اور ان کا دودھ پینے کی اجازت دے دی۔

صدقات کے اونٹوں پر ڈاکہ

چند روز میں یہ لوگ تندرست اور بڑے قوی اور توانا ہو گئے۔ اس وقت یہ شرارت سوجھی کہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور آپ کے چرواہے کو قتل اور اس کے ہاتھ اور پیر ناک اور کان کاٹے اور آنکھوں میں کانٹے چبھوئے اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔

گرفتاری وقصاص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۶ھ میں کرز بن جابر فہری کو تقریباً بیس آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ سب گرفتار کئے گئے۔ آپ نے ان سے قصاص اور بدلہ لینے کا حکم دیا۔ اور جس طرح سے ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کیا تھا اسی طرح سے وہ قتل کئے گئے۔

مثلہ کرنے کی ممانعت

لیکن آئندہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ کوئی مجرم اگرچہ کتنا ہی سخت جرم کیوں نہ کرے ہرگز ایسی سزا نہ دی جائے۔ ابتداء تو پہلے ہی سے کسی سخت سے سخت دشمن کا مثلہ کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا۔ لہٰذا اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو قتل کرکے مثلہ کرے تو اس کے قصاص میں کافر کو صرف قتل کیا جائے گا۔ مثلہ نہ کیا جائے گا۔

بعث عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ

قتل کے لئے ایک دیہاتی کا مدینہ آنا

ابوسفیان بن حرب نے ایک روز قریش کے بھرے مجمع میں یہ کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں

کہ جو جا کر محمد کو قتل کر آئے ان کے ہاں کوئی پہرہ نہیں۔ محمد بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں ایک اعرابی نے کہا کہ میں اس کام میں بڑا ماہر ہوں۔ اگر تم میری امداد کرو تو میں اس کام کو کر آؤں۔ ابوسفیان نے اس کو ایک اونٹنی دی اور خرچ دیا۔ اور امداد کا وعدہ کیا وہ اعرابی اپنا خنجر لے کر مدینہ روانہ ہوا۔

مدینہ پہنچ کر مسلمان ہونا

حضور اس وقت مسجد بنی عبدالاشہل میں تشریف فرما تھے اس اعرابی کو سامنے سے آتے دیکھ کر فرمایا یہ کسی فاسد نیت سے آرہا ہے۔ اسید بن حضیر اٹھے اور اس اعرابی کو پکڑا۔ تب جو خنجر کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھا وہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ سچ بتا کس نیت سے آیا ہے۔ اس نے کہا اگر مجھ کو امن عطا ہو تو عرض کروں۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو امن دیا۔ اعرابی نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور معاف کیا وہ اعرابی یہ معاملہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور یہ کہا۔

اے محمد میں کسی سے ڈرنے والا نہ تھا مگر آپ کو دیکھتے ہی یہ حالت ہوئی کہ عقل جاتی رہی اور دل کمزور پڑ گیا۔ پھر مزید برآں یہ کہ آپ میرے ارادہ پر مطلع ہو گئے جس کا کسی کو علم نہیں۔ پس میں نے پہچان لیا کہ آپ مامون اور محفوظ ہیں اور یقیناً آپ حق پر ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ آپ یہ سن کر مسکرانے لگے۔

اس کے بعد وہ اعرابی چند روز آپ کی خدمت میں رہا اور پھر آپ سے اجازت لے کر رخصت ہوا پھر اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہوا کہ کہاں گیا۔

ابوسفیان کے قتل کے لئے دو آدمیوں کا مکہ جانا

بعد ازاں آپ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن سلمہ انصاری کو مکہ روانہ فرمایا کہ اگر موقعہ پڑے تو ابوسفیان کو قتل کر دیں۔ جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو یہ ارادہ کیا کہ مسجد حرام میں حاضر ہو کر بیت اللہ کا پہلے طواف کر لیں۔ حرم میں داخل ہوا تھا کہ ابوسفیان نے ان کو دیکھ لیا اور چلا کر کہا کہ دیکھو یہ عمرو بن امیہ ہے۔ ضرور کسی شر کے لئے آیا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عمرو بن امیہ شیطان کے نام سے مشہور تھا۔ اہل مکہ نے اس خیال سے کہ عمرو بن امیہ ہم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اس کے ڈر سے اس کے لئے کچھ روپیہ پیسہ جمع کر دیا۔

واپسی اور مشرکوں کا قتل

عمرو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ابوسفیان کا قتل تو اب ممکن نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم اپنی جان بچا کر نکل جائیں۔ چل کر راستے میں عبداللہ بن مالک تیمی کو قتل کیا۔ آگے چل کر دیکھتے کیا ہیں کہ بنی الدیل کا ایک کانا شخص لیٹا ہوا یہ شعر گا رہا ہے۔

ولست بمسلم مادمت حيا   ولست ادين دين المسلمينا

جب تک میری زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کے دین کو کبھی اختیار کروں گا۔

عمرو نے اس شعر پڑھنے والے پر ایک وار کیا جس سے اس کا کام تمام ہوا۔ آگے پہنچے تو قریش کے دو جاسوس ملے جن کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے تجسس کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک کو تو قتل کیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے بارگاہ نبوی میں لا کر پیش کیا اور تمام واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ سن کر ہنس پڑے اور مجھے دعائے خیر دی۔

عمرۃ الحدیبیہ

یکم ذی القعدۃ الحرام ۶ھ

حدیبیہ

حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جس کے متصل ایک گاؤں آباد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ گاؤں مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ محب طبری فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ حرم میں ہے۔ اور باقی حصہ حل میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے بعض اصحاب نے سر منڈایا اور بعض نے کترایا۔

یہ خواب سنتے ہی دلوں میں جو بیت اللہ کی محبت اور شوق کی چنگاری دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی اور زیارت بیت اللہ کے شوق نے سب کو بے چین اور بے تاب بنا دیا۔

عمرہ کے لئے روانگی

پیر کے دن یکم ذی القعدۃ الحرام ۶ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے۔

حالات کی دریافت کے لئے جاسوس بھیجنا

ذوالحلیفہ پہنچ کر ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالا اور اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا اور

بسر بن سفیان کو جاسوس بنا کر قریش کی خبر معلوم کرنے کے لئے آگے روانہ فرمایا۔ چونکہ ارادہ جنگ کا نہ تھا اس لئے کسی قسم کا سامان حرب اور سلاح جنگ ساتھ نہیں لیا۔ صرف اتنے ہتھیار ساتھ رکھے جتنا کہ مسافر کو ضروری اور لازمی ہے اور وہ بھی نیام میں تھے۔

قریشیوں کی جنگ کے لئے تیاریاں

جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس نے آ کر آپ کو یہ اطلاع دی کہ قریش نے آپ کی خبر پاتے ہی لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے نکل گئے ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد بن الولید بطور مقدمۃ الجیش کے دو سو سواروں کو لے کر مقام غمیم میں پہنچ گئے ہیں۔

حدیبیہ تک پہنچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر پاتے ہی وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرے راستہ سے نکل کر مقام حدیبیہ میں پہنچ گئے۔ اس مقام سے جب آپ نے اپنے ناقہ کو مکہ کی طرف موڑنا چاہا تو وہ ناقہ بیٹھ گیا۔ لوگوں نے ناقہ کو اٹھانا چاہا مگر ناقہ اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ لوگوں نے کہا خلات القصوآء خلات القصواء اونٹنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا یہ اس کی عادت نہیں لیکن اللہ عزوجل نے اس کو روکا ہے۔

حدیبیہ کے کنوئیں پر قیام

اور بعد ازاں یہ فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریش مجھ سے جس ایسے امر کی درخواست کریں گے کہ جس میں شعائر اللہ کی تعظیم ہوتی ہو میں ضرور اس کو منظور کروں گا یہ کہہ کر اونٹنی کو کوچا دیا۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی وہاں سے ہٹ کر آپ نے حدیبیہ پر آ کر قیام فرمایا۔ گرمی کا موسم تھا پیاس کی شدت اور پانی کی قلت تھی۔ گڑھے میں جو تھوڑا بہت پانی تھا وہ کھینچ لیا گیا۔ صحابہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں رہا۔ آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں گاڑ دیا جائے۔ اسی

وقت پانی اس قدر جوش مارنے لگا تمام لشکر سیراب ہو گیا۔

مکہ میں قاصد بھیجنا

حدیبیہ میں قیام کرنے کے بعد آپ نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو ایک اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس بھیجا کہ ان کو خبر کر دیں کہ ہم فقط بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں جنگ کے لئے نہیں آئے۔ اہل مکہ نے ان کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور ارادہ کیا کہ ان کو بھی قتل کر ڈالیں مگر آپس ہی کے بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر بچا دیا۔ حضرت خراش اپنی جان بچا کر واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔

حضرت عثمانؓ کو مکہ بھیجنا

جب آپ نے حضرت عمرؓ کو پیام دے کر اہل مکہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل مکہ مجھ سے کس قدر برہم ہیں۔ اور کس درجہ میرے دشمن ہیں مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی شخص نہیں جو مجھے بچا سکے اگر آپ حضرت عثمان کو بھیجیں جن کی مکہ میں قرابتیں ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور عثمان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ ابوسفیان اور روسائے مکہ کو ہمارا پیام پہنچا دو اور جو مسلمان مکہ میں اپنے اسلام کا اعلان و اظہار نہیں کر سکتے ان کو یہ بشارت سنا دو کہ گھبرائیں نہیں عنقریب اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا اور اپنے دین کو ظاہر اور غالب کرے گا۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ

حضرت عثمان بن عفان اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا اور کمزور مسلمانوں کو بشارت سنائی۔

سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تم اگر چاہو تو تنہا طواف کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی طواف نہ کروں گا۔ قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت عثمان کو روک لیا۔

حضرت عثمان وہاں روک لے گئے اور ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے۔

حضورؐ کا بیعت لینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور یہ فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہ لے لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا اور وہیں کیکر کے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں فروکش تھے بیعت لینی شروع کر دی کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد وقتال کریں گے۔ مر جائیں گے مگر بھاگیں گے نہیں۔

سب سے پہلے ابو سنان اسدی نے بیعت کی۔ معجم طبرانی میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جب بیعت کے لئے بلایا تو سب سے پہلے ابو سنان آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے آپ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابو سنان نے کہا اس چیز پر جو میرے دل میں ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے دل میں کیا ہے۔ ابو سنان نے کہا یا رسول اللہ میرے دل میں یہ ہے کہ اس وقت تک تلوار چلاتا رہوں جب تک اللہ عزوجل آپ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس راہ میں مارا جاؤں۔ آپ نے ان کو بیعت فرمایا اور اسی پر سب نے بیعت کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ بیعت کی ابتداء میں اور درمیان میں۔ اور آخر میں

حضرت عثمان کی طرف سے بیعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے۔

داہنا ہاتھ آپ کی طرف سے تھا اور بایاں ہاتھ حضرت عثمان کی جانب سے تھا۔ حضرت عثمانؓ اس واقعہ کا ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔

بیعت کا ذکر قرآن کریم میں

اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحًا قریباً و مغانم کثیرۃً تاخذونھا و کان اللہ عزیزا حکیماً

تحقیق اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت کہ وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اخلاص جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ اللہ کو خوب معلوم ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی خاص سکینت اور طمانیت کو اتار دیا اور انعام میں ان کو قریبی فتح عطا فرمائی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی غنیمتوں کو لیں گے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

قریشیوں کا مرعوب ہو کر صلح کی کوشش کرنا

قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور صلح کے لئے نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کیا۔

بدیل بن ورقاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے آگاہ کرنا

قبیلۂ خزاعہ اگرچہ ہنوز مشرف باسلام نہ ہوا تھا لیکن ہمیشہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف اور خیر خواہ اور راز دار تھا۔ لہٰذا مشرکین مکہ آپ کے خلاف جو سازشیں کرتے آپ کو مطلع کیا کرتا تھا۔ اس قبیلہ کے سردار بدیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش نے نواحی حدیبیہ میں پانی کے بڑے بڑے چشموں پر آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر عظیم جمع کیا ہے کہ آپ کو کسی طرح مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور دودھ والی اونٹنیاں ان کے ساتھ ہیں (یعنی طویل قیام کا ارادہ ہے۔ کھاتے پیتے رہیں اور مقابلہ کے لئے ڈٹے رہیں)

حضورؐ کا صلح پر آمادگی ظاہر فرمانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم فقط عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو نہایت کمزور کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لئے ایک مدت صلح کی مقرر کر دوں اس مدت میں ایک دوسرے سے کوئی تعرض نہ کرے اور مجھ کو اور عرب کو چھوڑ دیں۔ اگر اللہ کے فضل سے میں غالب ہوا تو وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں اور فی الحال چند روز کے لئے تم کو آرام مے اور اگر بالفرض عرب غالب آئے تو تمہاری تمنا پوری ہو گی لیکن میں تم سے یہ کہہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے اس دین کو غالب کر کے رہے گا اور اس دین کے ظہور اور غلبہ فتح اور نصرت کا جو وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور ان سے جہاد و قتال کروں گا۔ یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے۔

بدیل کا قریش کے پاس جانا

بدیل آپ کے پاس سے اٹھ کر قریش کے پاس گئے اور یہ کہا کہ میں اس شخص کے پاس سے ایک بات سن کر آیا ہوں۔ اگر چاہو تو تم پر پیش کروں جو احمق اور نادان تھے انہوں نے کہا ہمیں ضرورت نہیں ہم ان کی کوئی بات سننا نہیں چاہتے مگر جو ان میں ذی رائے اور سمجھدار تھے انہوں نے کہا ہاں بیان کرو۔

بدیل نے کہا تم لوگ جلد باز ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ قریش نے کہا بے شک وہ لڑائی کے ارادہ سے نہیں آئے لیکن مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حضورؐ سے مذاکرات کے لئے تیار ہونا

عروۃ بن مسعود نے اٹھ کر کہا۔ اے قوم کیا میں تمہارے لئے بمنزل باپ کے اور تم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے نہیں۔ لوگوں نے کہا بے شک کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم

میرے ساتھ کسی قسم کی بدگمانی رکھتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں۔ عروہ نے کہا اس شخص نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تمہاری بھلائی اور بہتری کی بات کی ہے۔ میرے نزدیک اس کو ضرور قبول کر لینا چاہئے اور مجھ کو اجازت دو کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مل کر اس بارے میں گفتگو کروں لوگوں نے کہا بہتر ہے۔

عروہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو

عروہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا جو بدیل سے فرما چکے تھے۔ عروہ نے کہا اے محمد تم نے سنا بھی ہے کہ کسی نے اپنی قوم کو خود ہلاک اور برباد کیا ہو۔ علاوہ ازیں اگر دوسری صورت پیش آئی (یعنی قریش کو غلبہ ہوا) تو میں دیکھتا ہوں کہ مختلف قوموں کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عروہ کو گالی دے کر یہ فرمایا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا ابوبکر ہیں۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا تو ضرور جواب دیتا۔ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کر دی اور جب کوئی بات کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے۔

حضرت مغیرہؓ کا اپنے چچا کو تنبیہ کرنا

مغیرہ بن شعبہ (یعنی عروہ کے بھتیجے) مسلح تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے۔ بارگاہ نبوی میں اپنے چچا کی یہ جرأت گوارا نہ ہوئی اور فوراً عروہ سے کہا۔ اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے ہٹائیے۔ ایک مشرک کے لئے کسی طرح زیبا نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگائے۔ مغیرہ چونکہ خود وغیرہ پہنے ہوئے تھے اس لئے عروہ نے ان کو پہچانا نہیں اور غصہ ہو کر آپ سے دریافت کیا یہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ اب عروہ نے مغیرہ کو پہچانا اور کہا۔ او غدار۔

کیا میں نے تیری غداری اور فتنہ پردازی کو رفع نہیں کیا۔

مغیرہ مسلمان ہونے سے پہلے چند رفقاء کے ساتھ سفر کر کے مقوقس شاہ مصر کے پاس گئے۔ بادشاہ نے بہ نسبت مغیرہ کے دوسرے رفقاء کو زیادہ انعامات دیئے۔ جس سے مغیرہ کو بہت رنج ہوا اور راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب پی کر خوب غفلت کی نیند سوئے مغیرہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے کر بھاگ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ وہ دھوکہ اور دغا سے لیا گیا ہے۔ عروہ نے ان آدمیوں کی دیت دے کر قصہ کو رفع دفع کیا۔

عروہ کی بدگمانی کا جواب

بعد ازاں عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حسن عقیدت اور صدق اخلاص کا ایسا عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جو اس سے پیشتر کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ یہ کہ جب آپ کوئی حکم دیتے تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں اس حکم کو بجا لاؤں جب کبھی آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بلغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں سے مل لیتے ہیں۔ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے وضو والے پانی پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ قریب ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ آپ کے جسم سے کوئی بال گرنے نہیں پاتا تھا کہ فوراً اس کو لے لیتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو ایک سناٹا ہو جاتا ہے گویا کہ ہر شخص سراپا گوش بنا ہوا ہے کسی کی مجال نہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔

گویا کہ بزبان حال یہ عروہ کی اس بدگمانی کا جواب تھا جو اس نے ابتداء میں آپ کے جان نثاروں کے متعلق ظاہر کی تھی کہ اگر قریش کو غلبہ ہوا تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ یہ خلوص و عقیدت محبت و عظمت کا حیرت انگیز منظر عروہ کی حضرات صحابہ کے ساتھ بدگمانی کا شافی اور کافی جواب تھا کہ جن کی پختگی اور وارفتگی اور محبت و عقیدت کا یہ حال ہو بھلا وہ آپ کو چھوڑ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں۔

قریشیوں کے سامنے عروہ کے تاثرات

عروہ جب آپ کے پاس سے واپس ہوئے تو قریش سے جا کر کہا اے قوم واللہ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم عقیدت و محبت تعظیم و اجلال کا یہ عجیب و غریب منظر کہیں نہیں دیکھا۔

(یہ منظر نہ آپ سے پہلے دیکھا گیا اور نہ آپ کے بعد ممکن ہے تو آپ خاتم الانبیاء تھے عقیدت و محبت کا یہ حیرت انگیز منظر آپ پر ختم ہو گیا)

ایک روایت میں ہے کہ عروہ نے کہا کہ اے قوم میں نے بہت سے بادشاہوں کو دیکھا مگر محمد جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ بادشاہ نہیں معلوم ہوتے۔

عروہ نے صاف طور سے تو نہیں کہا کہ آپ نبی ہیں مگر اشارۃً یہ جتلا دیا کہ یہ شان بادشاہوں کی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغمبروں کی ہوتی ہے۔

حلیس بن علقمہ کی آمد اور واپسی

عروہ کی یہ گفتگو سن کر حبشیوں کے سردار حلیس بن علقمہ کنانی نے کہا مجھ کو اجازت دو کہ میں آپ سے مل کر آؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیس کو دور سے آتے دیکھ کر یہ فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کو کھڑا کر دو یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ حلیس قربانی کے اونٹوں کو کھڑا دیکھ کر راستہ ہی سے واپس ہو گیا اور جا کر قریش سے یہ کہا قسم ہے رب کعبہ کی یہ لوگ تو فقط عمرہ کرنے آئے ہیں ان لوگوں کو بیت اللہ سے ہرگز نہیں روکا جا سکتا۔

حلیس اور قریش میں تلخ کلامی

قریش نے کہا بیٹھ جا تو تو جنگلی آدمی ہے۔ سمجھتا بوجھتا نہیں۔ حلیس کو غصہ آ گیا اور کہا اے گروہ قریش خدا کی قسم ہم نے تم سے اس کا عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو شخص محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے اس کو بیت اللہ سے روکا جائے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے اگر تم محمد کو بیت اللہ کی زیارت سے روکو گے تو میں تمام حبشیوں کو لے کر تم

سے بیکلفت علیحدہ ہو جاؤں گا۔ قریش نے کہا اچھا آپ خاموش ہو بیٹھئے ذرا ہم غور کر لیں۔

سہیل بن عمرو سے صلح کی گفتگو

بعد ازاں مجمع میں سے مکرز بن حفص اٹھا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ہو کر آتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرز کو آتے دیکھ کر فرمایا یہ آدمی برا ہے۔ حدیبیہ کے زمانۂ قیام میں ایک مرتبہ مکرز نے پچاس آدمیوں کو لے کر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ محمد بن مسلمہ نے ان کو گرفتار کر لیا اور مکرز فرار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اسی واقعہ کی طرف تھا۔ مکرز آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھ کر صحابہ سے فرمایا۔

قد سهل لكم من امركم اب تمہارا معاملہ کچھ سہل ہو گیا۔

اور یہ فرمایا کہ قریش اب صلح کی طرف مائل ہو گئے ہیں اسی لئے اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے۔ سہیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک صلح اور شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی۔

شرائط صلح کی دستاویز

جب شرائط صلح طے ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو تحریر معاہدہ کا حکم دیا اور سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کا حکم دیا۔

عرب کا قدیم دستور یہ تھا کہ شروع میں **باسمك اللهم** لکھا کرتے تھے۔ اس بناء پر سہیل نے کہا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں جانتا۔ قدیم دستور کے مطابق **باسمك اللهم** لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہی لکھو اور پھر فرمایا کہ یہ لکھو یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے صلح کی۔

سہیل نے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو پھر نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔ بجائے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھئے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگرچہ تم میری تکذیب کرو۔ اور حضرت علی سے فرمایا یہ الفاظ مٹا دو اور ان کی خواہش کے مطابق محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

میں تو ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا وہ جگہ دکھلاؤ جہاں تم نے لفظ رسول اللہ لکھا ہے۔ حضرت علی نے انگلی رکھ کر وہ جگہ بتلائی آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس لفظ کو مٹایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔

شرائط صلح

۱- دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی۔

۲- قریش میں جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت کے مدینہ جائے گا وہ واپس کیا جائے گا۔ اگرچہ مسلمان ہو کر جائے۔

۳- اور جو شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آجائے تو اس کو واپس نہ دیا جائیگا۔

۴- اس درمیان میں کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی سے خیانت کریگا۔

۵- محمد اس سال بغیر عمرہ کئے مدینہ واپس ہو جائیں گے مکہ میں داخل نہ ہوں۔ سال آئندہ صرف تین دن مکہ میں رہ کر عمرہ کر کے واپس ہو جائیں۔ سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں اور تلواریں بھی نیام یا غلاف میں ہوں۔

۶- قبائل عرب کو اختیار ہے کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں شریک ہو جائیں۔ چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے عہد میں اور بنو بکر قریش کے عہد میں شریک ہو گئے۔ بنو خزاعہ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے۔

حضرت ابو جندلؓ کا بھاگ کر حاضر ہونا

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ پا بزنجیر قید سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو پہلے سے مشرف باسلام ہو چکے تھے اور کفار مکہ طرح طرح کی ان کو ایذائیں پہنچا رہے تھے۔ سہیل نے کہا یہ پہلا شخص ہے کہ جو عہد نامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا نہیں گیا۔ یعنی لکھے جانے اور دستخط ہو جانے کے بعد سے اس پر عمل شروع ہونا چاہیے۔ آپ نے بار بار سہیل سے کہا کہ ابو جندل کو

ہمارے حوالہ کر دیا جائے مگر سہیل نے نہیں مانا۔ بالآخر آپ نے ابو جندل کو سہیل کے حوالہ کر دیا۔

حضرت ابو جندل ؓ کی واپسی اور اس کی تاثیر

مشرکین مکہ نے ابو جندل کو طرح طرح سے ستایا تھا اس لئے ابو جندل نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا افسوس اے گروہ اسلام میں کافروں کے حوالہ کیا جا رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ابو جندل کو تسلی دی اور یہ فرمایا۔

” اے ابو جندل صبر کرو اور اللہ سے امید رکھو ہم عہد کے خلاف کرنا پسند نہیں کرتے اور یقین رکھو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری نجات کی کوئی صورت نکالے گا “۔

مگر عام مسلمانوں کو ان کی واپسی شاق گزری۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر نے کہا کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ حضرت عمر نے کہا پھر یہ ذلت کیوں گوارا کریں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اور برحق نبی ہوں اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا اور وہ میرا معین اور مددگار ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ صدیق اکبر کے پاس گئے اور جا کر ان سے بھی یہی گفتگو کی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں بعد میں میں اپنی اس گستاخی پر بہت نادم ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت سی نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے اور صدقہ اور خیرات کی اور بہت سے غلام آزاد کیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو تسلی دینا

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شرط پر کیسے صلح کی جائے کہ ہم میں سے جو ان کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس نہ کیا جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہم میں کا ان سے جا ملے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان میں کا جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرف

آئے گا تو اگرچہ از روئے معاہدہ واپس کر دیا جائے لیکن گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہی میں اس کے لئے نجات کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمائے گا۔ (علاوہ ازیں بحمد اللہ ایسی صورت پیش بھی نہیں آئی کہ کوئی مسلمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ گیا ہو۔

الغرض ان شرائط کے ساتھ صلح نامہ مکمل ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔

قربانی کرنا، سر منڈانا اور احرام کھولنا

صلح مکمل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام ان شرائط صلح سے اس قدر مغموم اور شکستہ خاطر ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حکم دیا مگر ایک شخص بھی نہ اٹھا۔

جب آپ نے یہ دیکھا تو ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور بطور شکایت یہ واقعہ بیان فرمایا۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صلح مسلمانوں پر بہت شاق گزری جس کی وجہ سے وہ اس قدر رنجیدہ اور شکستہ خاطر ہیں۔ اس وجہ سے تعمیل ارشاد نہیں کر سکے۔ آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ باہر تشریف لے جایئے اور قربانی کر کے سر منڈایئے خود بخود آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے قربانی کرتے ہی سب نے قربانی شروع کر دی۔

فتح مبین

تقریباً دو ہفتہ قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین پہنچے تو سورۃ فتح نازل ہوئی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا الی آخرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ سنائی۔ صحابہ اس صلح کو اپنی شکست سمجھے ہوئے تھے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین فرمایا۔ سن کر از راہ تعجب آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ فتح حدیبیہ ایسی عظیم الشان فتح تھی کہ اس سے قبل اس شان کی فتح نصیب نہیں ہوئی۔ آپس کی لڑائی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے مل جل نہیں سکتے

ہیں۔ صلح کی وجہ سے لڑائی ختم ہوئی اور امن قائم ہوا اور جو لوگ اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور وہ اعلانیہ طور پر احکام اسلام بجا لانے لگے۔ آپس کی منافرت اور کشیدگی دور ہوئی۔ بات چیت کا موقع ملا۔ مسائل اسلامیہ پر گفتگو اور مناظرہ کی نوبت آئی۔ قرآن کریم کو سنا جس کا اثر یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک اس قدر کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ ابتدائے بعثت سے لے کر اس وقت تک اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

اسلام تو اچھے اخلاق اور اعمال کا سرچشمہ اور تمام خوبیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ تھا ہی لیکن حضرات صحابہ کرام بھی فضائل و محاسن و شمائل کی زندہ تصویر تھے۔ اب تک عناد اور منافرت اور بغض اور عداوت کی آنکھیں ان کے ادراک سے مانع تھیں۔

اب صلح کی وجہ سے عناد اور منافرت کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے ہٹا تو اسلام کی دلفریب تصویروں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

صلح سے پیشتر کفار ولکن لا یشعرون کا مصداق تھے اس لئے اسلام اور مسلمانوں کا نور ان سے پوشیدہ اور چھپا ہوا تھا۔ صلح کی وجہ سے جب عداوت اور منافرت دلوں سے دور ہوئی تو اب ذی شعور بنے اور حقانی لوگوں کی پیشانی کا نور ان کو نظر آیا۔

حضرت ابو بصیرؓ کا مدینہ آنا اور حضورؐ کا واپس کر دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچ گئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید و بند سے بھاگ کر مدینہ پہنچے۔ قریش نے فوراً ہی دو آدمی ان کے لینے کے لئے پیچھے روانہ کئے۔ آپ نے از روئے معاہدہ ابو بصیرؓ کو ان دونوں آدمیوں کے حوالہ کر دیا اور ابو بصیر سے فرمایا کہ میں عہد کے خلاف نہیں کر سکتا بہتر ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ابو بصیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کئے دیتے ہیں جو مجھ کو دین سے پھیرنا چاہتے ہیں اور طرح طرح سے مجھ کو ستاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کی صورت پیدا فرمائے گا۔

حضرت ابوبصیر کا راہ میں مشرکین کو قتل کر کے پھر مدینہ آ جانا

یہ دونوں آدمی ابوبصیر کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو دم لینے کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور جو کھجوریں ساتھ تھیں وہ کھانے لگے۔ ابوبصیرؓ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ اس نے تلوار کو نیام سے نکال کر کہا ہاں خدا کی قسم یہ نہایت عمدہ تلوار ہے۔ بارہا میں اس کو آزما چکا ہوں۔ ابوبصیرؓ نے کہا ذرا مجھ کو بھی دکھلاؤ۔ اس شخص نے تلوار ابوبصیر کو دے دی۔ ابوبصیرؓ نے فوراً ہی اس پر ایک وار کیا جس سے وہ تو ٹھنڈا ہو گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھتے ہی فوراً بھاگا اور سیدھا مدینہ پہنچا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی اب مارا جانے والا ہوں۔

اس کے بعد ابوبصیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد کو پورا کیا۔ آپ تو مجھ کو ان کے حوالے فرما چکے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے نجات دی۔ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں مکہ واپس چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھ کو دین اسلام سے پھر جانے پر مجبور کریں گے۔ یہ جو کچھ میں نے کیا وہ فقط اس لئے کیا۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی اس کا ساتھی ہو تو یہ بڑی لڑائی بھڑکانے والا ہے۔

ساحل سمندر پر بیکس مسلمانوں کا اجتماع

ابوبصیر سمجھ گئے کہ اگر میں یہاں رہا تو آپ مجھ کو پھر کفار کے حوالہ کر دیں گے اس لئے مدینہ سے نکل کر ساحل بحر پر جا کر ٹھہر گئے۔ جس راستے سے قریش کے کاروان تجارت شام کو آتے تھے۔ مکہ کے بیکس اور بے بس مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو چھپ چھپ کر ابوبصیرؓ کے پاس پہنچنے لگے اور سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل بھی وہیں پہنچ گئے۔ اس طرح ستر آدمیوں کا ایک جتھا وہاں جمع ہو گیا۔ قریش کا جو قافلہ وہاں سے گزرتا اس سے تعرض کرتے۔ اور جو مال غنیمت ان سے حاصل ہوتا اس سے گزر اوقات کرتے۔

قریش کا شکست تسلیم کر لینا

قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں آدمی بھیجے کہ ہم آپ کو اللہ کا اور قرابتوں کا واسطہ

دے کر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ابو بصیر اور ان کی جماعت کو مدینہ بلا لیں۔ اور جو شخص ہم میں سے مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔

حضورؐ کا والا نامہ اور حضرت ابو بصیرؓ کا انتقال

آپ نے ایک والا نامہ ابو بصیرؓ کو لکھوا کر روانہ کیا۔ جس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا اس وقت ابو بصیر اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ آپ کا والا نامہ ابو بصیرؓ کو دے دیا گیا۔ پڑھتے جاتے اور خوش ہوتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ابو بصیرؓ جاں بحق تسلیم ہوئے اور والا نامہ ان کے سینہ پر تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ میں تھا۔

ابو جندل بن سہیل نے ابو بصیر کی تجہیز و تکفین کی اور اسی جگہ ان کو دفن کیا اور قریب میں ایک مسجد بنائی اور بعد ازاں ابو جندل اپنے رفقاء کو لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

حضرت ابو بصیر کے مقتول کا معاملہ

سہیل بن عمرو کو جب اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی جس کو ابو بصیر نے قتل کیا تھا۔ وہ شخص سہیل کے قبیلہ کا تھا۔ سہیل نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی دیت کا مطالبہ کرے۔ ابو سفیان نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی دیت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور ابو بصیر کو تمہارے قاصد کے حوالہ کر دیا اور ابو بصیر نے آپ کے حکم سے اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ از خود قتل کیا۔ اور اس دیت کا مطالبہ ابو بصیر کے خاندان اور قبیلہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابو بصیر ان کے دین پر نہیں۔

چند خواتین کا مسلمان ہو کر مدینہ آنا

معاہدہ کے بعد جو مسلمان مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ازروئے معاہدہ واپس کر دیا۔ بعد چندے کچھ مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ پہنچیں۔ اہل مکہ نے ازروئے معاہدہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے ان کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص تھی عورتیں اس شرط میں داخل نہ تھیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں۔ لا یاتیک رجل الخ نہیں آئے گا آپ کے

پاس کوئی مرد تو آپ اس کو واپس فرمائیں گے اور ظاہر ہے کہ رجل کا لفظ جس کے معنی مرد کے ہیں وہ عورتوں کو کیسے شامل ہو سکتا ہے۔ مشرکین مکہ عورتوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے۔

عورتوں کی واپسی معاہدہ میں شامل نہیں تھی

مگر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا اور خاص اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

**یایها الذین امنوا اذا جاءکم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن
الله اعلم بایمانهن فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الی
الکفار لا هن حل لهم ولا هم یحلون لهن واتوهم ما انفقوا ولا
جناح علیکم ان تنکحوهن اذا آتیتموهن اجورهن ولا تمسکوا
بعصم الکوافر وسئلوا ما انفقتم ولیسئلوا ما انفقوا ذالکم
حکم الله یحکم بینکم والله علیم حکیم. و ان فاتکم شیء من
ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاتوا الذین ذهبت ازواجهم مثل
ما انفقوا واتقوا الله الذی انتم به مؤمنون**

اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان کر لو کہ کس لئے ہجرت کر کے آئی ہیں۔ پس اگر امتحان کر کے تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی مومنات ہیں تو پھر ان کو کافروں کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کافر ان کے لئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو خرچ کیا ہے وہ ان کو ادا کر دو۔ اور تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ان مہاجر عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو اور اے مسلمانو تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو اور طلب کر لو کافروں سے جو تم نے خرچ کیا ہے اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت کافروں کی طرف چلی جائے پھر تمہاری نوبت آئے تو جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئی ہیں تو جتنا مہر انہوں نے اپنی بیبیوں پر خرچ کیا تھا اس کے برابر ان کو دے دو اور ڈرو اس خدا سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس کے بعد کفار بھی خاموش ہو گئے اور عورتوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔

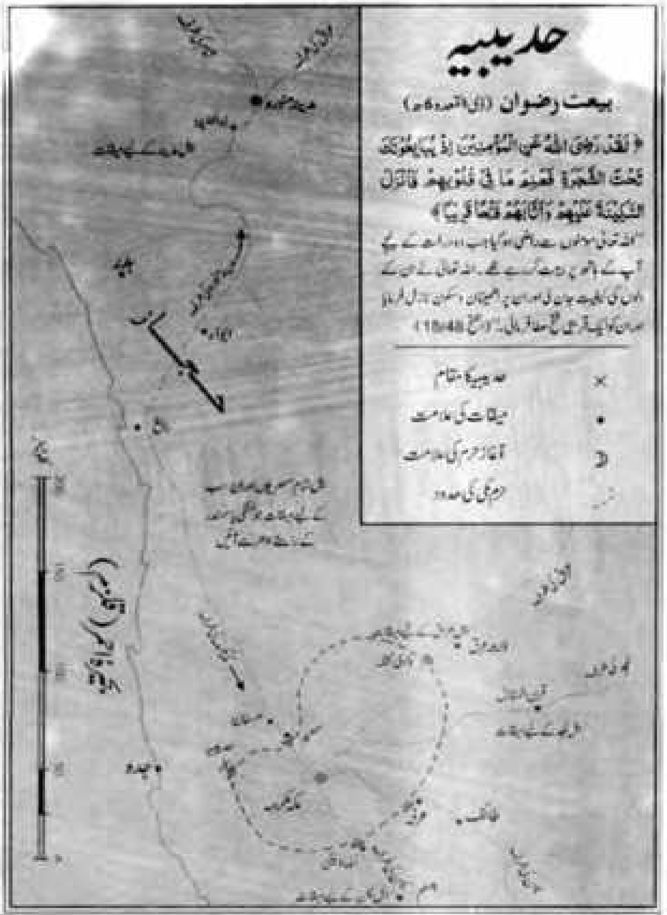

حدیبیہ

بیعت رضوان

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

[illegible]

× حدیبیہ کا مقام
● میقات کی علامت
آغاز حرم کی علامت
حرم کی حدود

اللّٰھم صل علی محمد
ملء السموات وملء الارض وملء العرش العظیم

[illegible]

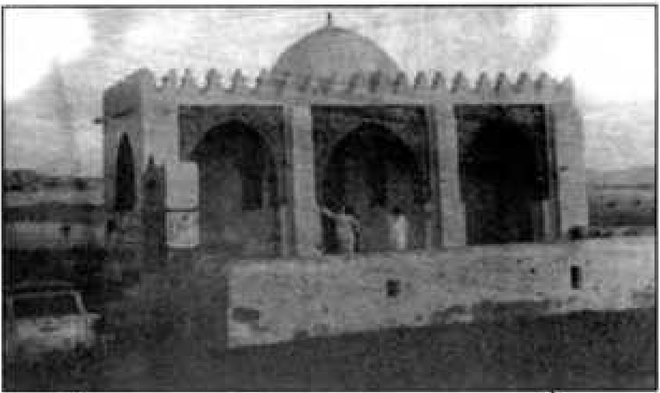

حدیبیہ (موجودہ شمیسی) میں وہ مقام جہاں ببول کے درخت کے نیچے "بیعت رضوان" ہوئی تھی۔

قدیم مسجد جو ۱۲۵۵ھ میں بنی تھی

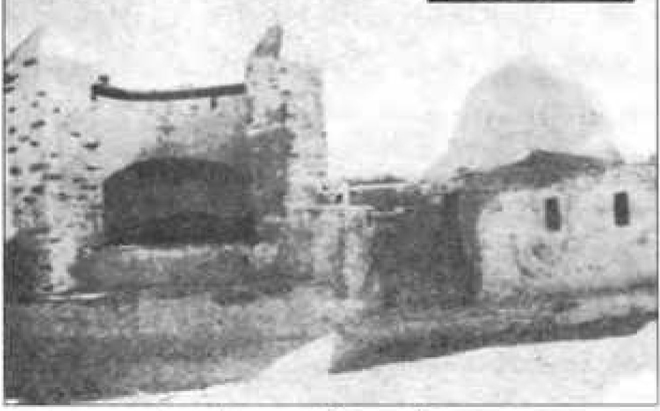

حدیبیہ کا وہ کنواں جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی۔ اور مسجد جو صلح حدیبیہ کی یادگار ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے لئے نامہ ہائے مبارک

دعوت اسلام کیلئے راہ ہموار کرنا

حق جل شانہ نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین اور موجب سکینت و طمانیت فرمایا۔ بے شک وہ فتح مبین اور موجب سکینت و طمانیت ہوئی اس لئے کہ فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیز کے کھول دینے کے ہیں۔ عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوت اسلام اور تبلیغ احکام کا دروازہ بند تھا۔ اس صلح نے اس دروازہ کو کھول دیا۔ اب وقت آیا کہ اللہ عزوجل کا پیغام اس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا جائے اور اسلام کے عظیم الشان دسترخوان پر دنیا کو دعوت اور صلائے عام دی جائے تا کہ اس دسترخوان کے لذیذ اور پاکیزہ کھانوں سے لطف اندوز ہوں۔

صحابہ کرامؓ سے خطاب

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجہ الحرام ۶ھ میں بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا قصد فرمایا۔ صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

ایہا الناس۔ اے لوگو میں تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام دنیا کو یہ پیغام

پہنچا دو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کی طرح اختلاف نہ کرنا کہ اگر قریب بھیجے گیا تو راضی ہو گئے اور اگر کہیں دور جانے کا حکم دیا تو زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ گئے۔

مُہر مبارک کی تیاری

حضرات صحابہ چونکہ اطاعت اور جاں نثاری، اخلاص اور وفا شعاری کے سخت سے سخت امتحان میں ہر موقع پر درجۂ اعلیٰ میں کامیابی کی سند اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا زریں تمغہ حاصل کر چکے تھے۔ بھلا وہ کب اس موقع سے چوکنے والے تھے۔ دل و جان سے تعمیل ارشاد کے لئے تیار ہو گئے اور ایک مناسب مشورہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ یا رسول اللہ۔ ملوک اور سلاطین جس خط پر مہر نہ ہو اس کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ حتیٰ کہ ایسے خط کو پڑھتے تک نہیں۔ آپ نے صحابہ کے مشورہ سے ایک مہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا مگر صنعت حبشہ کی تھی محمد رسول اللہ اس مہر پر کندہ تھا۔ سب سے نیچے لفظ محمد تھا اور سب سے اوپر لفظ اللہ تھا۔ اور لفظ رسول درمیان میں تھا۔

اور سلاطین اور امراء کے نام خطوط روانہ فرمائے ان کو حق کی دعوت دی اور اس سے آگاہ کر دیا کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر عائد ہے۔

قیصرِ روم کے نام نامۂ مبارک

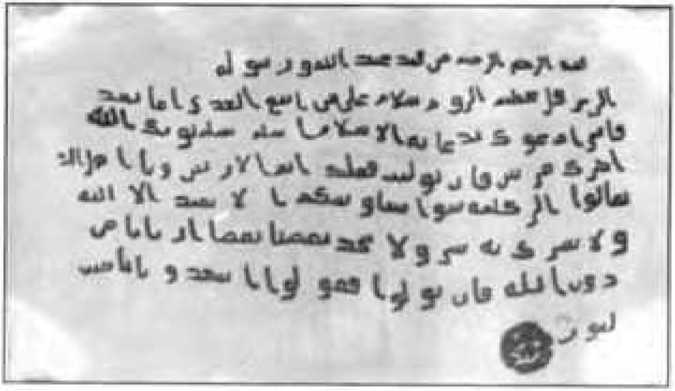

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد عبداللہ و رسول له الی ہرقل عظیم الروم۔ سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسین ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدو ابانا مسلمون

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

یہ خط ہے محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل کی جانب جو روم کا بڑا شخص ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے اما بعد۔ میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے یعنی کلمہ طیبہ کی۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا کرے گا (جیسا کہ اہل کتاب سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ (واولئک یؤتون اجرھم مرتین) پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا کہ تیرے اتباع میں اسلام کے قبول سے باز رہے اور اے اہل کتاب اور ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائیں۔ پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم کے تابع ہو چکے ہیں۔

حضرت دحیہؓ کا قیصر کو نامہ پہنچانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ والا نامہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر قیصر روم کی طرف روانہ فرمایا۔ قیصر روم اس وقت فارس پر فتحیابی کے شکریہ میں حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ محرم ۷ھ میں بیت المقدس پہنچے اور امیر بصریٰ کے توسط سے قیصر روم کے دربار میں پہنچ کر آپ کا والا نامہ پیش کیا۔

قیصر کے سامنے حضرت دحیہؓ کا خطاب

اور والا نامہ پیش کرنے سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اے قیصر روم جس نے مجھ کو آپ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا ہے وہ آپ سے کہیں بہتر ہے اور جس ذات بابرکات نے ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا وہ سب ہی سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہٰذا جو کچھ عرض کروں اسے تواضع کے ساتھ سنیے اور اخلاص سے اس کا جواب دیجئے۔ اگر تواضع کے ساتھ نہ سنیں گے تو اس کو کما حقہ سمجھ نہیں سکیں گے اور اگر جواب میں اخلاص نہ ہوگا تو وہ جواب عادلانہ اور منصفانہ نہ ہوگا۔

قیصر روم فرمایئے: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ نبینا وعلیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔

قیصر روم: ہاں بے شک نماز پڑھا کرتے تھے۔

دحیہ کلبی: میں آپ کو اس ذات پاک کی طرف بلاتا ہوں جس کے لئے حضرت مسیح نمازیں پڑھتے اور جس کے سامنے جبین نیاز ٹیکتے تھے اور جس نے حضرت مسیح کو بطن مادر میں بنایا اور جس نے ان تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور بعد ازاں میں آپ کو اس نبی امی کی طرف بلاتا ہوں جس کی حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے بشارت دی ہے اور آپ کو اس کا کافی اور شافی علم اور پوری خبر ہے۔ اگر آپ اس دعوت کو قبول کریں تو آپ کے لئے دنیا اور آخرت دونوں ہیں ورنہ آخرت تو آپ کے ہاتھ سے جاتی ہی رہے گی اور دنیا میں دوسرے لوگ آپ کے شریک ہوں گے اور یقین جانئے کہ آپ کا ایک پروردگار ہے جو متکبرین کو کچل ڈالتا ہے۔ اور اپنی نعمتوں کو بدلتا رہتا ہے۔

قیصر کا تحقیق کے لئے عرب کو بلانا

قیصر روم نے آپ کا والا نامہ دحیہ کے ہاتھ سے لے کر سر اور آنکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا اور کھول کر اس کو پڑھا اور کہا سوچ کر کل اس کا جواب دوں گا۔

اور اپنے خدام کو یہ حکم دیا کہ جو لوگ آپ کی قوم کے میرے ملک میں آئے ہوئے ہوں ان کو حاضر کیا جائے تاکہ ان سے احوال معلوم کروں۔ اتفاق سے ابوسفیان قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت بغرض تجارت شام آئے ہوئے تھے۔ مقام غزہ میں مقیم تھے۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ قیصر روم کے آدمی ان کو غزہ سے جا کر لائے اور دربار میں حاضر کیا۔ بڑی شان و شوکت سے دربار منعقد کیا۔ عظمائے روم اور قسیسین اور رہبان سب حاضر تھے۔

ابوسفیان سے قیصر کے سوالات

جماعت عرب سے اول مخاطب ہو کر یہ دریافت کیا کہ تم میں سے اس مدعی نبوت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون شخص ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں۔ قیصر روم نے کہا تم میرے قریب ہو جاؤ اور باقی قریش کی جماعت کو ان کے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر جھوٹ بولیں تو تم ان کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اگر مجھ کو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بعد ازاں

حسب ذیل گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

قیصر: تم میں ان کا نسب کیسا ہے۔

ابوسفیان: وہ بڑے عالی نسب ہیں ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

قیصر: کیا ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا۔

ابوسفیان: نہیں

قیصر: کیا تم لوگوں نے ان کو دعوائے نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے۔

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: ان کے پیرو کس قسم کے لوگ ہیں امراء اور دولت مند ہیں یا غرباء اور کمزور۔

ابوسفیان: اکثر غرباء اور ضعفاء۔

قیصر: ان کے متبعین روز بروز بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں۔

ابوسفیان: دن بدن زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

قیصر: کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بیزار اور متنفر ہو کر مرتد یعنی ان کے دین سے پھر بھی جاتا ہے۔

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا وہ عہد کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔

ابوسفیان: کبھی نہیں آج تک انہوں نے کبھی عہد شکنی نہیں کی لیکن آج کل ہمارے اور ان کے مابین ایک مدت صلح ٹھہری ہے۔ نامعلوم اس میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوائے ایک بات کے مجھے کسی اور بات لگانے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں خدا کی قسم قیصر نے میری اس بات کی طرف جو میں نے اپنی طرف سے ملائی۔ ذرہ برابر بھی التفات نہیں کیا۔

قیصر: کبھی تم ان سے لڑے بھی ہو۔

ابوسفیان: ہاں۔

قیصر: لڑائی کیسی رہی۔

ابوسفیان: کبھی وہ غالب ہوئے اور کبھی ہم۔

قیصر: وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔

ابوسفیان: وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور کفر اور شرک کی تمام رسمیں جو تمہارے آباء و اجداد کرتے تھے ان سب کو یکلخت چھوڑ دو اور نماز اور زکوٰۃ اور سچائی اور پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

قیصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی

قیصر نے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا ان سے کہہ دو کہ میں نے اول تم سے ان کا نسب دریافت کیا تم نے کہا کہ وہ نہایت عالی نسب اور شریف خاندان سے ہیں بے شک انبیاء ایسے ہی خاندان سے بھیجے جاتے ہیں جو حسب نسب میں سب سے بالا ہو۔ پھر میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ اگر ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اس طریق سے اپنے باپ دادا کا گیا ہوا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ تم نے ان کو جھوٹا تو نہیں پایا۔ تم نے کہا نہیں۔ جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں پر تو جھوٹ نہ باندھے اور معاذ اللہ۔ اللہ پر جھوٹ باندھے۔ میں نے تم سے یہ دریافت کیا کہ کیسے لوگوں نے ان کا اتباع کیا۔ تم نے کہا کہ ضعفاء اور غرباء نے۔ بے شک حضرات انبیاء کے اتباع اور پیروی کرنے والے اکثر ضعفاء اور غرباء ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں۔ تم نے کہا۔ بڑھتے جاتے ہیں۔ بیشک ایمان کا یہی حال ہے اس کے پیرو روز بروز بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے ناراض اور بیزار ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ بے شک ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی شیرینی اور حلاوت اور اس کی فرحت و مسرت دلوں میں سما جائے تو پھر کسی طرح نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ بے شک پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے لڑائی کے متعلق دریافت کیا۔ تم نے کہا کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب۔ بیشک انبیاء کے ساتھ ابتداءً اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی

مغلوب ہوتا کہ ان کے متبعین کے صدق اور اخلاص کا امتحان ہوتا رہے لیکن انجام کار غلبہ اور فتح انہیں کو ہوتا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا وہ تم کو کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں۔ تم نے کہا اللہ عزوجل کی عبادت کا حکم دیتے۔ شرک اور بت پرستی سے منع کرتے ہیں۔ نماز اور زکوۃ اور سچائی اور پاک دامنی وغیرہ کا حکم کرتے ہیں۔ اگر یہ تمام چیزیں جو تم نے بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہے اور وہ عنقریب اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں۔ مجھ کو معلوم تھا کہ یہ نبی ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں سے ظاہر ہوں گے۔ مجھے ان سے ملنے کی بڑی تمنا ہے اگر میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے قدم دھلایا کروں۔

تمام اہل دربار کو نامہ مبارک سنایا گیا

بعد ازاں آپ کا والا نامہ تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا گیا۔

خط کا سنانا تھا کہ ایک شور برپا ہو گیا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں اس وقت ہم سب کو باہر نکال دیا گیا۔ باہر آنے کے بعد میں نے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ آپ سے روم کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے اسی روز سے مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی توفیق دی۔

روم کے بڑے عالم کی تصدیق

امام زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک مروان کے زمانہ میں ابن الناطوری نصاریٰ کے ایک بڑے عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ جو قیصر کے اس دربار میں شریک تھا۔ کہ قیصر نے اس دربار کے بعد رومۃ کے ایک بڑے عالم کو جس کا نام ضغاطر رومی تھا آپ کے بارے میں خط لکھا۔ یہ شخص آسمانی کتابوں سے بخوبی واقف تھا۔ خط لکھوانے کے بعد بیت المقدس سے حمص کی جانب روانہ ہوا۔ بادشاہ حمص میں تھا کہ اس کا جواب آیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم کو انتظار ہے اور جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے میں نے ان کی تصدیق کی اور میں ان کا اتباع کروں گا ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ تم ضرور ان کی تصدیق کرو اور ان کا اتباع قبول کرو۔

بادشاہ کا عوام سے خطاب

بادشاہ نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا اور تمام بطارقہ روم کو جمع کیا اور تمام دروازے بند کرا

دیئے اور خود ایک جھروکے اور بالا خانہ میں بیٹھا اور وہاں سے تمام درباریوں کو مخاطب کر کے یہ۔

اے گروہ روم! تحقیق میں نے تم کو ایک عظیم الشان خیر کے لئے جمع کیا ہے وہ یہ کہ میرے پاس اس شخص کا ایک خط آیا ہے جس میں اس نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے۔ اور البتہ تحقیق خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں اور جن کو اپنی کتابوں میں پاتے ہیں پس آؤ اور دوڑو ہم سب مل کر ان کا اتباع اور ان کی تصدیق کریں تا کہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سلامت رہیں۔

یہ سنتے ہی تمام بطارقہ روم چلا اٹھے اور نکلنے کی غرض سے اٹھ کر بھاگے دیکھا کہ دروازے بند ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ واپس بلاؤ۔ واپس بلا کر یہ کہا میں تم کو آزمانا چاہتا تھا تمہاری دینی شدت اور مضبوطی اور مذہبی پختگی دیکھ کر مجھ کو مسرت ہوئی۔ یہ سن کر سب خوش ہو گئے اور بادشاہ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔

حضرت دحیہؓ روم کے بڑے عالم کے پاس

اس کے بعد قیصر نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر یہ کہا۔ خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے دوست نبی مرسل ہیں مجھ کو اندیشہ ہے کہ روم کے لوگ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں اگر مجھ کو یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کا اتباع کرتا۔ تم ضغاطر روم کے اسقف اعظم کے پاس جاؤ وہ بہت بڑا عالم ہے مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ نیز رومیوں میں اس کی عظمت و وقعت مجھ سے بہت زائد ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو۔

ضغاطر کا قوم سے خطاب

دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضغاطر کے پاس پہنچے اور آپ کا تمام حال بیان کیا۔ ضغاطر نے کہا خدا کی قسم وہ نبی مرسل ہیں۔ ہم ان کی شان اور صفت آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی پاتے ہیں یہ کہہ کر ایک حجرہ میں گیا اور سیاہ کپڑے جو پہلے سے پہنے ہوا تھا ان کو اتار کر سپید کپڑے بدلے اور عصا لے کر کنیسہ میں آیا اور سب کو مخاطب کر کے یہ کہا۔

اے گروہ روم! احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک خط آیا ہے جس میں ہم کو اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔

میں تو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور احمد مجتبیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ضغاطر کا قتل اور قیصر کا خوف

یہ سنتے ہی تمام لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہاں تک اسے مار کر چھوڑا۔

دحیہ رضی اللہ عنہ نے لوٹ کر یہ تمام حال قیصر سے بیان کیا۔ قیصر نے کہا مجھ کو بھی یہی خوف ہے کہ لوگ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کریں گے۔

معجم طبرانی میں ہے کہ قیصر روم نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ میں خوب جانتا اور پہچانتا ہوں کہ آپ نبی ہیں جیسا کہ ضغاطر نے کہا لیکن میں اگر ایسا کروں تو میری سلطنت جاتی رہے گی اور روم کے لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

لیکن قیصر نے آپ کے اس ارشاد پر نظر نہیں کی۔

اسلم تسلم اسلام لا سلامت رہے گا۔ اگر اسلام لے آتا تو دنیا اور آخرت دونوں اس کی سلامت رہتیں۔

والا نامہ کو احترام کے ساتھ محفوظ رکھنا

قیصر روم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے والا نامہ کو سونے کے قلمدان میں رکھا۔ امیر سیف الدین منصوری فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک مرتبہ شاہ منصور نے کچھ ہدایات دے کر شاہ مغرب کے پاس بھیجا۔ شاہ مغرب نے ایک سفارش کی غرض سے مجھ کو شاہ فرنج کے پاس روانہ کیا جو قیصر روم کی اولاد میں سے تھا۔ جب میں نے شاہ فرنج کے پاس سے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے ٹھہرنے کے لئے اصرار کیا اور یہ کہا اگر آپ ٹھہر جائیں تو ایک عظیم الشان اور نادر چیز دکھاؤں گا میں ٹھہر گیا۔ ایک صندوق منگایا جس پر سونے کے پتر جڑے ہوئے تھے اس میں سے ایک سونے کا قلمدان نکالا اور اس کو کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو حریر میں لپٹا ہوا تھا۔ اکثر حروف اس خط کے اڑ چکے تھے۔ بادشاہ نے کہا یہ آپ کے پیغمبر کا خط ہمارے دادا قیصر کے نام ہے جو وراثۃً ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے دادا نے یہ وصیت کی تھی جب تک یہ والا نامہ تمہارے پاس محفوظ رہے گا اس وقت تک سلطنت باقی رہے گی۔ لہذا اپنی سلطنت کی وجہ سے ہم اس خط کی بے حد حفاظت اور تعظیم و تکریم کرتے اور نصاریٰ سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامۂ مبارک

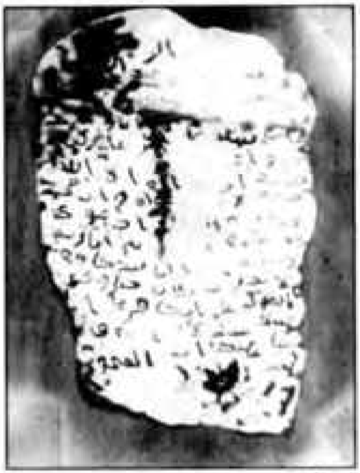

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله الی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع الهدی وامن بالله
و رسوله و شهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له و ان محمدا عبده و رسوله
ادعوک بدعایة الله عز و جل فانی انا رسول الله الی الناس کلهم لانذر من کان
حیا و یحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

من جانب محمد رسول اللہ بنام کسریٰ شاہ فارس۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تجھ کو اللہ عز وجل کے حکم کے مطابق اس دین کی دعوت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اس شخص کو جس کا دل زندہ ہے اور پوری ہو حجت اللہ کی کافروں پر اسلام لا سلامت رہے گا اور اگر تو نے روگردانی کی تو تمام مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

خسرو پرویز کا نامہ مبارک کو پھاڑنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو یہ والا نامہ دے کر روانہ فرمایا۔ کسریٰ آپ کے والا نامہ کو دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور خط چاک کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ شخص مجھ کو خط لکھتا ہے (کہ مجھ پر ایمان لے آؤ) حالانکہ یہ شخص میرا غلام ہے۔ عبداللہ بن حذافہؓ نے آکر آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا۔

باذان کا دو آدمیوں کو گرفتاری کے لئے بھیجنا

اور کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو لکھا کہ فوراً دو قوی آدمی حجاز روانہ کرو کہ وہ اس شخص کو کہ جس نے ہم کو یہ خط لکھا ہے گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

باذان نے فوراً دو آدمیوں کو آپ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی ان کا خط لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ کی خداداد عظمت و ہیبت سے تھر تھر کانپنے لگے۔ اسی حالت میں باذان کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ خط سن کر آپ مسکرائے اور

دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ کل آنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خسرو کے قتل کی خبر دینا

اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا۔ آج شب میں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا۔ اور شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کر ڈالا۔ یہ شب منگل کی شب تھی۔ دس راتیں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ ہجری کی گزر چکی تھیں۔ آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ اور باذان سے جا کر یہ سب حال بیان کر دو اور فرمایا کہ باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسریٰ کی پہنچی ہے۔

باذان کا مسلمان ہونا

باذان نے سن کر یہ کہا کہ یہ بات بادشاہوں کی سی نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں۔ چنانچہ اس خبر کی تصدیق ہو گئی باذان مع اپنے خاندان اور رفقاء اور احباب کے مشرف باسلام ہو گیا۔ اور اپنے اسلام سے حضور پر نور کو مطلع کیا۔

نجاشی شاہِ حبشہ کے نام نامۂ مبارک

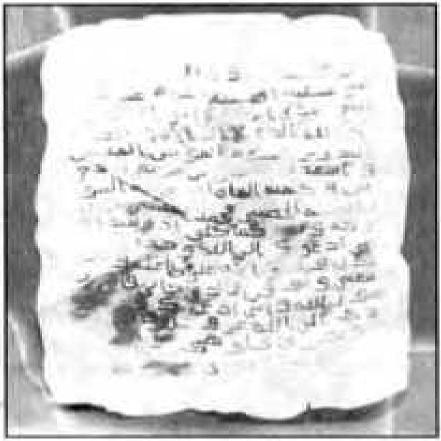

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله الى النجاشى ملک الحبشة سلام علیک اما بعد فانى احمد الیک الله الذى لا اله الا هو الملک القدوس السلام المومن المهيمن واشهد ان عيسىٰ بن مريم روح الله و کلمته القاها الى مريم البتول الطيبة الحصينة وحملت بعيسىٰ فخلقه الله من روحه و نفخه کما خلق ادم بيده و انى ادعوک الى الله وحده لاشریک له والموالاة على طاعته و ان تتبعنى و تومن بالذى جاءنى فانى رسول الله وانى ادعوک وجنودک الى الله تعالىٰ فقد بلغت و نصحت فاقبلوا نصيحتى والسلام على من اتبع الهدىٰ

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

محمد اللہ کے رسول کی جانب سے نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سلام ہو تجھ پر۔ اما بعد میں حمد وثنا کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی حقیقی بادشاہ ہے تمام عیبوں سے پاک ہے۔ امن دینے والا اور سب کا نگہبان گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم پاک کی طرف القا کیا پس حاملہ ہوئیں عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی خاص روح اور نفخ سے پیدا کیا۔ جیسے آدم علیہ السلام کو اپنے بے چون وچگون ہاتھ سے بلا ماں باپ کے پیدا کیا میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محبت کی طرف اور اپنے اتباع کی طرف اور اس بات کی طرف کہ جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا۔ (یعنی قرآن) اس پر ایمان لا تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اللہ کا پیام پہنچا چکا اور نصیحت کر چکا پس میری نصیحت کو قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

حضرت عمرو بن امیہ کا نجاشی کو نامہ پہنچانا

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہ نے آپ کا خط پہنچایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔ اے اصحمہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے سنیں گے ہمیں آپ پر اعتماد اور اطمینان اور آپ سے حسن ظن ہے۔ ہم نے جب کبھی آپ سے کسی خیر اور بھلائی کی امید کی ہمیں وہ بھلائی آپ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے سایہ امن میں ہم کو کسی خوف و ہراس نہیں پیش آیا۔ انجیل جس کا حجت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہو چکا ہے وہ ہمارے اور آپ کے مابین شاہد عدل ہے جس کی شہادت رد نہیں کی جاسکتی اور ایسا قاضی اور حاکم ہے کہ جو اپنے فیصلہ میں عدل اور انصاف سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو آپ اس نبی امی

کے حق میں ویسے ہی ثابت ہوں گے جیسا کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد اور سفیر دوسروں کے پاس بھی روانہ فرمائے ہیں لیکن بہ نسبت دوسروں کے تم سے زیادہ امید ہے۔

نجاشی کا اسلام قبول کرنا

نجاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ آپ وہی نبی اُمی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کرتے تھے اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے راکب الحمار سے عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ہے اسی طرح راکب الجمل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی نبوت و رسالت کا اس درجہ یقین ہے کہ عینی مشاہدہ کے بعد بھی میرے یقین اور اذعان میں اضافہ نہ ہوگا۔

اور آپ کے والا نامہ کو آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کا والا نامہ کا جواب لکھوایا۔

نجاشی کی طرف سے آپ کے والا نامہ کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی محمد رسول اللہ من النجاشی الاصحم بن ابجز سلام علیک یا نبی اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو الذی ھدانی للاسلام اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فما ذکرت من امر عیسی فورب السماء والارض ان عیسی ما یزید علی ما ذکرت ثفرقا انہ کما قلت و قد عرفنا ما بعثت بہ الینا و قد قربنا ابن عمک و اصحابہ فاشھد انک رسول اللہ صادقا مصدقا و قد بایعتک و بایعت ابن عمک و اسلمت علی یدیہ للہ رب العالمین و قد بعثت الیک با بنی ارھا ابن الاصحم بن الابجز فانی لا املک الا نفسی و ان شئت ان اٰتیک فعلت یا رسول اللہ فانی اشھد ان ما تقول حق والسلام علیک یا رسول اللہ

محمد رسول اللہ کی جانب نجاشی اصحم بن ابجز کی جانب سے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے پیغمبر اور رحمتیں اور برکتیں ہوں اللہ کی آپ پر۔ میں تعریف کرتا ہوں اس ایک خدا کی

جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق مرحمت فرمائی۔ یا رسول اللہ۔ آپ کا والا نامہ پہنچا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو کچھ آپ نے ذکر کیا قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی عیسیٰ علیہ السلام اس سے ذرہ برابر زیادہ نہیں بلاشبہ ان کی شان وہی ہے جو آپ نے ذکر کی جو دین دے کر آپ ہماری طرف بھیجے گئے۔ ہم نے اس کو پہچان لیا اور آپ کے ابن عم اور ان کے رفقاء کی مہمانی کی پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور تصدیق کیے ہوئے رسول ہیں۔ میں نے آپ سے اور آپ کے ابن عم سے بیعت کی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام لایا۔ آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا بن اصحم کو بھیجتا ہوں۔ میں صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اگر اشارہ ہو تو میں خود خدمت میں حاضر ہوں یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ بالکل حق ہے سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول۔

نجاشی کا اپنے بیٹے کو بھیجنا

نجاشی نے اپنے بیٹے کو حبشہ کے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن وہ کشتی راستہ میں غرق ہوگئی۔

حضورؐ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی

یہ وہی نجاشی ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے ۵ھ میں ہجرت کی اس کا نام اصحمہ ہے۔ حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور رجب ۹ھ میں اس نے وفات پائی۔ جس روز اس کا انتقال ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عیدگاہ میں صحابہ کے ہمراہ جا کر نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

دوسرے نجاشی کی طرف حضور ﷺ کا نامۂ مبارک

اس کی وفات کے بعد جو دوسرا نجاشی اس کا جانشین ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا ایک خط اس کے نام بھی روانہ فرمایا۔ جس کو بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی النجاشی الاصحم عظیم الحبشة سلام علی من اتبع الھدی و امن باللہ و رسولہ وشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لم یتخذصاحبة ولا ولدا وان محمدا عبدہ و رسولہ و ادعوک بدعایة اللہ فانی انا رسولہ فاسلم تسلم یااھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ان لانعبد الا اللہ و لانشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون فان ابیت فعلیک اثم النصاری من قومک

از جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطرف نجاشی عظیم حبشہ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کے بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور گواہی دے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں تجھ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اسلام لا سلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک صاف اور سیدھی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر روگردانی کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے نجاشی اگر تو نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

دوسرے نجاشی کا اسلام ثابت نہیں

اس نجاشی کا اسلام ثابت نہیں ہوا اور نہ اس کا نام معلوم ہوا۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ نجاشی اس نجاشی کے علاوہ ہے کہ جو حضرت جعفر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ بعض لوگوں کو التباس ہو گیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا۔ صحیح مسلم کی روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی دو ہیں۔ اس دوسرے خط میں جو نجاشی کے ساتھ اصحم کا لفظ مذکور ہے وہ راوی کا وہم ہے۔ اصحم پہلے نجاشی کا نام ہے۔ راوی نے دونوں کو ایک سمجھ کر اس خط میں بھی اصحم کا لفظ غلطی سے بڑھا دیا۔

مقوقس شاہِ مصر واسکندریہ کے نام حضور ﷺ کا نامہ مبارک

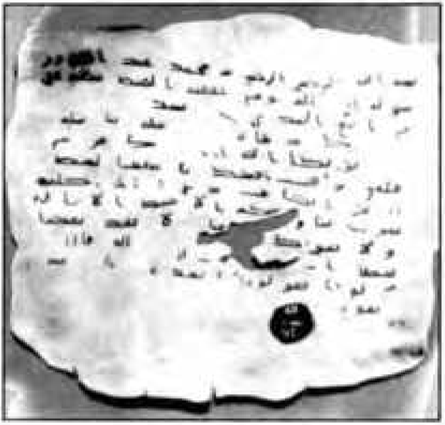

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد عبداللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون.

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے مقوقس عظیم قبط کے نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لا سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے اس دعوت سے اعراض کیا تو تمام قبط کے حق نہ قبول کرنے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے مابین مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور ہم میں کا بعض بعض کو سوائے خدا کے رب نہ بنائے پس اگر اس سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

حضرت حاطبؓ کا بادشاہ تک والا نامہ پہنچانا

مہر لگا کر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ لے کر شاہ مصر کے پاس روانہ ہوں۔ حاطبؓ آپ کا والا نامہ لے کر روانہ ہوئے اول مصر پہنچے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ اسکندریہ میں ہے۔ اسکندریہ پہنچے دیکھا کہ بادشاہ ایک جھروکے میں بیٹھا ہوا ہے جو لب دریا واقع ہے۔ نیچے سے وہ نامہ مبارک اشارہ سے بتلایا۔ بادشاہ نے اندر بلانے کا حکم دیا۔ حاطبؓ اندر پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پیش کیا۔ تو تکریم اور عظمت کے ساتھ آپ کے والا نامہ کو لیا اور پڑھا۔

مقوقس کے سوالات

حضرت حاطب راوی ہیں کہ اس کے بعد شاہ اسکندریہ نے بطور مہمان مجھ کو ایک مکان میں ٹھہرا دیا۔ ایک روز تمام بطارقہ یعنی زعماء اور قائدین کو جمع کر کے مجھ کو بلایا اور یہ کہا کہ میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں سمجھ کر جواب دینا۔ حاطبؓ نے کہا بہتر ہے۔ مقوقس نے کہا جن کا تم خط لے کر آئے ہو کیا وہ نبی نہیں ہیں۔ حاطبؓ نے کہا کیوں نہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول ہیں۔ مقوقس نے کہا اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم نے ان کو مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق میں بددعا کیوں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جائے۔

حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے رسول نہ تھے۔ مقوقس نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول تھے۔ حاطبؓ نے کہا کہ جب وہ اللہ کے رسول تھے تو جس وقت ان کے دشمنوں نے ان کو سولی دینے کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح نے اس وقت ان کے حق میں کیوں بددعا نہ کی کہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کر دیتا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ مقوقس نے کہا بے شک تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس آیا ہے۔

حضرت حاطبؓ کا مقوقس سے خطاب

مقوقس۔ حضرت حاطب کے اس حکیمانہ جواب کو سن کر خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت حاطب نے بادشاہ کو مخاطب کر کے یہ تقریر فرمائی۔

آپ کو معلوم ہے کہ ایک شخص اس شہر مصر میں پہلے گزرا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں ہی رب اعلیٰ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا اور سزا دی اور ہلاک اور برباد کیا۔ تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں۔ ایک دین ہے جو تمہارے دین سے کہیں بہتر ہے وہ دین اسلام ہے جس کے متعلق خداوند ذوالجلال نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ تمام ادیان اس کے سامنے مضمحل ہو جائیں گے۔ اس پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہو کر لوگوں کو اس دین کی دعوت دی۔ اس بارے میں قریش سب سے زیادہ سخت اور یہود سب سے زیادہ دشمن اور نصاریٰ سب سے زیادہ قریب ثابت ہوئے۔ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینا بعینہ ایسا ہی ہے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں اور ہمارا تم کو قرآن کی طرف بلانا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ تم اہل تورات کو انجیل کی طرف بلاتے ہو۔ جو قوم کسی نبی کو پائے وہ قوم اس نبی کی امت ہے ان کے ذمہ لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں اور اے بادشاہ تو بھی انہیں لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اس نبی کا زمانہ پایا ہے۔ ہم تم کو دین مسیحی سے روکتے نہیں بلکہ حکم دیتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اتباع کرو۔

مقوقس کا حضرت حاطب کو جواب

مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور وفکر کیا تو یہ پایا کہ وہ پسندیدہ چیزوں کا حکم دیتے ہیں اور ناپسند چیزوں سے منع کرتے ہیں قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے اور قابل رغبت چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ جادوگر اور گمراہ نہیں۔ کاہن اور جھوٹے نہیں۔ نبوت کی علامتیں ان میں پاتا ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا اور اس بارے میں پھر غور کروں گا اور آپ کے والا نامہ کو ہاتھی دانت کے ڈبہ میں بند کر کے اپنے خازن کو حکم دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھیں۔ اور ایک کاتب کو بلا کر عربی زبان میں آپ کے والا نامہ کے جواب لکھنے کا حکم دیا جواب یہ تھا۔

مقوقس کا جوابی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی محمد بن عبداللہ من المقوقس عظیم القبط سلام علیک. اما بعد فقد قرأت کتابک وفهمت ما ذکرت فیه وما تدعو الیه وقد علمت ان نبیا قد بقی وکنت اظن ان یخرج من الشام وقد اکرمت رسولک و بعثت الیک بجاریتین لهما من القبط مکان عظیم وکسوة واهدیت الیک بغلة لترکبها والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد بن عبداللہ کے نام مقوقس سردار قبط کی جانب سے ہے۔ سلام ہو آپ پر۔ اما بعد۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھا اور اس کے مضمون کو اور اس چیز کو جس کی طرف آپ نے دعوت دی ہے سمجھا۔ میں یقین جانتا ہوں کہ ایک نبی باقی رہ گیا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ شاید اس کا خروج شام سے ہو۔ میں نے آپ کے قاصد کا اکرام اور احترام کیا۔ دو باندیاں اور کچھ کپڑے اور خچر ہدیۃً آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ والسلام۔

ایک جاریہ کا نام ماریہ قبطیہ تھا۔ آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے اور دوسری کا نام سیرین تھا جو حسان بن ثابت کو عطا ہوئیں اور خچر کا نام دلدل تھا۔

مقوقس نے اسلام قبول نہیں کیا

مقوقس نے آپ کے قاصد کا اکرام و احترام کیا اور آپ کے والا نامہ کی نہایت توقیر و تعظیم کی اور اقرار کیا کہ بے شک آپ وہی نبی ہیں جن کی انبیاء سابقین نے بشارت دی

ہے لیکن ایمان نہیں لایا۔ نصرانیت پر قائم رہا۔ حاطب بن ابی بلتعہ جب آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا تو یہ ارشاد فرمایا کہ ملک اور سلطنت کی وجہ سے اسلام نہیں قبول کیا اور اس کا ملک اور سلطنت باقی نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ مصر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے فتح کیا۔

مقوقس کی حضرت مغیرہؓ سے گفتگو

مقوقس اس سے پیشتر آپ کے حالات مغیرہ بن شعبہ سے معلوم کر چکا تھا۔ مغیرہ مشرف باسلام ہونے سے پہلے بنی مالک کے چند آدمیوں کے ساتھ مقوقس کے پاس گئے تھے۔ اس وقت مقوقس نے ان لوگوں سے آپ کے حالات دریافت کیے۔ مغیرہ نے کہا وہ بالکل ایک نیا دین لے کر آئے ہیں جو ہمارے آبائی اور جدی دین کے بھی خلاف ہے اور بادشاہ کے دین کے بھی خلاف ہے۔

مقوقس: ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

مغیرہ: اکثر نوجوانوں نے ان کا اتباع کیا اور بوڑھوں نے مخالفت کی اور مخالفین سے لڑائی کی نوبت آئی، کبھی فتح ہوئی اور کبھی شکست۔

مقوقس: وہ کس چیز کی طرف تم کو بلاتے ہیں۔

مغیرہ: ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ جن بتوں کی ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔

مقوقس: کیا نماز کے لیے کوئی وقت اور زکوٰۃ کے لیے کوئی مقدار معین ہے۔

مغیرہ: دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

بیس مثقال ہونے میں نصف مثقال یعنی مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

مقوقس: زکوٰۃ لے کر کیا کرتے ہیں۔

مغیرہ: فقراء اور مساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں صلہ رحمی اور ایفاء عہد کا حکم کرتے ہیں زنا اور سود اور شراب کو حرام بتاتے ہیں۔ غیر اللہ کے نام پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔

مقوقس:۔ بیشک وہ نبی مرسل ہیں۔ تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی انہی باتوں کا حکم دیتے تھے۔ اور اس سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی انہیں باتوں کی تلقین فرماتے تھے اور انجام کار آپ ہی کو غلبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی آپ کا مزاحم نہ رہے گا اور خشکی و سمندر کی انتہا تک آپ کا دین پہنچے گا۔

مغیرہ: ساری دنیا بھی اگر آپ پر ایمان لے آئے تو ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔

مقوقس: تم لوگ نادان اور بے عقل ہو۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان کا نسب کیسا ہے۔

اچھا ان کی سچائی اور راستی کے متعلق کچھ بیان کرو۔

مغیرہ: ان کی سچائی اور راستی ہی کی وجہ سے سارا عرب ان کو امین پکارتا ہے۔

مقوقس: تم اس بارے میں غور اور فکر کرو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں سے سچ بولے اور خدا پر جھوٹ بولے۔ نیز یہ بتاؤ کہ ان کے پیرو اور اتباع کس قسم کے لوگ ہیں۔

مغیرہ:۔ نوجوان۔

مقوقس:۔ آپ سے پیشتر جس قدر انبیاء گزرے ان کے اتباع کرنے والے اکثر نوجوان ہی ہوئے ہیں۔ بعد ازاں یہ دریافت کیا کہ یثرب کے یہودیوں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ وہ لوگ اہل تورات ہیں۔

مغیرہ:۔ مخالفت کی آپ نے ان میں سے کسی کو قتل کیا اور کسی کو قید اور کسی کو جلا وطن۔

مقوقس:۔ یہود حاسد قوم ہے یہود نے آپ پر حسد کیا ورنہ وہ ہماری طرح آپ کو خوب پہچانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ کا بڑے پادری سے سوال

مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ہم محل سے باہر آ گئے اور اپنے دلوں میں یہ کہا کہ شاہان عجم بھی آپ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ آپ سے بہت دور ہیں اور ہم تو آپ کے رشتہ دار اور پڑوسی ہیں ہم اب تک آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے حالانکہ آپ نے ہم کو ہمارے گھروں پر آ کر بلایا۔ یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی اور میں اسکندریہ ہی میں ٹھہر گیا کوئی گرجا ایسا نہ چھوڑا کہ میں اس میں نہ گیا ہوں اور وہاں کے پادریوں سے آپ کی صفت اور شان

دریافت نہ کی ہو یہاں تک میں ان کے اسقف اعظم (بڑے پادری) سے ملا جو بڑا عابد و زاہد تھا لوگ مریضوں کو اس کے پاس دعا کرانے کے لئے لاتے تھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا ابھی کسی نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے۔

پادری کا جواب

اس نے یہ جواب دیا۔

نعم هو آخر الانبياء ليس بينه و بين عيسىٰ بن مريم احد و هو نبي مرسل و قد امرنا عيسى باتباعه و هو النبي الامي العربي اسمه احمد ليس بالطويل ولا ابيض ولا بالآدم يعفى شعره و يلبس ما غلظ من الثياب و يجتزئ بما لقي من الطعام سيفهٔ على عاتقه ولا يبالي بمن لاقى يباشر القتال بنفسه و معه اصحابه يفدونه بانفسهم هم له اشد حبا من اولادهم يخرج من ارض حرم و ياتي الى حرم يهاجر الى ارض سباخ و نخل يدين بدين ابراهيم عليه السلام

ہاں وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں وہ نبی مرسل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ان کے اتباع کا حکم دیا وہ نبی امی عربی ہیں نام ان کا احمد ہے نہ دراز قد ہیں نہ پست قامت بلکہ میانہ قد ہیں۔ آنکھوں میں ان کی سرخی ہے نہ بالکل سفید ہیں نہ بالکل گندمی۔ بال ان کے زیادہ ہوں گے موٹے کپڑے پہنیں گے جتنا کھانا میسر آ جائے گا اسی پر اکتفا اور قناعت کریں گے۔ تلوار ان کے کاندھے پر ہوگی کسی مقابلہ کی پرواہ نہ کریں گے۔ خود جہاد و قتال کریں گے۔ ان کے اصحاب ان کے ساتھ ہوں گے۔ جو دل و جان سے ان پر فدا ہوں گے۔ اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے۔ وہ نبی حرم (مکہ) میں ظاہر ہوگا اور حرم کی طرف ہجرت کرے گا وہ زمین شور اور نخلستانی ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہوگا۔

پادری کا حضورؐ کی صفات بیان کرنا

مغیرہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی کچھ اور صفات بیان کرو اس نے کہا کہ آپ ازار بند ہوں گے۔ اپنے اطراف اور اعضاء کو دھوئیں گے۔ یعنی وضو کریں گے۔ آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے وہ صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ تمام عالم کی طرف مبعوث ہوں گے۔ تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد اور طہور ہوگی۔ جہاں نماز کا وقت آ جائے گا وہاں پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرکے نماز ادا کریں گے۔ بنی اسرائیل کی طرح کنیسہ اور گرجا کے پابند نہ ہوں گے کہ کلیسا کے سوا کہیں دوسری جگہ نماز ہی درست نہ ہو۔

حضرت مغیرہؓ کا اسلام لانا

مغیرہ کہتے ہیں کہ تمام باتیں میں نے خوب غور سے سنیں اور یاد رکھا اور واپس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کا حلقہ بگوش بنا۔

منذر بن ساویٰ شاہ بحرین کے نام نامۂ مبارک

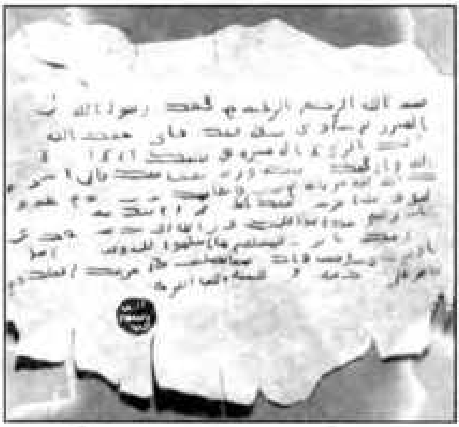

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر ساوی کی طرف دعوت اسلام کا خط دے کر روانہ فرمایا۔

قاصد نبوی کی بادشاہ سے گفتگو

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ لے کر منذر کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے یہ کہا۔

اے منذر۔ دنیا میں تو بڑا عاقل اور ہوشیار ہے۔ آخرت کے بارے میں نادان اور ذلیل نہ بن۔ یہ مجوسیت (آتش پرستی) بدترین مذہب ہے۔ نہ اس میں عرب کا سا شرف اور کرم ہے اور نہ اہل کتاب کا سا علم۔ اس مذہب والے ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے ذکر تک سے حیا اور شرم آتی ہے۔ اور ان چیزوں کو کھاتے ہیں جن کے کھانے سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ دنیا میں اس آگ کی پرستش کرتے ہیں جو قیامت کے دن ان کو کھائے گی۔ اے منذر تو بے عقل اور نادان نہیں۔ تو خوب سوچ لے اور غور کرلے۔ جو ذات کبھی جھوٹ نہیں بولتی اس کی تصدیق کرنے اور اس کو صادق اور راست باز سمجھنے میں تجھ کو کیا رکاوٹ ہے اور جو ذات کبھی خیانت نہیں کرتی اس کے امین سمجھنے میں اور جو ذات کہ اس کی بات میں کبھی خلاف نہیں ہوتا اس پر وثوق اور اعتماد کرنے میں تجھ کو کیا تردد ہے۔ اگر آپ کی ذات بابرکات ایسی ہی ہے اور یقیناً ایسی ہے تو سمجھ لے کہ وہ بلاشبہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے رسول ہیں کہ جس چیز کے کرنے کا آپ نے حکم دیا۔ اس کے متعلق کوئی ذی عقل یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز سے منع فرماتے اور جس چیز کے کرنے سے آپ نے منع فرمایا اس کے متعلق کوئی ذی عقل و ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز کے کرنے کا حکم دیتے۔ یا جس چیز کو جس حد تک آپ نے معاف فرمایا اس سے زیادہ معاف فرماتے یا جس چیز کی آپ نے جو سزا تجویز فرمائی اس میں کوئی تخفیف یا کمی فرماتے۔ اس لئے کہ آپ کا ہر امر اور ہر نہی اور آپ کا ہر ارشاد اہل عقل اور اہل نظر کی عین تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔

بادشاہ کا حضرت علاءؓ کو جواب

منذر نے کہا میں جس دین پر ہوں میں نے اس میں غور کیا تو اس کو فقط دنیا کے لئے پایا۔

آخرت کے لئے نہیں اور تمہارے دین میں نظر اور فکر کی تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے پایا۔ پس مجھ کو اس دین کے قبول کرنے سے کیا شے مانع ہے کہ جس کے قبول کرنے سے زندگی کی تمنائیں اور موت کی راحت حاصل ہوتی ہو اب تک میں اس شخص پر تعجب کرتا تھا جو اس دین (اسلام) کو قبول کرے اور اب اس پر تعجب کرتا ہوں کہ جو اس دین برحق کو رد کرے۔

بادشاہ کا مسلمان ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جوابی عریضہ بھیجنا

منذر مشرف باسلام ہوا اور آپ کے والا نامہ کا یہ جواب لکھوایا۔

اے رسول اللہ میں نے آپ کا والا نامہ اہل بحرین کو سنا دیا۔ بعضوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں داخل ہوئے اور بعضوں نے ناپسند کیا اور میرے ملک میں یہودی اور مجوسی رہتے ہیں اس بارے میں آپ اپنا حکم صادر فرمائیں۔

حضور ﷺ کا جواب

آپ نے یہ جواب لکھوا کر بھیجا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے منذر بن ساوی کی طرف۔ سلام ہو تم پر۔ میں تیری طرف اس خدائے پاک کی حمد پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ بعد ازاں میں تم کو اللہ عز وجل کی یاد دلاتا ہوں اس لئے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ خیر خواہی اور وفاداری کرے وہ حقیقت میں اپنی ذات کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ان کے حکم کا اتباع کیا پس تحقیق اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی خیر خواہی کی۔ میرے قاصدوں نے آ کر تمہاری تعریف و توصیف کی میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی۔ پس وہ املاک مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائے ہیں۔ اور خطا کاروں کو میں نے معاف کیا اس سے اسلام یا توبہ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست رہو گے ہم تم کو معزول نہ کریں گے اور جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے تو اس پر جزیہ ہے۔

شاہِ عمان کے نام نامۂ مبارک

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد بن عبدالله و رسوله الی جیفر وعبد ابنی الجلندی سلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد فانی ادعوکما بدعایة الاسلام اسلما تسلما فانی رسول الله الی الناس کافة لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین و انکما ان اقررتما بالاسلام ولیتکما و ان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل عنکما و خیلی تحل بساحتکما و تظهر نبوتی علیٰ ملککما.

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

یہ خط ہے محمد بن عبداللہ رسول اللہ کی طرف سے جیفر اور عبد پسران جلندی کی طرف۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اما بعد میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔ اس لئے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اللہ کے عذاب سے اس کو کہ جو زندہ ہو اور ثابت ہو اللہ کی حجت کافروں پر تم اگر اسلام کا اقرار کرو تو تم کو تمہارے ملک پر بدستور باقی رکھیں گے ورنہ سمجھ لو کہ تمہاری سلطنت عنقریب

نازل ہونے والی ہے۔ اور میرے سوار تمہارے گھر کے آخر تک پہنچیں گے اور میری نبوت اور رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گی۔

قاصد نبوی کی شاہوں سے گفتگو

ذی قعدہ ۸ھ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے والا نامہ دے کر پسران جلندی عبید اور جعفر کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں آپ کا والا نامہ لے کر عمان پہنچا اور عبید سے ملاقات ہوئی نہایت حلیم اور بردبار اور خلیق تھے میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خط دے کر آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ عبید نے کہا کہ اعلیٰ رتبہ اور بادشاہ میرے بڑے بھائی جیفر ہیں میں آپ کو ان سے ملا دوں گا۔ یہ خط ان کے سامنے پیش کر دینا اس کے بعد مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو۔

عمرو بن العاص: ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑ دو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبید: اے عمرو بن العاص تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو بتلاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا ہم بھی اس کی اقتدا کریں گے۔

عمرو بن العاص: میرے باپ مر گئے اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور میری تمنا تھی کہ کاش وہ اسلام لاتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ ایک عرصہ تک میں انہی کی رائے پر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے سرفراز فرمایا۔

عبید: تم کب مسلمان ہوئے۔

عمرو بن العاص: چند ہی روز ہوئے۔

عبید: کہاں مسلمان ہوئے۔

عمرو بن العاص: نجاشی شاہ حبشہ کے ہاتھ پر اور نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

عبید: نجاشی کے اسلام لے آنے کے بعد اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

عمرو بن العاص: ۔ حسب سابق اس کو بادشاہت پر برقرار رکھا اور اس کے تبع اور پیرو بنے۔

عبد: ۔ اساقفہ (پادریوں) اور رہبان نے کیا کیا۔

عمرو بن العاصؓ: ۔ سب نے اس کا اتباع کیا۔

عبد: ۔ اے عمرو غور کرو کیا کہہ رہے ہو۔ خوب سمجھ لو کہ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بری خصلت نہیں اور انسان کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

عمرو بن العاص: ۔ حاشا وکلا میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہمارے دین میں جھوٹ بولنا حلال ہے۔

عبد: ۔ معلوم نہیں کہ ہرقل قیصر روم کو نجاشی کے اسلام لانے کی خبر ہوئی یا نہیں۔

عمرو بن العاص: ۔ ہرقل کو نجاشی کے مسلمان ہونے کا علم ہے۔

عبد: ۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔

عمرو بن العاص: ۔ نجاشی قیصر روم کو خراج ادا کرتا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد خراج دینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر قیصر روم مجھ سے ایک درہم بھی مانگے تو وہ بھی نہ دوں گا۔ قیصر روم کو جب نجاشی کی یہ بات پہنچی تو قیصر روم خاموش ہو گیا۔ قیصر کی خاموشی کو دیکھ کر قیصر روم کے بھائی نیاق نے نہایت غصہ سے یہ کہا کہ کیا آپ اپنے اس غلام حبشی نجاشی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے کہ خراج بھی ادا نہ کرے اور آپ کا مذہب چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لے۔ قیصر نے کہا نجاشی کو اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے اس نے اس دین کو پسند کیا خدا کی قسم اگر مجھ کو اپنی سلطنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی یہی دین اختیار کرتا۔

عبد: ۔ بہت متعجب ہو کر ۔ اے عمرو کیا کہہ رہے ہو۔

عمرو بن العاصؓ: ۔ خدا کی قسم میں نے بالکل سچ کہا ہے۔

عبد: ۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں۔

عمرو بن العاصؓ: ۔ اللہ عز وجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی معصیت اور نافرمانی سے منع فرماتے ہیں۔ بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم اور تعدی زنا اور شراب خوری بت پرستی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔

عبد: کیا ہی اچھی دعوت اور کیا ہی عمدہ تلقین ہے۔ کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور دونوں مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں۔ لیکن ممکن ہے کہ میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔

عمرو بن العاصؓ: اگر اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بادشاہت کو بدستور برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے امراء اور اغنیاء سے صدقات وصول کریں اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین پر ان کو تقسیم کریں۔

عبد: یہ تو نہایت عمدہ بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں۔

عمرو بن العاصؓ: میں نے تفصیلاً بتایا کہ سونے اور چاندی میں اتنی زکوٰۃ لی جاتی ہے اور اونٹ اور بکریوں میں اتنی۔

عبد اور جیفر کا مسلمان ہونا

بعد ازاں عبد نے مجھ کو اپنے بھائی جیفر کے سامنے پیش کیا میں نے آپ کا والا نامہ سربمہر اس کو دیا۔ مہر کھول کر اس کو پڑھا اور مجھ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور قریش کا کچھ حال دریافت کیا۔ ایک دو روز کے تامل کے بعد جیفر بھی اسلام پر آمادہ ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک روز اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اصل بادشاہ ان کا باپ جلندی تھا۔ شاید بوڑھے ہونے کی وجہ سے سلطنت بیٹوں کے سپرد کر دی ہو۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ کو جلندی کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا ممکن ہے کہ آپ نے عمرو بن العاصؓ کو باپ اور بیٹوں سب کی طرف روانہ فرمایا ہو۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کی جلندی کو دعوت

علامہ سہیلی لکھتے ہیں: عمرو بن العاصؓ نے جلندی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔

اے جلندی تو اگرچہ ہم سے بہت دور ہے لیکن اللہ عزوجل سے دور نہیں جس ذات

پاک نے تجھ کو بلا کسی شریک کے تنہا پیدا کیا تو تنہا اسی کی عبادت کر اور جو ذات تیرے پیدا کرنے میں خدا کی شریک نہیں تو اس خدا کی عبادت میں شریک نہ کر اور یقین رکھ کہ جس خدا نے تجھ کو زندہ کیا ہے وہ تجھ کو موت دینے والا ہے اور جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کی وہی پھر تم کو اپنی طرف لوٹائے گا۔ پس اس نبی امی کے بارے میں خوب غور اور فکر کرلو کہ جو دنیا اور آخرت کی بھلائی اور بہبودی لے کر آیا ہے۔ اگر وہ تم سے کسی قسم کا کوئی اجر اور معاوضہ چاہتے ہوں تو وہ روک لو اور اگر ان کے کسی قول اور فعل میں ہوائے نفسانی کا شائبہ محسوس کرو تو اس کو چھوڑ دو پھر آپ کے لائے ہوئے دین میں غور کرو۔ کہ آپ کا دین لوگوں کے خود ساختہ قوانین کے مشابہ ہے یا نہیں۔ اگر آپ کی شریعت اور آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ ہے تو بتلاؤ کس کے مشابہ ہے اور اگر آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ نہیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے پس اس کو قبول کرو اور جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس سے ڈراتا ہے اس سے ڈرو۔

جلندی کا جواب

جلندی نے کہا میں نے اس نبی امی کے بارے میں غور کیا۔ بے شک وہ کسی خیر اور بھلائی کا حکم نہیں دیتے مگر سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے وہ خود ہوتے ہیں اور کسی برائی سے منع نہیں کرتے مگر سب سے پہلے خود اس کے ترک کرنے والے ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں۔ عہد کو پورا کرتے ہیں وعدہ کی وفا کرتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ نبی ہیں۔

رئیسِ یمامہ ہوذہ بن علی کے نام نامۂ مبارک

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الیٰ ھوذۃ بن علی سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ و اعلم ان دینی سیظھر الیٰ منتھی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لک ماتحت یدیک

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

یہ خط ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوذہ بن علی کے نام۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے معلوم کر لو کہ میرا دین وہاں تک پہنچے گا جہاں اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور تمہارے مقبوضات پر تم کو بدستور برقرار رکھیں گے۔

قاصد نبوی کی ہوذہ سے گفتگو

سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ ہوذہ نے آپ کا والا نامہ پڑھا اور [illegible]

سلیط کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اتارا۔ سلیط رضی اللہ عنہ نے ہوذہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے ہوذہ تجھ کو پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں نے سردار بنا دیا ہے اور حقیقت میں سردار وہ ہے کہ جو ایمان سے متمتع ہوا اور تقویٰ کا توشہ لیا۔ میں تجھ کو ایک بہترین شی کا حکم کرتا ہوں اور ایک بدترین شی سے تجھ کو منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے منع کرتا ہوں اگر تو اس کو قبول کرے تو تیری تمام امیدیں بر آئیں گی اور خوف سے مامون ہوگا اور اگر انکار کرتا ہے تو قیامت کا ہولناک منظر ہمارے اور تیرے درمیان سے اس پردہ کو اٹھا دے گا۔

ہوذہ کا واپسی جواب

ہوذہ نے کہا مجھے مہلت دیجئے کہ میں سوچ لوں اور بعد ازاں آپ کے والا نامہ کا یہ جواب لکھوایا۔

ما احسن ما تدعو الیه واجمله والعرب تهاب مکانی فاجعل الی بعض الامر اتبعک

جس چیز کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ کیا ہی خوب اور بہتر ہے عرب میرے رعب داب اور مرتبہ سے ڈرتے ہیں آپ مجھے کچھ اختیار دے دیجئے میں آپ کا اتباع کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

چلتے وقت حضرت سلیط کو ہدیہ اور تحفہ دیا اور کچھ ہجر کے بنے ہوئے کپڑے دیئے مدینہ پہنچ کر آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کی قسم اگر ایک بالشت زمین بھی مانگے تو نہ دوں گا وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی ہلاک ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبرئیل امین نے آکر آپ کو ہوذہ کے مرنے کی خبر دی آپ نے صحابہ کو یہ خبر سنا کر فرمایا کہ یمامہ میں عنقریب ایک کذاب ظاہر ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کرے گا اور میرے بعد قتل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

امیرِ دمشق حارث غسّانی
کے نام
نامۂ مبارک

نامہ مبارک کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول الله الى الحارث بن ابي شمر سلام على
من اتبع الهدى و امن بالله و صدق فاني ادعوك الى ان
تؤمن بالله وحده لا شريك

نامہ مبارک کا اردو ترجمہ

محمد اللہ کے رسول کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کے احکام کی تصدیق کرے۔ میں تجھ کو دعوت دیتا ہوں اس بات کی کہ تو ایمان لائے اس ایک خدا پر جس کا کوئی شریک نہیں اگر تو ایمان لے آیا تو تیری سلطنت باقی رہے گی۔

حارث کے دربان کا مسلمان ہونا

شجاع بن وہب اسدی یہ نامہ لے کر دمشق پہنچے۔ حارث غسانی اس وقت قیصر روم

کے لئے سامان ضیافت مہیا کرنے میں مشغول تھا۔ قیصر اس زمانہ میں فارس پر فتح یابی کے شکریہ میں حمص سے پاپیادہ چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ انتظار میں کئی روز گزر گئے مگر حارث سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں نے حارث کے دربان سے ذکر کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں' دربان نے کہا کہ بادشاہ ایک دو روز میں برآمد ہوں گے۔ اس وقت ملاقات ہو سکے گی۔ دربان روم کا رہنے والا تھا نام اس کا مری تھا۔ اس نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرتا جاتا تھا اور وہ روتا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سن کر کہا میں نے انجیل پڑھی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور اوصاف پاتا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ حارث مجھ کو ہلاک کر ڈالے گا اور میرا نہایت اکرام اور احترام کیا اور نہایت اچھی مہمانی کی۔

حارث کی گستاخی

ایک روز حارث برآمد ہوا تاج پہن کر بیٹھا اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ حضرت شجاع بن وہبؓ نے آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ حارث اس کو پڑھ کر برہم ہوا اور آپ کے والا نامہ کو پھینک دیا اور غضب ہو کر کہا وہ کون شخص ہے جو میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں ابھی خود اس کی طرف جانے والا ہوں اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا اور ایک خط اس مضمون کا قیصر روم کے نام روانہ کیا۔ قیصر روم کا جواب یہ آیا کہ اپنا ارادہ ملتوی کر دو۔ قیصر روم کا جواب آنے کے بعد حضرت شجاعؓ کو بلایا اور دریافت کیا کہ واپسی کا کب ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کل ارادہ ہے۔ حارث نے آپ کو سو مثقال سونا ہدیہ پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ نذرانہ پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا۔

قاصد نبوی کی واپسی

میں واپس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اس کا ملک ہلاک ہوا۔ بعد ازاں میں نے مری کا سلام پہنچایا اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہ بیان کیا آپ نے فرمایا سچ کہا۔

باب ۵

غزوات

غزوۂ خیبر ۔ عمرۃ القضاء
غزوۂ موتہ ۔ فتح مکہ مکرمہ وغیرہ

غَزوۂ خیبَر

محرم الحرام سنہ ۷ھ

فتوحات کی بشارت

وعدكم الله مغانم كثيرة تأخذونها فعجل لكم هذه (سورۂ فتح)

وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا جن کو تم لوگے پس یہ خیبر کی فتح اللہ تعالیٰ نے تم کو جلدی دے دی۔

بیعت رضوان کا انعام فتح خیبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ سے واپس ہوئے تو واپسی میں سورۂ فتح نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے عموماً اور بیعۃ الرضوان کرنے والوں سے خصوصاً یہ وعدہ فرمایا کہ تم کو بہت سی فتوحات ہوں گی اور بہت سی غنیمتیں ملیں گی اور بالفعل اس بیعۃ الرضوان کے انعام میں فتح خیبر دی اور فتح مکہ جو اس وقت ہاتھ نہ لگی سمجھو کہ وہ بھی مل ہی چکی ہے اور آئندہ چل کر تم کو اور بھی فتوحات نصیب ہوں گی جن کا علم ہم کو ہے چنانچہ آیت مذکورہ میں فعجل لكم هذه سے خیبر ہی کی فتح مراد ہے۔

خیبر پر چڑھائی کا حکم

چنانچہ آپ حدیبیہ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور ذی الحجہ اور محرم کے شروع میں مدینہ ہی میں مقیم رہے اسی اثناء میں حضور پرنور کو یہ حکم ہوا کہ خیبر پر چڑھائی کریں جہاں غدار یہود آباد تھے اور جو بد عہدی کر کے جنگ احزاب میں کفار مکہ کو مدینہ پر چڑھا کر لائے تھے۔

منافقین کو ساتھ نہ لے جانے کا حکم

حق تعالیٰ نے حضور پرنور کو یہ خبر دیدی کہ فتح خیبر کی بشارت سن کر منافقین بھی آپ

سے استدعا کریں گے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ سفر میں چلتے ہیں اللہ کا حکم یہ ہے کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ اس سفر میں ہرگز نہ جائیں۔

اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوها ذرونا نتبعکم یریدون ان یبدلوا کلٰم اللہ قل لن تتبعونا کذٰلکم قال اللہ من قبل فسیقولون بل تحسدوننا بل کانوا لا یفقهون الا قلیلاً

جو لوگ سفر حدیبیہ میں پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم خیبر کی غنیمتیں لینے چلو گے تو یہ لالچی لوگ تم سے یہ کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ تمہارے ساتھ خیبر چلیں۔ حق تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم اور اس کے وعدہ کو بدل ڈالیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے یہ حکم دے دیا ہے پھر یہ اہل طمع یہ اعتراض کریں گے کہ تم ہم پر حسد کرتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ غنیمت میں ہم تمہارے شریک نہ ہوں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ صحابہ کرام کے قلوب حسد اور حرص سے پاک ہیں بلکہ یہی لوگ بات کو بہت ہی کم سمجھتے ہیں جن حضرات کی نظر میں پوری دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی ہو ان کے متعلق حسد کا تصور ہی نادانی ہے۔

خیبر کی طرف روانگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کچھ قیام کے بعد اخیر ماہ محرم الحرام ۷ھ میں چودہ سو پیادوں اور دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف خروج فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔

حضرت عامر کے لئے بشارت

صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو عامر بن اکوعؓ مشہور شاعر یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے آگے تھے۔

اللهم لولا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

اے اللہ اگر تو ہدایت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ کوئی صدقہ اور خیرات کر سکتے اور نہ ایک نماز پڑھ سکتے۔

فاغفر فداءً لک ما القينا والقين سكينة علينا

اے خدا ہم تجھ پر فدا اور قربان ہیں جو احکام ہم نہیں بجا لا سکے ان کو معاف فرما اور خاص سکینت اور طمانینت ہم پر نازل فرما تاکہ قلب کو سکون اور چین حاصل ہو اور ہر قسم کی پریشانی اور بے چینی دل سے دور ہو۔

وثبت الاقدام ان لاقينا انا اذا صيح بنا اتينا

اور دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔ ہم کو جب جہاد و قتال کے لئے پکارا جاتا ہے تو دوڑ کر پہنچتے ہیں۔

وبالصياح عولوا علينا اور پکار کر ہم سے استغاثہ کیا ہے۔

مسند احمد میں بعض کلمات رجزیہ اور زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

ان الذين قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنة ابينا

تحقیق جن لوگوں نے ہم پر ظلم اور تعدی کی جب وہ ہم کو کفر اور شرک کے کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے۔

ونحن عن فضلك ما استغنينا

اے پروردگار ہم تیرے فضل و کرم سے مستغنی اور بے نیاز نہیں۔

حضرت سلمہؓ کے لئے بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی پڑھنے والا کون ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن اکوعؓ ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا پروردگار تیری مغفرت فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شخص ضرور شہید ہوتا۔ اسی بنا پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ اس کے لئے تو جنت واجب ہوگئی۔ کاش آپ عامر کی شجاعت سے اور چند روز ہم کو متمتع اور منتفع ہونے دیتے۔

راستہ میں نعرہ تکبیر

راستہ میں جب ایک بلند مقام پر پہنچے تو صحابہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے اوپر رحم کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم تو اس ذات پاک کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں آپ کی سواری کے قریب تھا۔ آپ نے مجھ کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پڑھتے ہوئے سن کر عبد اللہ بن قیس کہہ کر آواز دی۔ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو جنت کا خزانہ نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہیں۔ ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی یہ کلمہ جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری شریف)

یہود غطفان کی واپسی

چونکہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ غطفان نے یہود خیبر کی امداد کے لئے لشکر جمع کیا ہے اس لئے آپ مدینہ سے چل کر مقام رجیع میں جو خیبر اور غطفان کے مابین ہے پڑاؤ ڈالا تاکہ یہود غطفان مرعوب ہو کر یہود خیبر کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ چنانچہ یہود غطفان کو جب یہ معلوم ہوا کہ خود ہماری ہی جان خطرہ میں ہے تو واپس ہو گئے۔

خیبر کے قریب دعا مانگنا

جب خیبر کے قریب پہنچے تو صحابہ کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اور یہ دعا مانگی۔

اللھم رب السمٰوٰت وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین فانا نسألک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا

آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

حملہ کی تیاری

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں رات کو پہنچے آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ رات میں کسی پر حملہ نہیں فرماتے تھے۔ صبح کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ فرماتے ورنہ حملہ فرماتے۔ اسی سنت کے مطابق خیبر میں بھی صبح کی اذان کا انتظار فرمایا۔ جب صبح کی اذان نہ سنی تو حملہ کی تیاری کی۔

یکے بعد دیگرے قلعوں کا فتح ہونا

صبح ہوتے ہی یہود کدال اور پھاوڑے لے کر اپنے کاروبار کے لئے نکلے۔ آپ کے لشکر کو بڑھتے دیکھ کر یہ کہا محمد والخمیس یعنی محمد اپنی کل فوج اور لشکر کے ساتھ آ گئے۔

لشکر کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حصے ہوتے ہیں۔

مقدمہ، میمنہ، میسرہ، قلب، ساقہ

آپ نے ان کو دیکھ کر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا۔

اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا الساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

خیبر میں یہودیوں کے متعدد قلعے تھے۔ یہود آپ کو دیکھتے ہی مع اہل و عیال کے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔ آپ نے ان کے قلعوں پر حملہ شروع کئے یکے بعد دیگرے فتح کرتے جاتے تھے۔

۱۔ قلعہ ناعم کا فتح ہونا

سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح فرمایا۔ محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قلعہ کے دامن میں تھے کہ یہودیوں نے اوپر سے ان پر ایک چکی کا پاٹ گرایا جس سے وہ شہید ہوئے۔

۲۔ قلعہ قموص کا فتح ہونا

قلعہ ناعم کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا یہ قلعہ خیبر کے قلعوں میں نہایت مستحکم تھا۔ جب اس قلعہ کا محاصرہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درد شقیقہ کی وجہ سے میدان میں تشریف نہ لا سکے۔ اس لئے نشان دے کر ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا۔ باوجود پوری جدوجہد کے قلعہ فتح نہ ہو سکا واپس آ گئے۔ دوسرے روز فاروق اعظمؓ کو نشان دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے پوری

جدوجہد سے قتال کیا لیکن بغیر فتح کئے ہوئے واپس آ گئے۔ اس روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل نشان اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ پر اس کو فتح فرمائے گا۔

حضرت علیؓ کا قلعہ فتح کرنا

ہر شخص منتظر تھا کہ دیکھئے یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے تمام شب اسی تمنا اور اشتیاق میں گزری جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ حضرت علیؓ کی آنکھیں اس وقت آشوب کی ہوئی تھیں بلا کر آنکھوں کو لعاب دہن لگایا اور دعا پڑھی۔ فوراً اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں گویا کبھی کوئی شکایت پیش ہی نہیں آئی تھی اور نشان مرحمت فرمایا اور یہ نصیحت فرمائی کہ جہاد وقتال سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو خبردار کرنا۔ خدا کی قسم اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے سے ہدایت نصیب فرمائے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت علیؓ نشان لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ ان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

مرحب کا میدان میں آنا

یہود کا مشہور و معروف بہادر و پہلوان مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا مقابلہ کے لئے نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب   شاک السلاح بطل مجرب

اہل خیبر کو خوب معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں سلاح پوش، بہادر اور تجربہ کار ہوں

عامر بن اکوعؓ اس کے مقابلے کے لئے یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔

قد علمت خیبر انی عامر   شاکی السلاح بطل مغامر

حضرت عامرؓ کے لئے دو اجر

حضرت عامرؓ نے اس کے پیر پر تلوار مارنے کا ارادہ کیا۔ تلوار پلٹ کر خود ان ہی کے گھٹنے پر لگی جس سے انہوں نے وفات پائی۔ سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو غمگین دیکھ کر سبب دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ لوگوں کا

گمان یہ ہے کہ عامر کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس لئے کہ وہ خود اپنی تلوار سے مرے۔ آپ نے فرمایا جس نے کہا غلط کہا۔ وہ بڑا مجاہد ہے اور انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت علیؓ کا مرحب کو قتل کرنا

بعد ازاں حضرت علیؓ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ　　　کلیث غابات کریہ المنظرہ

میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح نہایت مہیب ہوں۔ یہ کہہ کر اس زور سے تلوار ماری کہ مرحب کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور قلعہ فتح ہوا۔

یاسر کا قتل اور مال غنیمت

بعد ازاں مرحب کا بھائی یاسر مقابلے کے لئے آیا۔ ادھر سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑھے اور یاسر کا کام تمام کیا۔

یہ قلعہ بیس روز کے محاصرے کے بعد حضرت علی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ مال غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی ہاتھ آئے جن میں صفیہ حیی بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی اور کنانہ بن الربیع کی بیوی بھی تھیں۔

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز جب کسی قلعے پر حملہ کا ارادہ فرماتے تو اعیان مہاجرین انصار میں سے کسی کو منتخب فرماتے کہ اسلام کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر وہ قلعہ فتح کرے۔ یہ چونکہ قلعہ قموص کی فتح کی فضیلت قضائے ازلی میں حضرت علی کے ہاتھ تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور جھنڈا ان کو عطا کیا اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھے۔ یہ قدر دانی اور حوصلہ افزائی کے طور پر تھا۔ معاذ اللہ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس شخص کے سوا کوئی اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا۔

حضرت صفیہ اور ان کی دو چچازاد بہنیں اسی قلعہ قموص سے قید ہو کر آئیں جن کا قصہ آگے آئے گا اور حضرت صفیہ کے شوہر کا نام کنانہ بن ربیع تھا جو اسی غزوہ میں مارا گیا۔

۳۔ قلعہ صعب بن معاذ کا فتح ہونا

قلعہ قموص فتح ہو جانے کے بعد صعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جس میں غلہ اور چربی اور خورد و نوش کا بہت سامان تھا وہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب مسلمانوں کو کھانے پینے کی کمی ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کی دوسرے ہی روز قلعہ صعب بن معاذ فتح ہو گیا اور کھانے پینے کا بہت سامان ہاتھ آیا جس سے مسلمانوں کو مدد ملی۔

گدھوں کے گوشت کی ممانعت

اسی روز آپ نے دیکھا کہ ہر طرف آگ جل رہی ہے پوچھا کیا ہے لوگوں نے کہا کہ گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت ہے۔ کہا اہلی گدھوں کا گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نجس ہے۔ سب پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر گوشت پھینک دیں اور برتنوں کو دھو لیں اس کی اجازت ہے آپ نے فرمایا اچھا برتنوں کو دھو ڈالو۔

۴۔ حصن قلہ کا فتح ہونا

اس کے بعد یہود نے حصن قلہ میں جا کر پناہ لی یہ قلعہ بھی نہایت مستحکم تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اسی وجہ سے اس کا نام حصن قلہ تھا۔ قلہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں جو بعد میں قلعہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ یہ قلعہ تقسیم غنائم کے بعد حضرت زبیر کے حصہ میں آیا۔

تین روز تک آپ اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہے حسن اتفاق سے ایک یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابو القاسم آپ اگر مہینہ بھر بھی ان کا محاصرہ کئے رہیں تب بھی ان لوگوں کو پرواہ نہیں ان کے پاس زمین کے نیچے پانی کے چشمے ہیں رات کو نکلتے ہیں اور پانی لے کر قلعہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ آپ اگر ان کا پانی قطع کر دیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا مجبور ہو کر قلعہ سے باہر نکلے اور سخت

مقابلہ ہوا۔ دس یہودی مارے گئے اور کچھ مسلمان بھی شہید ہوئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ قلعہ قلعہ علاقہ نطاۃ کا آخری قلعہ تھا اس کی فتح کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم علاقہ شق کے قلعوں کی طرف بڑھے اس علاقہ میں سب سے اول قصر ابی کو فتح کیا جو شدید معرکہ کے بعد فتح ہوا اور مسلمان اس میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد دوسرے قلعوں کی طرف پیش قدمی کی۔

۵- یہود کا آخری مرکز وطیح اور سلالم کا فتح ہونا

حصن قموص کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ قلعات کی طرف بڑھے جب تمام قلعوں پر قبضہ ہو گیا تو اخیر میں وطیح اور سلالم کی طرف بڑھے اور بعض روایات میں الکتیبہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس سے پیشتر تمام قلعے فتح ہو چکے تھے۔ صرف یہی دو قلعے باقی تھے۔ یہود کا تمام زور انہی پر تھا۔ یہود ہر طرف سے سمٹ کر انہی قلعوں میں آ کر محفوظ ہو گئے تھے۔

یہود کا صلح کی درخواست کرنا

چودہ دن کے محاصرہ کے بعد یہودیوں نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کی یہودیوں نے ابن ابی الحقیق کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بھیجا آپ نے اس شرط پر جان بخشی کی کہ خیبر کی سرزمین کو یکلخت خالی کر دیں یعنی سب جلا وطن ہو جائیں اور سونا اور چاندی اور ہتھیار اور سامان جنگ سب یہاں چھوڑ جائیں اور کسی شے کو چھپا کر نہ لے جائیں اگر اس کے خلاف ہوا تو اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہیں۔

شرائط کی خلاف ورزی

مگر یہود باوجود اس عہد و میثاق کے پھر اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور حیی بن اخطب کا ایک چرمی تھیلہ (جس میں سب کا زر و زیور محفوظ رہتا تھا) اس کو غائب کر دیا۔ آپ نے کنانہ بن الربیع کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ تھیلہ کہاں گیا کنانہ نے کہا کہ لڑائیوں میں خرچ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا زمانہ تو کچھ زیادہ گزرا نہیں اور مال بہت زیادہ تھا یہ ابن سعد کی روایت ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سعیہ سے دریافت فرمایا۔ بیہقی اور ابن سعد

کی دوسری روایت میں ہے کہ کنانہ اور اس کے بھائی وغیرہ سے بھی دریافت کیا۔

سب نے یہی کہا کہ خرچ ہو گیا آپ نے فرمایا اگر وہ تھیلا برآمد ہو گیا تو تمہاری خیر نہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں جگہ ایک درخت کی جڑ میں دبا ہوا ہے چنانچہ وہ صحابی گئے اور مال برآمد کیا جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی اس جرم میں یہ لوگ قتل کئے گئے۔ جن میں ایک صفیہ کا شوہر بھی تھا جس کا نام کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق تھا۔

علاوہ ازیں کنانہ کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ کنانہ نے محمد بن مسلمہ کے بھائی محمود بن مسلمہ کو اسی معرکہ میں قتل کیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حوالہ کیا کہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلہ میں اس کو قتل کریں۔

قلعوں کے فتح ہونے کی ترتیب

قلعات خیبر کی فتح کی جو ترتیب اس ناچیز نے ذکر کی ہے کہ اول قلعہ ناعم فتح ہوا اور پھر قلعہ قموص اور پھر قلعہ صعب اور پھر اخیر میں قلعہ وطیح اور سلالم فتح ہوئے۔ یہ ترتیب سیرۃ ابن ہشام اور البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص ۱۹۲ تا ص ۱۹۳ ج ۴ میں مذکور ہے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں ان کے علاوہ اور قلعوں کا بھی ذکر ہے اور ترتیب فتح بھی کچھ مختلف ہے۔ علامہ حلبی سیرۃ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ علاقہ نطاۃ میں تین قلعے تھے حصن ناعم و حصن قلہ قلعات نطاۃ میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ قلعہ ناعم تھا جو یہودی قلعہ ناعم سے جان بچا کر بھاگ سکے انہوں نے نطاۃ کے دوسرے قلعہ حصن صعب بن معاذ میں جا کر پناہ لی دوسرے روز غروب آفتاب سے قبل دو دن کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔

بعد ازاں آپ نے حصن قلہ کا محاصرہ فرمایا۔ اس قلعہ کو حصن قلہ اس لئے کہتے ہیں کہ قلہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور چونکہ یہ قلعہ بعد میں حضرت زبیر کے حصہ میں آیا اس لئے اس کو قلعۃ الزبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں قلعے علاقہ نطاۃ کے تھے۔

اس کے بعد مسلمان قلعات شق کی جانب بڑھے اس علاقہ میں دو قلعے تھے۔ ایک حصن ابی دوسرا حصن بری۔ اول حصن ابی اور بعد میں حصن بری فتح ہوا۔

جب یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا تو یہودیوں نے بھاگ کر قلعات کتیبہ میں پناہ لی۔ کتیبہ

میں تین قلعے تھے۔ قموص، وطیح، سلالم۔ سب سے بڑا قلعہ قموص تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ جب یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا تب مسلمانوں نے وطیح اور سلالم کا محاصرہ کیا۔ چودہ دن کے محاصرہ کے بعد ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہم کو اور ہمارے اہل وعیال کو چھوڑ دیا جائے ہم خیبر کو چھوڑ کر نکل جائیں گے۔ آپ نے اس کو منظور فرمایا۔

حضرت صفیہ بنت حیی

اس غزوہ میں چودہ یا پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے کافر مارے گئے۔ فتح کے بعد جب مال غنیمت اور قیدی جمع کئے گئے تو ان میں صفیہ، حیی بن اخطب کی بیٹی اور کنانہ ربیع کی بیوی بھی تھیں۔ جن کی قریب ہی کی شادی ہوئی تھی۔

حیی بن اخطب، حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے تھا۔ لڑائی کے بعد جب قیدی جمع کئے گئے تو حضرت دحیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک باندی مجھ کو عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے جس باندی کو چاہو لے لو۔ حضرت دحیہ نے حضرت صفیہ کو پسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ان کے سردار کی بیٹی ہے۔ آپ ہی کے لئے مناسب ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے صفیہ کو واپس لے لیا اور ان کے معاوضہ میں حضرت صفیہ کی چچازاد بہن ان کو عنایت کی اور حضرت صفیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

فتح فدک

جب اہل فدک کو اس کی اطلاع ہوئی کہ یہود خیبر نے ان شرائط پر صلح کی ہے تو ان لوگوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجا کہ ہماری جانوں کو امان دیا جائے ہم تمام مال و اسباب چھوڑ کر یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں گے۔ آپ نے اس کو منظور فرمایا اور محیصہ بن مسعود کے واسطے سے گفتگو ہوئی چونکہ فدک بغیر کسی حملہ اور فوج کشی کے فتح ہوا اس پر نہ سوار لے جانے پڑے اور نہ پیادے۔ اس لئے فدک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں رہا اور خیبر کی طرح غانمین پر تقسیم نہیں ہوا۔

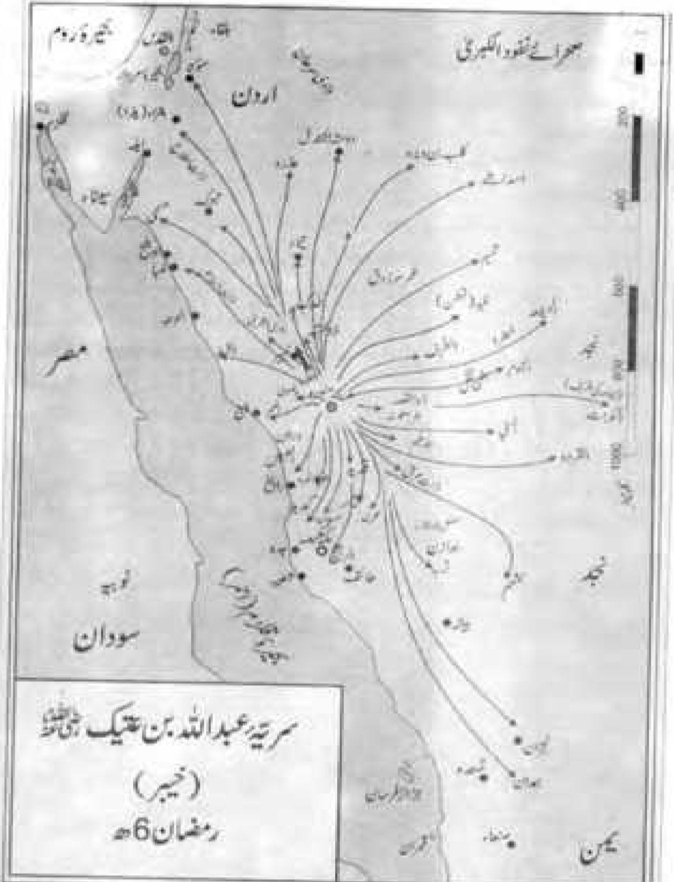
بحیرۂ روم
صحرائے النفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
سوڈان
نجد
یمن

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ

(خیبر)

رمضان 6ھ

اللھم صل علی محمد
کما تحب و ترضی لہ

[illegible]
[illegible]

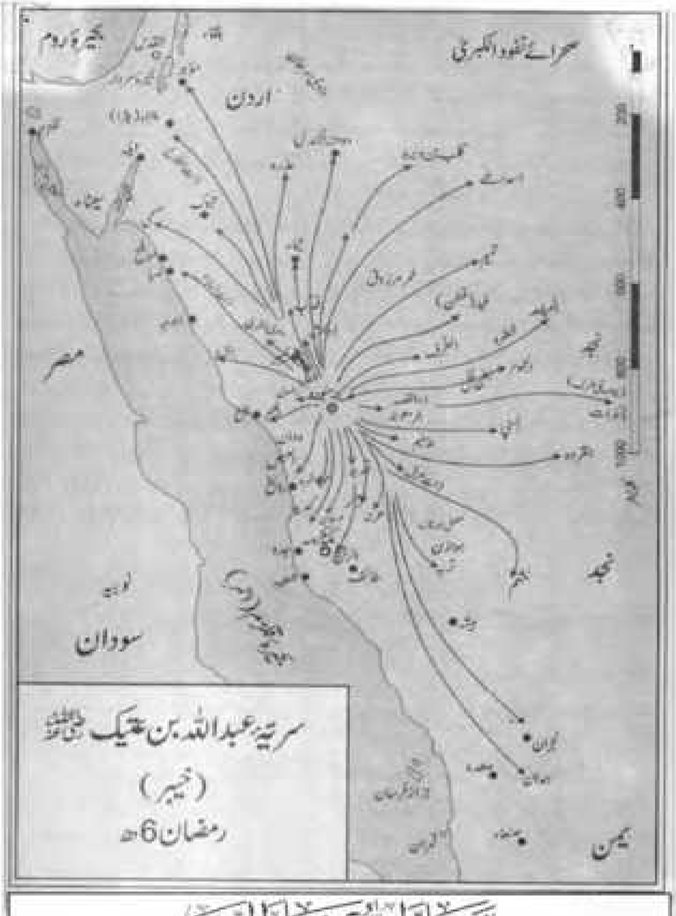
بحیرہ روم
صحرائے نفود الکبری
اردن
مصر
نجد
سوڈان
یمن

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ

(خیبر)

رمضان 6ھ

وصلی اللہ علی النبی

محمد وسلم

حضرت حسن رضی اللہ عنہ [illegible] کے بعد [illegible]
سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ([illegible])

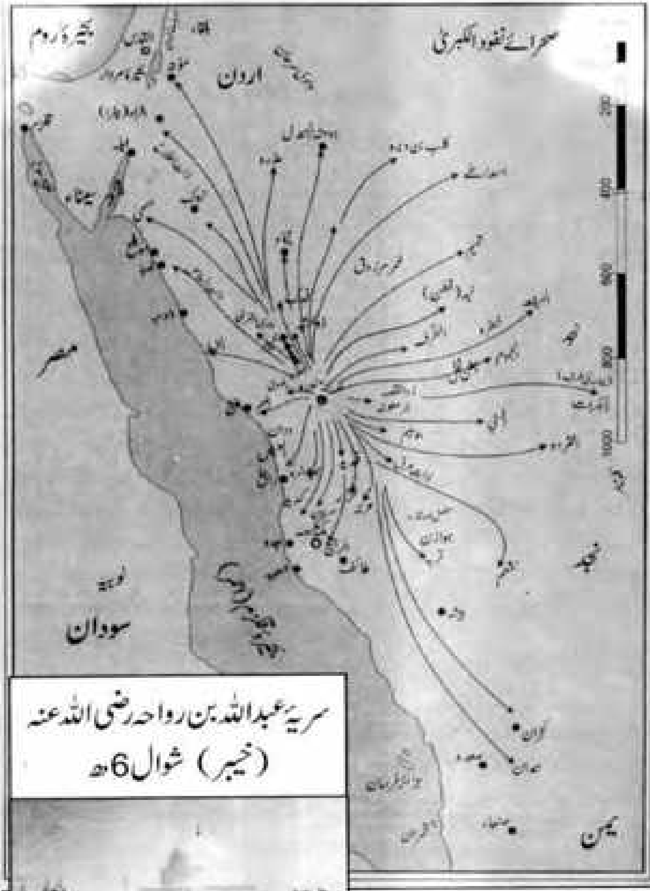
بحیرۂ روم
صحرائے نفود الکبریٰ
اردن
مصر
سودان
نجد
یمن

سریۂ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
(خیبر) شوال 6ھ

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مزار

اللّٰھم صلّ علٰی محمّدٍ
وعلٰی ابینا ابراھیم

[illegible]

[illegible]

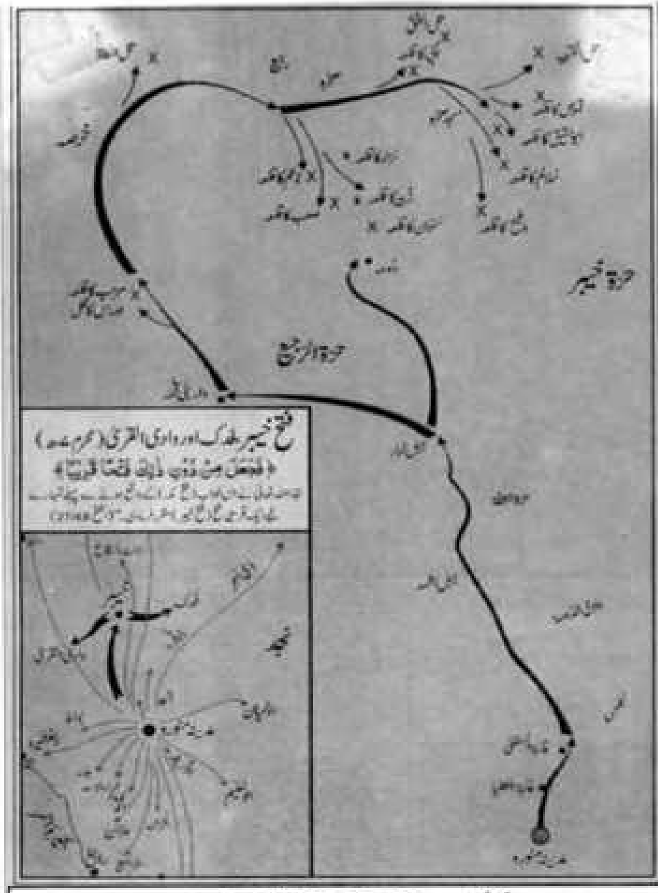

فتح خیبر، فدک اور وادی القریٰ (محرم ۷ھ)

[illegible]

[illegible]

حرۃ خیبر
مدینہ منورہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ

اس درود شریف کے بارے میں منقول ہے کہ [illegible] درود شریف
پڑھنے کے [illegible]

قلعے کی بنیادوں کے نیچے سے بہہ کر گزرنے والا میٹھے پانی کا چشمہ

قلعے کے دامن میں یہودیوں کے مکانات اور باغات (دائرے میں قلعہ وسیع اور بعض کنواں دکھایا گیا ہے

قلعے کے دامن میں یہودیوں کے مکانات اور باغات، دائرے میں قلعے کا وسیع و عریض کنواں دکھایا گیا ہے۔

خیبر کا سب سے مضبوط اور مستحکم قلعہ

قلعہ قموص کے نیچے مسجد علی کا محراب ۔ اس مقام پر حضرت علی نے مرحب کو قتل کیا تھا

زہر دینے کا واقعہ

زہر آلود گوشت کا ہدیہ

فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز خیبر ہی میں قیام فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک دن سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے ایک بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی اور اس میں زہر ملا دیا۔ آپ نے چکھتے ہی ہاتھ روک لیا۔ بشر بن براء بن معرور جو آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے انہوں نے کچھ کھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاتھ روک لو اس بکری میں زہر ملا ہوا ہے۔

زہر ملانے والی عورت کا بیان

زینب کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا؟ اس نے اقرار کیا کہ بے شک اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دے گا اور اگر آپ جھوٹے نبی کاذب ہیں تو لوگ آپ سے نجات پا جائیں گے۔

زہر ملانے والی عورت کا قتل

چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے اس لئے آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا لیکن بعد میں جب بشر بن براء بن معرور اس زہر کے اثر سے انتقال فرما گئے تو زینب بشر کے وارثوں کے حوالے کر دی گئی اور انہوں نے اس کو بشر کے قصاص میں قتل کیا۔

اس عورت کی ابتداءً قتل نہ کرنے کی وجہ

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ زینب اقرار جرم کے بعد اسلام لے آئی اور یہ کہا کہ مجھے اب آپ کا صادق ہونا بالکل واضح ہو گیا۔ آپ کو اور تمام حاضرین مجلس کو گواہ بناتی ہوں کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور اقرار کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ

کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ زہری اور سلیمان نے ابتداءً نقل کرنے کی وجہ یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ اسلام لے آئی تھی۔

خیبر کی زمین پر یہودیوں سے معاہدہ

یہودیوں کی درخواست

جب خیبر فتح ہو گیا اور زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہو گئی تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہود (حسب معاہدہ) یہاں سے جلاوطن ہو جائیں لیکن یہود نے یہ درخواست کی کہ آپ اس زمین پر ہم کو رہنے دیجئے ہم زراعت کریں گے جو پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ آپ کو ادا کیا کریں گے آپ نے یہ درخواست منظور کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح فرما دیا۔ جب تک ہم چاہیں گے اس وقت تک تم کو برقرار رکھیں گے۔

مخابرہ

اس طرح کا معاملہ سب سے پہلے خیبر میں ہوا اس لئے ایسے معاملہ کا نام مخابرہ ہو گیا۔

مسلمانوں کا یہودیوں سے انصاف

جب بٹائی کا وقت آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کا اندازہ کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے۔ عبداللہ بن رواحہ پیداوار کو دو حصوں پر تقسیم کر کے کہتے کہ جس حصہ کو چاہو لے لو یہود اس عدل و انصاف کو دیکھ کر یہ کہتے کہ ایسے ہی عدل اور انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ یہ فرماتے ہیں۔

اے گروہ یہود تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہو تم ہی نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کیا تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہارا بغض مجھ کو بھی اس پر آمادہ نہیں کر سکتا کہ میں تم پر کسی قسم کا ظلم کروں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حاضری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند رفقاء فتح خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے مگر آپ نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔

غنائم خیبر کی تقسیم

غنیمت کا مال و متاع

خیبر کی غنیمت میں سونا اور چاندی نہ تھا۔ گائے بیل اور اونٹ اور کچھ سامان تھا اور سب سے بڑی چیز خیبر کی زمینیں اور باغات تھے۔ زمینوں کے علاوہ جو سامان تھا وہ حضور نے نص قرآنی کے مطابق غانمین پر تقسیم کر دیا اور زمینوں کو فقط اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔

عمرہ حدیبیہ کے ارادہ سے جب حضور پرنور مدینہ سے روانہ ہوئے تو اعراب کو دعوت دی کہ اس سفر میں ساتھ چلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ مقتولین بدر اور احد اور احزاب کی وجہ سے اہل مکہ کے قلوب اہل اسلام کے کینہ اور عداوت سے لبریز ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مکہ پہنچ کر کوئی صورت قتال کی پیش آ جائے اور اہل مکہ سرے ہی سے دخول مکہ سے مانع ہو جائیں اس لئے اس وقت تدبیر کا مقتضا یہ تھا کہ ایک کثیر جماعت آپ کے ہمراہ چلے تا کہ قریش کے شر کا کوئی خطرہ نہ رہے۔ بہت سے اعراب نے آپ کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اور بہت سوں نے اپنی مصروفیات کا بہانہ کر دیا۔ مخلصین مسلمین جو سرتا پا بشاشت ایمان سے لبریز تھے آپ کی معیت اور مرافقت کو دنیا اور آخرت کی سعادت سمجھ کر آپ کے ساتھ ہو لئے۔ حدیبیہ کے قریب رکاوٹ پیش آئی اور مظلومانہ صلح کی صورت سامنے آئی جس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ جب اس سفر میں ان مخلصین کا اخلاص مدلل اور واضح ہو گیا تو بارگاہ خداوندی سے ان شکستہ دلوں کی شکستگی دور کرنے کے لئے فتح خیبر کی بشارت نازل ہوئی کہ عنقریب خیبر تم پر فتح ہوگا اور یہ حکم نازل فرمایا کہ خیبر کی غنائم حاضرین حدیبیہ کے لئے مخصوص ہوں گی کوئی دوسرا ان میں شریک نہیں کیا جائے گا۔

زمینوں کی تقسیم کا طریقہ

اب رہا یہ امر کہ خیبر کی زمینوں کو آپ نے کس طرح تقسیم فرمایا۔ سو اس کی کیفیت سنن

ابی داؤد میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالنے کے بعد شق خیبر کی زمین کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا جن میں سے اٹھارہ حصوں کو علیحدہ کر لیا یعنی مسلمانوں کی ضروریات کے لئے مخصوص کر لیا اور مجاہدین پر اس کو تقسیم نہیں کیا اور باقی اٹھارہ حصوں کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور ہر حصہ میں سو کا حصہ مقرر کیا جس کو حسب ارشاد خداوندی اصحاب حدیبیہ پر تقسیم کیا۔

اراضی خیبر کا وہ نصف حصہ جس کو آپ نے تقسیم نہیں کیا اس میں الکتیبہ اور الوطیح اور سلالم اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔

نصف حصہ جو آپ نے اہل حدیبیہ میں تقسیم کیا اس میں الشق اور النطاۃ اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر کی تمام زمینوں کو تقسیم نہیں کیا۔ صرف شق اور نطاۃ اور ان کی ملحقہ زمینیں مجاہدین پر تقسیم کیں اور باقی تمام زمینیں مصالح مسلمین کے لئے محفوظ فرما دیں۔

اب رہا یہ امر کہ یہ اٹھارہ سہام کس طرح تقسیم ہوئے۔ سو اس میں روایتیں مختلف ہیں۔ مشہور روایت میں ہے کہ کل چودہ سو آدمی تھے جن میں دو سو گھوڑے تھے چودہ سو آدمیوں کے چودہ سہام ہو گئے۔ کیونکہ ایک سہم سو حصہ کا تھا اور امام مالک و امام شافعی و احمد اور دیگر علماء کے نزدیک ایک سوار کے علاوہ ہر گھوڑے کے دو حصے لگتے ہیں اس لئے دو سو گھوڑوں کے چار سہام ہو گئے اس طرح چودہ سہام کے ساتھ چار سہام مل کر اٹھارہ سہام پورے ہو گئے۔

سنن ابی داؤد میں مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر میں لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں سے تین سو سوار تھے پس آپ نے ہر سوار کو دو حصے دیئے اور ہر پیادہ کو ایک ایک حصہ

یہ روایت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق ہے ان کے نزدیک سوار کے صرف دو حصے ہوتے ہیں ایک سوار کا اور ایک گھوڑے کا۔ جیسا کہ حضرت علی اور ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے۔

پس اس حساب سے پندرہ سو میں سے تین سو سواروں کے چھ سہام ہو گئے اور ہر حصہ سو آدمیوں کا اور باقی بارہ سو آدمیوں کے بارہ سہام ہو گئے اور یہ دونوں مل کر اٹھارہ پورے ہو گئے۔

اصحاب سفینہ کا حصہ

الحاصل آنحضرت نے اراضی خیبر کا نصف حصہ اہل حدیبیہ پر تقسیم فرمایا اور ان کے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کیا۔ لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح خیبر کے بعد

اصحاب سفینہ یعنی حضرت جعفر اور ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء جن کی تعداد سو سے زیادہ تھی حبشہ سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی کچھ حصہ عطا فرمایا۔

یہ معلوم نہیں کہ ان حضرات کو اصل غنیمت میں سے حصہ دیا یا مال غنیمت کے خمس میں سے دیا یا اموال حقوق میں سے قبل از تقسیم غنیمت بطور اعانت کچھ عطا فرمایا اور پھر یہ کہ حضور پر نور نے محض اپنی رائے اور اختیار سے دیا یا غانمین اور مجاہدین کی اجازت سے دیا۔ واللہ اعلم۔

غلاموں اور عورتوں کا حصہ

غزوۂ خیبر میں کچھ غلام اور کچھ عورتیں بھی مجاہدین کی خدمت اور اعانت کے لئے شریک ہوئے تھے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے حاصل شدہ سامان میں سے بطور اعانت کچھ عطا فرمایا۔ باقی زمینات میں سے مردوں کی طرح ان کو کوئی حصہ نہیں عطا کیا۔ جیسا کہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

ممنوعات خیبر

خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا۔ (۱) اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (۲) مال غنیمت جب تک تقسیم نہ ہو جائے اس کے بیچنے سے منع فرمایا۔ (۳) اور لہسن (یعنی کچے لہسن) کے استعمال سے منع فرمایا۔

(۴) صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں متعہ سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدد آیات سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

لفظ متعہ متاع سے مشتق ہے جس کے معنی نفع قلیل کے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

انما ھذہ الحیوۃ الدنیا متاع۔ اور مطلقہ کو جو کپڑوں کا جوڑا دیا جاتا ہے اس کو بھی متعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مہر کے مقابلہ میں قلیل نفع ہے۔ یہ متعہ کے اصل معنی ہوئے اور متعہ کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے ایک یہ کہ متعہ سے نکاح موقت مراد ہو یعنی ایک مدت معینہ کے لئے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم کیا جائے اور مدت معینہ گزرنے کے بعد بلا طلاق مفارقت واقع ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد استبراء رحم کے لئے ایک مرتبہ ایام ماہواری کا انتظام کرے تاکہ دوسرے کے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔

فقط یہ صورت ابتداء اسلام میں جائز تھی۔ بعد میں ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ یعنی متعہ یعنی نکاح موقت ابتداء اسلام میں جائز تھا اور بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگیا اور متعہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے ایک روز کے لئے متمتع ہوں گا اور اس ایک روز یا دو روزہ انتفاع کی تجھ کو یہ اجرت دوں گا یہ صریح زنا ہے اور یہی زنا ہے۔ متعہ کی یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی۔

مہاجرین کا انصار کے باغات واپس کرنا

ابتداء ہجرت میں جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین کی اعانت اور امداد کے لئے انصار نے ان کو کچھ زمینیں اور باغات دیئے کہ ان میں کام کریں اور خود بھی منتفع ہوں اور کچھ ہم کو نفع پہنچائیں۔

خیبر کی فتح کے بعد مہاجرین تمام اعانت اور امداد سے مستغنی ہو گئے تو مہاجرین نے انصار کی زمینیں اور درخت واپس کر دیئے۔ حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند درخت دیئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے عطا کردہ درخت اپنی دایا اسامہ بن زید کی والدہ کو دے دیئے تھے۔

فتح خیبر کے بعد جب مہاجرین نے سب انصار کے درخت واپس کر دیئے تو ام سلیم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت طلب کئے۔ یہ وہی درخت تھے جو آپ ام ایمن کو دے چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن سے فرمایا کہ ام سلیم کے یہ درخت واپس کر دو۔ ام ایمن نے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور انس کی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچنے لگیں اور کہا خدا کی قسم یہ درخت ہرگز واپس نہ کروں گی۔ چونکہ ام ایمن حضور پرنور کی حاضنہ (دایا) تھیں اور آپ کے والد کی لونڈی تھیں۔ اس لئے حضور ام ایمن کو ناراض کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حضور نے فرمایا اے ام ایمن تم یہ درخت واپس کر دو اور ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لو۔ آپ برابر یہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی خاص جائیداد میں سے ایک ایک درخت کے بدلے میں دس دس درخت دئے جب راضی ہوئیں۔ حضور پرنور نے ان کے حق حضانت و تربیت کے حق میں ان کے ساتھ یہ صلہ فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وشرف وکرم

مہاجرین کی حبش سے واپسی

جو مہاجرین مکہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے جب ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر ان میں سے حبشہ سے مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس وقت مدینہ پہنچے کہ جب آپ بدر کی تیاری فرما رہے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ جو چند آدمی رہ گئے تھے وہ اس روز پہنچے کہ جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفرؓ کو گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور بعد ازاں یہ فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی مسرت زیادہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (جو حضرت جعفر کے ساتھ آئے تھے) راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے کہ جب آپ خیبر فتح فرما چکے تھے۔ مال غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمایا۔ ہمارے سوا جو فتح خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہیں دیا۔

وادی القریٰ و تیماء کا فتح ہونا

فتح خیبر کے بعد آپ نے وادی القریٰ کا رخ فرمایا۔ چار دن کے محاصرہ کے بعد فتح فرمایا آپ کا غلام مدعم آپ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ ایک ناگہانی تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہوا۔ لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم جس چادر کو اس نے مال غنیمت میں سے چرایا ہے وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو گی۔ ایک شخص نے جب آپ کو یہ کہتے سنا تو ایک جوتی کا تسمہ لے کر آیا آپ نے فرمایا جوتی کا ایک تسمہ بھی (خیانت کیا ہوا) جہنم سے ہے۔ (رواہ البخاری) اہل تیماء کو جب وادی القریٰ کے فتح کا حال معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیہ پر صلح کر لی۔

واپسی اور لیلۃ التعریس کا واقعہ

وادی القریٰ اور تیماء کی فتح کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ مدینہ کے قریب تک

کہ ایک وادی میں اخیر شب میں آرام کی غرض سے نزول فرمایا۔ اتفاق سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر اٹھے اور صحابہ کو جگایا اور اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم دیا کہ یہاں شیطان ہے۔ اس وادی سے نکل کر آپ نے نزول فرمایا اور بلال کو اذان کا حکم دیا۔ وضو کر کے صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھیں بعد ازاں بلال نے اقامت کہی اور جماعت کے ساتھ صبح کی نماز قضا کی گئی۔

تعلیم احکام کی ایک خاص قسم

نماز اور عبادت میں حضرات انبیاء اللہ وعلیہم الف الف صلوات اللہ کو غفلت کی وجہ سے کبھی سہو نہیں ہوتا بلکہ من جانب اللہ سہو میں مبتلا کیے جاتے ہیں تاکہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہوں لہٰذا اگر آپ کو یہ سہو نہ پیش آتا تو امت کو فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اور اگر ظہر یا عصر کی دو یا تین رکعت پر آپ بھول کر سلام نہ پھیر دیتے (جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں ہے) تو امت کو سجدۂ سہو کا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوتا۔

سبحان اللہ خدا کی کیا حکمتیں اور کیا رحمتیں ہیں کہ جن حضرات کو نبوت و رسالت کا خلعت پہنا کر تشریع احکام کی مسند پر بٹھلایا ان کے سہو اور نسیان کو بھی تشریع احکام کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر سہو و نسیان نہ پیش آتا تو توبہ اور استغفار کی سنت کہاں سے معلوم ہوتی۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کہہ کر قیامت تک کے لیے خداوند ذوالجلال کی رضا اور خوشنودی اور ابلیس کی ذلت اور رسوائی کا طریقہ بتلا گئے۔ قربان جائیے ایسے سہو و نسیان کے کہ جس سے جنت کے لیے رحمتوں کا دروازہ کھل گیا۔

زفاف ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اسی سال ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ آگئیں جس سے حضور پرنور نجاشی کے توسط سے نکاح فرمایا تھا۔ جن کے نکاح کا مفصل واقعہ ان شاء اللہ ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گا۔

عُمرۃ القضاء

(ذی قعدۃ الحرام ۷ھ)

عمرۃ القضاء کی تیاری

صلح حدیبیہ میں قریش سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اس سال بغیر عمرہ کیے ہوئے واپس چلے جائیں اور سال آئندہ عمرہ کے لئے آئیں اور عمرہ کر کے تین دن تک واپس ہو جائیں۔ اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کا چاند دیکھتے ہی یہ حکم دیا کہ اس عمرہ کی قضا کے لئے روانہ ہوں جس سے مشرکین نے حدیبیہ میں روکا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی رہ نہ جائے چنانچہ بجز ان لوگوں کے کہ جو اس عرصہ میں شہید ہو چکے تھے یا وفات پا چکے تھے کوئی شخص بغیر شریک ہوئے باقی نہ رہا۔

روانگی

اس طرح دو ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہدی کے ستر اونٹ آپ کے ہمراہ تھے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر مسجد سے آپ نے اور صحابہ نے احرام باندھا۔ لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے احتیاطاً ہتھیار ساتھ لے لئے مگر چونکہ معاہدہ حدیبیہ میں یہ شرط تھی کہ ہتھیار ساتھ نہ لائیں اس لئے ہتھیار بطن یاجج میں چھوڑ دیئے جو مکہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور دو سو آدمیوں کا ایک دستہ ان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ اور آپ مع اصحاب کے تلبیہ کہتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار

اور عبداللہ بن رواحہ آپ کی ناقہ قصواء کی مہار پکڑے ہوئے یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے آگے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله قد انزل الرحمن فی تنزیله
اے کافرو آپ کا راستہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ حکم نازل کیا ہے
بان خیر القتل فی سبیله نحن قتلناکم علی تاویله
کما قتلناکم علی تنزیله (رواہ عبدالرزاق عن انسؓ)

کہ بہترین قتل وہ ہے جو خدا کی راہ میں ہو ہم نے تم سے جہاد و قتال کیا اس کا تفسیر ماننے کی وجہ سے جیسے قرآن منزل من اللہ کے نہ ماننے کی وجہ سے تم سے قتال کیا۔

اور بیہقی کی روایت میں اس کے بعد یہ زیادہ ہے۔

الیوم نضربکم علی تنزیله ضرباً یزیل الهام عن مقیله
آج اللہ کے حکم کے مطابق ایسا ماریں گے کہ تمہاری کھوپڑی سر سے الگ ہو جائے۔
ویذهل الخلیل عن خلیله یا رب انی مؤمن بقیله
دوست کو دوست سے بے خبر بنا دے اے اللہ میں اس کے قول پر ایمان رکھتا ہوں۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے۔

یا رب انی مؤمن بقیله انی رأیت الحق فی قبوله
میں اس کے قبول کرنے ہی کو حق سمجھتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر پڑھتا ہے آپ نے فرمایا اے عمر رہنے دو۔ یہ شعر کافروں کے حق میں تیر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا اے عمرؓ میں سن رہا ہوں اور عبداللہ بن رواحہ کو یہ حکم دیا کہ اے ابن رواحہ یہ پڑھو۔

لا الٰه الا الله وحده نصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده

عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ اور صحابہؓ بھی ان کلمات کو پڑھتے جاتے تھے۔

مکہ میں داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی

اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی بین الصفا والمروہ کر کے ہدی کو قربان فرمایا اور حلال ہو گئے بعد ازاں کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یاجج چلے

جائیں اور جو آدمی اسلحہ کی حفاظت کے لئے وہاں چھوڑ دیئے گئے تھے وہ آ کر طواف اور سعی کرلیں اور پھر آ کر کعبۃ اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ ظہر تک اندر ہی رہے۔ آپ کے حکم سے خانہ کعبہ کی چھت پر حضرت بلال نے ظہر کی اذان دی۔

قریشی سرداروں کا حسد

قریش نے اگرچہ از روئے معاہدہ آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت دے دی لیکن شدید غیظ اور انتہائی حسد کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھ نہ سکے اس لئے سرداران قریش اور ان کے کبراء و اشراف مکہ مکرمہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔

حضرت میمونہؓ سے نکاح

عمرہ ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مکہ میں مقیم رہے اور حضرت میمونہ بنت الحارث سے نکاح فرمایا۔ جب تین دن گزر گئے تو قریش نے چند آدمی آپ کی خدمت میں بھیجے کہ مدت گزر گئی ہے۔ آپ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم مہلت دو تو مکہ میں میمونہ بنت الحارث کی عروسی اور دعوت ولیمہ کرلوں۔ ان لوگوں نے نہایت ترشروئی سے یہ جواب دیا کہ ہمیں آپ کے ولیمہ اور دعوت کی ضرورت نہیں آپ چلے جائیں۔

عروسی، ولیمہ اور مدینہ واپسی

آپ نے فوراً صحابہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور اپنے غلام ابورافع کو حضرت میمونہؓ کے پاس چھوڑ گئے۔ وہ ان کو لے کر مقام سرف میں آپ کے پاس لائے۔ یہاں آپ نے عروسی فرمائی۔ اور یہاں سے چل کر ماہ ذی الحجہ داخل مدینہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لقد صدق الله رسوله الرويا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رء وسكم و مقصرين لاتخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذالك فتحاً قريباً۔

حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی

عمرۃ القضاء سے فارغ ہو کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہ کی چھوٹی صاحبزادی آپ کو چچا چچا پکارتی ہوئیں آپ کے پاس آ گئیں

حضرت علی نے فوراً ان کو اٹھا لیا اب حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میری پرورش میں رہے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ حضرت جعفر نے کہا میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید نے کہا کہ میرے اسلامی اور دینی بھائی کی لڑکی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔

سریۂ اخرم بن ابی العوجآء

(ذی الحجہ ۷ھ)

ماہ ذی الحجہ میں اخرمؓ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ فرمایا بنی سلیم نے کہا ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں اور تیر اندازی کر کے مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو شہید کر دیا۔ صرف اخرمؓ کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ یہ زخموں کی وجہ سے نیم جان ہو گئے تھے بعد میں زندہ ہو کر صفر کی پہلی تاریخ کو مدینہ پہنچے۔

سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ

(صفر ۸ھ)

صفر ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ لیثی کو مقام کدید کی جانب بنی الملوح پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر شب خون مارا اور ان کے اونٹ پکڑ کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ بنی الملوح کی ایک جماعت مسلمانوں کے تعاقب میں دوڑی اسی وقت من جانب اللہ اتنی زور کی بارش ہوئی کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں جو ایک وادی حائل تھی وہ پانی سے بھر گئی اور وہ لوگ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکے اس طرح مسلمان صحیح وسالم مدینہ منورہ پہنچے۔

بعض سرایا

غزوۂ خیبر اور غزوۂ موتہ کے درمیان حضور پرنور نے اور بھی چھوٹے چھوٹے سریے روانہ فرمائے جو بحمد و تعالیٰ کامیاب واپس ہوئے۔

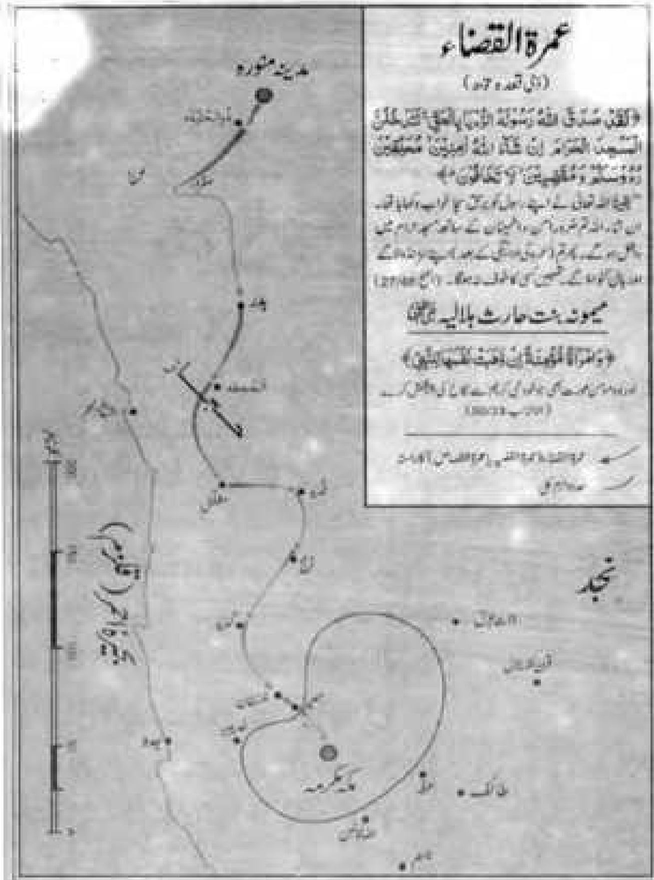

عمرة القضاء

(ذی قعدہ 7ھ)

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا۔ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے، سر منڈواتے ہوئے اور (سر کے بال) کترواتے ہوئے [illegible]" (الفتح: 27)

میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا

﴿وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾

[illegible]

(الاحزاب: 50)

[illegible]

[illegible]

اللھم صل علی محمد

كما أمرتنا أن نصلي عليه وصل عليه كما ينبغي أن يصلى عليه

حضرت انس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] درود شریف [illegible] دریافت کیا جس کو کامل درود شریف کہا جا سکے تو آپ نے یہ درود [illegible]

خالد بن ولیدؓ و عثمان بن طلحہؓ و عمرو بن العاصؓ کا اسلام لانا

مسلمان ہونے کا سال

اسی عرصہ میں اسلام کے مشہور سپہ سالار خالد بن ولید اور عرب کے مشہور عاقل عمرو بن العاص مسلمان ہوئے ان کے زمانہ اسلام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ صفر ۸ھ میں مشرف با اسلام ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ خیبر کے بعد ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔

یہ امر روایت صحیحہ اور صریحہ سے ثابت ہے کہ غزوۂ حدیبیہ کے وقت خالد بن ولید کفار کی فوج میں تھے اور آئندہ غزوۂ موتہ کے بیان میں بخاری کی روایت سے معلوم ہو جائے گا کہ خالد بن ولید غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے اور اخیر میں یہی امیر ہوئے اور انہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ اور غزوۂ موتہ کے درمیانی مدت میں مسلمان ہوئے ہیں۔

خالد بن ولید کے خیالات میں تبدیلی

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ جل شانہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں جس لڑائی میں بھی قریش مکہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جاتا ہوں اور پھر واپس آتا ہوں واپسی پر میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل اندر سے یہ کہتا ہے کہ تیری یہ تمام کوشش اور یہ تمام جدوجہد لاحاصل اور بے سود ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور غالب ہوں گے۔ چنانچہ حدیبیہ کے موقع پر میں مشرکین مکہ کے سواروں میں سے تھا تو میں نے آپ کو مقام عسفان میں دیکھا کہ اپنے اصحاب کو صلوٰۃ

الخوف پڑھ رہے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ نماز کی حالت میں حضور پر حملہ کروں مگر حضور میرے ارادہ سے مطلع ہو گئے اور میں حملہ نہ کر سکا۔ تو اس وقت میں یہ سمجھ گیا کہ یہ شخص من جانب اللہ مامون اور محفوظ ہے غیب سے اس کی حفاظت ہو رہی ہے میں ناکام واپس ہو گیا۔

بھائی کا خط

اور آنحضرت جب قریش سے صلح کر کے واپس ہوئے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قریش کی قوت اور طاقت ختم ہوئی اور شاہ حبشہ یعنی نجاشی آپ کا پیرو ہو چکا ہے اور آپ کے اصحاب حبشہ میں امن وامان کے ساتھ رہتے ہیں اب اس کے سوا کیا صورت ہے کہ میں ہرقل شاہ روم کے پاس چلا جاؤں اور وہاں جا کر یہودی یا نصرانی ہو جاؤں اور عجم کے تابع اور ماتحت رہ کر عیب کی زندگی گزاروں اور چند روز اپنے وطن ہی میں رہ کر دیکھوں کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال آئندہ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اس وقت میں مکہ سے نکل گیا اور روپوش ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ سے فارغ ہو گئے تو میرا بھائی ولید بن ولید جو حضورؐ کے ہمراہ تھا اس نے مجھے تلاش کیا۔ مگر میں نہ ملا۔ بعد ازاں میرے بھائی نے میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد۔ میں نے اس سے زیادہ کوئی تعجب خیز امر نہیں دیکھا کہ تیری رائے اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کے قبول کرنے سے منحرف ہے حالانکہ تیری عقل تیری عقل ہے (جو معروف و مشہور ہے) اور اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے کسی کا بے خبر رہنا نہایت تعجب خیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تمہارا حال دریافت کیا اور فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو لے کر آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ اس جیسا عاقل اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے بے خبر و نادان ہو جائے اور فرمایا کہ اگر خالد مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد کرتا اور اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اور ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے۔ پس اے بھائی تجھ سے جو عمدہ مقامات فوت ہو گئے ہیں تو ان کی تلافی اور تدارک کر لے ابھی تدارک کا وقت ہے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں   سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

خواب

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا یہ خط جب میرے پاس پہنچا تو اس خط نے میری رغبت اسلام میں اور زیادہ کر دی اور سفر ہجرت کا ایک خاص نشاط اور انبساط دل میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا اس نے مجھ کو مسرور کیا اور اسی اثناء میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں تنگ بلاد میں ہوں جس میں قحط ہے۔ میں اس قحط اور تنگ علاقہ سے نکل کر سرسبز اور کشادہ شہروں میں چلا گیا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خاص خواب ہے جو میری تنبیہ کے لئے مجھ کو دکھلایا گیا ہے۔

خالد بن ولید عثمان بن طلحہ اور عمرو بن عاص کی مدینہ حاضری

میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور اسباب سفر مہیا کر کے مدینہ کی طرف چلا اور یہ چاہا کہ کوئی اور بھی میرے ساتھ ہو جائے میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ تم دیکھتے ہی نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرب وعجم پر غلبہ پا لیا۔ اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائیں اور ان کا اتباع کریں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ محمد کا شرف ہمارا شرف ہو گا۔ صفوان نے نہایت سختی سے انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع سے باقی نہ رہے تو میں جب بھی آپ کا اتباع نہ کروں گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اس سے کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔ بعد ازاں میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور جو بات میں نے صفوان سے کہی تھی وہی عکرمہ سے کہی۔ عکرمہ نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو صفوان نے دیا تھا۔ خالد کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور اونٹنی کو تیار کیا اور یہ خیال کیا کہ لاؤ عثمان بن طلحہ سے ملاقات کر لوں وہ میرا سچا دوست ہے لیکن مجھ کو اس کے باپ دادا کا قتل ہونا یاد آیا۔ اور متردد ہو گیا کہ عثمان سے ذکر کروں یا نہ کروں پھر یہ خیال آیا کہ ذکر کرنے میں میرا کیا نقصان ہے میں تو اب جا ہی رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے عثمان بن طلحہ سے وہی امر ذکر کیا کہ

جو صفوان سے ذکر کیا تھا۔ عثمان بن طلحہ نے میرے مشورہ کو قبول کیا اور کہا کہ میں بھی مدینہ چلتا ہوں مقام یاجج میں تم سے مل لوں گا۔ تم اگر پہلے پہنچ جاؤ تو میرا انتظام کرنا اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظام کروں گا۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میں بھی روانہ ہوا اور حسب وعدہ مقام یاجج میں عثمان بن طلحہ مجھے مل گئے۔ علی الصباح ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے ہم دونوں جب مقام ھدہ میں پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی اسلام کے ارادہ سے مدینہ جارہے ہیں عمرو بن العاص نے ہم کو دیکھ کر مرحبا کہا ہم نے بھی مرحبا کہا اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو۔ کہا کہ اسلام میں داخل ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ارادہ سے جارہا ہوں۔ ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی ارادہ سے نکلے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ اس طرح ہم تینوں ساتھ ہو لئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے سواری کے اونٹ مقام حرہ میں بٹھلائے کسی نے ہماری خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ آپ ہماری آمد کی خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو پھینک دیا ہے۔ خالد کہتے ہیں کہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا راستے میں مجھے میرا بھائی ولید آ ملا اور کہا کہ جلدی چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر پہنچ گئی ہے۔ حضور پرنور تمہاری آمد سے بہت مسرور ہوئے اور تمہارے منتظر ہیں۔ ہم تیزی کے ساتھ چلے اور حضور پرنور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله

سابقہ خطاؤں کی معافی

آپ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جاؤ اور یہ فرمایا۔

”حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے تجھے اسلام کی توفیق دی میں دیکھتا تھا کہ تجھ

میں عقل ہے اور امید کرتا تھا کہ وہ عقل تجھ کو خیر اور بھلائی کی طرف تیری رہنمائی کرے گی"۔

خالد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ دیکھتے تھے کہ مقامات جنگ میں آپ کے اور حق کے مقابلہ میں حاضر ہوتا تھا (جس سے میں شرمندہ اور نادم ہوں) اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ان تمام خطاؤں کو معاف کر دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"اسلام ان تمام امور کا خاتمہ کر دیتا ہے جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں"۔

میں نے پھر بھی درخواست کی تو آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ تو خالد بن ولید کی ان تمام خطاؤں کو معاف کر دے جو خالد نے خدا تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے لئے کی ہیں۔

خالد کہتے ہیں کہ میرے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص آگے بڑھے اور حضور پرنور کے دست مبارک پر بیعت کی۔

عمرو بن العاصؓ کی کیفیت

عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور پرنور کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد پہلے خالد بن ولید نے بیعت کی اور پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی۔ پھر میں بیعت کے لئے آگے بڑھا مگر اس وقت میری حالت یہ تھی۔

خدا کی قسم میں حضور کے سامنے بیٹھ تو گیا مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ عمرو کہتے ہیں کہ بالآخر میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میری تمام گذشتہ خطائیں اور قصور معاف کر دیئے جائیں۔ عمرو کہتے ہیں کہ اس وقت یہ خیال نہ آیا کہ یہ بھی عرض کر دیتا کہ میرے آئندہ اور پچھلے قصور سب معاف کر دیئے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام ان تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے کہ جو اسلام سے پہلے کفر کی حالت میں کیے گئے ہیں اور اسی طرح ہجرت بھی تمام گذشتہ گناہوں کو منہدم کر دیتی ہے۔

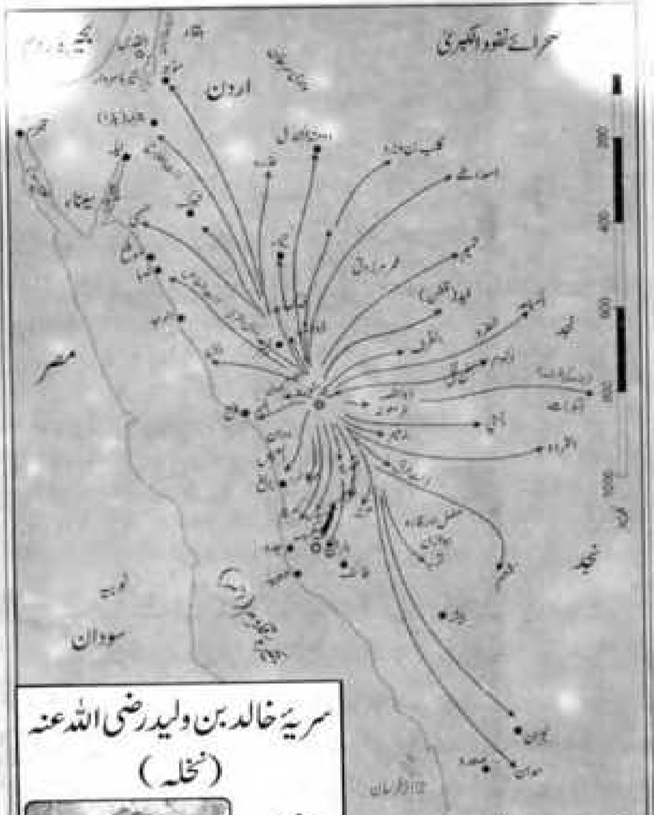
صحرائے النفود الکبری
اردن
مصر
سوڈان
نجد
یمن

سریۂ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(نخلہ)

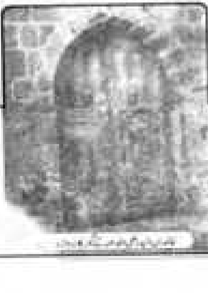

رمضان

۸ھ

اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ
والصلوۃ القائمۃ صل علی محمد وارض
عنہ رضی لا سخط بعدہ

۸ھ کے غزوات و واقعات

غزوۂ موتہ

جمادی الاولیٰ ۸ھ

حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کا قتل اور حملہ کی تیاری

موتہ ایک مقام کا نام ہے جو ملک شام میں علاقہ بلقاء میں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ شرحبیل قیصر کی طرف سے شام کا امیر تھا۔ حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ جب آپ کا یہ خط لے کر مقام موتہ میں پہنچے تو شرحبیل نے ان کو قتل کرا دیا اس وجہ سے آپ نے تین ہزار کا لشکر ماہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا۔

امیر لشکر کو تقرر

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں اور اگر عبداللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔

اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ جیش الامراء کہتے ہیں۔

امیر لشکر کو ہدایت

اور ایک سفید جھنڈا زید بن حارثہ کو دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اس مقام پر جانا جہاں حارث بن عمیر شہید ہوئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو فبہا ونعمت۔ ورنہ خداوند ذوالجلال سے اعانت اور امداد کی درخواست کرکے ان سے جہاد وقتال کرنا۔

الوداع اور مجاہدین کو نصیحت

ثنیۃ الوداع تک خود بنفس نفیس مشایعت کے لئے تشریف لے گئے۔ ثنیۃ الوداع پر کچھ دیر ٹھہر کر لشکر کو یہ وصیت فرمائی کہ ہر حال میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں اپنے رفقاء کی خیرخواہی کریں۔ اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر اللہ سے کفر کرنے والوں سے جہاد وقتال کریں۔ غدر اور خیانت نہ کریں۔ کسی بچہ اور عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں۔

روانہ ہوتے وقت حضرت ابن رواحہؓ کا رونا

جب امراء لشکر کو رخصت کرنے لگے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو پڑے لوگوں نے کہا اے ابن رواحہ کس چیز نے تم کو رلایا تو عبداللہ بن رواحہ نے یہ جواب دیا۔

آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ تم سے شیفتگی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا ہے نہیں ہے تم میں سے کوئی شخص مگر ضرور دوزخ پر گزرنے والا ہے اور خدا کے نزدیک یہ امر مقرر ہو چکا ہے۔ پس نہیں معلوم کہ جہنم پر ورود کے بعد واپسی کیسے ہوگی۔ اسی لئے روتا ہوں۔

حضرت ابن رواحہؓ کے اشعار

لشکر جب روانہ ہونے لگا تو مسلمانوں نے پکار کر کہا خدا تعالیٰ تم کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے تو عبداللہ بن رواحہ نے یہ اشعار پڑھا۔

لکنني اسأل الرحمن مغفرةً   وضربةً ذات فرغ تقذف الزبدا

میں واپسی نہیں چاہتا بلکہ اللہ کی مغفرت اور اس کی راہ میں ایسے گہرے زخم کا خواہشمند

ہوں کہ جو جھاگ پھینکتا ہو۔

او طعنة بيدى حران مجهزة   بحربة تنفذ الاحشاء الكبدا

یا ایسا کاری زخم ہو کہ جو تیز ہو اور ایسے نیزہ سے لگے کہ جو میری آنتوں اور جگر سے پار ہو جائے۔

حتى يقال اذا مروا على جدثى   يا ارشد الله من غاز وقد رشدا

یہاں تک کہ لوگ جب میری قبر پر گزریں تو یہ کہا جائے کہ واہ واہ کیا غازی تھا اور کیسا کامیاب ہوا۔ لشکر جب چلنے کے لئے بالکل تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے قریب آئے اور یہ شعر پڑھے۔

انت الرسول فمن يحرم نوافله   والوجه منه فقد ازرى به القدر

آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں جو شخص آپ کے فیوض و برکات اور آپ کے چہرۂ انور کے دیدار سے محروم رہا تو سمجھو کہ قضا قدر نے اس کی تحقیر کی کہ اس کو اس دولت عظمیٰ سے محروم رکھا۔

فثبت الله ما آتاك من حسن   تثبيت موسىٰ ونصرا كالذى نصروا

پس اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے محاسن کو ثابت و قائم رکھے اور انبیاء سابقین کی طرح آپ کی مدد فرمائے۔

انى تفرست فيك الخير نافلة   فراسة خالفت فيك الذى نظروا

میں نے آپ میں خیر اور بھلائی کو بیش از بیش محسوس کر لیا ہے اور میرا یہ احساس مشرکین کی نظر اور احساس کے برخلاف ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

وانت فثبتك الله يا ابن رواحه

اور تجھ کو بھی اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے۔

شرحبیل کی فوج کا اجتماع

شرحبیل کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ

کے لئے جمع کیا۔ اور ایک لاکھ فوج لے کر ہرقل خود شرجیل کی مدد کے لئے بلقاء میں پہنچا۔

حضرت ابن رواحہؓ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب

معان پہنچ کر مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ سپاہیوں کا لشکر جرار ہم تین ہزار مسلمانوں کے مقابلے کے لئے مقام بلقاء میں جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر دو شب معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا رہا کہ کیا کرنا چاہئے۔ رائے یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم اور امداد کا انتظار کیا جائے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

! اے قوم خدا کی قسم جس بات کو تم مکروہ سمجھ رہے ہو وہی شہادت ہے۔ جس کی تلاش میں تم نکلے ہو ہم کافروں سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں لڑتے۔ ہمارا لڑنا تو محض اس دین اسلام کی وجہ سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشی۔ پس اٹھو اور چلو دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی یا تو کفار پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی۔ لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہ نے بالکل سچ کہا۔

آغاز جنگ اور حضرت زیدؓ کی شہادت

خدا کے پرستاروں اور جانبازوں کی یہ تین ہزار جمعیت اعداء اللہ کے دو لاکھ لشکر جرار کے مقابلے کے لئے موت کی طرف روانہ ہوئی۔ موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کے لئے سامنے آگئیں ادھر سے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاپیادہ روایت اسلام کا جھنڈا لے کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت

ان کے بعد حضرت جعفرؓ علم ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے جب دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور گھوڑا زخمی ہو گیا تو گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کے کوچے کاٹ کر سینہ سپر ہو کر اعداء اللہ سے لڑنا شروع کیا۔

گھوڑے کے کوچے اس لئے کاٹ ڈالے کہ اعداء اللہ اس سے منتفع نہ ہو سکیں۔ لڑتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔

یا حبذا الجنۃ واقترابہا   طیبۃ وباردًا شرابہا

جنت اور اس کا قرب کیا ہی پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور پانی اس کا نہایت ٹھنڈا ہے۔

والروم روم قد دنا عذابہا   کافرۃ بعیدۃ انسابہا

اور رومیوں کا عذاب قریب آ گیا ہے کافر ہیں اور ان کے نسب ہم سے بہت دور ہیں یعنی ہم میں سے نہیں ہیں۔

علی اذ لاقیتہا ضرابہا مقابلہ کے وقت ان کا مارنا مجھ پر فرض اور لازم ہے۔

لڑتے لڑتے جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو اسلام کے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھنڈا گود میں لے لیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں ان کو دو بازو عطا فرمائے جن سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر کی لاش کو تلاش کیا گیا تو نوے سے زیادہ تیر اور تلوار کے زخم تھے اور سب سامنے تھے۔ پشت کی جانب کوئی زخم نہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

حضرت جعفر کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھے گھوڑے پر سوار تھے چند لمحوں کے لئے نفس کو کچھ تردد لاحق ہوا تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔

اقسمت یا نفس لتنزلنہ   کارھۃ او لتطاوعنہ

اے نفس تجھ کو قسم ہے کہ تو ضرور گھوڑے سے اتر کر اعداء اللہ سے جہاد و قتال کرے گا ناگواری سے اتر یا خوشی اور رغبت کے ساتھ۔ (کذا فی فتح الباری ص ۳۹۳ ج ۷)

ان اجلب الناس وشدوا الرنہ   مالی اراک تکرھین الجنۃ

اگر لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو ناپسند کر رہا ہے یعنی جلدی قدم کیوں نہیں بڑھاتا۔ پیش قدمی میں سستی کرنا گویا کہ جنت کو ناپسند کرنا ہے۔ یہ فقط نفس کی توبیخ اور الزام کے لئے کہا۔

قد طالما قد کنت مطمئنہ   ھل انت الا نطفۃ فی شنہ

تو بسا اوقات مطمئن رہا ہے اس وقت تجھ کو کیا ہوا تیری حقیقت کیا ہے تو تو رحم مادر میں

ایک تلذذ ہی تھا اس بے حقیقت تلذذ کے لئے خدا کی راہ میں بھی وہ پیش کر رہا ہے۔

اور یہ کہا

یا نفس الا تقتلی تموتی   هذا حمام الموت قد صلیت

اے نفس اگر تو قتل نہ ہوا تو مرے گا تو ضرور اور یہ ہے تقاضائے موت جس میں تجھ کو جلا ہونا ضروری ہے۔

وما تمنیت فقد اعطیت   ان تفعلی فعلهما هدیت

جس چیز کی تو نے تمنا کی تھی وہ تجھ کو مل گئی یعنی شہادت فی سبیل اللہ کا موقع۔ اگر تو نے زید اور جعفر جیسا کام کیا تو ہدایت پائے گا۔

یہ کہہ کر گھوڑے سے اتر پڑے ان کے چچازاد بھائی نے آگے بڑھ کر ان کو ایک گوشت لگی ہوئی ہڈی دی کہ اس کو چوس لو تاکہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو۔ کئی دن تم پر فاقے کے گزر چکے ہیں۔ ابن رواحہ نے ہڈی لے لی اور اس کو ایک بار چوسا لیکن فوراً ہی پھینک دیا اور کہا اے نفس لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے اور تلوار لے کر آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جھنڈا ہاتھ سے گر گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذمہ داری سنبھالنا

ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے فوراً جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ مسلمین اپنے میں سے کسی شخص کے امیر بنانے پر متفق ہو جاؤ۔ لوگوں نے کہا آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ ہم آپ کے امیر ہونے پر راضی ہیں۔ ثابتؓ نے فرمایا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہہ کر جھنڈا خالد بن ولید کو پکڑا دیا اور کہا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ خالد بن ولید نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا۔ لیکن تمام مسلمانوں نے ان کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا۔ خالد بن ولید جھنڈا اسلام لے کر آگے بڑھے اور نہایت شجاعت اور مردانگی سے اعداء اللہ کا مقابلہ کیا۔

صحیح بخاری میں خود خالد بن ولید سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں صرف ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

حضرت خالدؓ کی حکمت عملی اور فتح

دوسرے روز خالد بن ولید نے لشکر کی ہیئت تبدیل کی۔ مقدمۃ الجیش کو ساقہ اور میمنہ کو میسرہ کردیا۔ دشمن لشکر کی ہیئت بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہوگئے اور یہ سمجھے کہ نئی مدد آ پہنچی۔

ابن سعد ابو عامر سے راوی ہیں کہ جب خالد بن ولید نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو ایسی فاش شکست دی کہ میں نے ایسی شکست کبھی نہیں دیکھی۔ مسلمان جہاں چاہتے تھے وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے۔

زہری اور عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ اور عطاف بن خالد اور ابن عائذ سے بھی یہی منقول ہے۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ حتی فتح اللہ علیہم یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ غنیمت میں کچھ سامان بھی ملا۔ رومیوں کی پسپائی کے بعد خالد بن ولید نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور اپنی قلیل جماعت کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔

شہداء کرام

اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱- زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲- جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴- مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵- وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶- عباد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷- حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸- سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹- ابو کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن زید
۱۰- جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن زید
۱۱- عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد بن حارث
۱۲- عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد بن حارث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حالات جنگ سے مطلع ہونا

جس روز اور جس وقت مقام موتہ میں غازیان اسلام کی شہادت کا یہ حادثہ پیش آ رہا تھا تو حق جل شانہ نے سرزمین شام کو اپنی قدرت کاملہ سے آپ کے سامنے کر دیا کہ میدان کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ آپ کے اور شام کے درمیان تمام حجابات اٹھا دیئے

گئے آپ نے صحابہ کو جمع کرنے کے لئے الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی کرادی صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ میدان کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ زید نے رایت اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور کافروں سے خوب قتال کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ زید کے بعد جعفر نے رایت اسلام ہاتھ میں لیا اور اعداء اللہ سے خوب لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں دو بازوؤں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے رایت اسلام سنبھالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر تک سکوت کا عالم طاری تھا۔ انصار یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے اور یہ خیال ہوا کہ شاید عبداللہ بن رواحہ سے کوئی ناپسندیدہ امر ظہور میں آیا ہے جس سے آپ خاموش ہیں۔

کچھ دیر سکوت کے بعد یہ فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے بھی کافروں سے خوب جہاد و قتال کیا۔ یہاں تک شہید ہوئے اور یہ تینوں جنت میں اٹھا لئے گئے اور تخت زریں پر متمکن ہیں۔ لیکن میں نے عبداللہ بن رواحہ کا تخت کچھ ہٹے ہوئے دیکھا کہ میں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کا تخت ہٹا ہوا دیکھتا ہوں تو مجھ کو یہ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن رواحہ کو مقابلہ کے وقت کچھ تھوڑا سا تردد پیش آیا اور تھوڑی سی پس و پیش کے بعد آگے بڑھے اور زید اور جعفر بلا کسی تردد اور بلا کسی پس و پیش کے آگے بڑھے۔

آپ یہ کہہ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت خالد کا لقب

پھر فرمایا کہ اب ان کے بعد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنی خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا۔

اللھم انہ سیف من سیوفک فانت تنصرہ فمن یومئذ سمی سیف اللہ

اے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے پس تو ہی اس کی مدد فرما بس اسی روز سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید کو مرتدین کے قتال کے لئے مامور فرمایا اور ان کو امارت کا جھنڈا دیا تو یہ فرمایا۔

" صدیق اکبر کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اللہ کا بندہ اور قبیلہ کا بھائی خالد بن ولید۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں پر چلانے کیلئے سونتا ہے یعنی نیام سے نکالا ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ خالد بن ولید تو اللہ کی تلوار ہیں اور اس تلوار کا چلانے والا اور کافروں پر اس کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ جس تلوار کو حق تعالیٰ چلائے اس تلوار سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے۔

حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کو تسلی

یہ حادثہ بیان فرما کر آپ حضرت جعفرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے بچوں کو بلایا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت جعفرؓ کی بیوی اسماء بنت عمیس سمجھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روئے کیا جعفر اور ان کے رفقاء کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں آج وہ شہید ہو گئے۔ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں سنتے ہی میری چیخ نکل گئی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکا کر بھیجو۔ آج وہ اپنے صدمہ میں مشغول ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس صدمہ کا بہت اثر تھا۔ اس غم میں تین دن تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔

لشکر کی واپسی اور استقبال

حضرت خالد بن ولید جب لشکر اسلام کو لے کر موتہ سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مدینہ سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔

ذات السلاسل کی طرف عمرو بن العاص ؓ کا سریہ

لشکر اسلام کی روانگی اور اس کا سبب

ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ قبیلہ بنی قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے آپ نے ان کی سرکوبی کیلئے عمرو بن العاص کو مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا یہ مقام مدینہ منورہ سے دس منزل پر ہے تین سو آدمی اور تیس گھوڑے سوار ان کے ساتھ گئے۔

پیچھے سے کمک کا پہنچنا

جب اس مقام کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ کافروں کی جمعیت بہت زیادہ ہے اس لئے توقف کیا اور رافع بن مکیث ؓ کو حضور پر نور کی خدمت میں روانہ کیا کہ مدد کے لئے کچھ اور آدمی بھیجیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں ابوبکر و عمر بھی تھے اور یہ تاکید فرمائی کہ عمرو بن العاص سے جا ملو اور آپس میں متفق رہنا اور باہم اختلاف نہ کرنا۔

حضرت ابو عبیدہ ؓ کا ایثار

جب حضرت ابو عبیدہ وہاں پہنچے اور نماز کا وقت آیا تو ابو عبیدہ نے امامت کرنی چاہی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ امیر لشکر تو میں ہوں اور تم تو میری مدد کے لئے آئے ہو ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جماعت کے امیر ہو اور میں اپنی جماعت کا امیر ہوں۔ بعد ازاں ابو عبیدہ نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مجھ کو آخری حکم یہ دیا تھا کہ ایک دوسرے کی اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔ لہذا میں تمہاری اطاعت کروں گا اگرچہ تم میری مخالفت کرو۔ اس طرح ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص کی امارت اور امامت کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ عمرو بن العاص امامت کرتے تھے اور ابو عبیدہ ان کی اقتداء کرتے تھے۔

حملہ اور فتح

بالآخر سب مل کر قبیلہ بنی قضاعہ میں پہنچے اور ان پر حملہ کیا۔ کفار مرعوب ہو کر بھاگ اٹھے اور منتشر ہو گئے۔ صحابہ نے عوف بن مالک اشجعی کو خبر دے کر مدینہ روانہ کیا۔ عمرو بن العاص نے غلبہ کے بعد کچھ روز وہاں قیام کیا اور مختلف جوانب میں سواروں کو بھیجتے رہے۔ وہ اونٹ اور بکریاں پکڑ کر لاتے اور مسلمان ان کو پکا کر کھاتے۔

ایک دلچسپ واقعہ

اسی سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمرو بن العاص کو احتلام ہو گیا۔ سردی کی شدت تھی اس لئے عمرو بن العاص نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے نماز صبح پڑھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس واقعہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عمرو تو نے اپنے اصحاب کو بحالت جنابت نماز پڑھائی۔ عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ تھا اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیماً حضور پر نور نے تبسم فرمایا اور کچھ نہ فرمایا۔

سریہ ابو عبیدہ بسوئے سیف البحر

اس کے بعد ماہ رجب ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو آدمیوں پر امیر مقرر کر کے سیف البحر (ساحل بحر) کی طرف قبیلہ جہینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر میں عمر بن الخطاب اور جابر بن عبداللہ بھی تھے۔

دوران سفر کی تنگی

چلتے وقت توشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تھیلہ کھجوروں کا مرحمت فرمایا جب وہ کھجوریں ختم ہو گئیں تو کھجوروں کی گٹھلیاں چوس چوس کر اور پانی پی پی کر جہاد کیا۔ اور جب یہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے جھاڑ کر پانی میں تر کر کے کھانے لگے۔ اسی وجہ سے اس سریہ کو سریۃ الخبط بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ خبط کے معنی لغت میں درخت سے

پتے جھاڑنے کے ہیں۔ درختوں کے پتے کھانے سے ہونٹ اور منہ زخمی ہو گئے۔

کرشمۂ الٰہی کا ظہور

ناگاہ ہم ایک روز دریا کے کنارہ پہنچے اور بھوک سے بے چین اور بے تاب تھے یکایک ایک غیبی عنایت کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ دریا نے اپنے اندر سے ایک اتنی بڑی مچھلی پھینکی جس سے تمام لشکر نے اٹھارہ دن تک کھایا صحابہ کہتے ہیں کہ اسے کھا کر ہمارے جسم توانا اور تندرست ہو گئے اس مچھلی کا نام عنبر تھا بعد ازاں ابو عبیدہ نے اس مچھلی کی پسلیوں سے ایک ہڈی لی اور اس کو کھڑا کیا اور لشکر میں سب سے لمبا آدمی چن کر سب سے بڑے اونٹ پر اس کو بٹھایا اور حکم دیا کہ اس ہڈی کے نیچے سے گزرو تو وہ سوار بلا تکلف اس کے نیچے سے گزر گیا۔ اور سوار کا سر بھی اس ہڈی سے نہ لگا۔

واپسی

جب ہم مدینہ واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے بھیجا تھا اگر اس میں سے کچھ گوشت باقی ہو تو لاؤ۔ چنانچہ اس کا گوشت آپ کے سامنے لایا گیا اور آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور اس سفر میں کسی قتال کی نوبت نہیں آئی۔ لشکر اسلام بلا کسی قتال کے مدینہ واپس ہوا۔

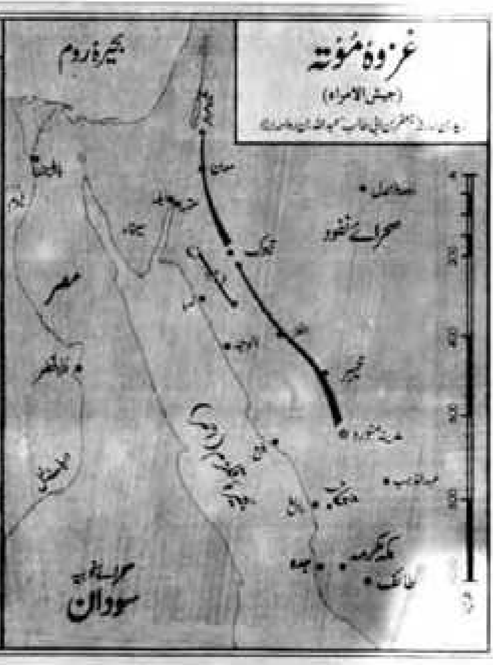
غزوہ موتہ
(جیش الامراء)
بحیرۂ روم
مصر
سوڈان
اردن
صحرائے نفود
تبوک
خیبر
مدینہ منورہ
مکہ مکرمہ
جدہ
طائف

موتہ کی جائے وقوع
اردن
موتہ
القدس
فلسطین

الحمد للہ علیٰ کل حال

وصلی اللہ علیٰ محمد وعلیٰ اٰل بیتہ

[illegible]

[illegible]

موتہ کا میدان کارزار

موتہ جو اب سلطنت اردن میں ہے وہاں میدان میں یادگار بنادی گئی۔

امیر لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب کا مزار اس مسجد میں ہے جو ان کے نام سے موسوم ہے

فتح مکہ مکرمہ

رمضان المبارک ۸ھ

قبیلہ بنو بکر و بنو خزاعہ کی عہد حدیبیہ میں شمولیت

جس وقت قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین حدیبیہ میں صلح ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا تو اس وقت دیگر قبائل کو اختیار دیا گیا کہ جس کے عہد اور عقد میں چاہیں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ بنو بکر قریش کے عہد میں اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شامل ہو گئے۔

بنو بکر و بنو خزاعہ کی دشمنی

ان دونوں قبیلوں میں زمانۂ جاہلیت سے لڑائی چلی آتی تھی۔ جس کا سبب یہ تھا کہ مالک بن عباد حضرمی ایک مرتبہ مال تجارت لے کر خزاعہ کی سرزمین میں داخل ہوا۔ خزاعہ کے لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ بنو بکر نے موقع پا کر حضرمی کے معاوضہ میں بنو خزاعہ کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔ قبیلہ خزاعہ نے اپنے ایک آدمی کے معاوضہ میں بنو بکر کے تین سرداروں ذویب اور سلمی اور کلثوم کو میدان عرفات میں حدود حرم کے قریب قتل کر ڈالا۔

زمانۂ جاہلیت سے زمانۂ بعثت تک یہی سلسلہ رہا۔ ظہور اسلام کے بعد اسلامی معاملات میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے یہ سلسلہ رک گیا۔

بنو بکر کا بنو خزاعہ پر شب خون مارنا

حدیبیہ میں ایک میعادی صلح ہو جانے کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہو گئے بنو بکر نے اپنی دشمنی نکالنے کا موقع غنیمت سمجھا۔ چنانچہ بنو بکر میں سے نوفل بن معاویہ دیلی نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مل کر خزاعہ پر شب خون مارا۔ رات کا وقت تھا خزاعہ کے لوگ پانی کے ایک چشمہ پر سو رہے تھے جس ساتھ مل کر کا نام وتیر تھا۔

قریش کا بنو بکر کی امداد کرنا

قریش میں سے صفوان بن امیہ اور شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص نے پوشیدہ طور پر بنو بکر کی امداد کی۔ خزاعہ نے بھاگ کر حرم میں پناہ لی۔ مگر ان کو بھی قتل سے پناہ نہ ملی۔

قریش نے بنو بکر کی ہر طرح سے امداد کی ہتھیار بھی دیے لوٹنے کے لئے آدمی بھی۔ خزاعہ کے لوگ مکہ میں بدیل بن ورقاء خزاعی کے مکان میں گھس گئے۔ مگر بنو بکر اور رؤسا قریش نے گھروں میں گھس کر ان کو مارا اور لوٹا اور یہ سمجھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ ہوگی۔

قریشیوں کو عہد شکنی کا احساس

جب صبح ہوئی تو قریش کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور یہ سمجھ گئے کہ ہم نے عہد شکنی کی اور جو معاہدہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں کیا تھا اس کو ہم نے اپنی غلطی سے توڑ ڈالا۔

بارگاہ نبوی میں بنو خزاعہ کا استغاثہ

عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ منورہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عمرو بن سالم نے کھڑے ہو کر یہ عرض کیا۔

یا رب انی ناشد محمدا   حلف ابینا و ابیہ الاتلدا

اے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ اور ان کے باپ عبدالمطلب کا قدیم عہد یاد دلانے آیا ہوں۔

زمانہ جاہلیت میں خزاعہ حضرت عبدالمطلب کے حلیف تھے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح ہم آپ کے حلیف ہیں اسی طرح ہمارے باپ دادا آپ کے باپ دادا کے حلیف تھے۔

ان قریشا اخلفوک الموعدا   ونقضوا میثاقک المؤکدا

تحقیق قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی اور آپ کے پختہ عہد اور پیمان کو توڑ ڈالا۔

ھم بیتونا بالوتیر ھجدا   وقتلونا رکعا و سجدا

ان لوگوں نے چشمہ وتیر پر سوتے ہوئے ہم پر شب خون مارا اور رکوع اور سجود کی حالت میں ہم کو قتل کیا۔ (ان میں سے بعض مسلمان بھی تھے ورنہ وہ خود مسلمان نہ تھے)

وجعلوا لي في كداء رصدا   وزعموا ان لست ادعو احدا

اور مقام کداء میں آدمیوں کو ہماری گھات میں بٹھلا دیا اور ان کو گمان یہ تھا کہ میں کسی کو اپنی مدد کے لئے نہ بلاؤں گا۔

وهم اذل واقل عددا اور وہ سب ذلیل ہیں اور شمار میں بھی بہت کم ہیں۔

ووالداً كنا وكنت الولدا   ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا

اور ہم بمنزلہ باپ کے ہیں اور آپ بمنزلہ اولاد کے اس لئے کہ عبد مناف کی ماں قبیلہ خزاعہ کی تھی اور اسی طرح قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بھی قبیلہ خزاعہ کی تھی۔ اسی تعلق کی بناء پر ہماری نصرت اور مدد آپ پر لازم ہے اور اس کے علاوہ ہم ہمیشہ آپ کے مطیع اور فرمانبردار رہے کبھی آپ کی اطاعت سے دستکش نہیں ہوئے اس لئے آپ سے امید ہے کہ اپنے جان نثاروں اور وفا شعاروں کی مدد فرمائیں گے۔

فانصر ايدك الله نصراً اعتدا   وادع عباد الله ياتوا مددا

پس ہماری فوری مدد فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے اور اللہ کے خاص بندوں یعنی اپنے صحابہ کو حکم دیجئے وہ ضرور ہماری مدد کو آئیں گے اور ایک نسخہ میں ہے۔

فانصر رسول الله نصراً عتدا اے اللہ کے رسول ہماری فوری مدد فرمائیے۔

فيهم رسول الله قد تجردا   ان سيم خسفاً وجهه تربدا

اور جب رسول اللہ کا لشکر ہماری مدد کو آئے تو اس میں اللہ کا رسول ضرور ہو جو ظالموں سے جنگ کے لئے تیار ہو۔ یعنی فقط سریہ بھیجنے پر اکتفاء نہ فرمائیں۔ بلکہ اس لشکر کے ساتھ خود بھی بنفس نفیس تشریف لائیں۔ اور اگر وہ ظالم آپ کو کوئی ذلت پہنچانا چاہیں تو آپ کا چہرہ مبارک غیرت وحمیت سے تمتمانے لگے۔

في فيلق كالبحر يجري مزبدا

اور ایسے لشکر کو ساتھ لے کر آئے کہ جو دریا کی طرح جھاگ مارتا ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امداد کا یقین دلانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات سن کر ارشاد فرمایا یا عمرو بن سالم اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ فرمایا نہ مدد کیا جاؤں میں۔ اگر میں تیری مدد نہ کروں بعد ازاں یہ دریافت فرمایا کہ کیا کل بنو بکر اس میں شریک تھے۔ عمرو بن سالم نے کہا سب نہیں بلکہ بنو بکر میں سے صرف بنو نفاثہ اور ان کا سردار نوفل اس میں شریک تھا۔ آپ نے ان کی اعانت اور امداد کا وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد یہ وفد واپس ہو گیا۔

قریش کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بھیجنا

آپ نے ایک قاصد قریش مکہ کے پاس روانہ کیا کہ ان کو یہ پیام پہنچا دے کہ تین باتوں سے ایک بات اختیار کر لیں۔

(۱) مقتولین خزاعہ کی دیت دے دی جائے۔
(۲) یا بنو نفاثہ کے عہد اور عقد سے علیحدہ ہو جائیں۔
(۳) یا معاہدۂ حدیبیہ کے فسخ کا اعلان کر دیں۔

قرظہ بن عمرو کا جواب

قاصد نے جب پیام پہنچایا تو قریش کی طرف سے قرظہ بن عمرو نے یہ جواب دیا کہ ہم نہ مقتولین خزاعہ کی دیت دیں گے اور نہ بنو نفاثہ سے اپنے تعلقات کو منقطع کریں گے۔ ہاں معاہدۂ حدیبیہ کے فسخ پر ہم راضی ہیں۔

تجدید معاہدہ کے لئے ابوسفیان کا مدینہ روانہ ہونا

لیکن قاصد روانہ ہونے کے بعد قریش کو ندامت ہوئی اور فوراً ہی ابوسفیان کو معاہدہ کی تجدید اور صلح کی مدت بڑھانے کے لئے مدینہ روانہ کیا۔

ابوسفیان تجدید صلح کے لئے مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خبر دی کہ ابوسفیان مکہ سے مدت صلح کو بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے کے لئے آ رہا

ہے۔ چنانچہ ابوسفیان مکہ سے روانہ ہوا اور مقام عسفان میں پہنچ کر ابوسفیان کی بدیل بن ورقاء خزاعی سے ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان نے بدیل سے دریافت کیا کہ کہاں سے آ رہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اسی قریب کی وادی سے آ رہا ہوں۔ بدیل یہ کہہ کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اس کے بعد ابوسفیان کو خیال آیا کہ بدیل ضرور مدینہ سے واپس آ رہا ہے۔ چنانچہ ابو سفیان نے اس جگہ کو جا کر دیکھا جہاں بدیل نے اونٹ بٹھلایا تھا۔ بدیل کی اونٹنی کی مینگنی کو توڑ کر دیکھا تو اس میں کھجور کی گٹھلی برآمد ہوئی۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم بدیل ضرور مدینہ ہی سے آ رہا ہے اور یہ گٹھلی مدینہ ہی کی کھجور کی ہے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کا اپنے والد سے مکالمہ

ابوسفیان مدینہ پہنچ کر اول اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ابو سفیان نے کہا اے بیٹی تو نے فرش کو لپیٹ دیا کیا فرش کو میرے قابل نہ سمجھا یا مجھے فرش کے قابل نہ سمجھا۔ ام حبیبہؓ نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے۔ اس پر ایک مشرک کہ جو شرک کی نجاست سے ملوث اور آلودہ ہو نہیں بیٹھ سکتا۔ ابوسفیان نے جھلا کر کہا اے بیٹی خدا کی قسم تو میرے بعد شر میں مبتلا ہو گئی۔ ام حبیبہؓ نے کہا۔ شر میں نہیں بلکہ کفر کی ظلمت سے نکل کر اسلام کے نور اور ہدایت کی روشنی میں داخل ہو گئی اور آپ سے تعجب ہے کہ آپ قریش کے سردار ہو کر پتھروں کو پوجتے ہیں کہ جو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔

ابوسفیان کی درخواست کا قبول نہ ہونا اور نہ سفارش میسر آنا

ابوسفیان وہاں سے اٹھ کر مسجد میں آئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں قریش کی طرف سے تجدید معاہدہ اور مدت صلح کو بڑھانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بارگاہ رسالت سے جب کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ان سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن الخطاب کے پاس گیا اور ان سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے یہ فرمایا اللہ اکبر میں تیری سفارش کے لئے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ دنیا میں اگر کوئی ساتھ مجھ کو میسر نہ آئے تو میں تنہا جہاد کرنے کو تیار ہوں۔ یہ سنتے ہی چپ ہو کر حضرت علی کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس ان کی بیوی فاطمۃ الزہراء اور حسن رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر کہا اے ابوالحسن آپ ہم سے قرابت میں سب سے قریب ہیں۔ ایک شدید ضرورت سے آیا ہوں یہ چاہتا ہوں کہ ناکام واپس نہ ہوں۔ لہذا آپ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش فرمائیے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کچھ قصد فرمالیا ہے۔ لہذا اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہہ سکے ابوسفیان یہ سن کر حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ اس بچہ یعنی امام حسن کو یہ حکم دیں کہ وہ یہ پکار دے کہ میں نے قریش کو پناہ دی تو ہمیشہ کے لئے عرب کا سردار مان لیا جائے۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا اول تو یہ کمسن ہے (یعنی پناہ دینا بڑوں کا کام ہے) دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف کون پناہ دے سکتا ہے۔

ابوسفیان کا ایک تدبیر کر کے واپس لوٹنا

ابوسفیان نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر کہا معاملہ سخت ہو گیا آخر مجھ کو کوئی تدبیر بتلائیے۔ حضرت علی نے کہا اور تو کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ صرف اتنا خیال میں آتا ہے اگر اس کو تو اپنے لئے مفید اور کارآمد سمجھے تو کر گزر۔ وہ یہ کہ مسجد میں جا کر یہ پکار دے کہ میں معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید اور استحکام اور مدت صلح کو بڑھانے کے لئے آیا ہوں اور یہ کہہ کر تو اپنے شہر واپس چلا جا۔ چنانچہ ابوسفیان نے وہاں سے اٹھ کر مسجد میں آیا اور بآواز بلند پکار کر یہ کہا کہ میں عہد کی تجدید اور صلح کی مدت بڑھاتا ہوں اور یہ کہہ کر مکہ کو چل کھڑا ہوا۔

ابوسفیان کی ناکامی

حضرت ابوسفیان جب مکہ پہنچا اور سارا واقعہ بیان کیا تو قریش نے یہ کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی تمہارے اس اعلان کو جائز رکھا ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا کہ محمد کی

بغیر رضامندی اور اجازت کے تم کیسے راضی اور مطمئن ہو گئے۔ محض لغو اور بیکار چیز لے کر آئے جس کا توڑنا ان پر کچھ دشوار نہیں اور خدا کی قسم علی نے تیرے ساتھ مسخرہ پن کیا۔ تو نہ صلح کی خبر لے کر آیا جس سے اطمینان ہوتا اور نہ جنگ کی خبر لایا کہ جس کی تیاری اور سامان کیا جاتا۔

صحابہؓ کو خفیہ تیاری کرنے کا حکم

حضرت ابوسفیان کی واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو پوشیدہ طور پر سفر کی تیاری، سامان سفر اور آلات جنگ درست کرنے کا حکم دیا اور یہ تاکید فرمائی کہ اس کو پوشیدہ رکھا جائے اس کا اظہار و اعلان نہ کیا جائے اور آس پاس کے قبائل میں بھی کہلا بھیجا کہ تیار ہو جائیں۔

حضرت حاطبؓ کا خط قریشیوں کے نام

صحیح بخاری میں ہے کہ اسی اثناء میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی تیاریاں فرما رہے ہیں اور مخفی طور پر ایک عورت کے ہاتھ اس خط کو مکہ روانہ کیا۔

خط پکڑا جانا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے اس کی اطلاع دی۔ آپ نے حضرت علی اور حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ کیا کہ تم برابر چلے جاؤ یہاں تک کہ روضہ خاخ میں تم کو اونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی اس کے ساتھ مشرکین مکہ کے نام حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے۔ وہ اس سے لے آؤ۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں کہ روضہ خاخ میں پہنچ کر ہم کو ایک عورت ملی اونٹ بٹھلا کر اس کی جامہ تلاشی لی لیکن خط نہ ملا۔ ہم نے کہا خدا کی قسم اللہ کا رسول کبھی غلط نہیں کہہ سکتا۔

ہم نے اس عورت سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تو وہ خط ہم کو دیدے ورنہ ہم برہنہ کر کے تیری تلاشی لیں گے۔ اس وقت اس عورت نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر ہم کو دیا ہم وہ خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت حاطبؓ سے جواب طلبی

آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حاطب نے عرض

کیا یا رسول اللہ! آپ مواخذہ میں عجلت نہ فرمائیں۔ یا رسول اللہ قریش سے میری قرابت نہیں فقط حلیفانہ تعلقات ہیں۔ میرے اہل وعیال آج کل مکہ میں ہیں جن کا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔ بخلاف دوسرے مہاجرین کے کہ مکہ میں ان کی قرابتیں ہیں قرابتوں کی وجہ سے ان کے اہل وعیال محفوظ ہیں۔ اس لئے میں نے یہ چاہا کہ جب قریش سے میری کوئی قرابت نہیں تو ان کے ساتھ کوئی احسان کروں جس کے صلہ میں وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت کریں۔ خدا کی قسم میں نے دین سے مرتد ہو کر اور اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر ہرگز یہ کام نہیں کیا۔ میری غرض فقط وہی تھی جو میں نے عرض کی۔

حضرت حاطبؓ کے عذر کا قبول ہونا

صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے سن کر یہ فرمایا۔

آگاہ ہو جاؤ تحقیق اس نے تم سے سچ بیان کیا۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا۔ تحقیق حاطب بدر میں حاضر ہوا ہے اور اے عمر تجھ کو کیا معلوم ہے شاید اللہ تعالیٰ نے نظر رحمت سے اہل بدر کو یہ فرما دیا ہو کہ جو چاہے کرو بلا شبہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔

غزوۂ بدر میں شرکت کی فضیلت

بدر کی شرکت بظاہر ایک حسنہ ہے لیکن حقیقت میں ہزاروں اور لاکھوں حسنات کا اجمال اور عنوان ہے اور ایمان واحسان صدق اور اخلاص کی ایک سند ہے۔ لہٰذا اگر بدر میں شرکت کرنے والے اصحاب سے بمقتضائے بشریت کوئی غلطی یا فروگذاشت ہو جائے تو وہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور اولئک کتب فی قلوبہم الایمان سے خارج نہیں ہو سکتے اس لئے کہ یہ اس علیم وخبیر کی خبر ہے کہ جس میں کذب کا امکان نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ کو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ ان سے یہ فروگذاشت ہوگی مگر باوجود اس علم ازلی وابدی کے

پھر ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے تمغہ سے سرفراز فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس عظیم الشان حسنہ کے بعد ان سے کوئی ایسی غلطی نہ ہوگی جو ان کی اس نیکی کو محو کر سکے بلکہ یہ عظیم الشان حسنہ ہی آئندہ کی غلطی کا کفارہ بن جائے گی۔

خط کا متن اور اردو ترجمہ

حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کا مضمون بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا منشاء عیاذاً باللہ نفاق نہ تھا وہ خط یہ تھا۔

اما بعد یا معشر قریش فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل فواللہ لو جاءکم وحدہ لنصرہ اللہ وانجز لہ وعدہ فانظروا لانفسکم والسلام

اے گروہ قریش۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے مانند تم پر ایک ہولناک لشکر لے کر آنے والے ہیں جو سیلاب کی طرح ہوگا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا لشکر کے خود تن تنہا بھی تشریف لے جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور فتح و نصرت کا جو وعدہ خدا نے آپ سے کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا (یعنی آپ کی کامیابی لشکر پر موقوف نہیں) پس تم اپنے انجام کو سوچ لو۔ والسلام۔

واقدی کی روایت میں ہے کہ یہ خط سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل کے نام تھا۔ یہ تینوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہم

خط کے واقعہ پر آیات کا نزول

حق جل شانہ نے حضرت حاطب کے اس واقعہ میں سورۂ ممتحنہ نازل فرمائی یعنی یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ جس میں حق جل شانہ نے کافروں سے دوستانہ تعلقات کے احکام بیان فرمائے اس سورت کی تفسیر کو دیکھ لیا جائے۔

فتح مکہ کے سفر پر روانگی

القصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسویں رمضان المبارک دس ہزار قدسیوں کی جمعیت

ہمراہ لے کر بعد نماز عصر مدینہ منورہ سے فتح کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ازواج مطہرات میں سے ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہن ہمراہ تھیں۔

حضرت عباسؓ کی ہجرت

جب آپ مقام ذی الحلیفہ یا مقام جحفہ میں پہنچے تو حضرت عباس مع اہل وعیال مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو جاتے ہوئے ملے۔ آپ کے ارشاد سے سامان تو مدینہ بھیج دیا اور خود آپ کے ساتھ لشکر اسلام میں شریک ہو کر بغرض جہاد پھر مکہ کو واپس ہوئے۔ حضرت عباس اسلام تو پہلے ہی سے لا چکے تھے مگر قریش سے اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔ اور یہ فرمایا اے عباس یہ تمہاری ہجرت آخری ہجرت ہے جیسے میری نبوت آخری نبوت ہے اور حضرت عباس کا مکہ میں قیام آپ کے حکم سے تھا کہ مکہ ہی میں رہیں اور قریش کی خبریں آپ کو پہنچاتے رہیں۔

مسند ابی یعلیٰ اور معجم طبرانی میں ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں عباس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی آپ نے ان کو جواب لکھوایا کہ اے چچا آپ اپنی ہی جگہ قیام فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ پر ہجرت کو ختم کرے گا جیسا کہ مجھ پر نبوت کو ختم کیا۔

ابوسفیان بن حارث اور عبد اللہ بن امیہ کا راستہ میں ملنا

اور مقام ابواء میں ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابی امیہ بغرض اسلام مکہ سے مدینہ آتے ہوئے ملے۔ ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کے چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔ نبوت سے پیشتر آپ کے دوست تھے کسی وقت آپ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ نبوت اور بعثت کے بعد محبت دشمنی میں تبدیل ہو گئی اور آپ کی ہجو میں شعر بھی کہے جن کا حسان بن ثابتؓ نے جواب دیا۔ ابوسفیان بن حارث کے ساتھ ان کا بیٹا جعفر بھی تھا۔

اور عبداللہ بن ابی امیہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یعنی آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ بھی آپ کے شدید مخالفوں میں سے تھے۔

خدمت اقدس میں حاضری اور اسلام

دونوں نے بارگاہ نبوی میں حاضری کی اجازت چاہی مگر چونکہ حضور پرنور ان دونوں سے

اذیتیں بہت پہنچی تھیں اس لئے آپ نے ان سے اعراض فرمایا اور حاضری کی اجازت نہیں دی۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور دوسرا آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی ضرورت نہیں۔ چچا کے بیٹے نے میری آبرو ریزی کی اور پھوپھی کا بیٹا وہی شخص ہے جس نے مکہ میں یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک تو سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائے اور میں بچشم خود تجھ کو دیکھ رہا ہوں اور پھر تو ایک دستاویز لے کر آسمان سے اترے اور چار فرشتے تیرے ساتھ ہوں اور یہ گواہی دیں کہ تجھ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے پھر بھی میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا۔

ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے مکارم اخلاق سے یہ امید ہے کہ آپ کے خوان نعمت سے آپ کا چچا زاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی۔ سب سے زیادہ محروم اور بدنصیب نہ رہے گا۔ جب آپ کا رحم اور عفو عام ہے۔ تو پھر یہی کیوں محروم رہیں۔

ادھر ابوسفیان بن حارث نے یہ کہا کہ اگر آپ اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت نہ دیں گے تو میں اپنے بیٹے جعفر کو لے کر کسی صحرا میں نکل جاؤں گا اور وہیں بھوکا اور پیاسا مر جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کی شفاعت اور ان دونوں کی اس درجہ شرمساری وندامت کو سن کر حاضری کی اجازت دی۔ حاضر ہوتے ہی دونوں مشرف باسلام ہوئے اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔

ابوسفیان بن حارث کی معذرت

حافظ ابن عبدالبر اور محب طبری راوی ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوسفیان بن حارث کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کے چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر وہ کہیں جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا تھا یعنی۔

تالله لقد اثرك الله علينا و ان كنا لخاطئين

قسم ہے اللہ کی بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بلا شبہ ہم قصوروار ہیں۔

حضرت علیؓ نے سامنے سے آنے کا مشورہ اس لئے دیا کہ چہرۂ انور کی حیا اور شرم بہانے

شرمیں آپ کے اور عتاب کے درمیان حائل بن جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رحمت عالم اور حیاء مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ جواب نکلا۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین

آج کے دن تم پر کوئی الزام اور ملامت نہیں اللہ تمہارا قصور معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

معذرت کی قبولیت

ابوسفیان کی معذرت قبول ہوئی اور حسب ارشاد نبوی الاسلام یہدم ما کان قبلہ اسلام کی کدال نے ابوسفیان بن حارث کے قلب کو کھود کر ایسا صاف کر دیا کہ اب اس میں آپ کی خاطر عاطر کی کدورت کا کوئی ریزہ باقی نہ چھوڑا اور ایمان و احسان اور اخلاص و ایقان کو کوٹ کوٹ کر ان کے دل میں ایسا بھر دیا کہ باہر سے کفر کا کوئی غبار اور زور دار گرد ان کے دل میں نہ پہنچ سکے اور اسی وقت سے اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی کے لئے آپ کے ہمرکاب ہو گئے۔

کہا جاتا ہے کہ ابوسفیان بن حارث نے حیاء کی وجہ سے مدۃ العمر آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے جنت کی شہادت دیتے تھے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

مقام کدید پر روزہ توڑنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے اس وقت آپ اور صحابہ روزہ سے تھے۔ مقام کدید میں پہنچ کر صحابہ کی مشقت کے خیال سے آپ نے روزہ افطار فرمایا سب نے بھی آپ کی اقتداء میں روزہ توڑ دیا۔

اول تو سفر فی نفسہ تھکاوٹ اور مشقت ہے اور پھر وہ بھی جہاد کے لئے اور موسم گرما کا اس لئے افطار فرمایا کہ ایسی حالت میں اگر روزہ رکھا گیا تو کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا نہیں ہو سکے گا۔ اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا بھلائی اور نیکی

نہیں۔ ہاں اگر سفر جہاد کا نہ ہو اور سفر میں کوئی خاص مشقت نہ ہو تو پھر روزہ رکھنا ہی افضل ہے۔

مقام مر الظہران پر قیام

مقام کدید سے چل کر عشاء کے وقت آپ مر الظہران میں پہنچے اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور لشکر کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ سلگائے۔ عرب کا قدیم دستور تھا کہ لشکروں میں آگ روشن کیا کرتے تھے۔ اسی کے موافق آپ نے یہ حکم دیا۔ قریش کو اپنی بدعہدی کی وجہ سے کھٹکا لگا ہوا تھا کہ نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت ہم پر چڑھائی کر بیٹھیں۔

ابوسفیان بن حرب وغیرہ کی گھبراہٹ

چنانچہ ابوسفیان بن حرب اور بدیل بن ورقاء اور حکیم خبر لینے کی غرض سے مکہ سے نکلے جب مر الظہران کے قریب پہنچے تو لشکر نظر آیا۔ گھبرا گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے۔ بدیل نے کہا کہ یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس اتنا لشکر کہاں سے آیا وہ بہت قلیل ہیں۔

ابوسفیان وغیرہ کی گرفتاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیداروں نے دیکھتے ہی ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان لوگوں نے چوکیداروں سے دریافت کیا تم میں یہ کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم آپ کے اصحاب ہیں۔ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر گشت لگاتے ہوئے ادھر آ نکلے اور ابوسفیان کی آواز پہچان کر فرمایا۔ افسوس اے ابوسفیان یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے۔ خدا کی قسم اگر تجھ پر فتح یاب ہو گئے تو تیری گردن اڑا دیں گے اور قریش کی اس میں بہتری ہے کہ آپ سے امن کے خواستگار ہو جائیں اور اطاعت قبول کریں۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں آواز سن کر اسی سمت میں ڈھونڈتا ہوا حضرت عباس تک پہنچا اور کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں پھر رہائی اور مخلصی کی کیا صورت ہے۔ عباسؓ نے کہا میرے پیچھے اس خچر پر سوار ہو جاؤ۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر تجھ کو حاضر ہوتا ہوں تاکہ تیرے لئے امن حاصل کروں۔ عباسؓ اس کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام دکھلاتے ہوئے روانہ ہوئے۔

حضرت عمرؓ کا ارادہ اور حضرت عباسؓ کا ابوسفیان کو پناہ دینا

جب حضرت عمرؓ کی طرف سے گزرنے لگے تو حضرت عمر دیکھتے ہی پیچھے جھپٹے اور کہا کہ یہ ابوسفیان اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ الحمدللہ بغیر کسی عہد اور اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے۔ حضرت عمر پیادہ پا تھے اور حضرت عباس ابوسفیان کو ہمراہ لئے ہوئے خچر پر سوار تھے۔ نہایت تیزی کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور حضرت عمر پیچھے پیچھے تلوار سونتے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابوسفیان اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے الحمدللہ بغیر کسی عہد اور پیمان کے آج ہاتھ آ گیا ہے۔ مجھ کو اجازت دیجئے کہ ابھی اس کی گردن اڑا دوں۔ عباسؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے حضرت عمر تلوار لئے کھڑے ہیں اور بار بار وہی عرض کر رہے ہیں۔ ابوسفیان کے قتل کے لئے آپ کے اشارے کے منتظر ہیں۔ حضرت عباس نے جھلا کر کہا اے عمر ذرا ٹھہرو اگر یہ بنو عدی سے ہوتا تو تم اس کے قتل پر اس درجہ اصرار نہ کرتے چونکہ تم جانتے ہو کہ وہ بنی عبد مناف میں سے ہیں۔ اس لئے تم اس کے قتل پر اصرار کر رہے ہو۔ حضرت عمر نے کہا اے عباس خدا کی قسم تمہارا اسلام مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اور میرا باپ اگر اسلام لاتا تو مجھ کو اتنی مسرت نہ ہوتی جتنی کہ تمہارے اسلام سے ہوئی۔ اس لئے کہ میں خوب جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارا اسلام خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا۔ تمہاری نسبت میرا تو یہ خیال ہے تم جو چاہے کہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ۔ صبح کو میرے پاس لانا۔ ابوسفیان شب بھر حضرت عباسؓ کے خیمہ میں رہے۔

حکیم بن حزام اور بدیل کا اسلام لا کر واپس لوٹ جانا

حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اسی وقت بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف باسلام

ہوئے کچھ دیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مکہ کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ اسلام لانے کے بعد یہ دونوں مکہ واپس ہوگئے تاکہ اہل مکہ کو آپ کی آمد سے مطلع کریں۔

حضورؐ کا ابوسفیان سے شکوہ

صبح ہوتے ہی حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا افسوس! اے ابوسفیان کیا وقت نہیں آگیا کہ تو یقین کرے۔ لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(ابوسفیان) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نہایت ہی حلیم و کریم اور نہایت ہی صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم اگر اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو آج ہمارے کچھ کام آتا اور میں آپ کے مقابلہ میں اس سے مدد چاہتا۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) افسوس اے ابوسفیان کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو مجھ کو اللہ کا رسول جانے۔

ابوسفیان: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بے شک آپ نہایت حلیم و کریم اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ ابھی تک مہربانی کر رہے ہیں کہ باوجود میری اس عداوت کے مجھ پر مہربانی ہے مجھے اس میں ذرا تردد ہے آپ نبی ہیں یا نہیں۔

ابوسفیان کا مسلمان ہونا اور اس کی حوصلہ افزائی

بعد ازاں حضرت عباس کے سمجھانے سے ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا۔ ابوسفیان کے مسلمان ہوجانے کے بعد حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ ابوسفیان سرداران مکہ سے ہے فخر کو پسند کرتا ہے لہٰذا آپ اس کے لئے کوئی ایسی شئ مقرر کردیں تو اس کے لئے باعث عزت و شرف اور موجب امتیاز ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا اعلان کردو کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ مامون ہے۔ ابوسفیان نے کہا یارسول اللہ میرے گھر میں سب آدمی کہاں سما سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔

ابوسفیان نے کہا یارسول اللہ مسجد بھی کافی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا اچھا جو شخص اپنا دروازہ

بند کر لے وہ بھی مامون ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں اس میں بہت وسعت اور گنجائش ہے۔

لشکر اسلام کا معائنہ

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مرالظہران سے روانہ ہونے لگے تو حضرت عباس کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو لے کر پہاڑ پر کھڑے ہو جائیں تا کہ لشکر اسلام کو بخوبی دیکھ سکے چنانچہ یکے بعد دیگرے جب قبائل جوق در جوق گزرنے لگے تو ابوسفیان دنگ رہ گیا۔ اور یہ کہا تمہارے بھتیجے کا ملک بہت بڑا ہو گیا۔ حضرت عباس نے کہا یہ بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔

جو قبیلہ سامنے سے گزرتا تھا ابوسفیان پوچھتا جاتا تھا کہ یہ کون سا قبیلہ ہے۔ سب سے پہلے خالد بن ولید ایک ہزار یا نو سو کے دستہ کو لے کر گزرے۔ بعد ازاں اور مختلف دستے گزرتے تا آنکہ اخیر میں کوکبہ نبوی ظاہری اور باطنی جمال اور شکوہ کے ساتھ مہاجرین و انصار کے مسلح اور زرہ پوش گروہ کے جلو میں جلوہ افروز ہوا۔ مہاجرین کا علم حضرت زبیر کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا۔

ابوسفیان کی گھبراہٹ اور رحم کی اپیل

سعد بن عبادہ جب ادھر سے گزرے تو ابوسفیان کو دیکھ کر جوش آ گیا اور جوش میں یہ کہہ بیٹھے

آج کا دن لڑائی کا دن ہے آج کعبہ میں قتل و قتال حلال ہو گا۔

ابوسفیان نے گھبرا کر دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت عباس نے کہا یہ مہاجرین وانصار کا لشکر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔

سامنے سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو ابوسفیان نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے سعد بن عبادہ کو اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے اور سعد کا قول نقل کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو اللہ کا اور قرابتوں کا واسطہ دیتا ہوں۔ نیکی اور صلہ رحمی میں آپ سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

اے ابوسفیان آج کا دن مہربانی کا دن ہے جس میں اللہ قریش کو عزت بخشے گا۔

اور یہ حکم دیا کہ علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ سے لے کر ان کے بیٹے قیس کو دے دیا جائے۔

ابوسفیان کا مکہ میں اسلام کی ترغیب دینا

بعد ازاں ابوسفیان آپ سے رخصت ہوا اور جلدی کر کے مکہ واپس آ گیا اور آ واز بلند سے اعلان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر کے ساتھ آ رہے ہیں۔ میری رائے میں کسی کو یہ طاقت نہیں کہ ان سے مقابلہ کر سکے۔ اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔ البتہ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کو امن ہے یا جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اس کو بھی امن ہے یا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اور ہتھیار ڈال دے اس کو بھی امن ہے۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ابوسفیان کی مونچھ پکڑ لی اور یہ کہا اے بنی کنانہ یہ بڈھا فرتوت بیوقوف ہو گیا ہے۔ معلوم نہیں کیا کیا بکتا ہے اور بہت گالیاں دیں۔ لوگ جمع ہو گئے۔ ابوسفیان نے کہا اس وقت ان باتوں سے کچھ نہ ہوگا۔ اے لوگو تم اس عورت کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا۔

کوئی شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کو امن ہے اور جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اس کو بھی امن۔ لوگوں نے کہا ارے کمبخت خدا تجھے ہلاک کرے تیرے گھر میں کتنے آدمی آ سکیں گے ابوسفیان نے کہا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امن ہے۔

لوگوں کا امن کے لئے بھاگنا

ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ خیریت اسی میں ہے کہ تو اسلام لے آ ورنہ ماری جائے گی۔ جا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ لوگ اس اعلان کو سنتے ہی بھاگے کوئی مسجد حرام کی طرف اور کوئی اپنے مکان کی طرف۔

حضورؐ کا مکہ میں داخل ہونا

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مکہ میں داخل ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے ادب اور احترام کو ملحوظ رکھتے

طور دکھایا تواضع کے ساتھ سر جھکائے ہوئے داخل ہوئے، شاہانہ شان سے داخل نہیں ہوئے۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن مغفلؓ سے مروی ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ناقہ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۃ انا فتحنا پڑھ رہے ہیں۔

اس عظیم الشان فتح کے وقت مسرت اور نشاط فرحت اور انبساط کے آثار کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں تخشع اور تضرع تذلل اور تمسکن کے آثار بھی چہرۂ انور پر نمایاں ہو رہے تھے۔ ناقہ پر سوار تھے تواضع سے گردن اس قدر جھکی ہوئی تھی کہ ریش مبارک کجاوہ کی لکڑی سے مس کر رہی تھی۔

اور آپ کے خادم اور خادم زادہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے۔

دیگر دستوں کا مکہ میں داخلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام کداء میں سے گزرتے ہوئے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہوئے اور خالد بن ولید کو اسفل مکہ مقام کدیٰ سے داخل ہونے کا اور زبیر کو اعلیٰ مکہ یعنی مقام کداء میں سے داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ تاکید فرمادی کہ تم خود قتال کی ابتداء نہ کرنا جو شخص تم سے تعرض کرے صرف اس سے لڑنا۔ بعد ازاں آپ نہایت ادب و احترام کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

نماز فتح

جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اول ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے اور غسل کر کے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔

اس نماز کو صلوۃ الفتح کہتے ہیں اور امراء اسلام کا یہ طریق رہا ہے کہ جب کسی شہر کو فتح کرتے تھے تو فتح کے شکریہ میں آٹھ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

ام ہانی کے دو رشتہ داروں کو امن

ام ہانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے شوہر کے دو رشتہ دار بھاگ کر میرے گھر میں آگئے ہیں جن کو میں نے پناہ دی اور میرا بھائی علی ان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا جس کو ام ہانی نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ علی کو چاہیے کہ ان دو آدمیوں کو نہ مارے۔

شعب ابی طالب میں قیام

نماز سے فارغ ہو کر شعب ابی طالب میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ صحابہ نے مکہ میں داخل ہونے سے ایک روز پہلے ہی آپ سے دریافت کر لیا تھا کہ آپ مکہ میں کہاں قیام فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا جہاں قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کو محصور کیا تھا۔ اور آپس میں یہ عہد اور حلف کیا تھا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب سے خرید و فروخت شادی اور بیاہ کے تمام تعلقات قطع کر دیئے جائیں جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ شعب ابی طالب اسی مقام کا نام ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا اوباشوں سے مقابلہ

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر یہ فرمایا کہ قریش نے کچھ اوباش تمہارے مقابلہ کے لئے جمع کئے ہیں وہ اگر مقابلہ پر آئیں تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ کر رکھ دینا۔

صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے مقام خندمہ میں مقابلے کے ارادہ سے کچھ اوباشوں کو جمع کیا۔ خالد بن ولید سے مقابلہ ہوا مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے۔ خنیس بن خالد بن ربیعہ اور کرز بن جابر فہری اور مشرکین میں کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے۔ باقی سب بھاگ اٹھے۔

شرپسندوں کی شکست اور امن کا قیام

اور مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ خالد بن ولید جب اسفل مکہ سے داخل ہوئے تو بنو بکر اور بنو حارث بن عبد مناۃ اور کچھ لوگ قبیلہ ہذیل اور کچھ اوباش قریش مقابلہ کے لئے جمع تھے۔ حضرت خالد کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے حملہ بول دیا۔ خالد بن ولید نے جب ان کا مقابلہ کیا تو تاب نہ لا سکے اور شکست کھا کر بھاگے۔ بنو بکر میں کے تقریباً بیس آدمی اور ہذیل کے تین یا چار آدمی قتل ہوئے۔ باقی ماندہ اشخاص میں بھگدڑ پڑ گئی۔ کوئی مکان میں جا کر چھپا اور کوئی پہاڑ پر چڑھ گیا ابو سفیان نے چلا کر کہا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن سے ہے

اور جو شخص اپنا ہاتھ روک لے وہ امن سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر تلواروں کی چمک پر پڑی تو خالد بن ولید کو بلا کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے میں نے تم کو قتال سے منع کیا تھا۔ خالد نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابتداء قتال نہیں کی۔ میں نے برابر اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ جب میں مجبور ہو گیا اور تلواریں ہم پر چلنے لگیں اس وقت مقابلہ کیا۔ آپ نے فرمایا (قضا اللہ خیر) اللہ تعالیٰ نے جو مقدر کیا اس میں خیر ہے۔

اس کے بعد امن قائم ہو گیا اور لوگوں کو امن دے دیا اور لوگ مطمئن ہوئے اور فتح مکمل ہوگئی۔

حرم اور خانہ کعبہ کی بتوں سے تطہیر

فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حرم محترم میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے آپ ایک ایک بت کی طرف چھڑی سے اشارہ کر کے یہ پڑھتے جاتے تھے۔ جاء الحق وزھق الباطل اور بت منہ کے بل اوندھے گر جاتے تھے۔

جب آپ حرم میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ ناقہ پر سوار تھے اسی حالت میں طواف فرمایا طواف سے فارغ ہو کر عثمان بن طلحہ کو بلا کر خانہ کعبہ کی کنجی لی اور بیت اللہ کو کھلوایا۔ دیکھا کہ اس میں تصویریں ہیں ان سب کے مٹانے کا حکم دیا جب تمام تصویریں مٹا دی گئیں اور آب زمزم سے ان کو دھو دیا گیا اس وقت آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی۔ اور بیت اللہ کے تمام گوشوں میں پھر کر توحید و تکبیر کی آوازوں سے اس کو معمور کیا۔ اس وقت بلال اور اسامہ آپ کے ہمراہ تھے۔

بیت اللہ کے دروازے پر حضور کا خطاب

فارغ ہو کر دروازہ کھولا اور باہر تشریف لائے دیکھا کہ مسجد حرام لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ سب منتظر ہیں کہ مجرموں اور دشمنوں کے متعلق کیا حکم دیا جاتا ہے یہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ تھی۔ باب کعبہ پر آپ کھڑے ہوئے اور چابی آپ کے ہاتھ

بھی تھی، اس وقت آپ نے یہ خطبہ دیا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کی تمام جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی آگاہ ہو جاؤ جو خصلت و عادت خواہ جانی ہو یا مالی ہو جس کا دعویٰ کیا جا سکے وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ (سب لغو اور باطل ہیں) مگر بیت اللہ کی دربانی اور حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانا یہ خصلتیں حسب دستور برقرار رہیں گی۔ آگاہ ہو جاؤ جو شخص غلطی سے قتل کیا جائے کوڑے سے یا لاٹھی سے اس کی دیت (خون بہا) مغلظہ ہے سو اونٹ ہوں گے۔ جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اے گروہ قریش اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور غرور اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا۔ سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخوں اور خاندانوں پر تقسیم کیا تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو اور حقیقت میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہو۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ پھر یہ ارشاد فرمایا اے گروہ قریش تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔ لوگوں نے کہا بھلائی کا۔ آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ تم پر آج کوئی عتاب اور ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

حسب و نسب کے غرور کا خاتمہ اور مساوات کا اعلان

عرب میں جو حسب و نسب پر فخر کرنے کا دستور چلا آ رہا تھا۔ آپ نے اس خطبہ میں اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور اسلامی مساوات کا جھنڈا نصب کر دیا اور یہ بتلا دیا کہ شرف اور بزرگی کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بنا کر ہدایت عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کا مقصود ہدایت تھا۔ دشمنوں سے انتقام لینا بادشاہوں کا کام ہے۔

کعبۃ اللہ کی چابی

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ مسجد میں بیٹھ گئے اور بیت اللہ کی کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی۔

حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کنجی ہم کو عطا فرما دیجئے تا کہ زمزم کا پانی پلانے کے ساتھ بیت اللہ کی دربانی کا شرف بھی ہم کو حاصل ہو جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا (نساء آیت:۵۸)

تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں پہنچا دو امانت والوں کو۔

آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی مرحمت فرمائی اور یہ فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ کے لئے لے لو۔ (یعنی ہمیشہ تمہارے ہی خاندان میں رہے گی)

میں نے خود نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو دلائی ہے۔ سوائے ظالم اور غاصب کے کوئی تم سے نہ چھین سکے گا۔

بیت اللہ کی چھت پر ظہر کی اذان

ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دیں۔ قریش مکہ دین حق کی فتح مبین کا یہ عجیب و غریب منظر پہاڑوں کی چوٹیوں سے دیکھ رہے تھے۔

اور جو سرداران قریش کفر و شرک کی ذلت اور دین برحق کی عزت کا یہ منظر نہ دیکھ سکے وہ روپوش ہو گئے۔ ابوسفیان اور عتاب و خالد پسران اسید اور حارث بن ہشام (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) اور دیگر سرداران قریش صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب اور خالد نے کہا کہ اللہ نے ہمارے باپ کی بڑی عزت رکھ لی کہ اس آواز کے سننے سے پہلے ہی ان کو دنیا سے اٹھا لیا۔ حارث نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ کو یہ یقین ہو جاتا کہ آپ حق پر ہیں تو ضرور آپ کا اتباع کرتا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا۔ اگر میں نے کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالا تو یہ سنگریزے آپ کو خبر دے دیں گے۔ آپ کو بذریعہ وحی کے اطلاع ہو گئی جب آپ ادھر سے گزرے تو ان لوگوں سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا مجھے اس کی اطلاع ہو گئی ہے اور انہوں نے جو گفتگو کی تھی وہ سب بیان فرما دی۔ حارث اور عتاب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے کہ ہم میں سے تو کسی نے آپ کو اس امر کی اطلاع نہیں دی۔ (معلوم ہوا کہ اللہ ہی نے بذریعہ وحی کے اپنے رسول کو ہماری ان باتوں کی خبر دی ہے)

مکہ کے گورنر کا تقرر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید کو مسلمان ہو جانے کے بعد مکہ کا والی مقرر فرمایا۔ عتاب کی عمر اس وقت اکیس سال تھی اور بطور روزینہ ایک درہم یومیہ مقرر فرمایا اس پر عتاب نے یہ کہا۔

اے لوگو! اللہ اس شخص کے جگر کو بھوکا رکھے کہ جو ایک درہم میں بھی بھوکا رہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک برابر مکہ کے امیر رہے۔ صدیق اکبر جب خلیفہ ہوئے تو ان کو برقرار رکھا۔ جس دن صدیق اکبر کی وفات ہوئی اسی روز عتاب کی وفات ہوئی۔

حرم مکہ کے موذن کا تقرر

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جس وقت بام کعبہ پر چڑھ کر اذان دی تو ابو محذورہ جمحی اور چند نوجوان جوان کے ساتھ تھے بطور تمسخر اذان کی نقل اتارنے لگے۔

ابو محذورہ نہایت خوش الحان اور بلند آواز تھے ان کی آواز گوش مبارک میں پہنچ گئی حکم ہوا کہ حاضر کیے جائیں۔ دریافت فرمایا کہ تم میں سے وہ کون ہے کہ جس کی آواز میرے کان میں پہنچی ہے سب نے ابو محذورہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے سب کے چھوڑ دینے اور ان کے روک لینے کا حکم دیا۔

ابو محذورہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور دل میں یہ گمان غالب ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔ آپ نے مجھ کو حکم دیا کہ اذان دو۔ بادل نخواستہ اذان دی۔ اذان کے بعد آپ نے تھیلی عطا کی۔ جس میں کچھ درہم تھے۔ اور سر اور پیشانی پر دست مبارک پھیرا اور سینہ اور جگر اور شکم پر ناف تک ہاتھ پھیرا اور یہ دعا دی بارک اللہ فیک و بارک اللہ علیک۔

ابو محذورہ کہتے ہیں کہ دست مبارک کا پھیرنا تھا کہ آپ کی تمام نفرت یکلخت الفت سے تبدیل ہوگئی اور قلب آپ کی محبت سے لبریز ہو گیا۔ اب میں نے خود عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مکہ کا موذن مقرر فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو مکہ کا موذن مقرر کیا۔ میں نے آ کر عتاب بن اسید امیر مکہ کو اس کی اطلاع دی۔ اور آپ کے حکم کے مطابق اذان دینے لگا۔

مدۃ العمر مکہ میں مقیم رہے اور اذان دیتے رہے ۵۹ھ میں مکہ ہی میں وفات پائی۔

سہیلی فرماتے ہیں کہ ابو محذورہ جس وقت مؤذن مقرر ہوئے اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔ وفات تک مکہ کے مؤذن رہے۔ اور وفات کے بعد ان کی اولاد نسلاً بعد نسل ان کی اذان کی وارث ہوتی رہی۔

کوہ صفا پر دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو کر کوہ صفا پر تشریف لائے اور دیر تک بیت اللہ کی طرف منہ کیے ہوئے دست بدعا اور مشغول حمد وثنا رہے۔ دامن میں انصار کا مجمع تھا۔

حضرات انصار کے ایک اندیشہ کا ازالہ

اسی اثناء میں بعض انصار کی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر آپ کا شہر اور آپ کی زمین فتح کر دی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ یہیں ٹھہر جائیں اور مکہ میں رہ پڑیں اور مدینہ تشریف نہ لے جائیں! اور آپس میں کچھ کہنے سننے لگے اسی وقت آپ پر وحی کے آثار نمودار ہو گئے۔ صحابہ کی یہ عادت تھی کہ نزول وحی کے دوران کوئی شخص آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ نے فرمایا۔ اے گروہ انصار تم نے یہ کہا ہے عرض کیے ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خوب سمجھ لو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کے حکم سے ہجرت کی ہے تمہاری زندگی میری زندگی ہے۔ اور تمہاری موت میری موت ہے۔ یہ سن کر انصار جاں نثار کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو یہ اندیشہ ہوا کہ نصیب دشمناں جس شمع کے ہم پروانے ہیں وہ شمع ہماری محفل سے نہ اٹھالی جائے۔ ہم غلامان جاں نثار اور فدایان وفا شعار ہر قسم کے ایثار کے لئے تیار ہیں مگر اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں انتہائی بخیل ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ اور اس کا رسول تم کو معذور اور سچا سمجھتے ہیں۔

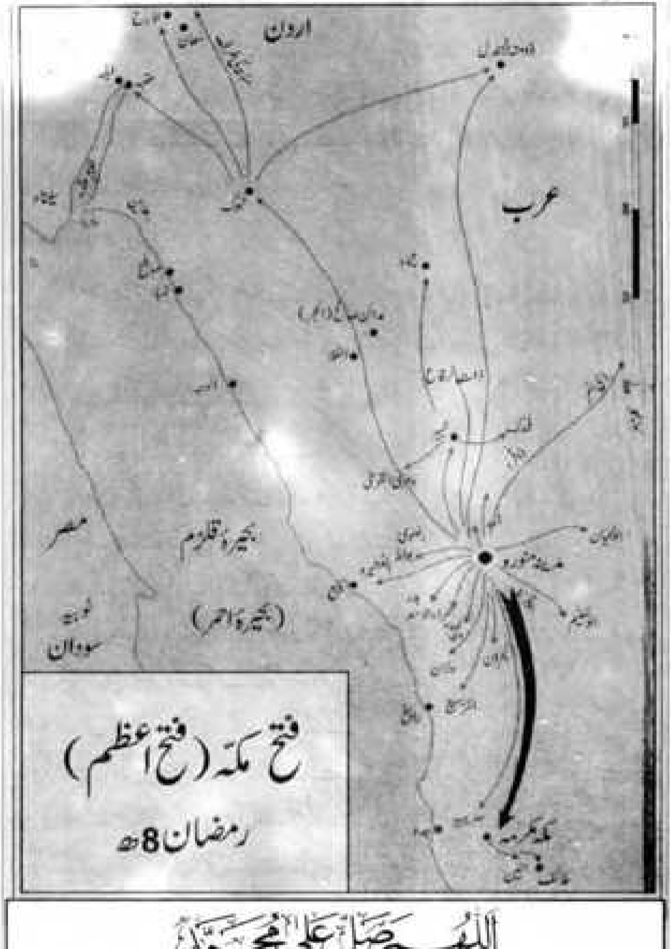
اردن
عرب
مصر
بحیرۂ قلزم
(بحیرۂ احمر)
نوبہ
سوڈان
مدینہ منورہ
مکہ مکرمہ
طائف

فتح مکہ (فتح اعظم)

رمضان 8ھ

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد
کما ھو اھلہٗ و مستحقّہٗ

[illegible]

[illegible]

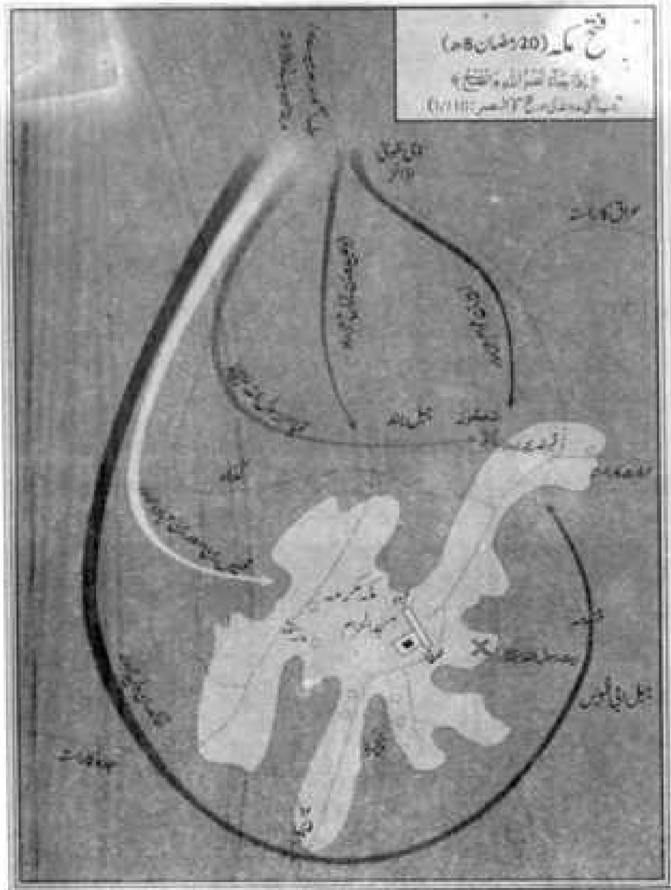
فتح مکہ (20 رمضان 8ھ)
(اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَجَزَاهُ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ

جو شخص یہ درود شریف پڑھے تو ایک ہزار دن تک ستر فرشتے اس کا
ثواب لکھتے رہیں گے۔ (طبرانی)

ذی طویٰ نامی مقام پر ایک کنواں جس کے گرد عمارتیں تعمیر ہو گئی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقام سے مختلف دستوں کو مکہ مکرمہ کی مختلف سمتوں سے داخلے کیلئے روانہ فرمایا تھا

جبل کعبہ جس سے پتھر تراش کر قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

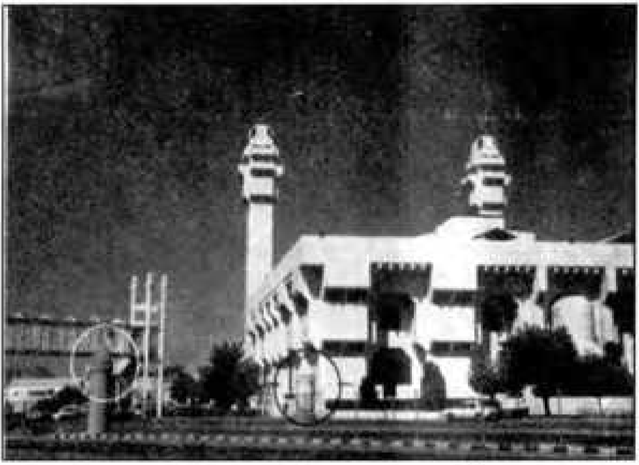

حدود حرم کے آغاز پر تنعیم نامی مقام سے قائم عائشہ کا محراب کی جانب سے ایک منظر

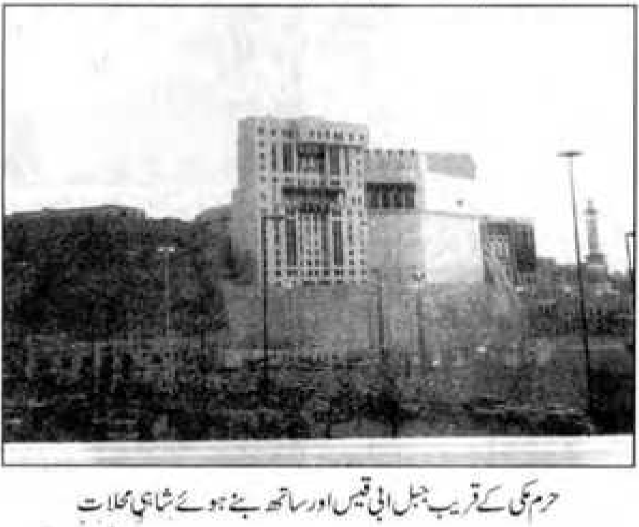

حرم مکی کے قریب جبل ابی قبیس اور ساتھ بنے ہوئے شاہی محلات

لوگوں سے بیعت عام

دعا سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر بیٹھ گئے۔ لوگ بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ آپ اسلام پر اور خدا اور رسول کی اطاعت پر بیعت لینے لگے۔ مردوں سے فقط اسلام پر اور حسب استطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر بیعت لیتے اور بعض روایات میں ہے کہ مردوں سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتے۔

مردوں کی بیعت سے جب فراغت پائی تو عورتوں سے بیعت لینے لگے۔ عورتوں سے ان امور پر بیعت لی کہ جو بیعت سورۃ النساء کی آیت میں مذکور ہیں۔

> **یٰایھا النبی اذا جآءک المؤمنٰت یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن
> باللّٰہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان
> یفترینہٗ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن
> واستغفر لھن اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم**

قریش کی جو عورتیں اس وقت بیعت کے لئے حاضر ہوئیں ان میں یہ چند نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) ام ہانی بنت ابی طالب یعنی حضرت علیؓ کی بہن۔
(۲) ام حبیبہ بنت عاص بن امیہ عمرو بن عبد ود عامری کی بیوی
(۳) اروی بنت ابی العیص۔ یعنی عتاب بن اسید کی پھوپھی۔
(۴) عاتکہ بنت ابی العیص یعنی اروی کی بہن۔

(۵) ہندہ بنت عتبہ زوجۂ ابوسفیان و والدۂ امیر معاویہ

ہندہ کے دست نبوی پر بیعت ہونے کا واقعہ

ہندہ جب بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تو چہرہ پر نقاب ڈال کر حاضر ہوئیں۔ چونکہ ہندہ نے حضرت حمزہ کو قتل کرایا تھا اور ان کا سینہ چاک کر کے ان کا کلیجہ چبایا تھا۔ اس لئے حیا اور ندامت کی بناء پر منہ چھپا کر بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تاکہ پہچان نہ سکیں ان کی بیعت کا قصہ حسب ذیل ہے۔

ہندہ: یارسول اللہ آپ ہم سے کن چیزوں کا عہد اور میثاق لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہندہ: یارسول اللہ! آپ ہم سے ان باتوں کا عہد لیتے ہیں کہ جن کا آپ نے مردوں سے نہیں لیا لیکن ہم کو یہ منظور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اور یہ کہ چوری نہ کریں۔

ہندہ: میں اپنے شوہر (ابوسفیان) کے مال میں سے کچھ لے لیتی ہوں۔ معلوم نہیں کہ یہ چوری میں داخل ہے یا نہیں۔ ابوسفیان اس وقت وہیں موجود تھے۔ ابوسفیان نے کہا کہ جو گزر گیا وہ معاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقدر ضرورت اور بقدر کفایت شوہر کے مال سے لے سکتی ہے جو عرف اور دستور میں تجھ کو اور تیرے بچوں کی ضرورت کو کفایت کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اور زنا نہ کرنا۔

ہندہ: کیا شریف عورت زنا کر سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہندہ: ربیناهم صغارا وقتلتهم يوم بدر كبارا فانت وهم اعلم. ہم نے ان کو بچپن میں پالا اور آپ نے ان کو جنگ بدر میں مارا۔ پس آپ اور وہ جانیں۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اور کسی پر بہتان نہ لگانا۔

ہندہ: واللہ ان اتیان البھتان لقبیح وما تامرنا الا بالرشد و مکارم اخلاق خدا کی قسم کسی پر بہتان باندھنا نہایت ہی برا ہے اور آپ ہم کو سوائے رشد اور ہدایت اور سوائے مکارم اخلاق کے کسی چیز کا حکم نہیں دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اور کسی نیک کام میں نافرمانی اور حکم عدولی نہ کرنا۔

ہندہ: ہم اس مجلس میں آپ کی نافرمانی کا ارادہ اور خیال بھی لے کر نہیں آئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا ان سے بیعت لے لو۔ بیعت کے بعد آپ نے ان کے لئے دعا مغفرت کی۔

ہندہ نے اسلام لانے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ اسلام سے پہلے آپ کے چہرہ سے زیادہ کوئی چہرہ مجھ کو مبغوض نہ تھا اور آپ سے زیادہ کسی کو دشمن نہ رکھتی تھی۔ اور اب آپ سے زیادہ کوئی چہرہ مجھے محبوب نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی محبت میں اور زیادتی ہوگی۔

ایک ہذیلی کے قتل پر حضورؐ کا خطاب

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہذیلی مشرک کو مار ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو صحابہ کو جمع کر کے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

اے لوگو بے شک اللہ تعالیٰ نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام اور محترم پیدا کیا۔ پس وہ قیامت تک حرام اور محترم رہے گا۔ پس کسی شخص کے لئے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں کوئی خون بہائے اور نہ کسی کے لئے کسی درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ اور میرے لئے بھی صرف اسی ساعت اور اسی گھڑی کے لئے حلال کیا گیا۔ اہل مکہ کی نافرمانی پر اور ناراضی کی وجہ سے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اس کی حرمت پھر ویسی ہی ہو گئی جیسا کہ کل تھی۔ پس تم میں سے جو حاضر ہے وہ میرا یہ پیام ان لوگوں تک پہنچا دے کہ جو

غائب ہیں پس تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قتال کیا تو تم اس سے یہ کہہ دینا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کے لئے مکہ کو کچھ وقت کے لئے حلال کر دیا اور تمہارے لئے حلال نہیں کیا۔ اے گروہ خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت (خون بہا) میں دوں گا جو شخص آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا مقتول کے گھر والوں کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہو گا یا تو خون کے بدلے قاتل کا خون لے لیں یا مقتول کی دیت (خون بہا) لے لیں۔

بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے سو اونٹ اس شخص کی دیت ادا فرمائی جس کو خزاعہ نے قتل کیا تھا۔

مہاجرین کے مکانات

کفار مکہ تمام مہاجرین کے مکانات اور جائیداد اور املاک پر قبضہ کر چکے تھے۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے ہنوز باب کعبہ پر کھڑے ہوئے تھے کہ ابو احمد بن جحشؓ اٹھے اور اپنے اس مکان کی واپسی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہا۔ جس کو ابو سفیان نے ان کی ہجرت کے بعد چار سو دینار میں فروخت کر دیا تھا۔ آپ نے ان کو بلا کر کچھ آہستہ سے فرمایا۔ سنتے ہی ابو احمد بن جحشؓ خاموش ہو گئے اس کے بعد جب ابو جحشؓ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا۔ ابو احمد نے کہا آپؐ نے یہ فرمایا تھا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہو گا اور اس کے معاوضہ میں تجھ کو جنت میں ایک مکان مل جائے گا میں نے عرض کیا میں صبر کروں گا۔

ان کے علاوہ اور بھی بعض مہاجرین نے چاہا کہ ان کے مکانات ان کو دلائے جائیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا جو مال اللہ کی راہ میں جا چکا ہے میں اس کی واپسی پسند نہیں کرتا۔ یہ سنتے ہی تمام مہاجرین خاموش ہو گئے اور جو گھر اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑ چکے تھے پھر اس کی واپسی کا کوئی حرف زبان پر نہیں آیا۔ اور جس مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور جس مکان میں حضرت خدیجہؓ سے شادی ہوئی آپ نے اس کا ذکر تک نہیں فرمایا۔

شریروں اور فتنہ پردازوں کا استیصال

فتح مکہ کے دن آپ نے عفو عام کا اعلان کرا دیا۔ جنہوں نے آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے اور جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے تھے اور جو ہمیشہ آپ سے برسر پیکار رہے اور جنہوں نے آپ کی ایڑیوں کو لہولہان کیا تھا۔ سب کو معافی دے دی گئی۔ مگر چند اشخاص جو بارگاہ نبوی میں غایت درجہ گستاخ اور دریدہ دہن تھے ان کے متعلق یہ حکم ہوا کہ جہاں کہیں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق خداوند ذوالجلال کا یہی حکم ہے۔

ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلاً سنة الله فی الذین
خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلاً

یہ ملعون جہاں کہیں پائے جائیں پکڑے جائیں اور خوب قتل کیے جائیں جیسا کہ گذشتہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے اور اللہ کے آئین اور عادت میں کوئی تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

پیغمبر خدا کی توقیر و تعظیم اور اس کی نصرت و حمایت تمام امت پر فرض ہے اس کی بے حرمتی دین الٰہی کی بے حرمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة

الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون الا تقاتلون قوماً نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول و هم بدءوکم اول مرة اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین۔

اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو ان پیشوایان کفر سے قتال کرو ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ اس قسم کی شرارتوں سے باز آ جائیں کیوں نہیں جنگ کرتے تم ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑا اور پیغمبر کے نکالنے کی اور عہد شکنی میں ابتداء کی۔ کیا ان لوگوں سے ڈرتے ہو صرف خداوند ذوالجلال سے تم کو ڈرنا چاہئے اگر تم سچے مومن ہو۔

یعنی جن لوگوں نے پیغمبر کے نکالنے کا فقط ارادہ اور قصد ہی کیا ان کے قتال میں اہل ایمان کو ذرہ برابر تامل نہ ہونا چاہئے ان کی ظاہری قوت و شوکت اور مادی ساز و سامان سے خائف نہ ہوں صرف اللہ سے ڈریں اور اس کے رسول کی نصرت و حمایت میں جان اور مال جو کچھ بھی درکار ہو اس سے دریغ نہ کریں۔

جن لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ حکم دیا تھا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں تقریباً دس پندرہ لوگ تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ عبد اللہ بن خطل

پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل بنا کر صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ ایک غلام اور ایک انصاری ساتھ تھے ایک منزل پر پہنچ کر ابن خطل نے غلام کو کھانا تیار کرنے کے لئے کہا غلام کسی وجہ سے سو گیا جب بیدار ہوا تو ابن خطل نے دیکھا کہ اس نے ابھی تک کھانا تیار نہیں کیا غصہ میں آ کر اس غلام کو قتل کر ڈالا بعد میں خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور مجھ کو اس کے قصاص میں قتل کریں گے۔ مرتد ہو کر مکہ چلا آیا اور مشرکین میں جا ملا اور صدقات کے اونٹ بھی ساتھ لے گیا۔ آپ کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا ذکر کیا۔ پس اس کے تین جرم تھے۔ ایک خون ناحق

دوسرا مرتد ہو جانا تیسرا جرم یہ کہ آپ کی ہجو میں شعر کہنا۔ ابن خطل فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ ابن خطل بیت اللہ کے پردہ کو پکڑے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا وہیں قتل کر ڈالو۔ چنانچہ ابو برزہ اسلمی اور سعد بن حریث نے وہیں جا کر قتل کیا۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن اڑائی گئی۔

۲-۳- فرتنی اور قریبہ

یہ دونوں ابن خطل کی لونڈیاں تھیں۔ شب و روز آپ کی ہجو گاتی رہتی تھیں۔ مشرکین کی کسی مجلس میں جمع ہوتے تو شراب کا دور چلتا اور یہ دونوں آپ کی ہجو میں اشعار پڑھتیں اور گاتیں اور بجاتیں۔ ایک ان میں سے ماری گئی اور دوسری نے امن کی درخواست کی اس کو امن دے دیا گیا۔ حاضر ہو کر مسلمان ہوئی۔

۴- سارہ

بنی المطلب میں سے کسی کی باندی تھی۔ یہ بھی آپ کی ہجو گایا کرتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ قتل کی گئی اور بعض کہتے ہیں کہ اسلام لے آئی اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک زندہ رہی اور یہی وہ عورت تھی کہ جو حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے کر مکہ جا رہی تھی۔

۵- حویرث بن نقید

یہ شاعر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ اس لیے اس کا خون ہدر ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو قتل کیا۔

۶- مقیس بن صبابہ

یہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ غزوۂ ذی قرد میں ایک انصاری نے اس کے بھائی ہشام کو دشمنوں میں سے سمجھ کر غلطی سے قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلانے کا حکم دیا۔ مقیس نے دیت لینے کے بعد انصاری کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے دن آپ نے اس کا خون مباح کیا۔ نمیلہ عبداللہ لیثی نے اس کو قتل کیا۔

مقیس بن صبابہ بازار میں جاتا ہوا گرفتار ہوا اور مارا گیا۔

۷۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح:

یہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب الوحی تھے۔ مرتد ہو کر کفار سے جا ملے۔ عثمان غنیؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ فتح مکہ کے دن جان بچانے کی خاطر چھپ گئے۔ حضرت عثمان ان کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ عبداللہ حاضر ہے اس سے بھی بیعت لے لیجئے۔ آپ نے کچھ دیر سکوت فرمایا۔ بالآخر جب حضرت عثمان نے آپ سے کئی بار درخواست کی تو آپ نے ابن ابی سرح سے بیعت لے لی اور اسلام قبول فرمایا۔ اس طرح ان کی جان بخشی ہوئی بعد میں صحابہ سے فرمایا کہ تم میں کوئی سمجھدار نہ تھا کہ جب میں نے عبداللہ کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تھا اٹھ کر اس کو قتل کر دیتا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس وقت کوئی اشارہ کیوں نہ فرمایا۔ آپ نے کہا نبی کے لئے اشارہ بازی زیبا نہیں۔

اس مرتبہ عبداللہ بن ابی سرح نہایت سچائی کے ساتھ اسلام لائے اور کوئی بات بعد میں ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں مصر وغیرہ کے والی اور حاکم رہے اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت ۲۷ھ یا ۲۸ھ میں افریقہ کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور مال غنیمت جب تقسیم ہوا تو ایک ایک شخص کے حصہ میں تین ہزار دینار آئے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد فتنوں سے بالکل علیحدہ رہے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ میں سے کسی کے ہاتھ پر بھی بیعت نہیں کی۔ حضرت معاویہ کی اخیر زمانہ امارت میں عسقلان میں وفات پائی۔ وفات کا عجیب واقعہ ہے ایک روز صبح کو اٹھے اور یہ دعا مانگی۔

اے اللہ میرا آخری عمل صبح کے وقت ہو۔

وضو کیا اور نماز پڑھائی دائیں جانب سلام پھیر کر بائیں جانب سلام پھیرنا چاہتے تھے کہ روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۸۔ عکرمۃ بن ابی جہل

یہ بھی انہیں لوگوں میں سے تھے کہ جن کا خون فتح مکہ کے دن آپ نے مباح کیا تھا۔

عکرمہ ابو جہل کے فرزند تھے۔ باپ کی طرح یہ بھی آپ کے شدید ترین دشمن تھے۔ فتح مکہ کے بعد بھاگ کر یمن چلے گئے۔ عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام اسلام لے آئیں اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کے لئے امن کی درخواست کی۔ رحمت عالم اور عفو مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرزند ابی جہل کے لئے امان کی درخواست کو فوراً منظور فرمالیا۔

عکرمہ بھاگ کر یمن کے ساحل پر پہنچے کشتی پر سوار ہو گئے کشتی کا چلنا تھا کہ تند ہواؤں نے آ کر کشتی کو گھیر لیا۔ عکرمہ نے لات اور عزیٰ کو مدد کے لئے پکارا کشتی والوں نے کہا اس وقت لات اور عزیٰ کچھ کام نہ دیں گے۔ ایک خدا کو پکارو۔ عکرمہ نے کہا خدا کی قسم اگر دریا میں کوئی چیز خدا کے سوا کام نہیں آ سکتی تو سمجھ کہ خشکی میں بھی سوائے خدا کے کوئی چیز کام نہیں آ سکتی۔ اسی وقت سچے دل سے خدا کے ساتھ یہ عہد کر لیا۔

اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے اس پریشانی سے نجات بخشی تو ضرور محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیدوں گا اور یقیناً ان کو بڑا معاف کرنے والا درگزر کرنے والا اور مہربان پاؤں گا۔

ادھر سے عکرمہ کی بیوی ام حکیم پہنچ گئیں اور کہا۔

اے ابن عم میں سب سے زیادہ نیکوکار اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب میں بہتر شخص کے پاس سے آئی ہوں تو اپنے آپ کو ہلاک مت کر میں نے تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر عکرمہ ام حکیم کے ساتھ ہو لیا۔ راستہ میں مباشرت کا ارادہ کیا۔ ام حکیم نے کہا ابھی تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں عکرمہ نے کہا کس بڑی شے نے تجھ کو روکا ہے اور یہ کہہ کر مکہ کا قصد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ کے پہنچنے سے پہلے ہی صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

عکرمہ مومن ہو کر آ رہا ہے لہذا اس کے باپ کو برا نہ کہنا مردہ کو برا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ عکرمہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور بیوی ساتھ تھی وہ نقاب ڈالے ہوئے ایک طرف کھڑی ہو گئی اور عرض کیا کہ یہ میری بیوی حاضر ہے۔ اس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ آپ نے مجھ کو امان دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا تجھ کو امان

ہے۔ عکرمہ نے کہا آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس امر کی شہادت دو کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور اس کے علاوہ اور چند خصال اسلام کی تلقین فرمائیں۔ عکرمہ نے کہا۔

بے شک آپ نے خیر اور مستحسن اور پسندیدہ امر ہی کی طرف دعوت دی ہے۔ اور یا رسول اللہ اس دعوت حق سے پہلے بھی آپ ہم میں سب سے زیادہ سچے اور نیکوکار تھے۔ اور اس کے بعد کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ

کلمہ شہادت کے بعد عکرمہ نے کہا کہ میں اللہ کو اور تمام حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان اور مجاہد اور مہاجر ہوں۔

اور یا رسول اللہ آپ سے میری یہ درخواست ہے کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ آپ نے عکرمہ کے لئے دعا مغفرت فرمائی۔ عکرمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خداوند ذوالجلال کی جو خرچ میں نے خدا کی راہ سے روکنے کے لئے کیا اب میں خدا کی راہ میں بلانے کے لئے اس سے دو چند خرچ کروں گا۔ اور جس قدر قتال خدا اور اس کے رسول کے خلاف میں کیا ہے اس سے دو چند قتال خداوند ذوالجلال کی راہ میں کروں گا اور جس جس مقام پر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا ہے اس اس مقام پر جا کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤں گا۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین کے مقابلے کے لئے لشکر روانہ کئے تو ان میں ایک لشکر کے سردار عکرمہ تھے۔ الغرض باقی ساری عمر خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے جہاد اور قتال میں گذری۔ صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ جسم پر تیر اور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم تھے۔

ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہ فرمایا کہ میں نے خواب میں ابوجہل کے لئے جنت میں ایک خوشہ دیکھا۔ جب عکرمہ مسلمان ہوئے تو آپ نے ام سلمہ سے فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔

عکرمہ کے مسلمان ہونے کے بعد یہ حالت تھی کہ جب تلاوت کے لئے بیٹھتے اور قرآن کریم کو کھولتے تو روتے اور غشی کی کیفیت ہوتی اور بار بار یہ کہتے ھذا کلام ربی

میرے پروردگار کا کلام ہے۔ یہ میرے پروردگار کا کلام ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ میں عکرمہ کے ہاتھ سے ایک مسلمان شہید ہوا جب آپ کو یہ خبر دی گئی تو مسکرائے اور فرمایا کہ قاتل اور مقتول دونوں ہی جنت میں ہیں۔

اشارہ اس طرف تھا کہ عکرمہ فی الحال اگرچہ کافر ہیں لیکن عنقریب اسلام میں داخل ہوں گے۔

۹۔ ہبار بن الاسود

اس کا جرم یہ تھا کہ مسلمانوں کو بہت ایذائیں پہنچاتا تھا۔ آپ کی صاحبزادی حضرت زینب زوجۂ ابوالعاص بن ربیع جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ جا رہی تھیں تو ہبار بن اسود نے مع چند اوباشوں کے جا کر راستہ میں حضرت زینب کے ایک نیزہ مارا جس سے وہ ایک پتھر پر گر پڑیں۔ حاملہ تھیں حمل ساقط ہو گیا اور اسی بیماری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فتح مکہ کے دن آپ نے ہبار کا خون مباح فرما دیا تھا۔ جب آپ جعرانہ سے واپس ہوئے تو ہبار حاضر خدمت ہوئے اور آ کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہبار بن اسود ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے دیکھ لیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے ہبار کی طرف اٹھنے کا قصد کیا تو آپ نے اشارہ سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ ہبار بن اسود نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

السلام علیک یا نبی اللہ   سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله ولقد هربت منك في البلاد واردت اللحاق بالاعاجم ثم ذكرت عائدتك و صلتك و صفحك عمن جهل عليك وكنا يا نبي الله اهل شرك فهدانا الله بك وانقذنا من الهلكة فاصفح عن جهلي وعما كان يبلغك عني فاني مقر بسوء فعلي معترف بذنبي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عنك و قد احسن الله اليك اذ هداك للاسلام والاسلام يجب ما قبله

۱۰- وحشی بن حرب

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے (جس کا مفصل قصہ غزوۂ احد کے بیان میں گزر چکا ہے) بھاگ کر طائف پہنچا اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کیا اور قصور کی معافی چاہی۔

اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسیلمہ کذاب کے مقابلے کے لیے لشکر روانہ کیا تو ان میں وحشی بھی تھے۔ جس حربہ سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا وہ ساتھ تھا اسی حربہ سے مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اسی حربہ سے خیر الناس کو قتل کیا ہے اور اسی حربہ سے شر الناس کو قتل کیا ہے۔ (استیعاب لابن عبد البر ترجمہ وحشی بن حرب)

۱۱- کعب بن زہیر

مشہور شاعر ہیں۔ آپ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں جن کا خون آپ نے فتح مکہ کے دن ہدر کیا تھا۔ یہ مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ کی مدح میں قصیدہ کہا جو بانت سعاد کے نام سے مشہور ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش ہوئے اور اپنی چادر عنایت فرمائی۔

۱۲- حارث بن طلاطل

یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے دن حضرت علی نے اس کو قتل کیا۔

۱۳- عبداللہ بن زبعریٰ

بڑے زبردست شاعر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور مذمت میں شعر کہا کرتے تھے۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ابن زبعریٰ کے قتل کا حکم دیا۔ یہ بھاگ کر نجران چلے گئے۔ بعد میں تائب ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لائے اور معذرت میں اشعار کہے۔

یا رسول الملیک ان لسانی   راتق ما فتقت اذ انا بور

اے اللہ کے رسول میری زبان اس نقصان کا جبر کرے گی جو میں نے اپنی ہلاکت اور گمراہی کے زمانہ میں پہنچایا ہے۔

آمن اللحم و العظام بربی ثم قلبی الشہید انت النذیر

میرا گوشت اور میری ہڈیاں پروردگار پر ایمان لے آئیں۔ پھر میرا دل شہادت دیتا ہے کہ آپ خدا کے بشیر و نذیر ہیں۔

۱۴—ہبیرہ بنت ابی وہب مخزومی

یہ بھی انہیں شعراء میں سے تھا جو آپ کی ہجو میں شعر کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن نجران کی طرف بھاگ نکلا اور وہیں کفر کی حالت میں مرا۔ ہند بنت ابی طالب جو ام ہانی کی کنیت سے مشہور ہیں ہبیرہ ابن ابی وہب کی بیوی تھیں۔

۱۵—ہندہ بنت عتبہ زوجۂ ابوسفیان

یہ وہی ہندہ ہے کہ جس نے معرکہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ ہندہ بھی انہیں عورتوں میں داخل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جن کے قتل کا حکم دیا تھا۔ ہندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتی تھی۔ ہندہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور گھر جا کر تمام بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور یہ کہا خدا کی قسم تمہاری ہی وجہ سے ہم دھوکہ میں تھے۔

یہ چند اشخاص نا قابل عفو مجرم تھے۔ ان کا جرم نہایت سنگین تھا۔ جس نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور تائب ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کو امن ملا۔ اور جو اپنی بغاوت اور سرکشی پر قائم رہا وہ قتل ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا مسلمان ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ ابوبکر صدیق اپنے بوڑھے باپ کو لئے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے بٹھلا دیا آپ نے فرمایا۔

اے ابوبکر تو نے اس بوڑھے کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا میں خود ہی اسکے پاس آجاتا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ بجائے اس کے کہ آپ چل کر میرے باپ کے پاس جائیں بہتر یہی ہے کہ میرا باپ خود پاپیادہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔

بعد ازاں آپ نے ابوقحافہ کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور اسلام کی تلقین کی۔ ابوقحافہ نے اسلام قبول کیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے تمام چہرہ اور سر سفید تھا۔ آپ نے خضاب کے لئے ارشاد فرمایا اور یہ تاکید فرمادی کہ سیاہی سے بالکل دور رکھنا۔ یعنی سیاہ خضاب ہرگز استعمال نہ کرے۔

صفوان بن امیہ کے اسلام لانے کا واقعہ

صفوان بن امیہ سرداران قریش میں سے تھے جود وسخا میں مشہور تھے۔ فیاضی اور مہمان نوازی میں یہ گھرانہ ممتاز تھا۔ ان کا باپ امیہ بن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ فتح مکہ کے

دن صفوان بن امیہ جدہ بھاگ گئے۔ ان کے چچازاد بھائی عمیر بن وہب نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر صفوان کے لئے امن کی درخواست کی۔ آپ نے امان دیا اور بطور علامت اپنا عمامہ یا چادر بھی عنایت فرمائی۔ عمیر جا کر ان کو جدہ سے واپس لائے۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے محمد عمیر یہ کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ صفوان نے کہا مجھ کو سوچنے کے لئے دو ماہ کی مہلت دیجئے۔ آپ نے فرمایا تجھ کو چار مہینے کی مہلت ہے فی الحال مسلمان نہیں ہوئے۔

مگر غزوۂ حنین میں آپ کے ہمراہ رہے آپ نے کچھ زرہیں ان سے بطور عاریت لیں۔ حنین میں پہنچ کر ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے۔

قریش میں کا کوئی شخص میری تربیت کرے وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے کہ قبیلہ ہوازن کا کوئی آدمی میری تربیت کرے۔

حنین سے واپسی میں آپ نے صفوان کو بے شمار بکریاں عطا فرمائیں۔ صفوان نے ان بکریوں کو دیکھ کر کہا خدا کی قسم اتنی سخاوت سوائے نبی کے کوئی نہیں کر سکتا اور مسلمان ہو گئے۔

سہیل بن عمرو کے اسلام کا واقعہ

آپ مکہ کے اشراف اور سادات میں سے تھے۔ خطیب قریش کے نام سے مشہور تھے۔ صلح حدیبیہ میں انہیں کو آتے دیکھ کر آپ نے فرمایا تھا۔

اب تمہارا معاملہ کچھ سہل ہو گیا۔

فتح مکہ کے دن سہیل نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہ نبوت میں بھیجا کہ جا کر آپ سے میرے لئے امن حاصل کرے۔ آپ نے اس کو امن دیا اور صحابہ سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔

جو شخص سہیل سے ملے وہ اس کی طرف تیز نظروں سے نہ دیکھے قسم ہے میری زندگی کی تحقیق سہیل بڑا عاقل اور شریف ہے۔ سہیل جیسا شخص اسلام سے جاہل اور بے خبر نہیں رہ سکتا۔

سہیل نے فی الحال اسلام قبول نہیں کیا۔ غزوۂ حنین میں آپ کے ساتھ رہے اور جعرانہ میں مشرف باسلام ہوئے۔

اور قسم کھائی کہ جس قدر مشرکین کے ساتھ ہو کر جنگ کی ہے اسی قدر اب مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ کروں گا اور جتنا مال مشرکین پر خرچ کیا ہے اتنا ہی مسلمانوں پر خرچ کروں گا۔

حضرت سہیلؓ کا مشائخ قریش سے خطاب

ایک دن حضرت عمرؓ کے دروازہ پر لوگوں کا مجمع تھا ملاقات کے منتظر تھے۔ سہیل بن عمرو ابوسفیان بن حرب اور دیگر مشائخ قریش بھی موجود تھے۔ دربان نے جب اطلاع کی تو صہیب اور بلال اور دیگر اہل بدر کو اندر بلا لیا گیا۔ اور سہیل اور ابوسفیان اور مشائخ قریش کو چھوڑ دیا گیا۔ ابوسفیان نے کہا آج جیسا منظر تو میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ غلاموں کو تو بلایا جا رہا ہے اور ہماری طرف التفات بھی نہیں۔ اس موقع پر سہیل نے جو عاقل تھا اور دانشمندانہ جواب دیا وہ دلوں کی تختیوں پر کندہ کرانے کے قابل ہے۔ سہیل نے ابوسفیان اور دیگر مشائخ قریش کو مخاطب کر کے کہا۔

اے قوم خدا کی قسم ناگواری اور غصہ کے آثار تمہارے چہروں پر نمایاں دیکھ رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ تم دوسروں پر غصہ کرو تم کو خود اپنے نفسوں پر غصہ کرنا چاہئے اس لئے کہ دین حق کی دعوت ان لوگوں کو بھی دی گئی اور تم کو بھی یہ لوگ جھٹ آگے دوڑ پڑے اور تم نے پس و پیش کی اور پیچھے رہے۔ خدا کی قسم جس شرف اور فضیلت کو یہ لوگ لے اڑے تمہارا اس شرف سے محروم رہ جانا میرے نزدیک اس دروازہ کی محرومی سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ جس پر تم آج رشک کر رہے ہو۔ اے قوم یہ لوگ تم سے سبقت لے گئے جو تمہاری نظروں کے سامنے ہیں۔ اور تمہارے لئے اس شرف اور فضیلت کے حاصل ہونے کی اب کوئی سبیل نہیں۔ اس کھوئے ہوئے شرف کے تدارک اور تلافی کی اگر کوئی صورت ہے تو صرف جہاد فی سبیل اللہ اور خدا کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی ہے۔ اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عجب نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ تم کو شہادت کی دولت و نعمت سے مالا مال فرمائے۔

سہیل نے یہ تقریر دلپذیر کو ختم کیا اور دامن جھاڑ کر اسی وقت جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور خاندان اور اہل و عیال سمیت رومیوں سے مقابلہ کے لئے شام کی طرف

روانہ ہوئے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ طاعون عمواس میں وفات پائی۔ بہرحال مقصد ہر صورت میں حاصل ہے۔ طاعون کی موت بھی شہادت ہے۔

ابولہب کے دو بیٹوں کے اسلام کا واقعہ

حضرت عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کو فتح کرنے کے لئے تشریف لائے تو مجھ سے یہ فرمایا کہ تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ و معتب پسران ابی لہب کہاں ہیں؟ وہ مجھے دکھائی نہیں دیتے۔ آخر وہ دونوں کہاں ہیں میں نے عرض کیا کہ جو مشرکین قریش روپوش ہوگئے ہیں انہیں کے ساتھ یہ دونوں بھی کہیں دور چلے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں آپ کے ارشاد کے مطابق سوار ہو کر مقام عرنہ گیا اور وہاں سے دونوں کو اپنے ساتھ لایا۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا دونوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے اور دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے باب کعبہ کے قریب ملتزم پر آئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے پھر وہاں سے واپس ہوئے اور چہرۂ انور پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسرور رکھے آپ کے چہرہ کو مسرور دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے چچا کے یہ دونوں بیٹے عتبہ اور معتب مجھ کو عطا کر دیئے جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے دونوں عطا کر دیئے اور میرے لئے ان دونوں کو ہبہ کر دیا۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

بعض کہتے ہیں کہ معاویہ فتح مکہ میں اسلام لائے مگر صحیح یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے مگر اپنے اسلام کو مخفی رکھا اور فتح مکہ میں اس کا اظہار کیا۔

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان حضرت معاویہ کی بہن تھیں اور ماں کا بھائی ماموں ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت معاویہ خال المومنین ہوئے یعنی تمام مسلمانوں کے ماموں ہوئے

اور جس طرح اہل بیت اور ذوی القربیٰ سے محبت رکھنا مومنین پر فرض اور لازم ہے اسی طرح حضور پرنور کے خسر اور برادر نسبتی اور سسرالی رشتہ داروں سے بھی محبت فرض اور لازم ہے۔

ابوسفیان بن حرب آپ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ کے والد محترم ہیں۔ اور معاویہ ام حبیبہ کے بھائی ہیں ان سے محبت رکھنا فرض ہے اور ان سے کینہ اور عداوت رکھنا حرام ہے اور اسلام سے پہلے جو ہو چکا وہ سب معاف ہے اور اسلام سے پچھلی باتوں کا ذکر کرنا از روئے قرآن و حدیث قطعاً ممنوع ہے۔

مکہ مکرمہ کی بتوں سے صفائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد تقریباً پندرہ روز مکہ میں مقیم رہے جو بت خانہ کعبہ میں تھے ان کو منہدم کرایا اور یہ منادی کرادی۔

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں کوئی بت باقی نہ چھوڑے۔

جب مکہ مکرمہ بتوں سے پاک ہوگیا اور اس کے تمام بت گرا دیئے گئے تو مکہ کے اطراف و اکناف میں بتوں کے منہدم کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی جماعتیں روانہ فرمائیں۔

مشہور بت عزیٰ اور سواع کا خاتمہ

۲۵ رمضان ۸ھ کو خالد بن ولید کو تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ عزیٰ کو منہدم کرنے کے لئے مقام نخلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس مقام تک مکہ سے ایک شب کا راستہ ہے۔ اور عمرو بن العاص کو سواع کے منہدم کرنے کے لئے بھیجا یہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔

سواع کے مجاور کا مسلمان ہونا

عمرو بن العاص جب وہاں پہنچے تو اس بت کے مجاور نے ان سے کہا تم کس ارادہ سے آئے۔ عمرو بن العاص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس بت کو منہدم کرنے آیا ہوں۔ عمرو کا یہ جواب سن کر مجاور نے کہا تم اس پر کبھی قادر نہ ہوسکو گے۔ خداوند سواع تم کو

تجھ کو روک دے گا۔ عمرو بن العاص نے کہا افسوس تو ابھی تک اس باطل خیال میں پھنسا ہوا ہے کیا یہ سنتا اور دیکھتا ہے جو تجھ کو روک دے گا یہ کہہ کر اس پر ایک ضرب لگائی جس سے ان کا خدا بشکل سواع پاش پاش ہو گیا۔ اور مجاور سے مخاطب ہو کر کہا تو نے دیکھ لیا مجاور یہ دیکھتے ہی فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا میں اسلام لایا اللہ کے لئے۔

مناۃ کا خاتمہ

اور ۲۶ رمضان المبارک کو سعد بن زید اشہلی کو مناۃ کے منہدم کرنے کے لئے مقام مشلل کی طرف روانہ کیا اور بیس سوار آپ کے ہمراہ کئے۔

رمضان کا تمام مبارک مہینہ بت شکنی یعنی ارض اللہ سے کفر و شرک کی نجاست کو دھلوانے میں صرف ہوا۔

بنو جذیمہ کا واقعہ

ماہ شوال میں محض تبلیغ اسلام اور دعوت حق کے لئے ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کو خالد بن ولید کے زیر کمان بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ یلملم کے قریب ایک تالاب کے کنارے جس کا نام غمیصاء ہے وہاں رہتے تھے۔ خالد بن ولید نے جا کر ان کو اسلام کی دعوت دی۔ گھبراہٹ میں اچھی طرح یہ تو نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہیں یہ کہنے لگے صبانا صبانا ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔ خالد بن ولید نے اس کو کافی نہ سمجھا بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دو مرتبہ یہ فرمایا۔

اے اللہ میں اس سے بالکل بری ہوں جو خالد نے کیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو روپیہ دے کے بنو جذیمہ میں بھیجا تاکہ ان کا خون بہا ادا کر آئیں۔ حضرت علی نے جا کر ان کا خون بہا ادا کیا۔ اور جب تحقیق اور دریافت کے بعد یہ اطمینان ہو گیا کہ اب کسی کا خون بہا باقی نہیں رہا تو جو روپیہ باقی بچ رہا تھا وہ بھی احتیاطاً انہی پر تقسیم کر دیا۔ واپس ہو کر جب بارگاہ نبوی میں سارا قصہ بیان کیا تو آپ بے حد مسرور ہوئے۔

حنین اوطاس اور طائف کے غزوات

بروز ہفتہ ۶ شوال ۸ھ

اہل حنین کا حملہ کے لئے روانہ ہونا

حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جہاں قبائل ہوازن وثقیف آباد تھے۔ یہ قبائل نہایت جنگجو اور ماہر تیر انداز تھے۔ فتح مکہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں آپ ہم پر حملہ نہ کردیں اس لئے مشورہ سے یہ طے پایا کہ قبل اس کے کہ آپ ہم پر حملہ آور ہوں ہمیں خود چل کر آپ پر حملہ کر دینا چاہئے۔ چنانچہ ان کا سردار مالک بن عوف نصری بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لے کر آپ پر حملہ کرنے کے لئے چلا۔

درید بن صمہ سردار بنی جشم اگرچہ پیرانہ سالی کی وجہ سے حس و حرکت بھی نہیں کرسکتا تھا لیکن بوڑھے اور تجربہ کار اور جہاں دیدہ اور جنگ آزمودہ ہونے کی وجہ سے اس کو بھی ساتھ لے لیا تاکہ صلاح اور مشورہ میں اس سے مدد ملے۔

مالک بن عوف نے تمام سپہ گروں کو یہ تاکید کردی تھی کہ ہر شخص کے اہل وعیال اس کے ساتھ رہیں تاکہ خوب جم کر مقابلہ کریں اور کوئی شخص اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ نہ سکے۔

مقام اوطاس میں پڑاؤ

جب وادی اوطاس میں پہنچے تو درید نے دریافت کیا یہ کونسا مقام ہے۔ لوگوں نے کہا یہ مقام اوطاس ہے، درید نے کہا یہ مقام جنگ کے لئے نہایت موزوں اور مناسب ہے۔ یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے اور نہ بہت نرم کہ پاؤں دھنس جائیں پھر کہا۔

یہ کیا ہے کہ اونٹوں کا بولنا اور گدھوں کا چیخنا اور بکریوں کا آواز کرنا اور بچوں کا رونا اور بلبلانا سن رہا ہوں۔

لوگوں نے کہا یہ مالک بن عوف لوگوں کو مع اہل وعیال اور مع جان ومال لے کر آیا ہے تاکہ لوگ ان کے خیال سے سینہ سپر ہو کر لڑیں۔

درید نے کہا سخت غلطی کی کیا شکست کھانے والا پھر واپس لے کر جاتا ہے۔ جنگ میں سوائے تیر وتلوار کے کوئی شے کام نہیں آتی۔ اگر تجھ کو شکست اور ہزیمت ہوئی تو تمام اہل وعیال کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تمام اہل وعیال کو لشکر کے پیچھے رکھا جائے۔ اگر فتح ہوئی تو سب آملیں گے اور اگر شکست ہوئی تو بچے اور عورتیں دشمن کی دستبرد سے محفوظ رہیں گے۔ مگر مالک بن عوف نے جوانی کے جوش میں اس طرف التفات نہ کیا اور کہا خدا کی قسم میں ہرگز اپنی رائے سے نہ ٹلوں گا۔ بڈھا ہو گیا ہے اس کی عقل خراب ہو گئی ہے۔ ہوازن وثقیف اگر میری رائے پر چلیں تو بہتر ورنہ میں ابھی خودکشی کر لیتا ہوں۔ سب نے کہا ہم تیرے ساتھ ہیں۔

مقابلے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حالات وواقعات کی اطلاع پہنچی تو عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو تحقیق وتفتیش کے لئے روانہ فرمایا۔ عبداللہ نے ایک دو روز ان میں رہ کر تمام حالات معلوم کئے اور آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی۔ تب آپ نے بھی مقابلہ کا سامان شروع کیا۔ صفوان بن امیہ سے سو زرہیں مع ساز وسامان کے مستعار لیں۔

حنین کی طرف روانگی

۸ شوال ۸ھ بروز ہفتہ کو بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے اور حنین کا

قصد فرمایا دس ہزار جاں باز و جان نثار تو وہی تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور بعض غیر مسلم تھے۔

ایک غیر محتاط کلمہ کا نتیجہ

بارہ ہزار کا لشکر جرار جب حنین کی طرف بڑھا۔ تو ایک شخص کی زبان سے یہ لفظ نکلے۔

آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے۔

جس میں فخر اور خود پسندی شائبہ کا تھا جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ عالم اسباب میں چونکہ قلت بھی باعث ہزیمت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کثرت کو دیکھ کر بعض صحابہ کی زبان پر یہ لفظ آگئے کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے۔ یعنی اگر آج ہم مغلوب ہوئے تو یہ ہماری مغلوبیت کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ فتح و نصرت اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن بارگاہ احدیت میں یہ کلام ناپسند ہوا۔

بجائے فتح کے پہلے ہی وہلہ میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

ارشاد الٰہی ہے

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم تروھا وعذب الذین کفروا وذالک جزآء الکٰفرین

اور حنین کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈال دیا پس وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پشت پھیر کر بھاگے اس کے بعد اللہ نے اپنی خاص تسکین اتاری اور اپنے رسول پر اور اہل ایمان کے قلوب پر اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی اور یہی سزا ہے کافروں کی۔

لشکر اسلام پر اچانک حملہ اور گھبراہٹ

لشکر اسلام منگل کی شام کے وقت وادی حنین میں پہنچا۔ قبائل ہوازن و ثقیف دونوں جانب

کمین گاہوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ مالک بن عوف نے ان کو پہلے سے ہدایت کر دی تھی کہ تلواروں کے نیام سب توڑ کر پھینک دو اور لشکر اسلام جب ادھر سے آئے تو بیس ہزار تلواروں سے ایک دم ان پر حملہ بول دو چنانچہ صبح کی تاریکی میں جب لشکر اسلام اس درہ سے گزرنے لگا تو بیس ہزار تلواروں سے دفعۃً حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کا لشکر برہم اور منتشر ہو گیا اور صرف دس بارہ شیدایان نبوت اور جان بازان رسالت آپ کے پہلو میں رہ گئے اس وقت آپ کے ہمراہ ابوبکر و عمر و علی و عباس و فضل بن عباس و اسامہ بن زید اور چند آدمی تھے حضرت عباس آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث رکاب پکڑے ہوئے تھے۔

چہ میگوئیاں

جو لوگ مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ وہ اچانک ہزیمت سے آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ ابوسفیان بن حرب (امیر معاویہؓ کے باپ) نے کہا کہ اب یہ ہزیمت دریا سے ورے نہیں تھمتی اور کلدہ ابن حنبل نے خوشی میں چلا کر یہ کہا۔ آج سحر کا خاتمہ ہوا۔

صفوان بن امیہ نے کہا حالانکہ وہ اس وقت مشرک تھے۔ خاموش اللہ تیرے منہ کو بند کرے میرے نزدیک یہ زیادہ عزیز ہے کہ قریش کا کوئی آدمی میرا والی اور مربی ہو اس سے کہ قبیلہ ہوازن کا کوئی شخص میری تربیت کرے۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے کہا آج میں محمد سے اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ اس کا باپ جنگ احد میں مارا گیا تھا۔ جب آپ کی طرف بڑھا تو فوراً غشی طاری ہو گئی اور آپ تک نہ پہنچ سکا۔ سمجھ گیا کہ مجھ کو من جانب اللہ آپ تک پہنچنے سے روکا گیا ہے بعد میں مشرف باسلام ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رفقاء کو جمع کرنا

الغرض جب قبائل ہوازن و ثقیف نے کمین گاہوں سے نکل کر ایک دم حملہ بول دیا اور مسلمانوں پر ہر طرف سے بارش کی طرح تیر برسنے لگے تو پیر اکھڑ گئے۔ صرف رفقاء خاص آپ کے پاس رہ گئے۔

آپ نے تین بار پکار کے فرمایا اے لوگو ادھر آؤ میں اللہ کا رسول اور محمد بن عبداللہ ہوں۔

انا النبی لا کذب   انا ابن عبد المطلب

میں سچا نبی ہوں۔ اللہ نے مجھ سے جو فتح و نصرت اور میری عصمت و حمایت کا وعدہ کیا ہے وہ بالکل حق ہے اس میں کذب کا امکان نہیں۔ اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

تمام صحابہ کا مجتمع ہو کر حملہ کرنا

حضرت عباس بلند آواز تھے ان کو حکم دیا کہ مہاجرین و انصار کو آواز دیں انہوں نے باآواز بلند یہ نعرہ لگایا۔

اے گروہ انصار! اے وہ لوگو جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی!

آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ ایک دم سب پلٹ پڑے اور منٹوں میں پروانہ وار آکر شمع نبوت کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے مشرکین پر حملہ کا حکم دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشت خاک پھینکنا

جب گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اور میدان کارزار گرم ہو گیا تو آپ نے ایک مشت خاک لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور یہ فرمایا۔

شاهت الوجوه برے ہوئے یہ چہرے

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے مشت خاک پھینکنے کے بعد یہ فرمایا۔

قسم ہے رب محمد کی انہوں نے شکست کھائی۔

کوئی انسان ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ میں اس مشت خاک کا غبار نہ پہنچا ہو۔ اور ایک لمحہ گزرا تھا کہ دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے۔ بہت سے بھاگ گئے اور بہت سے اسیر کر لیے گئے۔

فتح

ادھر آپ نے ایک مشت خاک پھینکی اور ادھر بہادران اسلام نے محض اللہ کی نصرت اور اعانت پر بھروسہ کر کے حملہ کیا۔ دم کے دم میں کایا پلٹ ہو گئی۔ باوجود قوت اور شوکت کے ہوازن کے بہادروں کے پیر اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ دشمن کے ستر آدمی معرکہ میں کام آئے اور بہت سے گرفتار ہوئے اور بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا۔

فرشتوں کا اترنا

جبیر بن مطعم راوی ہیں کہ ہوازن کی شکست اور پسپائی سے کچھ ہی پہلے ایک سیاہ چادر

میں نے آسمان سے اترتی دیکھی۔ وہ چادر ہمارے اور دشمن کے درمیان آ کر گری۔ دفعۃً اس میں سے سیاہ چیونٹیاں نکلیں اور تمام وادی میں پھیل گئیں۔ مجھ کو ان کے فرشتے ہونے میں ذرہ برابر شک نہ تھا۔ ان کا اترنا تھا کہ دشمنوں کو شکست ہوئی۔

بھاگتے دشمن کا تعاقب

شکست کے بعد ہوازن و ثقیف کا سردار اور سپہ سالار مالک بن عوف نصری ایک جماعت کے ساتھ بھاگا اور طائف میں جا کر دم لیا اور درید بن صمہ اور کچھ لوگوں نے بھاگ کر مقام اوطاس میں پناہ لی اور کچھ لوگ بھاگ کر مقام نخلہ میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر اشعری کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو درید بن صمہ ربیعہ بن رفیع کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سلمۃ بن درید نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک تیر مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ ابو موسیٰ اشعری نے بڑھ کر اسلام کا جھنڈا سنبھالا اور نہایت شجاعت اور بہادری سے مقابلہ کیا اور اپنے چچا کے قاتل کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

حضرت ابو عامرؓ کی شہادت

حضرت ابو عامر اشعری نے مرتے وقت ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ اے بھتیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام عرض کرنا اور یہ کہنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر آپ سے تمام واقعہ بیان کیا اور اپنے چچا ابو عامر کا سلام اور پیام پہنچایا۔ آپ نے اسی وقت وضو کے لئے پانی منگایا اور وضو کر کے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی۔

اللھم اغفر لعبید ابی عامر   اے اللہ عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔

اللھم اجعلہ یوم القیامۃ فوق کثیر من خلقک من الناس

اے اللہ قیامت کے دن اس کو بہت سے بندوں سے اونچا فرما۔

ابو موسیٰ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیے آپ نے فرمایا۔

اللھم اغفر لعبد اللہ بن قیس ذنبہ وادخلہ یوم القیامۃ مدخلا کریما

اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہوں کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن اس کو یعنی ابو موسیٰ کو عزت کی جگہ میں داخل فرما۔

طائف کی طرف روانگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی اموال غنیمت اور قیدیوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ جعرانہ میں جمع کر دیا جائے اور خود طائف کا قصد فرمایا اور طائف جانے سے پہلے طفیل بن عمرو دوسی کو چند موحدین کے ساتھ ایک چوبی بت (جس کا نام ذوالکفین تھا) کے جلانے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ کے طائف پہنچنے کے چار روز بعد طفیل بن عمرو دوسی بھی پہنچ گئے اور ایک دبابہ اور منجنیق ساتھ لائے۔

مشرکین کا سال بھر کے لئے قلعہ بند ہونا

مالک بن عوف نصری سپہ سالار ہوازن مع اپنی فوج کے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی طائف کے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا اور کئی سال کا غلہ اور خورد و نوش کا سامان قلعہ میں فراہم کر لیا تھا۔

قلعہ کا محاصرہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پہنچ کر ان کا محاصرہ کیا اور منجنیق کے ذریعے ان پر پتھر برسائے گئے۔ ان لوگوں نے قلعہ کی فصیل پر تیر اندازوں کو بٹھا دیا۔ انہوں نے ایسی سخت تیر باری کی کہ بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور بارہ آدمی شہید ہوئے۔ خالد بن ولید نے ان کو دست بدست مقابلہ کے لئے بلایا مگر جواب یہ ملا کہ ہمیں قلعہ سے اترنے کی ضرورت نہیں۔ سالہا سال کا غلہ ہمارے پاس موجود ہے جب یہ ختم ہو جائے گا تب ہم تلواریں لے کر اتریں گے۔ مسلمانوں نے دبابہ میں بیٹھ کر قلعہ کی دیوار میں نقب دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانی شروع کیں جس سے مسلمانوں

کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے باغات کٹوانے کا حکم دیا۔ اہل قلعہ نے آپ کو اللہ کا اور قرابتوں کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا میں اللہ اور قرابتوں کے لئے ان کو چھوڑے دیتا ہوں۔

بعد ازاں قلعہ کی دیوار کے قریب یہ آواز ہ لگوادیا کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آجائے گا وہ آزاد ہے۔ چنانچہ بارہ تیرہ غلام نکل کر ادھر آ ملے۔

محاصرہ چھوڑ کر واپسی

اسی اثناء میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ایک مرغ نے آ کر اس میں چونچ ماری جس سے وہ دودھ گر گیا۔ آپ نے یہ خواب صدیق اکبر سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا تا ابا یہ قلعہ ابھی فتح نہ ہوگا۔ آپ نے نوفل بن معاویہ دیلمی کو بلا کر دریافت فرمایا تمہاری کیا رائے ہے۔ نوفل نے کہا یا رسول اللہ لومڑی اپنے بھٹ میں ہے اگر ٹھہرے رہیں تو پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں گے تو آپ کا کوئی نقصان نہیں۔

قلعہ والوں کے لئے حضورﷺ کی دعا

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے آ کر عرض کیا یا نبی اللہ ان کے حق میں بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ حضرت عمر نے فرمایا پھر ہم کو ان سے لڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے کوچ کا حکم دے دیا اور چلتے وقت یہ دعا دی۔

اللھم اھد ثقیفا وائت بھم اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے میرے پاس پہنچا۔

چنانچہ بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا سب لوگ مسلمان ہو گئے اور مالک بن عوف نصری ان کا سردار خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

جعرانہ میں حُنین کی غنیمت کا تقسیم کرنا

طائف سے چل کر آپ پانچ ذی القعدۃ الحرام کو جعرانہ پہنچے۔ جہاں مال غنیمت جمع تھا۔ چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی یہاں پہنچ کر آپ نے دس دن سے زیادہ ہوازن کا انتظار کیا کہ شاید وہ اپنے عزیزوں بچوں اور عورتوں کو چھڑانے آئیں لیکن جب دس بارہ روز کے انتظار کے بعد بھی کوئی نہ آیا تب آپ نے مال غنیمت غانمین پر تقسیم کر دیا۔

ہوازن کے وفد کی درخواست

تقسیم غنائم کے بعد ہوازن کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں نو آدمی تھے۔ اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد ازاں اپنے اموال اور اہل و عیال کی واپسی کی درخواست کی۔ آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلہ کی تھیں۔ اس قبیلہ کے خطیب زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ان اسیروں میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور گود میں کھلانے والیاں ہیں اگر کسی بادشاہ یا امیر سے ہمارے اس قسم کے تعلقات ہوتے تو بہت کچھ مہربانی ہوتی اور آپ کی شان تو ان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں۔ آپ ہم پر احسان کیجئے۔ اللہ آپ پر احسان کرے گا۔

ہوازن کے قیدیوں کی بلا معاوضہ رہائی

آپ نے فرمایا میں نے تمہارا بہت انتظار کیا اور اب غنائم تقسیم ہو چکی ہیں اور چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر لو قیدی یا مال۔ وفد نے کہا آپ نے ہم کو مال اور حسب میں اختیار دیا ہے ہم حسب نسب کو اختیار کرتے ہیں۔ اونٹ اور بکری کے بارے میں آپ سے کچھ نہیں کہتے۔

آپ نے ارشاد فرمایا میرے اور خاندان بنی ہاشم و بنی المطلب کے حصہ میں جو کچھ آیا

ہے وہ سب تمہارا ہے لیکن اور مسلمانوں کے حصہ میں جو کچھ جا چکا ہے اس کی بابت ظہر کی نماز کے بعد تم لوگ کھڑے ہو کر کہنا میں تمہاری سفارش کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد وفد ہوازن کے خطباء نے فصیح و بلیغ تقریریں کیں۔ اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے مسلمانوں سے درخواست کی۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے۔ اول خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا تمہارے یہ بھائی ہوازن مسلمان ہو کر آئے ہیں میں نے اپنا اور اپنے خاندان کا حصہ ان کو دے دیا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اور مسلمان بھی ان کے قیدی واپس کر دیں جو شخص خوشی اور طیب خاطر سے ایسا کر دے تو بہتر ہے ورنہ میں بعد میں اس کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں سب نے کہا ہم طیب خاطر سے اس پر راضی اور خوش ہیں۔ اس طرح چھ ہزار قیدی دفعۃً آزاد کر دیئے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن کا واقعہ

انہیں اسیران جنگ میں آپ کی رضاعی بہن حضرت شیماء بھی تھیں۔ لوگوں نے جب ان کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے لئے آپ کی خدمت میں لے کر آئے۔ شیماء نے کہا اے محمد میں تمہاری بہن ہوں اور علامت بتلائی کہ لڑکپن میں ایک مرتبہ تم نے دانت سے کاٹا تھا جس کا یہ نشان موجود ہے۔ آپ نے پہچان لیا اور مرحبا کہا اور بیٹھنے کے لئے چادر بچھا دی اور فرط مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو نہایت عزت و احترام کے ساتھ تم کو رکھوں گا اور اگر اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے۔ شیماء نے کہا میں اپنی قوم میں جانا چاہتی ہوں اور مسلمان ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت ان کو کچھ اونٹ اور بکریاں اور تین غلام اور ایک باندی عطا فرمائی۔

سرداران قریش کی حوصلہ افزائی

فتح مکہ میں جو معززین قریش اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ ابھی مذبذب الاعتقاد تھے ایمان اُن کے دلوں میں راسخ نہ ہوا تھا۔ جن کو قرآن کی اصطلاح میں مؤلفۃ القلوب کہا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنائم کے وقت ان کو بہت انعامات دیئے۔ کسی کو سو اور کسی کو دو سو اور کسی کو تین سو اونٹ دیئے۔

انصار صحابہؓ سے حضورؐ کا خطاب

الغرض جو کچھ دیا گیا وہ اشراف قریش کو دیا گیا۔ انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس لئے انصار کے بعض نوجوانوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دیا اور ہم کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ ہماری تلواریں اب تک ان کے خون سے ٹپکتی ہیں۔ بعض نے کہا کہ مشکلات اور شدائد میں تو ہم کو بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت دوسروں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انصار کو جمع کر کے فرمایا اے انصار یہ کیا بات ہے جو میں سن رہا ہوں۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ ہم میں کے سربرآوردہ اور سمجھدار اور اہل الرائے لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا۔ البتہ بعض نوجوانوں نے ایسا کہا۔ آپ نے فرمایا اے گروہ انصار کیا تم گمراہ نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے واسطے سے ہدایت دی۔ آپس میں تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ نے میرے ذریعے سے تمہارے دل ملا دیئے۔ تم فقیر اور کنگال تھے۔ اللہ نے میرے ذریعے سے تم کو مالا مال کیا۔ انصار نے کہا آپ جو فرماتے ہیں وہ بالکل بجا اور درست ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ آپ نے فرمایا تم میری تقریر کا یہ جواب دے سکتے ہو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب لوگوں نے تجھ کو جھٹلایا ہم نے تیری تصدیق کی۔ جب تو بے یار و مددگار تھا اس وقت ہم نے تیری مدد کی۔ جب تو بے سہارا اور بے ٹھکانہ تھا تو ہم نے تجھ کو ٹھکانہ دیا۔ جب تو مفلس تھا تو ہم نے تیری یاری اور غمگساری کی۔ اے گروہ انصار کیا تمہارے دل اس بات سے رنجیدہ ہوئے کہ میں نے اس دنیائے دوں میں سے جس کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں کچھ متاع قلیل اور دراہم معدودہ چند لوگوں کو تالیف قلوب کے لئے دے دیئے اور تمہارے اسلام اور ایمان اور اذعان پر بھروسہ کر کے تم کو چھوڑ دیا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ قریش کو قتل و قید کی مصیبتیں پہنچی ہیں۔ (یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کو جانی اور مالی طرح طرح کی اذیتیں پہنچی ہیں۔) اس لئے اس داد و دہش سے ان کے نقصان کے لئے کچھ تلافی کرنا چاہتا ہوں اور ان کے دلوں کو اسلام سے مانوس کرنا چاہتا ہوں کہ غزوات میں ان کے بھائی بند قتل اور قید ہوئے اور طرح طرح کی ذلتیں اور مصیبتیں ان کو پہنچیں جن سے اللہ تعالیٰ نے تم کو محفوظ رکھا۔ یہی تالیف

نسب کے لئے ایسے لوگوں کو مال دینا مناسب ہے اور تم اہل ایمان ہو ایمان اور ایقان کی بے مثال اور لازوال دولت سے مالا مال ہو۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکری لے کر اپنے گھر واپس ہوں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر ہجرت کا تقدیری امر نہ ہوتا تو میں بھی انصار میں سے ہوتا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی کو چلیں اور انصار دوسری گھاٹی کو تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ تو انصار پر اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم اور مہربانی فرما۔

یہ فرمانا تھا کہ انصار جان نثار چیخ اٹھے اور روتے روتے داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہا ہم اس تقسیم پر دل و جان سے راضی ہیں کہ اللہ کا رسول ہمارے حصے میں آیا۔ اس کے بعد مجمع برخاست ہو گیا۔

عمرہ جعرانہ اور مدینہ واپسی

بعد ازاں ۱۸ ذی القعدۃ الحرام کو شب کے وقت آپ جعرانہ سے مکہ کی طرف عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر عتاب بن اسید کو مکہ کا والی مقرر فرمایا اور معاذ بن جبل کو تعلیم دین کی غرض سے ان کے پاس چھوڑا اور دو مہینے اور سولہ دن کے بعد ۲۴ ذیقعدہ الحرام کو مع صحابہ کے واپس مدینہ ہوئے۔

متعہ کی حرمت کا اعلان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوطاس سے عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے تو باب کعبہ پر کھڑے ہوئے اور کعبہ کے دونوں بازو دونوں ہاتھوں سے تھامے اور یہ فرمایا کہ متعہ قیامت تک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ اعلان رات کے وقت تھا۔ اور سامعین حاضرین کی تعداد قلیل تھی سب کو پوری طرح اس کی خبر نہ ہوئی۔ اس لئے بعضے بے خبری میں اس کے بعد متعہ کے مرتکب ہوئے تو آپ نے غزوۂ تبوک میں پھر اس کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ پھر حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں بعضے لوگ اسی بے خبری کی وجہ سے نکاح متعہ کے مرتکب ہوئے۔ یہ خبر سن کر خلیفہ وقت منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے متعہ کو حرام فرمایا ہے۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (بے خبری کی بنا پر متعہ ہوا ہے) اور آپ نے اس پر کوئی مواخذہ نہیں فرمایا۔ آخر کار متعہ کی حرمت

ثابت ہو چکی ہے اب میرے اس اعلان کے بعد جو متعہ کرے گا میں اس پر حد زنا جاری کروں گا۔ حضرت عمر کے اس اعلان واجب الاذعان کے بعد متعہ قطعاً موقوف ہوگیا۔

پورے عرب کا فتح ہونا

قبائل عرب فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ والوں پر غالب آ گئے تو آپ سچے پیغمبر ہیں۔ چنانچہ مکہ فتح ہوتے ہی لوگ جوق در جوق اسلام کے حلقہ بگوش ہونے لگے۔ لیکن قبائل ہوازن و ثقیف جو فنون جنگ سے نہایت باخبر اور آگاہ اور مشہور تیر انداز تھے تکوینی طور پر ان کے قلوب کو فی الحال روک لیا گیا۔ تا کہ جب پورے ساز و سامان کے ساتھ میدان میں آ جائیں حتی کہ کوئی مرد اور عورت بچہ اور بوڑھا اونٹ اور بکری کوئی جانور اور کوئی مویشی اور کسی قسم کا مال گھر میں نہ رہنے پائے اللہ کے لشکر کے لئے تمام مال غنیمت یکجا جمع ہو جائے تاکہ حق جل وعلا اس وقت اپنے دین متین کی فتح مبین کا عجیب و غریب منظر دنیا کو دکھلائے۔

غزوات عرب کی ابتداء غزوۂ بدر سے ہوئی۔ جس نے ان کو مرعوب کر دیا تھا اور غزوۂ حنین پر اس کی انتہا ہوئی۔ جس نے عرب کی قوت و شوکت کا خاتمہ کر دیا کہ اب جزیرۃ العرب میں کسی کی مجال نہیں کہ حق کے مقابلہ میں سر اٹھا سکے۔

۸ھ کے دیگر واقعات

(۱) اسی سال عتاب بن اسید نے تمام مسلمانوں کو اسی طریقہ سے حج کرایا جیسے عرب کا طریق تھا۔

(۲) اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ماریہ قبطیہ کے بطن سے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

(۳) اسی سال آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو عامل بنا کر صدقات وصول کرنے کے لئے عمان کی طرف بھیجا۔

(۴) اسی سال آپ نے کعب بن عمیر کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک علاقہ ہے دعوت اسلام کی غرض سے روانہ کیا۔ پندرہ آدمی ان کے ہمراہ گئے وہاں کے لوگوں نے سب مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔ صرف ایک آدمی بچ کر مدینہ واپس آیا۔

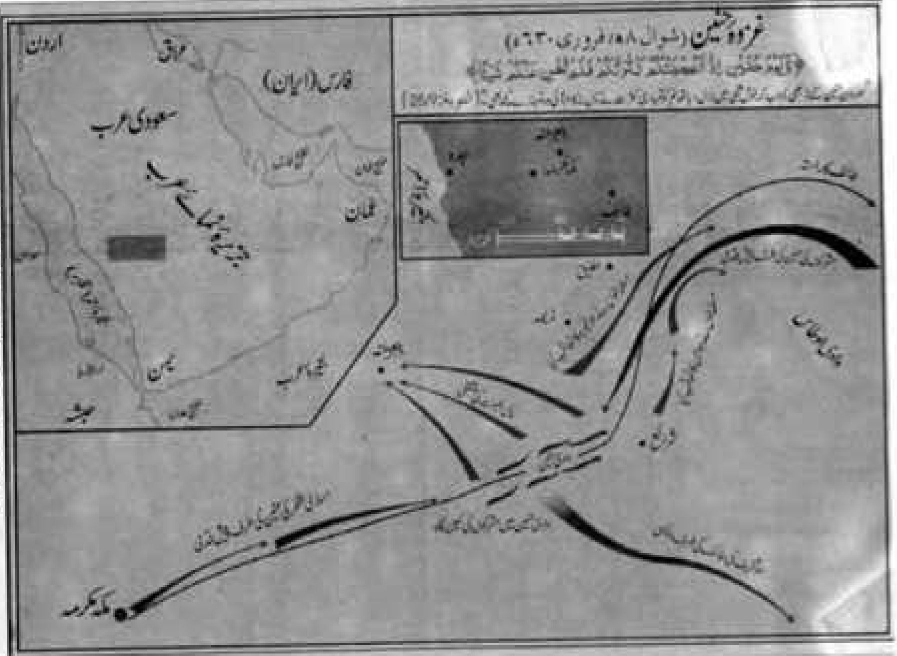

غزوہ حنین (شوال ۸ھ، فروری ۶۳۰ء)

﴿وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾

[illegible]

مکہ مکرمہ
سعودی عرب
جزیرہ نمائے عرب
فارس (ایران)
عراق
اردن
یمن

اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ

حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ صَلٰوۃً اَنْتَ لَہَا اَہْلٌ [illegible] وَسَلِّمْ کَذٰلِکَ

[illegible]

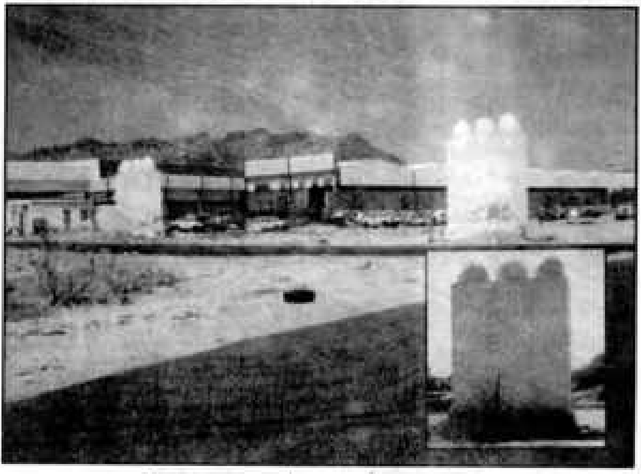

غزوۂ طائف سے واپسی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸ ذیقعدہ ۸ ہجری کو جعرانہ سے عمرے کا
احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جامع مسجد جعرانہ سے تھوڑے فاصلے پر حدود حرم کے آغاز
کی علامت کے طور پر سڑک کے دونوں جانب یہ علامتی نشان تعمیر کیے گئے ہیں

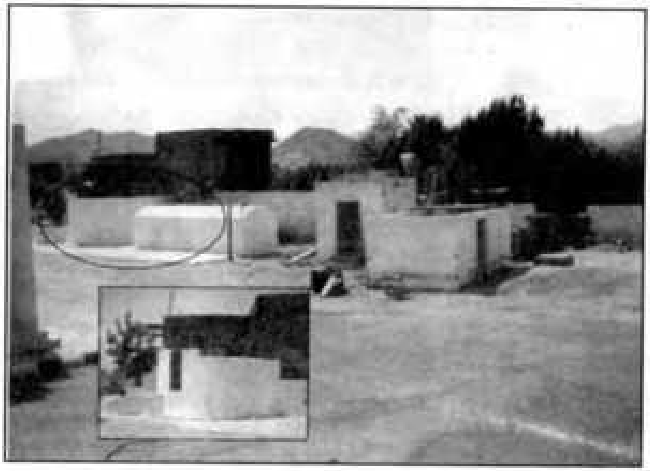

جعرانہ کے مقام پر یہ کنواں تھا جس کا پانی کھارا اور کڑوا تھا۔ روایت ہے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب مبارک اس میں ڈالا تو وہ میٹھا ہوگیا

جامع مسجد جعرانہ: غزوہ حنین میں فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مال غنیمت
"جعرانہ" نامی مقام میں جمع کر دیا جائے اور خود آپ طائف کی طرف روانہ ہوگئے۔

باب ۶

غزوات و واقعات ۹ھ۔۱۰ھ

گورنروں کا تقرر، سرایا، کعب بن زہیر کا اسلام لانا،
غزوۂ تبوک، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حج کا امیر بنانا،
وفود کی آمد وغیرہ

اسلامی ریاستوں کے
گورنروں
اور عاملوں کا تقرر

صوبوں کے گورنروں کا تقرر

فتح مکہ کے بعد تقریباً تمام جزیرۃ العرب اسلام کے زیر نگیں تھا۔ لہذا ضرورت کا تقاضا تھا کہ اسلامی قلمرو کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی جائے اس لئے آپ نے اسلام کی سطوت اور حکومت قائم رکھنے کے لئے مختلف ممالک میں جدا جدا والی اور عامل مقرر فرمائے۔ باذان بن ساسان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔ باذان۔ کسریٰ کی طرف سے یمن کا والی تھا کسریٰ کے ہلاک ہونے کے بعد باذان مسلمان ہو گیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو بدستور یمن کی ولایت اور حکومت پر قائم رکھا اور جب تک باذان زندہ رہا کسی کو ان کا شریک اور سہیم نہیں قرار دیا۔ باذان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے شہر بن باذان کو صنعاء کا والی مقرر کیا۔ شہر کے مرجانے کے بعد خالد بن سعید بن العاص اموی صنعاء کے والی مقرر ہوئے اور زیاد بن لبید انصاری حضر موت کے اور ابوموسیٰ اشعری زبید اور عدن کے اور معاذ بن جبل علاقہ یمن کے شہر جند کے اور ابوسفیان بن حرب نجران کے اور ان کے بیٹے یزید بن ابی سفیان تیماء کے اور عتاب بن اسید مکہ کے والی اور حاکم مقرر ہوئے اور حضرت علیؓ یمن کے قاضی مقرر ہوئے۔

مختلف قبائل کے عاملین

محرم الحرام ۹ھ میں آپ نے عاملین اور محصلین کو اطراف و اکناف میں زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

کس قبیلہ کی طرف بھیجا گیا	نام عامل
بنی تمیم	عیینہ بن حصن فزاریؓ
اسلم و غفار	بریدہ بن الحصیبؓ
سلیم و مزینہ	عباد بن بشر اشہلیؓ
جہینہ	رافع بن مکیثؓ
بنی فزارہ	عمرو بن العاصؓ
بنی کلاب	ضحاک بن سفیان کلابی
بنی کعب	بسر بن سفیان کعبیؓ
بنی ذبیان	ابن اللتبیہ ازدیؓ
بحرین	علاء بن الحضرمیؓ
نجران	حضرت علیؓ
طے و بنی اسد	عدی بن حاتمؓ
بنی حنظلہ	مالک بن نویرہ

سریہ عیینہ بن حصن فزاری بسوئے بنی تمیم

(محرم الحرام ۹ھ)

بنو تمیم کا زکوٰۃ سے انکار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن سفیان عدوی کو تحصیل صدقات کے لئے روانہ کیا۔ لوگ زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر بنو تمیم ان میں مزاحم ہوئے اور کہا خدا کی قسم یہاں سے ایک اونٹ بھی نہ جائے گا اور تلوار پر سونت کر لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ بشر یہ دیکھ کر واپس آ گئے۔

بنو تمیم پر حملہ

اس پر آپ نے عیینہ بن حصن فزاری کو پچاس سواروں پر سردار مقرر کر کے مقام سقیا کی طرف روانہ کیا۔ جہاں بنو تمیم رہتے تھے۔ یہ مقام جحفہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ رات کو چھپ کر ان پر چھاپا مارا گیارہ مرد اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے۔

بنو تمیم کے وفد کی مدینہ آمد

بنی تمیم نے منتخب کردہ آدمیوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ جن میں عطارد بن حاجب اور زبرقان بن بدر قیس بن عاصم اور اقرع بن حابس بھی تھے جب مدینہ پہنچے تو آپ کے حجرہ شریف کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ کو آوازیں دیں کہ محمد باہر آؤ تاکہ ہم آپ سے مفاخرہ اور شاعری میں مقابلہ کریں۔ ہماری مدح باعث زینت ہے اور ہماری مذمت عیب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شان تو اللہ کی ہے باقی میں نہ شاعر ہوں اور نہ مجھ کو فخر کا حکم ہوا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم واللہ غفور رحیم

تحقیق جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے آوازیں دیتے ہیں اکثر بے عقل ہیں اور اگر یہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف برآمد ہوتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضورؐ سے ملاقات

بعد ازاں آپ باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ جماعت سے فارغ ہو کر صحن مسجد میں بیٹھ گئے۔ وفد نے کہا کہ ہم مفاخرہ کے لئے آئے ہیں۔ آپ ہمارے شاعر اور خطیب کو کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا اجازت ہے۔

بنی تمیم کے خطیب کا خطبہ

خطیب بنی تمیم عطارد بن حاجب کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد للہ الذی لہ علینا الفضل ھو الذی جعلنا ملوکاً ووھب لنا اموالا عظاما نفعل فیھا المعروف و جعلنا اعز اھل المشرق واکثرہ عددا وعدۃ فمن مثلنا فی الناس۔ السنا برؤس الناس وافضلھم فمن فاخرنا فلیعد مثل ما عددنا و انا لو نشاء لاکثرنا الکلام و لکنا نستحیی من الاکثار و انا نعرف بذالک اقول ھذا لان تاتوا بمثل قولنا و امر افضل من امرنا

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے ہم کو فضیلت دی اور بادشاہ بنایا اور مال و دولت دی جسے ہم نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں اور ہم کو اہل مشرق میں سب سے زیادہ عزت والا اور کثرت والا اور قوت و شوکت والا بنایا۔ پس لوگوں میں ہم جیسا کون ہے کیا ہم لوگوں کے سردار اور ان سے بالاتر نہیں ہیں جو ہم سے فخر میں مقابلہ کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ ہمارے جیسے مفاخر اور مناقب شمار کرے جیسے ہم نے اپنے مفاخر بیان کئے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اپنے مفاخر کے بارہ میں طویل تقریر کر سکتے ہیں لیکن ہمیں اپنے مفاخر کرنے سے شرم آتی ہے میں نے یہ اس لئے کہا ہے کہ اگر کوئی اس کے مثل یا اس سے بہتر لا سکے تو لائے۔

حضرت ثابت کا جوابی خطبہ

عطارد خطبہ سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری کو جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ ثابت بن قیس فوراً کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله الذي السموات والارض خلقه قضى فيهن امره و وسع كرسيه علمه ولم يكن شيء قط الا من فضله ثم كان من قدرته ان جعلنا ملوكا واصطفى خير خلقه رسولا اكرمه نسبا واصدقه حديثا وافضله حسبا وانزل عليه كتاباً وائتمنه على خلقه فكان خيرة الله في العالمين ثم دعا الناس الى الايمان به فامن برسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرون من قومه وذوي رحمه اكرم الناس احسابا واحسن الناس وجوها وخير الناس فعالا ثم كنا اول الخلق اجابة واستجابة لله حين دعا رسول الله فنحن انصار الله ووزراء رسول لله صلى الله عليه وسلم نقاتل الناس حتى يؤمنوا بالله فمن امن بالله ورسوله منع ماله ودمه ومن كفر جاهدناه في الله ابداً وكان قتله علينا يسيرا اقول قولي هذا واستغفر الله لي وللمؤمنين والمومنات والسلام عليكم.

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور اپنا حکم اس میں جاری کیا اس کا علم تمام کائنات کو محیط ہے جو کچھ بھی ہے وہ اس کے فضل سے ہے پھر اس کی قدرت نے ہم کو بادشاہ بنا دیا اور بہترین خلائق کو رسول بنا کر بھیجا جو تمام مخلوق میں حسب و نسب میں سب سے بڑھ کر ہے اور خدا نے ان پر ایک کتاب نازل کی اور ان کو تمام مخلوق پر امین بنایا۔ لیکن وہ تمام جہانوں میں سب سے زیادہ اللہ کے پسندیدہ بندہ ہیں۔ اس اللہ کے رسول نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی پس اس رسول پر سب سے پہلے مہاجرین ایمان لائے جو آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ کے رشتہ دار ہیں اور حسب و نسب اور وجاہت میں سب سے بڑھ کر ہیں اور باعتبار افعال و اعمال کے بھی سب سے بہتر ہیں۔ پھر مہاجرین کے بعد ہم انصار نبی کی دعوت قبول کرنے میں اور لوگوں سے مقدم ہیں ہم انصار اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں ہم لوگوں سے اس وقت تک جہاد و قتال کرتے ہیں کہ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں لیکن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اس نے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا اور جس نے کفر کیا اس سے ہم خدا کی راہ میں جہاد و قتال کریں گے۔ اور اس کا قتل ہم پر آسان ہے یہ ہے جو مجھے کہنا تھا اور میں خدا تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مومنین اور مومنات کے لئے مغفرت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

زبرقان کا قصیدہ اور حضرت حسانؓ کا جوابی قصیدہ

بعد ازاں زبرقان بن بدر نے اپنے مفاخر و مناقب میں ایک قصیدہ پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا اس کا جواب دو۔ حسانؓ نے فی البدیہ اس کے جواب میں ایک قصیدہ پڑھا۔

پورے وفد کا مسلمان ہو جانا

اقرع بن حابس نے کہا خدا کی قسم آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑھ کر ہے اور سب مشرف باسلام ہو گئے۔ آپ نے ان کو انعام دیا اور ان کے سب قیدی واپس کر دیئے۔

ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی المصطلق کی طرف بھیجنا

بنی المصطلق کے بارے میں عامل کی غلط فہمی

ولید بن عقبہ کو آپ نے صدقات وصول کرنے کے لئے بنی المصطلق کی طرف روانہ فرمایا۔ وہ لوگ ولید کی خبر سن کر بہت شاداں و فرحاں ہتھیار لگا کر عسکری شان سے ولید کے استقبال کے لئے نکلے۔ زمانہ جاہلیت سے ولید کے خاندان اور بنی المصطلق میں عداوت چلی آتی تھی۔ ولید کو دور سے دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ شاید دیرینہ عداوت کی وجہ سے یہ لوگ مقابلہ کے لئے نکلے ہیں۔ اس لئے ولید راستہ ہی سے واپس ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر یہ بیان کر دیا کہ وہ لوگ دین اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ کو اس پر تعجب ہوا۔

خدمت اقدس میں بنی المصطلق کا وفد

آپ ابھی تردد ہی میں تھے کہ یہ خبر بنی المصطلق کو پہنچی ان لوگوں نے فوراً ہی ایک وفد آپ کی خدمت میں روانہ کیا جس نے حاضر ہو کر بارگاہ نبوی میں حقیقت حال کی اطلاع دی۔

خبروں کی تصدیق و تردید کا ضابطہ

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰایھا الذین امنوا ان جآءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً
بجہالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین

اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر دے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں کسی قوم کو کوئی ضرر پہنچا دو اور پھر اپنے کئے ہوئے پر پشیمان ہو۔

یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت میں فسق سے لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی اطاعت سے خروج کرنا خواہ وہ کتنا ہی معمولی درجہ کا خروج ہو اس جگہ اصطلاحی اور شرعی فسق مراد نہیں۔ گناہ کبیرہ کا قصد اور عمداً ارتکاب اصطلاح شریعت میں فسق کہلاتا ہے۔ ولید نے جو کچھ آپ سے آکر بیان کیا اس کا منشاء غلط فہمی تھا اس لئے آیت میں فسق سے لغوی فسق مراد ہے اور خبر چونکہ خلاف واقع تھی اس لحاظ سے ان کو فاسق کہا گیا اور اس معنی میں صحابی کا فاسق ہونا اس کے شرعاً فاسق ہونے کو مستلزم نہیں۔

سریۂ عبداللہ بن عوسجہؓ

بنی عمرو بن حارثہ کی سرکشی

ماہ صفر ۹ ھ میں آپ نے عبداللہ بن عوسجہ کو بنی عمرو بن حارثہ کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے ایک والا نامہ دے کر روانہ فرمایا ان لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور آپ کے والا نامہ کو دھو کر ڈول کی تلی میں پیوند دیا۔

حضورؐ کی بددعا

عبداللہ بن عوسجہ نے آ کر جب آپ سے یہ قصہ بیان کیا تو یہ ارشاد فرمایا کہ کیا ان لوگوں کی عقل جاتی رہی۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک اس قبیلہ کے لوگ احمق اور بدکار ان میں تقریباً تر کم عقل اور توتلے ہیں۔

سریہ قطبہ بن عامرؓ

اسی مہینہ میں آپ نے بیس آدمی قطبہ بن عامر کے زیر کمان خثعم کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمائے۔ قطبہ بن عامر نے جا کر ان کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ ان کو شکست دی اور کچھ اونٹ اور بکری اور کچھ قیدی غنیمت میں لے کر واپس ہوئے۔ خمس نکالنے کے بعد چار چار اونٹ ہر شخص کے حصہ میں آئے اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

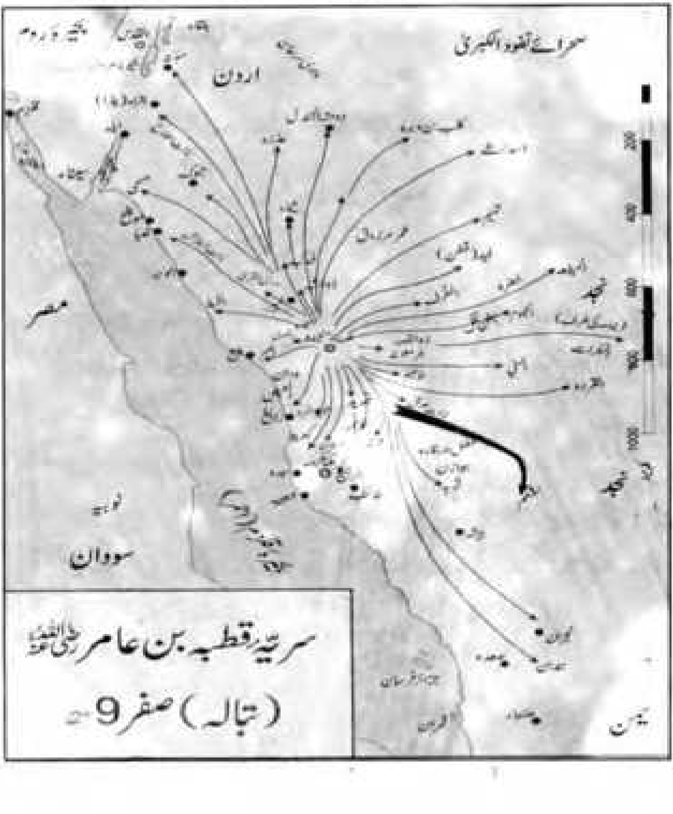
صحرائے النفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
نجد
سوڈان
نوبہ
یمن

سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

(تبالہ) صفر 9ھ

سریہ ضحاک بن سفیان

ماہ ربیع الاول میں بنی کلاب کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے آپ نے ضحاک بن سفیان کلابی کو روانہ فرمایا۔ ان لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور ان کو اور اسلام کو گالیاں دیں اور مقابلہ پر آمادہ ہو گئے۔ بالآخر مقابلہ ہوا ان لوگوں کو شکست ہوئی اور ضحاک بن سفیان شاداں و فرحاں مظفر و منصور غنیمت لے کر مدینہ واپس ہوئے۔

حبشہ کی طرف علقمہ بن مجزز مدلجی کا سریہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ حبشی لوگ جدہ میں آئے ہیں تو آپ نے علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو سواروں کے ساتھ ان کے تعاقب کے لئے روانہ کیا۔ یہ لوگ خبر پا کر بھاگ گئے اور جزیرہ میں جا کر روپوش اور لاپتہ ہو گئے۔ مسلمان جب وہاں سے لوٹے تو فوج کے کچھ لوگوں نے عجلت کی اور یہ ارادہ کیا کہ باقی لشکر سے پہلے ہم گھر پہنچ جائیں۔ علقمہ نے آگ جلوائی اور عجلت کرنے والوں کو حکم دیا کہ اس آگ میں کود پڑیں۔ کچھ لوگ اس پر آمادہ ہو گئے علقمہ نے کہا ٹھہرو میں نے تم سے مذاق کیا تھا۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تمہیں معصیت کا حکم دے اس کا حکم نہ مانو اور صحیح بخاری اور مسند احمد اور سنن ابن ماجہ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سریہ کے امیر عبداللہ بن حذافہ سہمی تھے اور آگ میں کودنے کا حکم انہوں نے دیا تھا۔

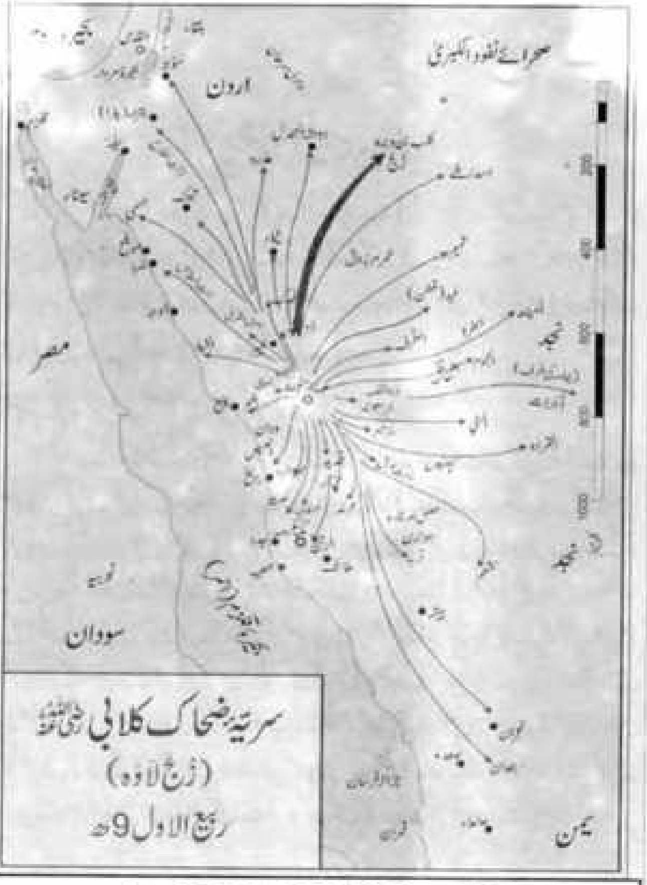
صحرائے النفود الکبریٰ
اردن
مصر
نجد
سوڈان
یمن

سریۂ ضحاک کلابی رضی اللہ عنہ
(زج لاوہ)
ربیع الاول 9ھ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّآلِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ

جو شخص جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ اپنے مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ [illegible]

سریہ علی بن ابی طالبؓ

قبیلہ طی کے بت کا خاتمہ

ماہ ربیع الآخر ۹ ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو یا دو سو آدمیوں کے ساتھ قبیلہ طی کے بت فلس کو منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر ان پر شب خون مارا کچھ آدمی اور کچھ مویشی گرفتار ہوئے بت خانہ کو منہدم کر کے نذر آتش کیا اور دو تلواریں اس بت خانے سے لوٹ لائے جو حارث بن شمر نے چڑھائی تھیں۔

حاتم طائی کی بیٹی سفانہ

ان قیدیوں میں مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی سفانہ بھی تھی اور حاتم کے فرزند عدی بن حاتم لشکر اسلام کی خبر سنتے ہی شام بھاگ گئے تھے۔ اس لئے کہ شام میں اس کے ہم مذہب و مشرب نصاریٰ بکثرت تھے۔ قیدی گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور مسجد کے قریب حظیرہ میں ٹھہرا دیئے گئے۔

رحم کی درخواست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ادھر سے گزرے تو حاتم کی بیٹی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ باپ تو فوت ہو گیا اور جو ہمارا خبر گیر تھا وہ فرار ہو گیا۔ آپ ہم پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ تیرا خبر گیر اور سرپرست کون تھا۔ سفانہ نے کہا میرا بھائی عدی بن حاتم آپ نے فرمایا وہی جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفانہ کو واپس بھجوانا

بہتر ہے میں تجھ پر احسان کرتا ہوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری قوم کا کوئی شخص قابل اطمینان مل جائے تو اس کے ہمراہ تم کو بھیج دوں چنانچہ دو تین ہی روز کے بعد قبیلہ بلی کے کچھ آدمی شام جانے والے مل گئے۔ آپ نے از راہ لطف و کرم سامان سفر اور سواری اور کچھ

جوڑے دے کر ان کو رخصت کیا۔

سفانہ کا اسلام لانا

یہ لطف و کرم دیکھ کر سفانہ مشرف باسلام ہوئیں اور ان الفاظ میں آپ کا شکریہ ادا کیا۔

خدا کرے وہ ہاتھ تیرا ہمیشہ شکر گزار رہے جو خوشحالی کے بعد فقیر اور خالی ہوا ہو اور وہ ہاتھ آپ پر کبھی قابو نہ پائے جو فقر کے بعد امیر ہوا ہو اور خدا کرے آپ کا احسان ہمیشہ برمحل واقع ہو اور خدا کرے آپ کو کبھی کسی کمینے سے کوئی ضرورت نہ پیش آئے اور خدا کسی شریف کی نعمت سلب نہ کرے مگر آپ کو اس کی واپسی کا وسیلہ اور ذریعہ بنائے۔

سفانہ کے بھائی کا مسلمان ہونا

سفانہ آپ سے رخصت ہو کر شام پہنچی اور اپنے بھائی عدی سے ملی اور تمام حالات بیان کئے۔ عدی نے بہن سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ سفانہ نے جواب دیا۔

خدا کی قسم میں یہ مناسب سمجھتی ہوں کہ تم جلد از جلد جا کر ان سے ملو اگر وہ نبی ہیں تو ان کی طرف دوڑنا اور سبقت کرنا باعث فضیلت ہے اور اگر بادشاہ ہیں تو ہمیشہ کے لئے باعث عزت ہے اور تو تو تو ہی ہے۔

عدی نے سن کر کہا۔

خدا کی قسم رائے تو یہ ہے۔

بعد ازاں عدی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

کعب بن زہیر کے مسلمان ہونے کا واقعہ

کعب اور بجیر کا مکہ سے فرار

کعب بن زہیر آپ کی ہجو میں شعر کہا کرتا تھا فتح مکہ کے دن کعب بن زہیر اور ان کا بھائی بجیر بن زہیر جان بچا کر مکہ سے فرار ہو گئے اور مقام ابرق العزاف میں جا کر ٹھہر گئے۔

بجیر کا مسلمان ہونا

بجیر نے کعب سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا کلام سنوں اور آپ کے دین کو معلوم کروں اگر آپ کی سچائی معلوم ہو جائے تو آپ کا اتباع کروں ورنہ چھوڑ دوں۔ کعب وہیں رہے اور یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا کلام سنتے ہی مشرف باسلام ہو گئے۔

کعب کی طرف بجیر کا خط

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہو کر مدینہ پہنچے تو بجیر نے اپنے بھائی کعب بن زہیر کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ جو لوگ آپ کی ہجو میں اشعار کہتے تھے وہ فتح مکہ کے دن قتل کر دیئے گئے اور جو جان بچا کر بھاگ سکتے تھے وہ بھاگ گئے اگر تجھ کو اپنی جان عزیز ہے تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جا جو شخص مسلمان اور تائب ہو کر آپ کے پاس آتا ہے آپ اس کو قتل نہیں کرتے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو کہیں دور دراز جگہ چلا جا جہاں تیری جان بچ جائے۔

کعب کا جواب

کعب کو یہ ناگوار گزرا کہ بجیر بغیر میرے مشورہ کے مسلمان ہو گیا اور یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

الا ابلغا عنی بجیراً رسالةً   فهل لک فیما قلت ویحک هل لکا

اے دوستو بجیر کو میرا یہ پیام پہنچا دو میں جو کچھ کہتا ہوں اس بارے میں تیری کیا رائے ہے۔ افسوس تو کیا کر گزرا۔

فبین لنا ان کنت لست بفاعل   علیٰ ای شیء غیر ذالک دلکا

تو یہ بتلا کہ اگر تو اپنے باپ دادا کے دین پر قائم نہیں رہ سکتا تو پھر اس کے سوا تو نے اور کونسا راستہ اختیار کیا ہے۔

علیٰ خلق لم تلف اماً و لا اباً   علیه و تلفی علیه اخاً لکا

تو نے ایسا طریقہ اختیار کیا کہ نہ ماں کو اس پر پایا اور نہ باپ کو اور نہ اپنے بھائی کو اس طریقے پر پائے گا۔

فان انت لم تفعل فلست بآسف   ولا قائل اما عثرت لعاً لکا

صلی اللہ علیہ وسلم

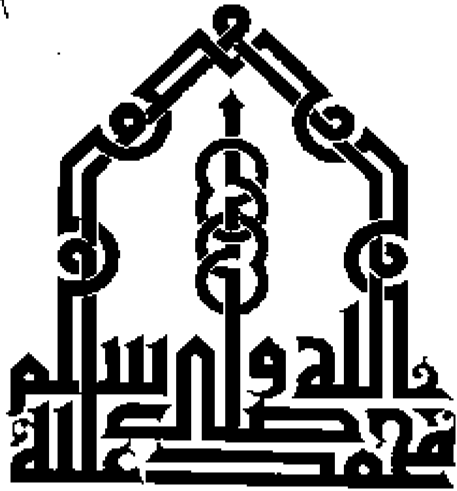

پس اگر تو نے میری بات پر عمل نہ کیا تو مجھ کو کچھ غم نہیں اور نہ میں تیری لغزش کے وقت تجھ کو (لعا لکا) کہوں گا یہ کلمہ لغزش کے وقت کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ سنبھل جا اور کھڑا ہو جا۔

سقاک بہا المامون کاساً رویۃً   فانہلک المامون منہا و علکا

مامون یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قریش آپ کو امین و مامون کہتے تھے۔ نے تجھے چھلکتا ہوا پیالہ مکرر سہ کرر پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کعب کے قصیدہ کو سننا

بجیر نے اس واقعہ کو آپ سے چھپانا پسند نہ کیا۔ اس لئے یہ قصیدہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے شک میں منجانب اللہ مامون اور مامور ہوں اور علی خلق لم تلف اماولا ابا۔ کو سن کر فرمایا یہ بھی درست ہے اس نے کہاں ماں باپ کو اس دین پر دیکھا ہے۔

بجیر کا جواب

بجیر نے اس کے جواب میں یہ اشعار لکھ کر روانہ کئے۔

من مبلغ کعباً فہل لک فی التی   تلوم علیہا باطلاً و ھی احزم

ہے کوئی کہ جو کعب کو یہ پیام پہنچا دے کیا تجھ کو اس ملت و مذہب میں داخل ہونے کی رغبت ہے۔ جس پر تو مجھ کو ناحق ملامت کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ نہایت محکم اور صواب ہے۔

الی اللہ لا العزیٰ و لا اللات وحدہ
فتنجوا اذا کان النجاء و تسلم

لات اور عزیٰ کی طرف نہیں بلکہ ایک خدا کی طرف آ جاتا کہ جس وقت اہل توحید اللہ کے عذاب سے نجات پائیں تو تو بھی نجات پائے اور اللہ کے عذاب سے سالم اور محفوظ رہے۔

لدی یوم لاینجو و لیس بمفلت   من الناس الاطاھر القلب مسلم

یعنی اس دن کہ کوئی شخص نجات نہ پائے گا اور عذاب سے رہائی نہ پائے گا۔ سوائے اس شخص کے کہ قلب اس کا کفر اور شرک کی نجاستوں سے پاک ہو اور مسلمان ہو۔

فدین زھیر وھو لا شیئ دینہ   و دین ابی سلمیٰ علی محرم

زہیر کا دین بلا شبہ ہیچ ہے زہیر میرے باپ زہیر اور دادا ابو سلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے۔ اس لئے کہ میں حق یعنی دین اسلام میں داخل ہو گیا ہوں۔

کعب کا نعتیہ قصیدہ کہنا اور مسلمان ہونا

بجیر کے اس خط کا کعب بن زہیر پر خاص اثر ہوا اور اسی وقت ایک قصیدہ مدحیہ آپ کی شان اقدس میں لکھ کر مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچا اور صبح کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اجنبی بن کر یہ سوال کیا یا رسول اللہ اگر کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہو تو کیا آپ اس کو امان دے سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نابکار اور گنہگار میں ہی ہوں۔ لائیے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس وقت ایک انصاری جوش میں اٹھے یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا چھوڑ دو تائب ہو کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چادر عطا فرمانا

بعد ازاں کعب نے آپ کی شان میں وہ قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ ہے۔

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول   متیم اثرها لم یفد مکبول

کعب بن زہیر جب اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لسیف یستضاء به   مهند من سیوف الله مسلول

تو آپ نے اس وقت بردیمانی جو اوڑھے ہوئے تھے اتار کر کعب کو مرحمت فرمائی۔ بعد میں چل کر حضرت معاویہ نے اس چادر کو کعب بن زہیر کے وارثوں سے تیس ہزار درہم میں خرید لیا۔

یہ چادر ایک عرصہ تک خلفاء اسلام کے پاس رہی عیدین کے موقع پر تبرکاً اس کو اوڑھا کرتے تھے۔ فتنہ تاتار میں گم ہو گئی۔

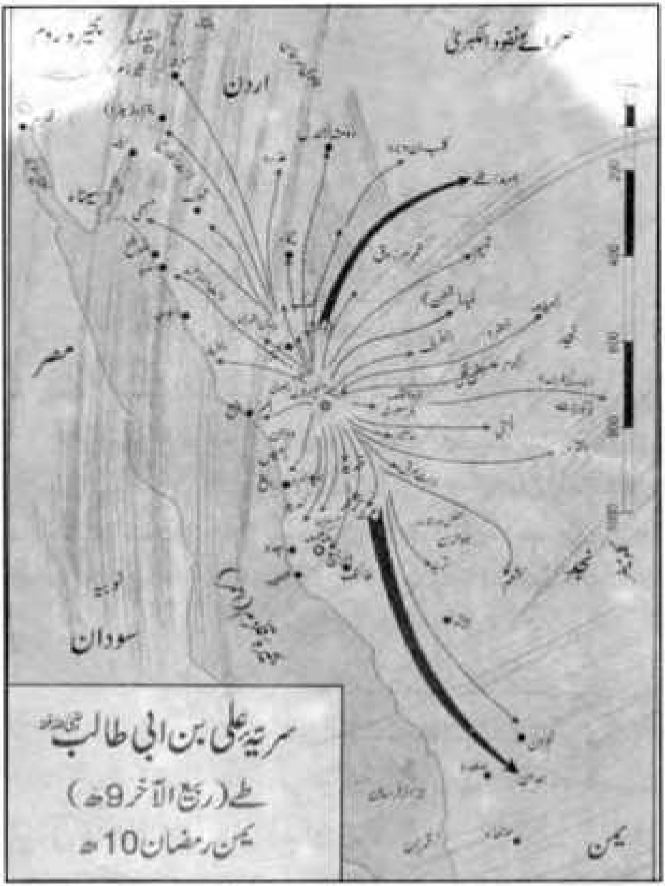
بحیرہ روم
اردن
مصر
سودان
یمن

سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
طے (ربیع الآخر 9ھ)
یمن رمضان 10ھ

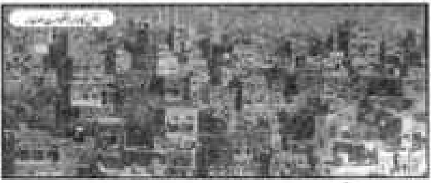

غزوہ تبوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری غزوہ

(بروز جمعرات رجب ۹ھ)

مدینہ پر حملے کے لئے بادشاہ روم کی تیاری

معجم طبرانی میں حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نصارائے عرب نے ہرقل شاہ روم کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو گیا اور لوگ قحط اور فاقوں سے بھوکے مر رہے ہیں۔ عرب پر حملے کے لئے یہ موقع نہایت مناسب ہے۔ ہرقل نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ چالیس ہزار رومیوں کا لشکر جرار آپ کے مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔

مدینہ میں خبر

شام کے نبطی سوداگر زیتون کا تیل فروخت کرنے مدینہ آیا کرتے تھے۔ ان کے ذریعہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل نے ایک عظیم الشان لشکر آپ کے مقابلے کے لئے تیار کیا ہے جس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے اور ہرقل نے تمام فوج کو سال بھر کی تنخواہ بھی تقسیم کر دی ہے۔

تیاری کا حکم اور منافقوں کا جان چرانا

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً سفر کی تیاری کی جائے تاکہ دشمنوں کی سرحد (تبوک) پر پہنچ کر ان کا مقابلہ کریں۔ سفر کی دوری اور موسم گرما، زمانہ قحط اور گرانی فقر وفاقہ اور بے سروسامانی۔ ایسے نازک وقت میں جہاد کا حکم دیا تھا کہ منافقین جو اپنے کو مسلمان کہتے تھے گھبرا اٹھے کہ اب ان کا پردہ فاش ہوا جاتا ہے خود بھی جان چھپائی اور دوسروں کو بھی یہ کہہ کر بہکانے لگے۔

ایسی گرمی میں مت نکلو۔

ایک مسخرے نے کہا لوگوں کو معلوم ہے کہ میں حسین جمیل عورتوں کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہوں مجھ کو اندیشہ ہے کہ رومیوں کی پری جمال نازنینوں کو دیکھ کر کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

صحابہ کرام کی بے مثال اطاعت اور قربانی

مومنین مخلصین سمعاً وطاعۃً کہہ کر جان ومال سے تیاری میں مصروف ہو گئے سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر نے کل مال لاکر آپ کے سامنے پیش کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا اہل وعیال کے لئے کچھ چھوڑا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا صرف اللہ اور اس کے رسول کو حضرت فاروق اعظم نے نصف مال پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے دوسو اوقیہ چاندی لاکر حاضر کی۔ حضرت عاصم بن عدی نے ستر وسق کھجوریں پیش کیں۔

حضرت عثمان غنی نے تین سو اونٹ مع ساز وسامان کے اور ایک ہزار دینار لاکر بارگاہ نبوی میں پیش کئے۔ آپ نہایت مسرور ہوئے بار بار ان کو پلٹتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوا تو بھی اس سے راضی ہو۔

بے سروسامان حضرات کو صدمہ

اکثر صحابہ نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس مہم میں امداد کی مگر پھر بھی سواری اور زاد راہ کا پورا سامان نہ ہو سکا۔ چند صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بالکل نادار ہیں اگر سواری کا کچھ تھوڑا بہت ہم کو سہارا ہو جائے تو ہم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں اس پر وہ حضرات روتے ہوئے واپس ہوئے۔ انہیں کی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ولا علیٰ الذین اذا ما اتوک لتحملهم قلت لا اجد ما احملکم علیه تولوا و اعینهم تفیض من الدمع حزناً ان لا یجدوا ما ینفقون.

اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کو جہاد میں

جانے کے لئے کوئی سواری عطا فرمائیں تو آپ نے یہ فرمایا کہ اس وقت کوئی چیز نہیں پاتا کہ جس پر تم کو سوار کر دوں تو وہ لوگ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔ اس غم میں کہ ان کو کوئی چیز میسر نہیں کہ جسے خرچ کر سکیں۔

بے سر وسامانوں کے سامان سفر کا انتظام

حضرت عبداللہ بن مغفل اور حضرت ابو لیلی عبدالرحمن بن کعب جب آپ کے پاس سے روتے ہوئے واپس ہوئے تو راستہ میں یامین بن عمرو نضری مل گئے رونے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا کہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں استطاعت ہے کہ سفر کا سامان مہیا کر سکیں اب افسوس اور حسرت اس چیز کی ہے کہ ہم اس غزوہ کی شرکت سے محروم رہے جاتے ہیں۔ یہ سن کر یامین کا دل بھر آیا اسی وقت ایک اونٹ خریدا اور زاد راہ کا انتظام کیا۔

حضرت علیؓ کو اہل و عیال کے لئے مدینہ میں ٹھہرانا

جب صحابہ چلنے کیلئے تیار ہو گئے تو آپ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو اپنا قائم مقام اور مدینہ کا والی مقرر کیا اور حضرت علیؓ کو اہل و عیال کی حفاظت اور خبر گیری کے لئے مدینہ میں چھوڑا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تجھ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ:۔ شیعہ حضرات کا غلط استدلال

اس حدیث سے شیعہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر استدلال کرتے ہیں کہ حضور پر نور کے بعد خلافت حضرت علی کا حق ہے: اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں جاتے وقت حضرت علی کو اپنے اہل و عیال کی نگرانی کے لئے چھوڑ جانا کہ میری واپسی تک ان کی نگرانی اور خبر گیری کرنا اس سے حضرت علی کی امانت اور دیانت اور قرب اور اختصاص تو بے شک معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اپنے اہل و عیال کی نگرانی اور خبر

گیری اسی کے سپرد کرتے ہیں کہ جس کی امانت و دیانت اور محبت اور اخلاص پر اطمینان ہو فرزند اور داماد کو اس کام کے لئے مقرر کرتے ہیں لیکن یہ امر کہ میری وفات کے بعد تم ہی میرے خلیفہ ہو گے حدیث کو اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔

فوج اور گھوڑوں کی تعداد

آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔

ثمود کی بستیوں پر گزر

راستہ میں وہ حجر نامی مقام بھی پڑتا تھا جہاں قوم ثمود پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ جب آپ وہاں سے گزرے تو اس وجہ سے متاثر ہوئے کہ چہرۂ انور پر کپڑا ڈال لیا اور ناقہ کو تیز کر دیا اور صحابہ کو تاکید فرمائی کہ کوئی شخص ان ظالموں کے مکانات میں داخل نہ ہو اور نہ یہاں کا پانی پیے۔ اور نہ اس سے وضو کرے سرنگوں روتے ہوئے اس طرف سے گزر جائیں اور جن لوگوں نے غلطی اور لاعلمی سے پانی لے لیا تھا یا اس پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا ان کو حکم ہوا کہ وہ پانی گرا دیں اور وہ آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔

آپ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص تنہا نہ نکلے اتفاق سے دو شخص تنہا نکل پڑے ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ کے دم کرنے سے اچھا ہوا اور دوسرے شخص کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں لے جا کر پھینک دیا جو ایک مدت کے بعد مدینہ پہنچے۔

راستہ کے دو واقعات

آگے چل کر جب ایک منزل پر ٹھہرے تو پانی نہ تھا۔ سخت پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے مینہ برسا دیا جس سے سب سیراب ہو گئے۔ وہاں سے چلے تو اثنا راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا ایک منافق نے کہا کہ آپ آسمان کی تو خبریں بیان کرتے ہیں مگر اپنے ناقہ کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔

آپ نے فرمایا خدا کی قسم مجھ کو کسی چیز کا علم نہیں مگر وہ کہ جو اللہ نے مجھ کو بتلا دیا ہے اور اب بالہام الٰہی مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ وہ ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت

سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہوئی ہے چنانچہ صحابہ جا کر اس اونٹنی کو لے آئے۔

تبوک کے چشمے کے ابلنے کا معجزہ

تبوک پہنچنے سے ایک روز پیشتر آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ کل چاشت کے وقت تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے کوئی شخص اس چشمہ سے پانی نہ لے جب اس چشمہ پر پہنچے تو پانی کا ایک ایک قطرہ اس میں سے رس رہا تھا۔ بڑی مشکل سے تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا گیا۔ آپ نے اس پانی سے اپنا ہاتھ اور منہ دھو کر پھر اسی چشمہ میں ڈال دیا۔ اس پانی کا ڈالنا تھا کہ وہ چشمہ فوارہ بن گیا۔ جس سے تمام لشکر سیراب ہوا۔ اور حضرت معاذ بن جبل کو مخاطب کر کے فرمایا اے معاذ اگر تو زندہ رہا تو اس خطہ کو باغات سے سرسبز اور شاداب دیکھے گا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آج تک وہ فوارہ جاری ہے دور سے اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔

تبوک میں قیام اور دشمنوں کا مرعوب ہونا

تبوک پہنچ کر آپ نے بیس روز قیام فرمایا۔ مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا لیکن آپ کا آنا بیکار نہیں گیا۔ دشمن مرعوب ہو گئے اور آس پاس کے قبائل نے حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا۔ ایلہ جربا اور اذرح اور ایلہ کے فرمانرواؤں نے حاضر خدمت ہو کر صلح کی اور جزیہ دینا منظور کیا۔ آپ نے ان کو صلح نامہ لکھوا کر عطا فرمایا۔

دومۃ الجندل کے حاکم کی گرفتاری اور صلح

اسی مقام سے آپ نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف روانہ فرمایا۔ جو ہرقل کی طرف سے دومۃ الجندل کا حاکم اور فرمانروا تھا۔ آپ نے روانگی کے وقت خالد بن ولید سے یہ فرمایا کہ وہ تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا اس کو قتل نہ کرنا گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا۔ ہاں وہ اگر انکار کر دے تو قتل کر دینا۔ خالد چاندنی رات میں پہنچے گرمی کا موسم تھا اکیدر اور اس کی بیوی قلعہ کے فصیل پر بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے۔ اچانک ایک نیل گائے نے قلعہ کے پھاٹک سے آ کر ٹکر ماری۔ اکیدر فوراً ہی مع اپنے بھائی اور چند عزیزوں کے شکار کے لئے اترا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے پیچھے دوڑے۔ تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ خالد بن ولید آپہنچے اکیدر کے بھائی حسان نے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اور

اکیدر جو شکار کرنے کے لئے نکلا تھا وہ خود خالد بن ولید کا شکار ہو گیا۔

خالدؓ نے کہا میں تم کو قتل سے پناہ دے سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا منظور کرو۔ اکیدر نے اس کو منظور کیا۔ خالد بن ولیدؓ اکیدر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اکیدر نے دو ہزار اونٹ اور آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زرہیں اور چار سو نیزے دے کر صلح کی۔

مسجد ضرار کو گرانے کا حکم

بیس روز قیام کے بعد آپ تبوک سے مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ جب آپ مقام ذی آوان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کے راستے پر رہ جاتا ہے تو آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو مسجد ضرار کے منہدم کرنے اور جلانے کے لئے آگے بھیجا۔

مسجد ضرار کی تعمیر کا مقصد

یہ مسجد منافقین نے اس لئے بنائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس میں بیٹھ کر مشورے کریں جس وقت آپ تبوک جا رہے تھے اس وقت منافقین نے آ کر آپ سے درخواست کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ چل کر اس میں ایک مرتبہ نماز پڑھا دیں تاکہ وہ مقبول اور متبرک ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں تبوک جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔

واپسی کے بعد آپ نے ان دو حضرات کو حکم دیا کہ جا کر اس مسجد کو جلا دیں اور یہ آیتیں اسی کے بارہ میں اتری ہیں۔

> والذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشہد انہم لکاذبون لاتقم فیہ ابداً لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین۔

اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے

لئے اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور قیامگاہ بنانے کے لئے اس شخص کے لئے کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی سے برسرپیکار ہے اور قسمیں کھائیں گے کہ ہماری نیت سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ اس مسجد میں جا کر کبھی کھڑے بھی نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی۔ یعنی مسجد قبا وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں جا کر کھڑے ہوں اس میں ایسے مرد ہیں کہ جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

سویلم یہودی کا مکان جلانے کا حکم

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے سویلم یہودی کے مکان کے بھی جلانے کا حکم دیا جس میں منافقین جمع ہو کر آپ کے خلاف مشورے کیا کرتے تھے۔ حضرت طلحہ نے چند آدمیوں کی ہمراہی میں جا کر اس مکان کو نذر آتش کیا۔

مدینہ منورہ واپسی اور استقبال

جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو مشتاقان جمال نبوی ماہتاب نبوت و رسالت کے استقبال کے لئے نکلے۔ یہاں تک کہ غلبہ شوق میں پردہ نشینان حرم بھی نکل پڑیں۔ لڑکیاں اور بچے یہ اشعار گاتے تھے۔

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا　　جئت بالامر المطاع

جب مدینہ کے مکانات نظر آنے لگے تو یہ فرمایا۔ ھذہ طابۃ یہ مدینہ طیبہ ہے اور جبل احد پر نظر پڑی تو فرمایا۔

یہ پہاڑ ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

آخر شعبان یا شروع رمضان میں مدینہ میں داخل ہوئے اول مسجد نبوی میں جا کر ایک دوگانہ ادا فرمایا۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی ملاقات کے لئے کچھ دیر بیٹھے بعد ازاں آرام کے لئے گھر تشریف لے گئے۔

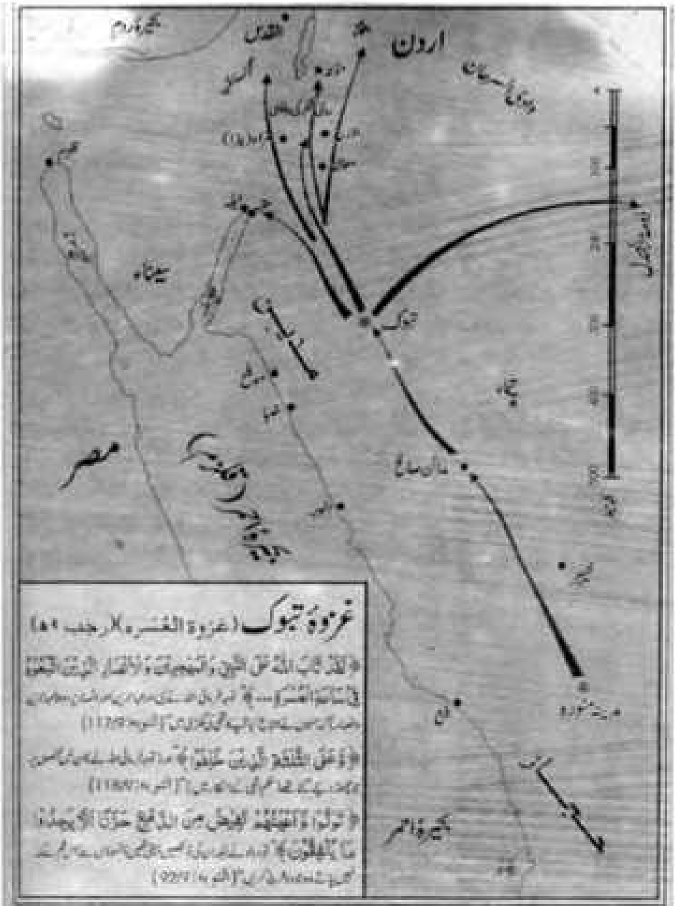
بحیرہ روم
القدس
اردن
وادی سرحان
تبوک
سیناء
مصر
مدائن صالح
خیبر
مدینہ منورہ
ینبع
بحیرہ احمر

غزوۂ تبوک (غزوۃ العسرۃ) رجب ۹ھ

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ [illegible] (التوبہ ۱۱۷)

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ [illegible] (التوبہ ۱۱۸)

﴿تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ﴾ [illegible] (التوبہ ۹۲)

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

[illegible]

چشمے کے قریب موجود ایک حوض۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کے طور پر جس چشمے کا پانی فوارے کی مانند ابلنے لگا تو اسے ذخیرہ کرنے کیلئے قریب ہی تین حوض تعمیر کئے گئے۔ یہ تینوں آج تک موجود ہیں۔

قلعہ اسلامیہ کا اندرونی منظر۔ بیچ میں کنواں نظر آ رہا ہے جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اپنی باری پر پانی پیتی تھی۔ ساتھ میں ترکوں کی بنائی ہوئی مسجد دکھائی دے رہی ہے

پیچھے رہ جانے والے

سفر تبوک سے رہ جانے والے مومنین مخلصین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک روانہ ہوئے تو مومنین مخلصین بھی آپ کے ہمرکاب روانہ ہوئے۔ منافقین کا ایک گروہ شرکت سے رہ گیا لیکن چند مومنین مخلصین نفاق کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض کسی عذر سے اور بعض بمقتضائے بشریت گرمی اور لو کی تکلیف سے گھبرا کر پیچھے رہ گئے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ

حضرت ابوذر غفاریؓ کا اونٹ لاغر اور دبلا تھا اس لئے یہ خیال ہوا کہ دو چار روز میں یہ اونٹ کھا پی کر چلنے کے قابل ہو جائے گا اس وقت میں آپ سے جا ملوں گا۔ جب اس اونٹ سے ناامید ہوئے تو اپنا سامان اپنی پشت پر لادا اور پاپیادہ روانہ ہوئے۔ اسی طرح تن تنہا تبوک پہنچے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا رحم فرمائے اللہ ابوذر پر اکیلا چلا آ رہا ہے۔ اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ربذہ میں تنہا وفات پائی کوئی تجہیز و تکفین کرنے والا نہ تھا۔ اتفاق سے عبداللہ بن مسعود کوفہ سے واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے تجہیز و تکفین کی۔

حضرت ابو خیثمہؓ

معجم طبرانی میں ابو خیثمہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہوئے اور میں مدینہ رہ گیا۔ شدت کی گرمی تھی۔ ایک دن دوپہر میں میرے اہل خانہ نے چھپر میں چھڑکاؤ کیا اور ٹھنڈا پانی اور کھانا لا کر رکھا۔ یہ منظر دیکھ کر یکایک دل پر ایک چوٹ لگی کہ واللہ یہ سراسر بے انصافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لو اور گرمی میں ہیں اور میں سایہ میں بیٹھا ہوا اس طرح عیش و آرام کر رہا ہوں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ کھجوریں ساتھ لیں اور اونٹ پر سوار ہوا اور نہایت تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب لشکر سامنے آ گیا تو آپ نے دور سے دیکھ کر فرمایا ابو خیثمہ آ رہا ہے میں نے حاضر خدمت ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے میرے لئے دعا خیر فرمائی۔

حضرت کعبؓ کا نہ جا سکنا

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے اور میں سفر کی تیاری میں تھا یہ خیال تھا کہ ایک دو روز میں جب سامان ہو جائے گا تو آپ سے جا ملوں گا۔ اسی میں دیر ہو گئی اور قافلہ دور نکل گیا اور مدینہ میں سوائے معذورین اور منافقین کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب یہ منظر دیکھتا تو نہایت رنج ہوتا۔

جب آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین نے جھوٹے عذر بیان کئے۔ آپ نے ظاہری طور پر ان کے عذر قبول کئے اور دلوں کا حال اللہ کے سپرد کیا۔

حضورؐ کی خدمت میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کرنا

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں میں نے یہ عزم کر لیا کہ ایسا ہرگز نہ کروں گا کہ غزوے سے پیچھے بھی رہوں اور پھر اللہ کے رسول سے جھوٹ بھی بولوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے اعراض فرمایا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ مجھ سے کیوں اعراض فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نہ منافق ہوا اور نہ مجھ کو شک لاحق ہوا ہے اور نہ میں دین اسلام سے پھرا ہوں۔ آپ نے فرمایا پیچھے کیوں رہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اگر کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصہ سے نکل جاتا۔ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اگر آج جھوٹ بول کر آپ کو راضی بھی کر لیا تو ممکن ہے کہ کل خداوند ذوالجلال آپ کو مجھ سے ناراض کر دے اور اگر آپ سے سچ سچ کہہ دیا جس سے آپ ناراض ہو جائیں تو مجھ کو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ وہ معاف فرمائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں میں قصوروار ہوں۔

حضرت کعبؓ حضرت مرارہؓ اور حضرت ہلالؓ سے بائیکاٹ

آپ نے فرمایا اس شخص نے سچ سچ کہہ دیا ہے۔ اچھا اس وقت جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے۔ اسی طرح مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصور کا اعتراف کیا۔ آپ نے یہ حکم دیا کہ پچاس دن تک کوئی شخص ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرے۔ چنانچہ سب نے ہم سے سلام وکلام قطع کر دیا خویش و اقارب دوست احباب سب بیگانے نظر آنے لگے۔ کعب کہتے ہیں کہ

میرے دونوں ساتھی دل شکستگی کی وجہ سے خانہ نشین ہو گئے دن رات گریہ وزاری میں گزرتا۔ میں جوان تھا میں جماعت میں حاضر ہوتا۔ غرض یہ کہ پچاس دن اسی پریشانی میں گزرے یہاں تک کہ اللہ کی زمین ہم پر تنگ ہو گئی۔ سب سے زیادہ فکر اس کی تھی کہ اگر اس عرصہ میں موت آ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان میرے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے۔

پچاس دن بعد معافی ملنا

پچاس دن کے بعد یکایک جبل سلع سے یہ نعرہ سنائی دیا۔

اے کعب بن مالک تم کو بشارت ہو

یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ مشکل دور ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہوئی۔ ہر طرف سے لوگ مجھ کو میرے اور دونوں ساتھیوں کو خوشخبری اور مبارک باد دینے کے لئے دوڑے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ کہتے تھے کہ مبارک ہو تجھ کو اللہ کا تیری توبہ کا قبول کرنا جو شخص میرے پاس خوشخبری لے کر آیا اس کو فوراً میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پہنا دیئے۔

مبارکبادیاں اور خوشیاں

بعد ازاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے مسجد میں قدم رکھا ہی تھا کہ طلحہ بن عبید اللہ دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے معانقہ کیا اور مبارکباد دی۔ کعب کہتے ہیں۔ حاضرین میں سے کوئی شخص نہیں اٹھا۔ خدا کی قسم طلحہ کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چاند کی طرح چمک رہا تھا آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا۔

مبارک ہو تجھ کو وہ دن جو تمام دنوں سے بہتر ہے جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا ہے۔

سب سے بہتر دن

کعب بن مالک جس دن اسلام میں داخل ہوئے بے شک وہ دن تمام دنوں سے بہتر تھا لیکن حقیقت میں یہ دن اس دن سے بھی بہتر تھا۔ اس لئے کہ اس دن میں بارگاہ خداوندی سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ جس سے ان کے ایمان و اخلاص پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ گئی۔

آیات الٰہی کا نزول

اور یہ آیتیں ان کے بارے میں نازل ہوئیں۔

لقد تاب اللہ علی النبی والمہٰجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہٗ بہم رؤف رحیم وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتیٰ اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ ہو التواب الرحیم یایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین

تحقیق اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور عنایت سے متوجہ ہوئے۔ پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے تنگی اور دشواری کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔

بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد   صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

بعد اس کے ایک گروہ کے دل قریب تزلزل کے تھے۔ پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی اور اللہ بڑا شفیق اور مہربان ہے اور توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی اور موقوف تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود کشادہ ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں سوائے اس کے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور ان کا قصور معاف کیا تا کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

توبہ کا شکریہ

حضرت کعب فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس توبہ کے شکریہ میں اپنا کل مال خیرات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ رہنے دو۔ اس لئے خیبر میں میرا جو حصہ تھا میں نے وہ رکھ لیا اور باقی سب خیرات کر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ نے مجھ کو محض سچ کی وجہ سے نجات دی ہے میں اپنی توبہ کا تکملہ اور تتمہ یہ سمجھتا ہوں کہ مرتے دم تک بھی سوائے سچ کے کوئی بات نہ کروں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کا امیر حج مقرر ہونا

تین سو عازمین حج کے قافلہ کی روانگی

ذی قعدۃ الحرام ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کر کے مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ تین سو آدمی مدینہ منورہ سے ابوبکر صدیق کے ساتھ چلے اور بیس اونٹ قربانی کے آپ کے ہمراہ کئے تاکہ لوگوں کو ٹھیک شریعت کے مطابق حج کرائیں اور سورۂ برات کی چالیس آیتیں جو نقض عہد کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں ان کا اعلان کریں جن میں یہ تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہ کریں اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد کیا ہے وہ اس مدت تک پورا کر دیا جائے اور جن لوگوں سے کوئی عہد نہیں کیا گیا ان کو یوم النحر سے لے کر چار مہینے کی مہلت ہے۔

حضرت علیؓ کو پیچھے بھیجنا

حضرت صدیق اکبرؓ کی روانگی کے بعد آپ کو یہ خیال ہوا کہ عہد اور نقض عہد کے متعلق جو اعلان کیا جائے مناسب یہ ہے کہ اس کا اعلان و اظہار ایسے شخص کی زبانی ہونا چاہئے کہ جو عہد کرنے والے کے خاندان اور اہل بیت سے ہو۔ اس لئے کہ عرب اپنے اصول میں خاندان اور اقارب ہی کی بات کو قبول کرتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اپنی ناقہ

عضباء پر سوار کر کے ابوبکر صدیق کے پیچھے روانہ کیا کہ سورۂ براءت کی آیات موسم حج میں تم سناؤ اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیات براءت صدیق اکبر کے روانہ ہونے کے بعد نازل ہوئیں اس لئے بعد میں حضرت علی کو آیات براءت کا پیغام سنانے کے لئے روانہ فرمایا۔

حضرت علیؓ کا حضرت ابوبکرؓ سے جا ملنا

حضرت صدیق اکبر نے جب ناقہ کی آواز سنی تو یہ گمان ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے ٹھہر گئے دیکھا تو علی ہیں پوچھا امیر ہو کر آئے ہو یا تابع ہو کر۔ حضرت علی نے فرمایا مامور ہوں یعنی تابع ہو کر آیا ہوں اور فقط سورۂ براءت کی آیات سنانے کے لئے آیا ہوں۔ چنانچہ لوگوں کو حج ابوبکر صدیق ہی نے کرایا اور موسم حج کے خطبے بھی انہوں ہی نے پڑھے اور حضرت علی نے صرف سورۂ براءت کی آیات اور ان کا مضمون جمرۂ عقبہ کے قریب یوم النحر میں کھڑے ہو کر لوگوں کو سنایا۔ حضرت ابوبکر نے کچھ لوگ حضرت علی کی امداد کے لئے مقرر کر دیئے کہ باری باری سے منادی کریں۔

منیٰ میں مشرکین سے براءت کا اعلان

چنانچہ یوم النحر منیٰ میں یہ منادی کر دی گئی اور لوگوں کو سنا دیا گیا کہ بیت اللہ میں کوئی کافر داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور نہ سال آئندہ کوئی مشرک حج کرنے پائے گا اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کر سکے گا اور جس کا جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور جس سے کوئی عہد نہیں یا عہد بلا میعاد ہے تو اس کو چار مہینہ کا امن ہے اگر اس مدت میں مسلمان نہ ہوا تو چار ماہ کے بعد جہاں پایا جائے گا قتل کیا جائے گا۔

۹ھ کے دیگر واقعات

(۱) اسی سال ماہ ذی قعدہ یا محرم میں رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کا انتقال ہوا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا
باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون

اور آپ ان منافقین میں سے کسی کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور خدا کے نافرمان مرے ہیں۔

(۲) اسی سال نجاشی شاہ حبشہ کا انتقال ہوا اور بذریعہ وحی آپ کو اسی روز اس کی وفات کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے صحابہ کو جمع کر کے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

(۳) اسی سال سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا اور ایک سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس کی حرمت کا اعلان فرمایا۔

(۴) اسی سال عورتوں سے لعان کا حکم نازل ہوا۔ جس کی مفصل کیفیت سورۂ نور میں مذکور ہے۔

(۵) جو لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوئے بلکہ محض اسلام کے زیر سایہ انہوں نے رہنا منظور کیا تو ان کے حق میں اسی سال جزیہ کی آیت نازل ہوئی۔ قال تعالیٰ قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الأخر ولا يحرمون ماحرم الله و رسوله ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتاب حتىٰ يعطوا الجزية عن يد و هم صاغرون۔

جزیہ جزاء سے مشتق ہے یعنی یہ جزاء کفر ہے۔ بطور ذلت وحقارت۔ آزاد عاقل بالغ مرد سے لیا جاتا ہے۔ جزیہ سے مقصد یہ ہے کہ کفر کی شوکت اور اس کا زور ٹوٹ جائے اور اسلام کی برتری اور حکمرانوں کے سامنے جھک جائے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح شریعت میں ذمی کہتے ہیں۔ ذمہ سے مشتق ہے یعنی جن کی جان اور مال اور آبرو اور ان کے حقوق کا اللہ اور اس کا رسول مسلمانوں کی طرح ذمہ دار ہو۔ مگر خوب یاد رکھو کہ قرآن وحدیث نے کافروں سے جزیہ لینے کا جو حکم دیا وہ دفاع اور حفاظت جان کا بدل نہیں۔ یعنی جزیہ کا یہ سبب نہیں کہ ذمی خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے اور ہم دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ حفاظت تو اہل ذمہ کی عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں اور اپاہجوں اور راہبوں کی بھی کی جاتی ہے مگر ان پر جزیہ نہیں جزیہ صرف ان لوگوں سے لیا جاتا ہے جو جہاد میں مستحق قتل تھے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جزیہ قتل کا بدل ہے۔ صرف حر اور عاقل اور بالغ مردوں سے لیا جاتا ہے جو مستحق قتل کے تھے اور جن لوگوں سے اس بنیاد پر معاہدہ ہو کہ طرفین کی خود مختاری محفوظ رہے تو شریعت کی اصطلاح میں ایسے لوگوں کو معاہد کہتے ہیں۔

سنہ ۹ھ عام الوفود

فوج در فوج قبائل عرب کا اسلام لانا

عرب میں سب سے بڑا قبیلہ قریش کا تھا۔ جس کی سرداری مسلّم تھی۔ قریش کی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونے سے کسی کو انکار نہ تھا۔ فہم و فراست سخاوت و شجاعت میں مشہور تھے۔ بیت اللہ اور بلد حرام کے مجاور تھے۔ مگر اسلام کی مخالفت اور عداوت پر کمربستہ تھے۔ قبائل عرب کی نظریں قریش پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسے نبتی ہے۔ قریش کے نوجوانوں نے تو ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور کرتے رہے مگر بوڑھے باقی تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور بوڑھوں نے بھی اسلام کی اطاعت قبول کر لی تو اس وقت عرب کو معلوم ہو گیا کہ دین اسلام دین الٰہی ہے۔ ضرور تمام عالم میں پھیل کر رہے گا۔ اور کوئی قوت اس کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے مکہ فتح ہوتے ہی ہر طرف سے سفارتیں آنے لگیں اور ہر قبیلہ کے وکلاء اور وفود بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے لگے۔ اسلام کی حقیقت معلوم کرتے خود بھی مشرف باسلام ہوتے اور اپنی ساری قوم کے مسلمان کرنے کا وعدہ کر کے واپس ہوتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اذا جآء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون في دين الله
افواجاً فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں داخل ہوتا ہوا جوق در جوق دیکھ لیں تو تسبیح اور تحمید اور استغفار میں مشغول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بڑا توجہ فرمانے والا ہے۔

وفود کی ابتداء تو ۸ھ کے اخیر ہی سے ہو گئی تھی لیکن زیادہ تسلسل ۹ھ اور ۱۰ھ میں رہا۔ اس لئے ان دونوں سالوں کو عام الوفود کہا جاتا ہے۔ ابن سعد اور دمیاطی اور مغلطائی اور عراقی نے وفود کی تعداد ساٹھ سے کچھ زائد بیان کی ہے مگر علامہ قسطلانی نے مواہب میں چونتیس وفود کا ذکر کیا ہے۔

۱: قبیلۂ ہوازن کا وفد

وفد کے اراکین اور مقصد

فتح مکہ کے بعد یہ پہلا وفد ہے کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس وقت آپ جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت ہوازن کے چودہ آدمیوں کا وفد اپنے مال اور قیدیوں کے چھڑانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کا مفصل قصہ غزوۂ حنین کے بیان میں گزر چکا ہے۔ اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی چچا بھی تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلہ کی تھیں۔

وفد کے سردار کی درخواست

زہیر بن صرد سعدی جشمی اس وفد کے رئیس تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی خالائیں اور رضاعی پھوپھیاں اور پالنے والیاں ہیں۔ جو کبھی آپ کو چھاتی سے لگاتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث غسانی اور نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا تو ان کی مصیبت کے وقت میں ہم اس سے ضرور امید رکھتے اور آپ تو سب سے بہتر اور افضل مکفول ہیں۔

رئیس وفد کے اشعار

اور یہ شعر پڑھے۔

امنن علینا رسول اللّٰه فی کرم فانک المرء نرجوه و ننتظر

یا رسول اللہ! اپنے کرم اور مہربانی سے ہم پر احسان فرمائیے۔ بلاشبہ آپ ایسے شخص ہیں جس سے ہم مہربانی اور کرم کے امیدوار اور منتظر ہیں۔

امنن علی بیضة قد عاقها قدر ممزق شملها فی دهرها غیر

اس قبیلہ پر احسان فرمائیے کہ جس کی حاجتوں کو قضاء وقدر نے روک دیا ہے۔ تغیرات زمانہ سے اس کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا ہے۔

یا خیر طفل و مولود و منتخب فی العالمین اذا ما حصل البشر

اے بہترین مولود اور رفقاء عالم کے انتخاب

ان لم تدارکھم نعماء تنشرھا   یا ارجح الناس حلماً حین تختبر

اگر آپ کا انعام و احسان ان کی خبر گیری نہ کرے گا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے اے وہ ذات کہ جس کا حلم اور بردباری میں سب سے پلہ بھاری ہے اور امتحان اور آزمائش کے وقت اس کا حلم نمایاں اور ظاہر ہو جاتا ہے ہم پر احسان فرما۔

امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعھا   اذ فوک تملؤہ من محضھا الدرر

ان عورتوں پر احسان فرمائیے جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور ان کے خالص اور بہتے ہوئے دودھ سے آپ اپنے منہ کو بھرتے تھے۔

لاتجعلنا کمن شالت نعامتہ   واستبق منا فانا معشر زھر

ہم کو ان لوگوں کے مانند مت کیجئے کہ جن کے قدم اکھڑ گئے ہوں اور اپنے جود و کرم کے شکر و ثنا کو ہمیشہ کے لئے ہم میں باقی چھوڑ دے ہم شریف گروہ کسی کے احسان کو فراموش نہیں کرتے۔

انا لنشکر للنعماء اذ کفرت   وعندنا بعد ھذا الیوم مدخر

تحقیق ہم انعام و احسان کے بہت زیادہ مشکور ہوتے ہیں جبکہ لوگ ان کی ناشکری کریں۔

فالبس العفو من قد کنت ترضعه   من امھاتک ان العفو مشتھر

پس آپ ان ماؤں کو جن کا دودھ آپ نے پیا ہے اپنے دامن عفو میں چھپا لیں تحقیق آپ کا عفو تو مشہور ہے۔

یا خیر من مرحت کمت الجیاد به   عند الھیاج اذا ما استوقد الشرر

اے وہ ذات کہ جس کی سواری سے کمیت گھوڑے نشاط اور طرب میں آجاتے ہیں جبکہ لڑائی کی آگ بھڑکائی جاوے۔

انا نؤمل عفواً منک تلبسه   ھذی البریۃ اذ تعفو وتنتصر

ہم آپ سے ایسے عفو کی امید لگائے ہوئے ہیں جو سب کو اپنے اندر چھپا لے۔

فاغفر عفا اللہ عما انت راھبه   یوم القیامۃ اذ یھدیٰ لک الظفر

پس آپ ہم کو معاف کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے اندیشوں سے محفوظ رکھے گا اور آپ کو کامیابی عطا فرمائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارا بہت انتظار کیا جب تم نہ آئے تب میں نے مال اور اسباب اور تمام قیدی مجاہدین پر تقسیم کر دیئے دو چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کر لو۔ مال و اسباب لے لو یا اپنے اہل و عیال کو چھڑا لو وفد نے کہا اہل و عیال ہم کو زیادہ عزیز ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا اور میرے خاندان بنی عبدالمطلب کا جو حصہ ہے وہ تو میں نے تم کو دے دیا باقی جو حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکا ہے سو اس بارے میں تمہاری سفارش کروں گا۔ چنانچہ آپ نے سفارش کی سب نے طیب خاطر سے تمام قیدی آزاد کر دیئے۔ دو چار شخصوں نے کچھ تامل کیا آپ نے ان کا معاوضہ دے دیا اس طرح تقریباً چھ ہزار بچوں اور عورتوں کو رہائی نصیب ہوئی۔

۲: قبیلہ ثقیف کا وفد

وفد کی آمد

ماہ رمضان المبارک ۹ھ میں ثقیف کا وفد اسلام قبول کرنے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔

یہ وہی ثقیف ہیں کہ جن سے آپ نے اور آپ کے صحابہ نے محاصرۂ طائف میں شدید تکلیف اٹھائی اور طائف کے قلعہ کو غیر مفتوح چھوڑ کر شکستہ دل مدینہ واپس ہوئے۔

جس وقت آپ طائف کا محاصرہ چھوڑ کر روانہ ہونے لگے تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے لئے بددعا کیجئے ان کے تیروں نے ہم کو مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا۔

اللھم اھد ثقیفا وائت بھم مسلمین

اے اللہ قبیلہ ثقیف کو ہدایت دے اور مسلمان کر کے ان کو میرے پاس بھیج۔

آپ کی دعا قبول ہوئی اور عروہ بن مسعود ثقفی کی شہادت کے آٹھ مہینے بعد جب آپ

تبوک سے واپس ہوئے تو آپ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی چھ آدمیوں کا وفد عبدیالیل کی سرکردگی میں مدینہ روانہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی

یا تو وہ تمرد اور سرکشی تھی یا یہ جوش اور ولولہ ہے کہ خود بخود بہ ہزار رضا و رغبت اسلام کا حلقہ بگوش بننے کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان کی آمد سے بے حد مسرت ہوئی۔ سب سے پہلے مغیرہ بن شعبہ نے ان لوگوں کو دیکھا وہ جلدی ہی دوڑے کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤں راستہ میں ابوبکر صدیق مل گئے ابوبکر صدیق کو جب علم ہوا تو مغیرہ کو خدا کی قسم دی اور کہا کہ مجھ کو اجازت دو کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت سناؤں۔ مغیرہ نے اجازت دے دی ابوبکر صدیق نے جا کر آنحضرت کو اس وفد کی آمد کا مژدہ سنایا۔

وفد کی میزبانی کے انتظامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ٹھہرنے کے لئے خاص مسجد نبوی میں ایک خیمہ نصب کرایا۔ وفد کی مہمانی اور ان کی خبر گیری یہ سب خالد بن سعید بن العاص کے سپرد تھی۔ جب تک خالد بن سعید اس کھانا میں سے نہ کھا لیتے تھے اس وقت تک وفد کے لوگ وہ کھانا نہ کھاتے تھے اور وفد کو جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا ہوتا تھا وہ انہیں کے واسطے سے کہتے تھے۔

وفد کی شرائط

چنانچہ وفد نے خالد کے واسطے سے عجیب شرطیں پیش کیں۔

(۱) نماز معاف کر دی جائے۔

(۲) لات (جو ان کا بڑا بت تھا) اس کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ بچے اور عورتیں اس پر بہت مفتون ہیں۔

(۳) ہمارے بت خود ہمارے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

آپ نے اول کی دو شرطوں سے قطعاً انکار کر دیا اور یہ فرمایا۔

اس دین میں کوئی بہتری نہیں جس میں نماز نہ ہو۔

تیسری شرط کی بابت فرمایا کہ یہ ہو سکتا ہے۔

سب کا اسلام لانا

سب نے اسلام قبول کیا اور وطن واپس ہوئے۔ عثمان بن ابی العاص جو اس وفد میں سب سے کمسن تھے ان کو امیر اور حاکم مقرر فرمایا ان کو علم اور قرآن اور اسلامی مسائل کے سیکھنے کا سب سے زیادہ شوق تھا۔ اس لئے صدیق اکبر کے اشارہ سے آپ نے ان کو امیر مقرر کیا۔

بنی ثقیف کے بت کا خاتمہ

انہی کے ہمراہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرۃ بن شعبہ کو لات کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوسفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ مغیرہ نے جا کر بت پر پھاوڑا مارا۔ ثقیف کی عورتیں برہنہ سر اور برہنہ پا یہ ماجرا دیکھنے کے لئے گھروں سے نکل پڑیں۔ مغیرہؓ نے بت کو توڑ ڈالا اور بت خانہ میں جو مال و اسباب اور زیورات تھے وہ سب لے لئے۔ اول اس میں سے عروۃ بن مسعود ثقفی کے بیٹے ابو ملیح اور عروہ کے بھتیجے قارب بن الاسود کا قرض ادا کیا اور جو بچا وہ آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے اسی وقت اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اللہ کا شکر کیا کہ اس نے اپنے دین کی مدد فرمائی اور اپنے پیغمبر کو عزت دی۔

حضرت عروہ بن مسعودؓ کے قرضے کی ادائیگی کا حکم

عروۃ بن مسعود کی شہادت کے بعد جب اہل طائف مسلمان ہو گئے تو وفد ثقیف کی حاضری سے پہلے ابو ملیح بن عروہ اور قارب بن الاسود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ لات کے بت خانے سے ہمارے باپ یعنی عروہ اور اسود کا قرضہ ادا کر دیا جائے عروہ اور اسود دونوں حقیقی بھائی تھے۔ عروہ تو اسلام

لانے اور شہید ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ابو ملیحؓ عروہ کے بیٹے ہیں اور اسود کافر مرا۔ قارب اسود کے بیٹے ہیں۔ دونوں نے اپنے اپنے باپ کے قرض کی ادائگی کی درخواست کی آپ نے فرمایا اسود تو مشرک مرا ہے قارب نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک وہ مشرک مرا ہے مگر قرض تو مجھ پر ہے۔ آپ نے ابو سفیانؓ کو حکم دیا کہ لات کے بت خانہ سے جو مال برآمد ہو اس سے ابو ملیحؓ اور قارب کا قرض ادا کرتا۔

۳: بنی عامر بن صعصعہ کا وفد

وفد کی آمد

تبوک کی واپسی کے بعد بنو عامر بن صعصعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں عامر بن طفیل، اور اربد بن قیس بھی تھے۔ سلسلۂ کلام میں ان لوگوں نے آپ سے ان لفظوں میں خطاب کیا۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنی بات کہو شیطان تمہارے ساتھ مسخرہ پن نہ کرے۔ سردار صرف اللہ ہے۔

وفد والوں کی بدباطنی

ظاہر میں یہ تملق اختیار کیا اور در پردہ عامر نے اربد کو یہ سمجھا دیا کہ میں جب آپ کو باتوں میں لگا لوں تو تم فوراً تلوار سے آپ کا کام تمام کر دینا عامر نے آپ سے گفتگو شروع کی اے محمد مجھ کو آپ اپنا قلبی دوست بنا لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں جب تک تو ایک خدا پر ایمان نہ لائے۔ عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ مجھ کو کیا عطا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا اسلام لانے کے بعد تیرے وہی حقوق اور احکام ہوں گے جو تمام مسلمانوں کے ہیں۔ عامر نے کہا آپ اپنے بعد حکومت اور خلافت مجھ کو عطا کر دیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں عامر نے کہا اچھا اہل بادیہ پر آپ حکومت کریں شہر اور آبادی کی حکومت میرے لئے چھوڑ دیں۔ ورنہ میں غطفان کو لے کر آپ پر چڑھائی کروں گا اور مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھ کو قدرت نہیں دے گا۔ گفتگو ختم ہوئی۔ جب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ عامر بن طفیل کے شر سے مجھ کو بچا۔ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔

جب باہر آئے تو عامر نے اربد سے کہا افسوس میں تیرا منتظر رہا مگر تو نے جنبش بھی نہ کی اربد نے کہا میں نے جب کبھی تلوار سونتنے کا ارادہ کیا تو کوئی نہ کوئی چیز درمیان میں حائل نظر آئی۔ ایک مرتبہ آہنی دیوار نظر آئی اور ایک مرتبہ ایک اونٹ نظر آیا جو میرے سر کو نگل جانا چاہتا ہے۔

وفد کی اپنے مقصد میں ناکامی

جب باہر آئے تو عامر نے اربد سے کہا افسوس میں تیرا منتظر رہا مگر تو نے جنبش بھی نہ کی اربد نے کہا میں نے جب کبھی تلوار سونتنے کا ارادہ کیا تو کوئی نہ کوئی چیز درمیان میں حائل نظر آئی۔ ایک مرتبہ آہنی دیوار نظر آئی اور ایک مرتبہ ایک اونٹ نظر آیا جو میرے سر کو نگل جانا چاہتا ہے۔

جب یہ وفد آپ کے پاس سے واپس ہوا تو عامر بن طفیل تو راستہ میں بعارضہ طاعون ہلاک ہوا۔ عرب میں چونکہ بستر پر مرنا عار سمجھا جاتا ہے اس لئے عامر نے کہا مجھ کو گھوڑے پر بٹھلا دو۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ ہاتھ میں لیا۔ اور یہ الفاظ کہے اے موت کے فرشتے میرے سامنے آ یہ کہتا کہتا گھوڑے سے گر پڑا۔ اسی مقام پر اس کو دفن کر دیا گیا۔ جب وفد سرزمین بنی عامر میں پہنچا تو لوگوں نے اربد سے حالات دریافت کئے۔ اربد نے کہا آپ کا دین ہیچ ہے۔ خدا کی قسم وہ شخص (اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف تھا اگر اس وقت میرے سامنے ہو تو تیروں سے اس کو قتل کر کے چھوڑوں۔ دو دن نہ گزرے تھے کہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا۔ فوراً ہی آسمان سے اس پر ایک بجلی گری جس سے وہ فی النار والسقر ہوا۔ عامر اور اربد یہ دونوں بدنصیب دولت اسلام سے محروم واپس ہوئے اور وفد کے باقی اکثر افراد دولت اسلام سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے۔

عبدالقیس والوں کا وفد

وفد کی پہلی آمد اور خوش آمدید

یہ بہت بڑا قبیلہ تھا۔ بحرین کا باشندہ تھا اس قبیلہ کا وفد دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلا وفد فتح مکہ سے بھی پہلے آیا۔ غالباً ۵ھ یا اس سے بھی پہلے حاضر ہوا۔ اس مرتبہ وفد میں تیرہ یا چودہ آدمی تھے آپ نے فرمایا۔

مرحبا ہے اس قوم کو جو نہ رسوا ہوئے اور نہ شرمندہ۔ یعنی خوشی سے مسلمان ہوگئے لڑ کر مسلمان نہیں ہوئے جس سے ان کو ذلت یا ندامت ہوتی۔

وفد والوں کو جامع و مختصر عمل کی تلقین

وفد نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور آپ کے مابین قبیلہ مضر کے مشرکین حائل ہیں۔ صرف اشہر حرم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوسکتے ہیں۔ جن مہینوں میں عرب لوٹ مار کو حرام جانتے ہیں اس لئے آپ ہم کو کوئی ایسا جامع اور مختصر عمل بتلا دیجئے کہ اس کے کرنے سے ہم جنت میں داخل ہوسکیں اور اہل شہر کو بھی اسی کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لاؤ اور گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے ادا کرو اور چار برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا: دبا اور نقیر اور حنتم اور مزفت۔

اہل وفد کا ایک حلیم و باوقار آدمی

جب یہ وفد مدینہ پہنچا تو دیدار نبوی کے شوق میں یہ لوگ سواریوں سے کود پڑے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دست مبارک کو بوسہ دیا اسی وفد میں اشج عبدالقیس بھی تھے جن کا نام منذر ہے یہ سب سے کم عمر تھے۔ انہوں نے اول تمام اونٹ بٹھلائے اور سب کا سامان ایک جگہ لگایا۔ پھر اپنے بقچے میں سے دو سفید دھلے ہوئے کپڑے نکالے وہ پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا آپ نے فرمایا تجھ میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ ایک حلم اور دوسرے وقار و تمکنت۔ اشج نے عرض کیا یارسول اللہ یہ دونوں خصلتیں مجھ میں بطور تصنع ہیں یا فطری اور جبلی ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ اللہ نے تجھ کو پیدا ہی ان خصلتوں پر کیا ہے۔ اشج نے کہا۔ الحمد للہ الذی جبلنی علی خلقین یحبہما اللہ و رسولہ۔ حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

وفد کی دوسری مرتبہ آمد

دوسری مرتبہ وفد عبدالقیس سنہ ۸ھ یا ۹ھ میں حاضر خدمت ہوا۔ اس وقت وفد میں چالیس آدمی تھے۔ صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس وقت یہ فرمایا۔

مالی اری الوانکم تغیرت

کیا ہوا کہ تمہاری رنگتوں کو بدلا ہوا دیکھتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ پہلے بھی آئے تھے۔

۵: بنی حنیفہ کا وفد

مسیلمہ کذاب

بنی حنیفہ کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں مشہور چالاک اور فتنہ پرداز مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ یہ وفد ۹ھ میں آیا مگر مسیلمہ غرور و تکبر کی وجہ سے بارگاہ میں حاضر نہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کے پاس تشریف لے گئے اور ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے۔ مسیلمہ نے کہا اگر آپ مجھ کو اپنی خلافت عطا فرمائیں اور اپنے بعد مجھ کو اپنا قائم مقام مقرر کریں تو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حضور پر نور کے دست مبارک میں اس وقت کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر تو یہ چھڑی بھی مانگے تو نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جو مقدر فرما دیا ہے تو اس سے ایک بال برابر تجاوز نہیں کر سکے گا اور غالباً تو وہی ہے جو مجھ کو خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت بن قیس ہیں تجھ کو جواب دیں گے یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

ابن عباس فرماتے ہیں میں نے ابوہریرہ سے دریافت کیا کہ آپ کو کیا خواب دکھلایا گیا۔ ابوہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن لا کر رکھے گئے جس سے گھبرایا خواب ہی میں مجھ سے یہ کہا گیا

کہ ان میں پھونک مارو میں نے پھونک ماردی وہ دونوں اڑ گئے جس کی تعبیر یہ ہے کہ دو کذاب ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ ان دو میں سے ایک کذاب مسیلمہ ہوا اور دوسرا اسود عنسی۔ اسود عنسی آپ ہی کی زندگی میں قتل ہوا اور دوسرا کذاب یعنی مسیلمہ صدیق اکبر کے عہد خلافت میں قتل ہوا۔

مسیلمہ کا خط

پھر ۱۰ھ میں مسیلمہ کذاب نے آپ کے پاس خط بھیجا جس کا یہ مضمون تھا۔

''مسیلمہ خدا کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف پس میں تیرے ساتھ کام میں شریک کر دیا گیا ہوں۔ نصف زمین ہمارے لئے اور نصف قریش کے لئے مگر قریش انصاف نہیں کرتے۔ والسلام''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب. اما بعد فالسلام
علی من اتبع الھدیٰ فان الارض للہ یورثھا من یشآء من
عبادہ والعاقبۃ للمتقین

محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف سلام ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ تحقیق زمین اللہ کی ہے۔ جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے عطا فرمائے اور اچھا انجام خدا سے ڈرنے والوں کا ہے۔

یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے۔

۶: قبیلہ طی کا وفد

قبیلہ طے کا وفد جس میں پندرہ آدمی تھے۔ حاضر خدمت ہوا ان کا سردار زید الخیل تھا۔ آپ نے اسلام پیش کیا۔ سب نے طیب خاطر سے اسلام قبول کیا اور زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور یہ

فرمایا کہ عرب میں سے جس شخص کی بھی میں نے تعریف سنی اس کو اس سے کم ہی پایا سوائے تیرے۔

۷: کندہ والوں کا وفد

کندہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ۱۰ھ میں اسی سواروں کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کا سردار اشعث بن قیس تھا۔ جب یہ لوگ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو جبے پہنے ہوئے تھے جن کا سنجاف ریشم کا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں بلاشبہ ہم مسلمان ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تمہاری گردنوں میں یہ ریشم کیسا۔ انہوں نے اسی وقت ان کپڑوں کو پھاڑ کر پھینک دیا۔

۸: اشعریین کا وفد

قبیلہ اشعریین کا تعارف

اشعریین یمن کا ایک معزز اور بہت بڑا قبیلہ ہے جو اپنے جد امجد اشعر کی طرف منسوب ہے۔ اشعر کو اشعر اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے بدن پر بال بکثرت تھے اور اشعر صیغہ صفت ہے شعر (بمعنی بال) سے مشتق ہے جس کے معنی کثیر الشعر کے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اسی قبیلہ کے ہیں۔

وفد کی حاضری

یہ لوگ نہایت ذوق وشوق کے ساتھ یہ رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔

غداً نلقی الاحبہ محمد او حزبہ

کل دوستوں سے جا ملیں گے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گروہ سے

ادھر آپ نے صحابہ کو خبر دی کہ ایک جماعت آرہی ہے جو نہایت رقیق القلب اور نرم دل ہے۔ چنانچہ اشعریین کا وفد آپ کی خدمت میں پہنچا۔

وفد کے بارے میں ارشادات نبوی

آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اہل یمن آ گئے جن کے دل نہایت رقیق اور نرم ہیں۔

ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ (یعنی ان کی رقت قلب اور نرم دلی کا یہ ثمرہ ہے کہ ان کے قلوب ایمان و عرفان کے معدن اور علم و حکمت کے سرچشمہ ہیں نبی امی فداہ نفسی و ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم نے سچ فرمایا۔ رقت قلب ہی تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور قساوت قلب ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

چونکہ اہل یمن اکثر بکریاں رکھتے ہیں اس لئے آگے ارشاد فرمایا سکون اور اطمینان و وقار اور تواضع بکریوں والوں میں ہے۔ اپنے کو بڑا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا یہ اونٹ والوں میں ہے اور مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔

وفد والوں کے سوالات کے جواب

وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس لئے حاضر خدمت ہوئے ہیں کہ تفقہ فی الدین حاصل کریں اور تکوین عالم کی ابتداء اور آغاز کو دریافت کریں۔ آپ نے فرمایا سب سے پہلے خدا تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ (یعنی تکوین عالم کی ابتداء پانی اور عرش سے ہوئی اول پانی پیدا کیا اور پھر عرش) پھر آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ دیا۔

۹: ازد والوں کا وفد

حاضری اور اسلام

قبیلۂ ازد کے پندرہ آدمیوں کا وفد جس میں صرد بن عبداللہ ازدی بھی تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

امیر کا تقرر اور جہاد کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرد بن عبداللہؓ کو ان پر امیر مقرر کیا اور گرد و نواح کے مشرکین سے جہاد کا حکم دیا۔ صرد نے مسلمانوں کی ایک جمعیت ساتھ لے کر شہر جرش کا محاصرہ کیا اسی حالت میں جب ایک مہینہ گزر گیا اور شہر فتح نہ ہوا تو صرد بن عبداللہ محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوئے اہل جرش ان کی واپسی کو ہزیمت اور شکست خیال کر کے ان کے تعاقب میں نکلے۔ جب جبل شکر

پہنچے تو مسلمانوں نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا جس سے اہل جرش کو شکست ہوئی۔

جرش والوں کا وفد اور اسلام

اہل جرش کے دو شخص تحقیق حال کے لئے مدینہ بھیج چکے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کو جبل شکر کے واقعہ کی اسی روز اطلاع دی جس روز یہ واقعہ پیش آ رہا تھا جب یہ لوگ واپس ہوئے اور اپنی قوم سے تمام واقعہ بیان کیا تو قوم جرش کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف باسلام ہوگئے۔

۱۰: بنی الحارث کا وفد

حضرت خالد کے ہاتھ پر بنی حارث کا مسلمان ہونا

بنی الحارث نجران کا ایک معزز خاندان تھا۔ ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو ان لوگوں کے پاس بھیجا کہ تین روز تک دعوت اسلام دیں اس کے بعد بھی اگر نہ مانیں تو مقابلہ کریں ان لوگوں نے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا۔

وفد کی آمد

خالد بن ولید نے اطراف و جوانب میں بھی مبلغین اسلام بھیج دیئے۔ ہر جگہ لوگوں نے بغیر کسی مزاحمت کے دعوت اسلام کو قبول کیا۔ خالد بن ولید نے یہ خوشخبری لکھ کر آپ کی خدمت میں روانہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو لکھوا کر بھیجا کہ ان کا ایک وفد لے کر یہاں آؤ چنانچہ خالد بن ولید ان کا ایک وفد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں قیس بن حصین اور یزید بن محجل اور شداد بن عبداللہ بھی تھے۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے یہ فرمایا۔

یہ کون لوگ ہیں گویا کہ ہندوستان کے آدمی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو

عرض کیا ہم بنو الحرث ہیں گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی

مسجود نہیں۔ چونکہ یہ لوگ بڑے بہادر تھے مقابل پر ہمیشہ غالب رہتے تھے اس لئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کس بناء پر لوگوں پر غالب رہتے ہو۔ بولے کہ ہم ہمیشہ متفق رہتے ہیں۔ آپس میں اختلاف نہیں کرتے اور نہ آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں اور کسی پر ابتداء ظلم نہیں کرتے۔ سختی اور تنگی کے وقت صبر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔

ہدایت اور واپسی

قیس بن حصین کو ان پر امیر مقرر کیا اور ان کے جانے کے بعد عمرو بن حزم کو تعلیم دی اور صدقات وصول کرنے کے لئے ان کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک تحریر جس میں صدقات و زکوٰۃ کے احکام تھے لکھوا کر ان کو مرحمت فرمائی۔

یہ وفد ماہ شوال یا ذی قعدہ ۱۰ھ میں اپنے وطن کی طرف واپس ہوا۔ واپسی کے بعد چار مہینے نہ گزرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

۱۱: ہمدان والوں کا وفد

ہمدان والوں کا مسلمان ہونا

ہمدان یمن کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول خالد بن ولید کو دعوت اسلام کی غرض سے ان کی طرف بھیجا۔ چھ ماہ ٹھہرے رہے مگر کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ بعد ازاں آپ نے حضرت علی کو والا نامہ دے کر روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ خالد کو واپس بھیج دینا۔ حضرت علی نے جا کر سب کو جمع کیا اور آپ کا والا نامہ سنایا اور دعوت اسلام دی ایک ہی دن میں تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی نے بذریعہ تحریر کے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور جوش مسرت میں کئی بار یہ فرمایا السلام علی ہمدان۔

وفد کی حاضری

یہ ۹ھ کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے اس

کے ایک سال بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آئے تو یمن اسی زمانہ میں ہمدان کا ایک وفد مدینہ منورہ پہنچا۔ یمن کی منقش چادریں اوڑھے ہوئے اور عدن کے عمامے باندھے ہوئے اور مہری اونٹوں پر سوار اس شان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ آپ سے گفتگو کی۔ آپ سے جو درخواست کی آپ نے اس کو منظور کیا اور ایک تحریر لکھوا کر دی اور مالک بن النمط کو جو اس وفد کے ارکان میں سے تھے ان کو وہاں مسلمانوں پر امیر مقرر کیا۔ حسن بن یعقوب ہمدانی نے ذکر کیا ہے کہ اس وفد میں ایک سو بیس آدمی تھے۔ واللہ اعلم۔

۱۲: مزینہ والوں کا وفد

؁۵ھ میں قبیلہ مزینہ کے چار سو آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ چلتے وقت آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس کھانے کو سامان نہیں۔ کچھ زاد راہ ہم کو عطا فرمائیے۔ آپ نے حضرت عمر سے فرمایا ان کو زاد راہ دے دو۔ عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔ ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان کو توشہ دے دو۔ حضرت عمرؓ ان کو اپنے گھر لے گئے سب نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق کھجوریں لے لیں اور ان میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے راوی ہیں کہ سب سے پہلا وفد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مزینہ کا وفد ہے کہ جس میں چار سو آدمی قبیلہ کے آئے۔

۱۳: دوس والوں کا وفد

؁۷ھ میں قبیلہ دوس کے ستر اسی آدمی فتح خیبر کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مفصل واقعہ طفیل بن عمرو دوسی کے اسلام کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۱۴: نجران کے عیسائیوں کا وفد

نجران کا تعارف

نجران۔ یمن میں ایک بہت بڑا شہر ہے مکہ مکرمہ سے سات منزل کے فاصلہ پر ہے ۷۳ قصبے اور گاؤں اس کے تابع اور ملحق ہیں سب سے پہلے نجران بن زید بن یشجب بن یعرب بن قحطان یہاں آکر آباد ہوا اس لئے اس کے نام سے یہ شہر موسوم ہوا۔ وہ اخدود (خندقیں) جس کا ذکر سورۃ بروج میں ہے۔ وہ علاقہ نجران ہی کے کسی قصبہ یا گاؤں میں تھی۔

وفد کے اراکین

سنہ ۹ھ میں نصارائے نجران کا ایک وفد آپ کی خدمت میں آیا جس میں ساٹھ آدمی تھے۔ ان میں سے چودہ آدمی ان کے اشراف اور سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ رئیس الوفد اور امیر قافلہ عبدالمسیح عاقب تھا اور سید ایہم بمنزلہ وزیر و مشیر اور منتظم قافلہ تھا اور ان کا پیر پادری جس کو حبر اور اسقف کہتے تھے وہ ابو حارثہ بن علقمہ تھا۔ ابو حارثہ اصل میں عرب کا تھا قبیلہ بکر بن وائل سے تھا۔ عیسائی بن گیا تھا شاہان روم اس کے علم و فضل اور مذہبی صلابت اور دینی پختگی کی وجہ سے بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور بڑی بڑی جاگیریں دے رکھی تھیں اور گرجا کا امام مقرر کر رکھا تھا۔

مدینہ آمد اور قیام

یہ وفد بڑی آن بان کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی میں اتارا۔ عصر کی نماز ہو چکی تھی کچھ دیر بعد جب ان لوگوں کی نماز کا وقت آیا تو ان لوگوں نے اپنی نماز پڑھنی چاہی۔ صحابہ نے روکا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو چنانچہ مشرق کی طرف منہ کر کے ان لوگوں نے نماز پڑھی۔

مختلف مسائل پر گفتگو

دوران قیام میں مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت و ابنیت کے بارے میں مباحثہ اور مکالمہ شروع ہوا۔ نصارائے نجران نے کہا حضرت

مسیح علیہ السلام ابن اللہ یعنی خدا کے بیٹے ہیں تو ان کا باپ کون ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔

نصارائے نجران: کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں تو خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ بے مثل اور بے چون و چگون ہے۔ لیس کمثلہ شیء ولم یکن لہ کفواً احد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارا پروردگار حی لا یموت ہے یعنی زندہ ہے کبھی اس پر موت نہیں آسکتی ہے۔ وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے۔

نصارائے نجران: بے شک سچ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم رکھنے والا تمام عالم کا محافظ اور نگہبان اور سب کا رازق ہے کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے کسی چیز کے مالک ہیں۔

نصارائے نجران: نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان اور زمین کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے کچھ زائد معلوم ہے جو ان کو خدا تعالیٰ نے بتلا دیا ہے۔

نصارائے نجران: نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا اور تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ اس کو بول و براز پیشاب و پاخانہ کی حاجت لاحق ہوتی ہے۔

نصارائے نجران: بے شک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: تم کو خوب معلوم ہے کہ حضرت مریم اور عورتوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں اور مریم صدیقہ نے ان کو اسی طرح جنا جس طرح عورتیں بچوں کو جنتی ہیں اور پھر بچوں ہی کی طرح ان کو غذا بھی دی گئی۔ وہ کھاتے اور پیتے بھی تھے

اور بول و براز بھی کرتے تھے۔

نصارائے نجران: بے شک ایسا ہی تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: پھر خدا کیسے ہوئے۔

یعنی جن کی تخلیق اور تصویر رحم مادر میں ہوئی ہو اور ولادت کے بعد وہ غذا کا محتاج ہو اور بول و براز کی حاجت اس کو لاحق ہوئی ہو وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔

حق واضح ہونے کے باوجود اسلام سے انکار

نصارائے نجران پر حق واضح ہو گیا مگر دیدہ و دانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ اللہ عزوجل نے اس بارہ میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

الٓمٓ۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ و انزل التورٰۃ والانجیل۔ من قبل ھدی للناس و انزل الفرقان۔ ان الذین کفروا بایت اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام۔ ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیء فی الارض ولا فی السمآء۔ ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشآء لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ ہے اور سارے عالم کی حیات اور وجود کو قائم رکھنے والا اور تھامنے والا ہے اس نے آپ پر ایک کتاب حق کے ساتھ نازل کی جو تمام کتب سابقہ کی تصدیق کرنے والی ہے اور قرآن سے پہلے اس نے توریت اور انجیل لوگوں کی ہدایت کے لئے اتاری اور اس نے معجزات بھی اتارے۔ تحقیق جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے تحقیق اللہ پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہی ہے کہ جو رحم مادر میں تمہاری صورتیں اور شکلیں بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

وفد والوں کا تعصب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصارائے نجران پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے کہا ہم تو

پہلے ہی سے مسلمان ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا اسلام کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جب کہ تم خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتے اور صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ نصاریٰ نجران نے کہا آپ حضرت مسیح کو اللہ کا بندہ بتلاتے ہیں کیا آپ نے حضرت مسیح جیسا کسی کو دیکھا یا سنا بھی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

> ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال
> لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن
> حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع
> ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم و انفسنا و انفسکم
> ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکٰذبین

تحقیق عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی طرح ہے کہ مٹی سے ان کو پیدا کیا پھر کہا کہ ہو جا سو ہو گیا۔ یہ بات اللہ کی طرف سے حق ہے پس شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ پس اس علم اور حقیقت کے بعد بھی آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کوئی جھگڑا کرے تو یہ کہہ دیجئے کہ آؤ بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو اور مباہلہ کریں یعنی اللہ سے عجز و زاری کے ساتھ دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مباہلہ کے لئے تیاری

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے اور اگلے روز امام حسن اور امام حسین اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اور حضرت علی کو اپنے ہمراہ لے کر باہر تشریف لے آئے۔

وفد والوں کا مقابلہ پر نہ آنا

نصاریٰ نجران مبارک اور نورانی چہروں کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور آپ سے مہلت مانگی کہ ہم آپس میں مشورہ کرلیں اس کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوں گے۔ علیحدہ جا کر

آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ سید ایہم نے عاقب عبدالمسیح سے کہا خدا کی قسم تم کو خوب معلوم ہے کہ یہ واقعی نبی مرسل ہے تم نے اگر اس سے مباہلہ کیا تو بالکل ہلاک اور برباد ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کے ٹلنے کی بھی دعا مانگیں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ خدا کی قسم تم نے ان کی نبوت اور پیغمبری کو خوب پہچان لیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل قول فیصل ہے۔ خدا کی قسم کسی قوم نے کبھی کسی نبی سے مباہلہ نہیں کیا مگر ہلاک ہوئے لہذا تم مباہلہ کر کے اپنے کو ہلاک مت کرو۔ تم اپنے ہی دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو صلح کر کے واپس ہو جاؤ۔

سالانہ جزیہ پر صلح

بالآخر انہوں نے مباہلہ سے گریز کیا اور سالانہ جزیہ دینا منظور کیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عذاب اہل نجران کے سروں پر آ گیا تھا۔ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو بندر اور سور بنا دیئے جاتے اور تمام وادی آگ بن کر ان پر برستی اور تمام اہل نجران ہلاک ہو جاتے۔ حتیٰ کہ درختوں پر کوئی پرندہ بھی باقی نہ رہتا۔

عہد نامہ کی تحریر

دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد نامہ تحریر کرایا۔ جس کا حاصل یہ تھا۔

(۱) اہل نجران کو سالانہ دو ہزار حلہ ادا کرنے ہوں گے ایک ہزار ماہ رجب میں اور ایک ہزار ماہ صفر میں اور ہر حلہ کی قیمت ایک اوقیہ یعنی چالیس درہم ہوگی۔

(۲) اہل نجران پر آپ کے قاصدوں کی ایک مہینہ تک مہمانی لازم ہوگی۔

(۳) یمن میں اگر کوئی شورش یا فتنہ پیش آ جائے تو اہل نجران پر تیس زرہیں اور تیس گھوڑے اور تیس اونٹ عاریۃً (مانگے) دینے ہوں گے جو بعد میں واپس کر دیئے جائیں گے اور اگر کوئی شے گم یا ضائع ہوگی تو اس کا ضمان ہم پر ہوگا۔

(۴) اللہ اور اس کا رسول ان کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے ان کے اموال و املاک ان کی زمین و جائیداد ان کے حقوق ان کے مذہب اور ملت اور ان کے قسیس اور

راہب اور ان کے خاندان اور ان کے متبعین میں کوئی تغیر اور تبدل نہ ہوگا جاہلیت کے کسی خون کا ان سے مطالبہ نہ ہوگا ان کی سرزمین میں کوئی لشکر داخل نہ ہوگا۔

(۵) جو شخص ان سے حق کا مطالبہ کرے گا تو ظالم و مظلوم کے درمیان انصاف کیا جائے گا۔

(۶) جو شخص سود کھائے گا تو میرا ذمہ اس سے بری ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص ظلم اور زیادتی کرے گا تو اس کے بدلہ میں دوسرا شخص ماخوذ نہ ہوگا۔

یہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے جب تک وہ اس پر قائم رہیں ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک بن عوف اور اقرع بن حابس اور مغیرہ بن شعبہ نے اس عہد نامہ پر دستخط کئے۔

وفد کی واپسی

نصارائے نجران یہ عہد نامہ لے کر واپس ہوئے اور چلتے وقت آپ سے یہ درخواست کی کہ کسی امانت دار شخص کو آپ ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تا کہ وہ ہم سے مال صلح لے کر واپس آ جائے آپ نے فرمایا میں نہایت امانت دار شخص کو تمہارے ساتھ کروں گا یہ کہہ کر ابوعبیدہ بن الجراح کو ساتھ جانے کا حکم دیا اور یہ اس امت کا امین ہے۔

ابوحارث اور کرز کا مکالمہ اور کرز کا مسلمان ہونا

یہ لوگ آپ کا فرمان لے کر نجران واپس ہوئے جب نجران ایک منزل رہ گیا تو وہاں کے پادری اور معززین نے ان کا استقبال کیا۔ وفد نے آپ کی تحریر پادری کے حوالے کی' پادری اس کے پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

اسی اثناء میں ابوحارثہ کے خچر نے جس پر وہ سوار تھا ٹھوکر کھائی اس کے چچازاد بھائی کرز بن علقمہ کی زبان سے نکلا تعس الابعد وہ کمبخت ہلاک ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) ابوحارثہ نے برہم ہوکر کہا تو ہی کمبخت ہے۔ خدا کی قسم وہ نبی مرسل ہے۔ یہ وہی نبی ہیں جن کی توریت اور انجیل میں بشارت دی گئی ہے۔ کرز نے کہا کہ پھر ایمان کیوں نہیں لے آتے۔ ابوحارثہ نے کہا ان بادشاہوں نے ہم کو جو کچھ مال و دولت دے رکھا ہے وہ سب واپس لے لیں گے۔ کرز نے کہا خدا کی قسم میں تو اپنی ناقہ کو مدینہ ہی جا کر

کھولوں کا سا اور نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اشعار پڑھتا ہوا مدینہ روانہ ہوا۔

یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور وہیں رہ پڑے اور کسی معرکہ میں شہید ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون

وفد کے امیر و مشیر کا مسلمان ہونا

چند روز بعد سید ایہم اور عبد المسیح عاقب بھی مدینہ منورہ حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ آپ نے دونوں کو ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر ٹھہرایا۔

۱۵: فروۃ بن عمرو جذامی کی سفارت

فروۃ بن عمرو جذامی شاہ روم کی طرف سے معان اور ارض شام کا عامل اور والی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دعوت اسلام کا خط بھیجا تو مسلمان ہو گیا اور ایک قاصد کو کچھ ہدایات دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ رومیوں کو جب فروۃ بن عمرو کے اسلام کی خبر ہوئی تو اس کو پھانسی دے دی فروۃ کو جب پھانسی پر لٹکانے لگے تو یہ شعر پڑھا۔

بلغ سراة المسلمین باننی   مسلم لربی اعظمی و مقامی

مسلمانوں کے سرداروں کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں مسلمان ہوں اور میری ہڈیاں اور جائے قیام سب اللہ کی مطیع ہیں۔

۱۶: قبیلہ بنو سعد کے قاصد کی آمد

ضمام بن ثعلبہ کی مدینہ آمد

بنو سعد کی طرف سے وفد بن کر ضمام بن ثعلبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اونٹ کو مسجد کے دروازہ کے قریب باندھ دیا اور خود مسجد میں داخل ہوئے اور دریافت کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں۔ آپ اس وقت مجلس میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ صحابہ نے جواب دیا کہ یہ مرد مبارک جو تکیہ لگائے ہوئے ہے۔

ضمام بن ثعلبہ کی گفتگو اور مسلمان ہونا

اس شخص نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے آپ نے فرمایا میں نے سن لیا ہے۔ اس نے کہا میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور سختی سے سوال کروں گا۔ آپ اپنے دل میں ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اے اللہ تو گواہ ہے پھر اس نے علیحدہ علیحدہ دریافت کیا کہ کیا اللہ نے دن رات میں پانچ نمازوں کا اور سال بھر میں ایک مہینے کے روزوں کا اور مالداروں سے زکوٰۃ اور صدقہ لے کر فقراء پر تقسیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ تو گواہ ہے اس شخص نے کہا آپ جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے ہیں میں اس سب پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا قاصد اور فرستادہ ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے یہ صحیح بخاری کی روایت ہے صحیح مسلم میں ہے کہ اس شخص نے کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں اس میں کوئی کمی اور زیادتی نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے سچ کہا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

ضمام کی واپسی اور پورے قبیلہ کا مسلمان ہو جانا

ضمام بن ثعلبہ جب آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں پہنچے تو سب کو جمع کر کے ایک تقریر کی سب سے پہلا جملہ یہ تھا لات اور عزیٰ بہت برے ہیں۔

لوگوں نے کہا اے ضمام یہ لفظ زبان سے مت نکالو کہیں تم مجنون اور کوڑھی نہ ہو جاؤ۔ ضمام نے کہا افسوس صد افسوس خدا کی قسم لات و عزیٰ تم کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر۔ اللہ نے ایک رسول بھیجا اور اس پر ایک کتاب نازل کی جس نے تم کو ان خرافات سے چھڑایا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں آپ کے پاس سے یہ احکام سیکھ کر آیا ہوں۔ شام نہ ہونے پائی کہ قبیلہ کا کوئی مرد اور عورت ایسا باقی نہ رہا کہ جو مسلمان نہ ہو گیا ہو حضرت عمر اور ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے کسی قوم کے وافد اور قاصد کو ضمام بن ثعلبہ سے افضل اور بہتر نہ پایا۔

۱۷: وفد طارق بن عبداللہ محاربی و بنی محارب

طارق بن عبداللہ کا ایک مشاہدہ

طارق بن عبداللہ کا بیان ہے کہ بازار ذی المجاز میں تھا کہ ایک سامنے سے یہ کہتا ہوا نظر آیا۔

اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے۔

اور ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا ہے اور یہ کہتا جاتا ہے۔

اے لوگو! یہ جھوٹا ہے اس کی تصدیق نہ کرنا۔

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ بنی ہاشم میں کا ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ پتھر مارنے والا ان کا چچا ابولہب ہے۔

بنی محارب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک تجارتی معاملہ

طارق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور آپ مدینہ ہجرت فرما گئے تو ہم مدینہ کی کھجوریں لینے کے لئے ربذہ سے چلے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک باغ میں اترنے کا ارادہ کر رہے تھے ایک شخص دو پرانی چادریں اوڑھے ہوئے سامنے سے آیا اور ہم کو سلام کیا اور دریافت کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ ہم نے کہا کہ ربذہ سے۔ اس شخص نے کہا کہاں کا قصد ہے؟ ہم نے کہا مدینہ کا۔ اس نے کہا کس لئے؟ ہم نے کہا کھجوریں خریدنے کے لئے۔ ہم لوگوں کے پاس ایک سرخ اونٹ تھا۔ اس شخص نے ہم سے دریافت کیا کہ کیا اس اونٹ کو اتنی کھجوروں کے معاوضہ میں فروخت کرتے ہو۔ ہم نے کہا ہاں اتنی کھجوریں اس کے معاوضہ میں لے لیں گے۔ اس شخص نے اسی قیمت میں منظور کر لیا اور قیمت گھٹانے کی بابت کچھ نہیں کہا اور اونٹ لے کر چلا گیا۔ ہم آپس میں کہنے لگے کہ بغیر قیمت لئے اونٹ ایسے شخص کے حوالہ کر دیا کہ جسے ہم پہچانتے بھی نہیں۔ ان میں کی ایک ہودج نشین عورت نے کہا میں نے اس شخص کے چہرہ کو دیکھا ہے خدا کی قسم اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا تھا۔ یہ چہرہ کسی جھوٹے غدار کا نہیں تم گھبراؤ نہیں میں قیمت کی ذمہ دار ہوں۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں آپ نے یہ کھجوریں بھیجی ہیں ان کو کھاؤ اور ماپ لو ہم نے وہ کھجوریں خوب سیر ہو کر کھائیں اور پھر ماپا تو بالکل پوری پائیں۔

مدینہ میں حاضری

اگلے روز مدینہ میں داخل ہوئے آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے (غالباً) جمعہ کا دن تھا یہ کلمات ہم نے سنے۔

صدقہ اور خیرات کرو اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ماں اور باپ بہن اور بھائی اور قریبی رشتہ داروں کا زیادہ خیال رکھو۔

۱۸: تجیب والوں کا وفد

وفد کی آمد

تجیب یمن میں قبیلۂ کندہ کی ایک شاخ ہے۔ قبیلہ تجیب کے تیرہ آدمی صدقات کا مال لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اس مال کو واپس لے جاؤ اور وہیں کے فقراء پر تقسیم کر دو۔ انہوں نے کہا ہم وہی مال لائے ہیں جو وہاں کے فقراء پر تقسیم کرنے کے بعد بچ رہا ہے۔ صدیق اکبر نے کہا۔ یا رسول اللہ تجیب جیسا وفد اب تک کوئی نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا بے شک ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ اس کا سینہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مسائل دریافت کئے۔ آپ نے ان کو جوابات لکھوا دیے اور حضرت بلال کو تاکید کی کہ اچھی طرح ان کی مہمانی کی جائے۔

واپسی

چند روز ٹھہر کر واپسی کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا کیا جلدی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دل یہ چاہتا ہے کہ آپ کے دیدار پر انوار اور آپ کی صحبت سے جو

فیوض اور برکات حاصل ہوئے ہیں اپنی قوم کو جا کر ان کی اطلاع دیں۔ آپ نے ان کو انعام واکرام دے کر رخصت فرمایا۔

ایک نوجوان کے لئے دعا

چلتے وقت پوچھا کہ تم میں سے کوئی باقی تو نہیں رہ گیا۔ انہوں نے کہا ایک نوجوان لڑکا رہ گیا ہے۔ جس کو ہم نے سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ وہ حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے میرے قبیلے کے لوگوں کی حاجتیں پوری فرمائیں ایک میری حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ اس نوجوان نے کہا کہ میں فقط اس لئے گھر سے نکلا ہوں کہ آپ میرے لئے خدا تعالیٰ سے یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے اور مجھ پر رحم کرے اور میرے دل کو غنی بنا دے۔ آپ نے دعا فرمائی۔

اللھم اغفرلہٗ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ

اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل کو غنی بنا اور اس کے بعد اس نوجوان کے لئے بھی انعام واکرام کا حکم دیا۔

دعا کا اثر

سنہ ۱۰ھ میں جب اس قبیلے کے لوگ حج کے لئے آئے اور منیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے اس نوجوان کا حال دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے زہد اور قناعت کا عجب حال ہے۔ ہم نے اس سے بڑھ کر زاہد اور قانع نہیں دیکھا۔ کتنا ہی مال ودولت اس کے سامنے تقسیم ہوتا ہو مگر وہ کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ وفات کے بعد جب اہل یمن اسلام سے پھرنے لگے تو اس نوجوان نے لوگوں میں وعظ کیا جس سے سب اسلام پر قائم رہے اور بحمد اللہ کوئی شخص اسلام سے نہیں پھرا۔ صدیق اکبرؓ نے جانے والوں سے ان کا حال دریافت کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو زیاد بن ولید کو لکھ کر بھیجا کہ اس نوجوان کا خاص طور پر سے خیال رکھیں۔

۱۹: ہذیم والوں کا وفد

وفد کی حاضری

قبیلہ ہذیم کا وفد جب مسجد نبوی میں پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں مشغول تھے۔ یہ لوگ علیحدہ بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے ان کو بلایا اور پوچھا کیا تم مسلمان نہیں۔ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں آپ نے فرمایا پھر اپنے بھائی کی نماز جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ گمان کیا کہ جب تک آپ سے بیعت نہ کر لیں اس وقت تک ہمارے لئے جنازہ وغیرہ میں شرکت جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمان ہو جہاں بھی ہو۔ بعد ازاں ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رخصت ہوئے۔

ایک نوجوان کے لئے دعا

ایک نوجوان جو سب سے کم عمر تھا اس کو سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے ہم کو واپس بلایا وہ نوجوان آگے بڑھا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہم میں سب سے چھوٹا اور ہمارا خادم ہے۔ آپ نے فرمایا۔

قوم میں کا چھوٹا اپنے بزرگوں کا خادم ہوتا ہے اللہ تجھ پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔

واپسی: چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے وہی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ قرآن کا عالم ہوا اور پھر آپ نے اسی کو ان پر امیر اور امام مقرر کیا اور آپ کے حکم سے چلتے وقت حضرت بلال نے ہم کو انعام و اکرام دیا۔ جب وطن واپس ہوئے تو تمام قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔

۲۰: بنی فزارہ کا وفد

غزوۂ تبوک کی واپسی کے بعد بنی فزارہ کے تقریباً چودہ آدمی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے بلاد کا حال دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ قحط کی وجہ سے تباہ ہیں۔ آپ نے باران رحمت کی دعا فرمائی۔

۲۱: بنی اسد کا وفد

سنہ ۹ھ میں دس آدمی قبیلہ بنی اسد کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور آپ کو سلام کیا بعد ازاں ان میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بغیر آپ کے بلائے ہم خود بخود آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

**يمنون عليك ان اسلموا قل لا تمنوا على اسلامكم بل
الله يمن عليكم ان هداكم للايمان ان كنتم صادقين**

آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتلاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ تم کو ایمان کی توفیق دی اگر تم سچے ہو۔

بعد ازاں لوگوں نے کہانت اور رمل کے متعلق آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے منع فرمایا۔

۲۲: بہراء والوں کا وفد

آمد و قیام

یمن سے قبیلہ بہراء کے تیرہ آدمی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مقداد بن اسود کے مکان پر ٹھہرے حضرت مقداد نے ان کے آنے سے پہلے ایک بڑے پیالہ میں حیس بنایا تھا۔

میزبانی اور معجزہ

جب یہ مہمان آئے تو ان کے سامنے رکھ دیا سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد بھی بچ رہا۔ حضرت مقداد نے اپنی باندی سدرہ کے ہاتھ یہ پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا آپ نے خود بھی تناول فرمایا اور تمام اہل بیت کو کھلایا اور برتن واپس فرما دیا۔ جب تک مہمان مقیم رہے برابر اسی پیالہ سے دونوں وقت سیر ہو کر کھاتے رہے۔

ایک دن مہمانوں نے بطور تعجب کہا اے مقداد ہم نے سنا ہے کہ اہل مدینہ کی خوراک تو نہایت معمولی ہے اور تم ہم کو روزانہ اس قدر لذیذ اور عمدہ کھانا کھلاتے ہو جو ہم کو اپنے گھر روزانہ میسر نہیں آ سکتا۔ مقدادؓ نے کہا یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت ہے اور واقعہ کی اطلاع دی ان لوگوں کے ایمان و ایقان میں اور زیادتی ہو گئی۔

واپسی

کچھ روز مدینہ ٹھہر کر مسائل و احکام سیکھے اور پھر اپنے گھر واپس ہوئے۔ چلتے وقت آپ نے ان کو زادِ راہ عطا فرمایا۔

۲۳: عذرہ والوں کا وفد

وفد کی آمد

عذرہ یمن کا ایک قبیلہ ہے ماہ صفر ۹ھ میں قبیلہ عذرہ کے بارہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اھلاً و مرحبا کہا۔

وفد والوں کا سوال

ان لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرو اور اس امر کی شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف۔ بعد ازاں لوگوں نے فرائض اسلام دریافت کئے آپ نے فرائض اسلام سے ان کو خبر دی۔

وفد والوں کا مسلمان ہونا

ان لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے ہم کو دعوت دی اس کو ہم نے قبول کیا ہم دل و جان سے آپ کے اعوان و انصار اور یار و مددگار ہیں' یا رسول اللہ ہم تجارت کے لئے شام جاتے ہیں جہاں ہرقل رہتا ہے' کیا آپ پر اس بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا شام

عنقریب فتح ہو جائے گا اور ہرقل وہاں سے بھاگ جائے گا۔ اور کاہنوں سے سوال کرنے سے اور ان کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا اور کہا تم پر فقط قربانی ہے۔ چند روز رہ کر واپس ہوئے چلتے وقت آپ نے ان کو بلایا اور تحائف عطا فرمائے۔

۲۴: بلی والوں کا وفد

آمد و اسلام

ماہ ربیع الاول ۹ھ میں وفد بلی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی ھداکم للاسلام فکل من مات علی غیر الاسلام فھو فی النار

رئیس وفد کو ہدایات

رئیس الوفد ابو الضبیب نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مہمانی کا شوق ہے کیا اس میں میرے لئے کوئی اجر ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس میں بھی اجر ہے غنی ہو یا فقیر جس پر بھی تو احسان کرے وہ صدقہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مہمانی کی مدت کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا مہمانی تین دن ہے اس کے بعد صدقہ ہے مہمان کے لئے جائز نہیں کہ میزبان کو تنگی میں ڈالے۔

واپسی

تین روز ٹھہر کر یہ لوگ واپس ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت ان کو زادراہ عطا فرمایا۔

۲۵: بنی مرہ کا وفد

وفد کی آمد

تبوک کے بعد ۹ھ میں بنی مرہ کے تیرہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حارث بن عوف سردار وفد تھے۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ ہی کی قوم کے ہیں لوئی بن غالب کی اولاد سے ہیں۔

حضورؐ کی دعا

آپ مسکرائے اور بلاد کا حال دریافت کیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قحط سالی کی وجہ سے حالت تباہ ہے۔ آپ نے اسی وقت بارش کے لئے دعا فرمائی۔ جب یہ لوگ اپنے گھر واپس ہوئے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اسی روز پانی برسا اور تمام بلاد سرسبز اور شاداب ہو گئے۔

واپسی

چلتے وقت ہر ایک کو آپ نے دس دس اوقیہ چاندی اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

۲۶: خولان والوں کا وفد

حاضری

ماہ شعبان ۱۰ھ میں یمن سے قبیلہ خولان کے دس آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ دور دراز سے سفر طے کر کے زیارت کے شوق میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا یہ سفر ضائع نہیں ہوا۔ ہر قدم پر تمہارے لئے نیکی ہے۔ جو شخص میری زیارت کے لئے مدینہ حاضر ہوا قیامت کے دن وہ میری پناہ اور امان میں ہوگا۔

بت پرستی کا خاتمہ

بعد ازاں خولان کے بت (جس کا نام عم انس تھا) کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کیا ہوا۔ وفد نے عرض کیا الحمد للہ آپ کی ہدایت و تعلیم اس بت پرستی کا نعم البدل ہو گئی۔ سوائے چند بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتوں کے کوئی پوجنے والا نہیں رہا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اب واپسی کے بعد اس کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔

ہدایات، تحائف اور واپسی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین کے فرائض سکھائے اور یہ نصیحت فرمائی کہ عہد کو

پورا کرنا، امانت کو ادا کرنا، پڑوسیوں کا خیال رکھنا، کسی پر ظلم نہ کرنا اور رخصت کے وقت بارہ اوقیہ چاندی ان کو عطا فرمائی۔ واپسی کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس بت کو منہدم کیا۔

۲۷: قبیلہ محارب والوں کا وفد

حاضری اور مشرف بہ اسلام ہونا

اس قبیلہ کے لوگ نہایت تندخو اور درشت مزاج تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ایام حج میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے تو یہ لوگ نہایت سختی سے آپ کے ساتھ پیش آتے۔ اس قبیلہ کے دس آدمی اپنی قوم کے وکیل بن کر ۱۰ھ میں حاضر خدمت ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔

وفد کے ایک رکن کی درخواست

ان میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ کے مقابلہ میں میرے ساتھیوں میں مجھ سے زیادہ کوئی سخت اور اسلام سے دور نہ تھا۔ میرے ساتھی مر گئے اور صرف میں زندہ ہوں اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو باقی رکھا تھا۔ یہاں تک کہ میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ نے فرمایا دل اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا سے میرے لئے دعا اور استغفار فرمایئے کہ میں نے جو کچھ آپ کی شان میں گستاخی کی اللہ اس کو معاف فرمائے۔ آپ نے فرمایا اسلام کفر کو اور جو کچھ کفر کی حالت میں ہوا ہے سب کو مٹا دیتا ہے۔

واپسی

بعد ازاں یہ لوگ اپنے گھر واپس ہوئے۔

۲۸: صداء والوں کا وفد

صداء کی طرف لشکر کی روانگی

۸ھ میں جعرانہ سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر بن ابی امیہ کو

صنعاء کی طرف اور زیاد بن لبید کو حضر موت کی جانب اور قیس بن سعد بن عبادہ خزرجی کو چار سو سواروں کے ہمراہ قناۃ کی جانب روانہ فرمایا اور قیس بن سعد کو یہ بھی حکم دیا کہ یمن کے علاقہ صداء پر بھی ضرور گزریں۔

زیاد بن حارث کی درخواست

زیاد بن حارث صدائی کو جب اس کا علم ہوا تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ لشکر کو واپس بلالیں میں اپنی قوم کے اسلام کا کفیل اور ذمہ دار ہوں۔

زیاد کے وفد کا اسلام لانا

آپ نے قیس بن سعد کو واپس بلالیا۔ زیاد بن حارث صدائی پندرہ آدمیوں کا وفد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سب نے اسلام قبول کیا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ نے زیاد سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ اے زیاد تیری قوم تیری بہت مطیع اور فرمانبردار ہے۔ زیاد نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اللہ اور اس کے رسول کا احسان ہے۔

تمام قبیلہ مسلمان ہوا

اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت دی۔ بیعت کر کے یہ لوگ واپس ہوئے۔ تمام قبیلہ میں اسلام پھیل گیا۔ سو آدمی حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔

۴۹: غسان والوں کا وفد

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۰ھ میں غسان کے تین آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کو معلوم نہیں کہ ہماری قوم ہمارا اتباع کرے گی یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت ان کو زادراہ اور جائزہ عطا فرمایا۔ چونکہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا تھا اس لئے ان لوگوں نے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ دو آدمی تو اسی حالت میں وفات پا گئے اور تیسرے شخص جنگ یرموک میں ابو عبیدہ سے جا ملے اور ان کو اپنے اسلام کی اطلاع دی۔ ابو عبیدہ ان کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے۔

۳۰: سلامان والوں کا وفد

ماہ شوال ۱۰ھ میں قبیلہ سلامان کے سات آدمیوں کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ بعد ازاں زاد راہ اور جائزہ دے کر آپ نے ان کو رخصت فرمایا گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جس روز اور جس وقت آپ نے دعا فرمائی تھی اسی وقت یہاں پانی برسا۔

۳۱: بنی عبس کا وفد

بنی عبس کے تین آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ اسلام بغیر ہجرت کے مقبول اور معتبر نہیں۔ ہمارے پاس کچھ مال اور مویشی ہیں جن پر ہمارا گزارا ہے۔ اگر اسلام بغیر ہجرت کے مقبول نہیں تو پھر ایسے مال میں کیا خیر و برکت ہو سکتی ہے ہم سب کو فروخت کر دیں اور ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی رہو اللہ تمہارے اعمال کے اجر میں کمی نہ کرے گا۔"

۳۲: غامد والوں کا وفد

وفد کی حاضری

غامد یمن کا ایک قبیلہ ہے ۱۰ھ میں دس آدمیوں کا ایک وفد آیا اور بقیع میں اترا۔ اور سامان پر ایک لڑکے کو چھوڑ کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔

ایک تھیلے کی چوری کی خبر

آپ نے دریافت فرمایا کہ سامان پر کس کو چھوڑا۔ وفد نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک کم عمر لڑکے کو چھوڑ آئے ہیں۔ فرمایا کہ ایک تھیلہ چوری ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ تھیلہ تو میرا تھا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں وہ مل گیا ہے۔ یہ لوگ اپنے سامان

کے پاس پہنچے معلوم ہوا کہ لڑکا سو گیا تھا۔ جب بیدار ہوا اور دیکھا کہ تھیلہ نہیں تو اس کی تلاش میں نکلا دور سے ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جب یہ اس طرف بڑھا تو وہ شخص اس کو دیکھ کر بھاگا۔ اس مقام پر پہنچ کر دیکھا کہ زمین کھدی ہوئی ہے۔ اس میں سے وہ تھیلہ برآمد ہوا۔

اسلام لانا

ہم نے کہا بے شک آپ اللہ کے رسول برحق ہیں ابی بن کعب کو حکم دیا کہ ان کو قرآن سکھلائیں اور چلتے وقت شرائع اسلام لکھوا کر ان کو عطا فرمائے اور حسب معمول جائزہ دیا۔

۳۳: ازد والوں کا وفد

وفد کی حاضری

قبیلہ ازد کے سات آدمیوں کا وفد خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ کو ان کی وضع اور ہیئت اور ان کا سکون و وقار پسند آیا۔

وفد والوں سے حضور اکرم کی گفتگو

دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ وفد نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے۔ وفد نے کہا وہ پندرہ خصلتیں ہیں جن میں سے پانچ وہ ہیں جن پر آپ کے قاصدوں نے ایمان لانے اور اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے اور پانچ وہ ہیں جن پر آپ کے قاصدوں نے ہم کو عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور پانچ وہ ہیں جن پر ہم زمانہ جاہلیت سے کاربند ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ باتیں کونسی ہیں جن پر میرے مبلغین نے تم کو ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ وفد نے عرض کیا وہ یہ ہیں۔ (۱) ایمان لائیں اللہ پر (۲) اور اس کے تمام فرشتوں پر (۳) اور اس کی اتاری ہوئی تمام کتابوں پر (۴) اور اس کے تمام پیغمبروں پر (۵) اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یعنی قیامت اور یوم آخرت پر۔ آپ نے فرمایا وہ پانچ باتیں کونسی ہیں جن پر میرے قاصدوں نے تم کو عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ وفد نے عرض کیا وہ یہ ہیں۔ (۱) لا الٰہ الا اللہ

کہتے رہیں۔ (۲) نماز کو قائم رکھیں۔ (۳) زکوٰۃ ادا کریں۔ (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھیں۔ (۵) اور اگر استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کریں۔

آپ نے فرمایا وہ پانچ خصلتیں کونسی ہیں جن پر تم زمانہ جاہلیت میں کاربند تھے۔ وفد نے عرض کیا کہ وہ یہ ہیں۔

راحت اور فراخی کے وقت شکر اور مصیبت کے وقت صبر اور تلخ قضا پر بھی راضی رہنا اور مقابلہ کے وقت ثابت قدمی اور دشمنوں کی مصیبت پر خوش نہ ہونا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے حکیم اور عالم ہیں۔ تفقہ اور سمجھ کی وجہ سے مقام نبوت سے بہت قریب ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

پھر ارشاد فرمایا میں تم کو پانچ خصلتیں اور بتاتا ہوں تا کہ بیس خصلتیں پوری ہو جائیں۔ (۱) جس چیز کو کھاتے نہ ہو اس کو جمع نہ کرو (۲) جس میں رہتا نہ ہو اس کو بناؤ نہیں۔ (۳) اور جس چیز کو کل چھوڑ کر جانے والے ہو اس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو (۴) اور اس خدا سے ڈرو کہ جس کی طرف تم کو لوٹنا اور اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ (۵) اور اس چیز میں رغبت کرو جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے یعنی آخرت۔

واپسی

یہ لوگ آپ کی وصیت کو لے کر واپس ہوئے اور اس کو خوب یاد رکھا اور اس پر عمل کیا۔

۳۴: بنی المنتفق کا وفد

یہ وفد بارگاہ نبوی میں صبح کی نماز کے بعد حاضر ہوا اتفاق سے اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے ایک طویل و عریض خطبہ دیا جس میں حشر و نشر و جنت و جہنم کے احوال بیان فرمائے۔ خطبہ سے فارغ ہو کر ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور واپس ہوئے۔ مفصل خطبہ تقریباً دو ورق میں ہے جس کو حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے۔

۳۵: نخع والوں کا وفد

وفد کی حاضری

نخع یمن کا ایک قبیلہ ہے ماہ محرم الحرام ۱۱ھ کے درمیانی عشرہ میں اس قبیلے کے دو سو آدمی بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔

وفد کے ایک آدمی کے خواب

ان میں ایک شخص زرارہ بن عمرو بھی تھے۔ انہوں نے اس سفر میں متعدد خواب دیکھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کئے اور آپ نے ان کی تعبیر دی مجملہ ان کے ایک یہ خواب دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نمودار ہوئی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ آگ یہ پکار رہی ہے۔ میں آگ ہوں میں آگ ہوں کوئی بینا اور کوئی مجھ کو کھانے کو دو میں تم کو کھاؤں گی تم کو کھاؤں گی تمہارے اہل کو اور مال کو۔

ایک خواب کی تعبیر

آپ نے فرمایا ایک فتنہ ہوگا جس میں لوگ اپنے امام اور خلیفہ کو قتل کریں گے بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا۔ مومن کا قتل پانی پینے سے زیادہ لذیذ ہوگا۔ اگر تیرا بیٹا پہلے مر گیا تو تو اس فتنہ کو پائے گا اور اگر تو پہلے مر گیا تو تیرا بیٹا اس فتنہ کو پائے گا۔

دعا کی درخواست

زرارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ میں اس فتنہ کو نہ پاؤں۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی زرارہؓ کا تو انتقال ہوا اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا فتنہ پیش آیا۔ زرارہ کا بیٹا باغیوں کے ساتھ تھا واللہ اعلم۔

یمن میں تعلیم اسلام

سنہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبل کو یمن

کے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے روانہ فرمایا۔ مگر دونوں کو ایک جگہ نہیں بھیجا۔ ابو موسیٰ کو یمن کی مشرقی سمت میں اور معاذ کو مغربی سمت یعنی عدن اور جند کی اطراف و اکناف میں تعلیم و تبلیغ کا حکم دیا۔

نجران کی طرف حضرت خالدؓ کا سریہ

سریہ کی روانگی

۱۰ھ کے ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاولیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو ایک سریہ کا سردار مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف و جوانب کی طرف روانہ فرمایا۔

ہدایات

اور خالد کو یہ حکم دیا کہ قتال سے پہلے تین بار دعوت اسلام دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو تم بھی ان کے اسلام کو قبول کرنا اور اگر وہ دعوت اسلام کے قبول کرنے سے انکار کر دیں تب ان سے قتال کرنا۔

سب نجران والوں کا اسلام لانا

لیکن خالد بن ولید جب نجران پہنچے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو سب نے بے چون و چرا سمعاً و طاعةً اسلام قبول کیا۔ خالد بن ولید ٹھہر گئے اور ان کو اسلام کی تعلیم دینے لگے۔ اور ایک خط کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

بنی حارث کے وفد کی آمد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں یہ تحریر کیا کہ نجران کے قبیلہ بنی حارث بن کعب کا وفد ہمراہ لے کر مدینہ آ جائیں۔ آپ کی تحریر کے مطابق خالد بنی حارث کا وفد لے کر مدینہ حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو نہایت عزت و تعظیم کے ساتھ ٹھہرایا۔

وفد کی واپسی اور عامل کا تقرر

شروع ماہ ذی قعدہ ۱۰ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہونے لگے تو

آپ نے ان پر قیس بن حصین کو سردار مقرر کیا اور وفد کی روانگی اور واپسی کے بعد عمرو بن حزم کو بغرض تعلیم فرائض و سنن و احکام اسلام و وصولی صدقات ان کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔

"یہ اللہ اور اس کے رسول کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد رسول اللہ کا عمرو بن حزم کے لئے جب ان کو یمن کی طرف عامل مقرر کر کے بھیجا۔ ان کو حکم دیا کہ تمام امور میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے اور ان کو حکم دیا کہ حق کو مضبوط پکڑیں جیسا کہ اللہ کا حکم ہے اور لوگوں کو خیر کا حکم دیں اور خیر کی بشارت سنائیں"۔

اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اس کے معانی سمجھنے کا طریقہ بتلائیں اور لوگوں کو منع کر دیں کہ کوئی شخص قرآن کو بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگائے اور لوگوں کو ان کے منافع اور نقصانات سے باخبر کریں۔ حق اور راہ راست پر چلنے میں لوگوں پر نرمی کرنا اور ظلم کرنے کی حالت میں ان پر سختی کرنا تحقیق اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور اس سے منع کیا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ لعنت ہو اللہ کی ظالموں پر اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اعمال جنت سے خبر دینا اور جہنم سے ڈرانا اور اعمال جہنم سے آگاہ کرنا اور لوگوں کو اپنے سے مانوس بنانا تاکہ لوگ تم سے دین سمجھ سکیں۔ اور لوگوں کو فرائض اور سنن اور احکام حج اور احکام عمرہ کی تعلیم دینا اور نماز کے متعلق لوگوں کو یہ بتا دینا کہ کوئی شخص چھوٹے کپڑے میں اس کو پشت پر ڈال کر نماز نہ پڑھے۔ مگر یہ کہ وہ اس قدر کشادہ ہو کہ اس کے دونوں کنارے اس کے دونوں مونڈھوں کو ڈھانک لیں اور لوگوں کو اس طرح کپڑا لپیٹنے سے منع کر دیں کہ آسمان کے نیچے اس کی شرمگاہ کھلی رہے اور اس سے منع کر دیں کہ کوئی شخص گردن کی جانب میں بالوں کا جوڑا نہ باندھے اور اس سے منع کر دیں کہ جب آپس میں لڑائی ہو تو قبیلہ اور خاندان قوم اور وطن کے نام پر نصرت اور حمیت کے لئے کوئی نعرہ نہ لگائیں بلکہ ایک خدا کی طرف اور اس کے حکم کی طرف آنے کی لوگوں کو دعوت دیں اور جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے بلکہ قبیلہ اور خاندان یعنی قوم اور وطن کی طرف بلائے تو ان کی گردنوں کو تلوار سے سہلایا جائے۔

یہاں تک کہ ان کا نعرہ اور آواز اللہ وحدہ لا شریک کے دین کی طرف ہو جائے یعنی قبیلہ اور خاندان اور قوم اور وطن کے نعرہ سے باز آ جائیں اور لوگوں کو وضو کو پورا کرنے کا اور نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنے کا حکم دیں اور نماز میں رکوع و سجود پوری طرح کریں اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں اور صبح کی نماز غلس (تاریکی) میں پڑھیں اور ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھیں یعنی زوال سے پہلے نہ پڑھیں اور عصر کی نماز اس وقت پڑھیں کہ جب آفتاب زمین پر اپنی دھوپ ڈال رہا ہو اور غروب کی طرف جا رہا ہو۔ مغرب کی نماز رات کے آتے ہی پڑھیں اور اس قدر تاخیر نہ کریں کہ ستارے نکل آئیں اور عشاء کی نماز رات کے پہلے تہائی حصہ میں پڑھیں اور جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو دوڑ کر مسجد پہنچیں اور جمعہ میں جانے سے پہلے غسل کریں اور یہ حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے اللہ کا حق خمس نکال لیں اور مسلمانوں کی زمین کی پیداوار میں سے صدقہ وصول کریں جس زمین کو چشمہ کے پانی یا بارش کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو اس میں عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہے اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی سے سیراب کیا گیا ہو۔ اس میں نصف العشر ہے۔ یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں واجب ہیں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں واجب ہیں اور تیس گائیوں میں ایک گائے اور چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ اللہ کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر فرض کیا ہے اور جو فریضہ سے زیادہ دے تو وہ اس کے لئے اور بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی سچے دل سے دین اسلام کو قبول کر لے تو وہ اہل ایمان میں سے ہے اور اس کے حقوق اور احکام وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں اور جو اپنی یہودیت یا نصرانیت پر قائم رہے اور اسلامی حکومت کا رعایا بن کر رہنا منظور ہو۔ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ہو ہر بالغ پر جزیہ کا دینا یا اس کے عوض کپڑے دینا اس پر لازم ہوگا۔ پس جو شخص جزیہ ادا کر دے وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں رہے گا۔ یعنی اس کی جان اور مال اور آبرو سب محفوظ رہے گی۔ اور جو شخص جزیہ دینے سے انکار کرے وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے اللہ کی صلاۃ و سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

یمن کی طرف حضرت علیؓ کا سریہ

روانگی اور ہدایات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ماہ رمضان ۱۰ھ میں حضرت علی کو تین سو آدمیوں پر سردار مقرر کر کے یمن کی جانب روانہ فرمایا اور خود اپنے دست مبارک سے حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھا جس کے تین پیچ تھے۔ عمامہ کا ایک کنارہ بقدر ایک ہاتھ کے سامنے لٹکایا اور بقدر ایک بالشت پیچھے چھوڑا اور یہ فرمایا کہ سیدھے چلے جاؤ کسی اور جانب توجہ مت کرنا اور وہاں پہنچ کر ابتداء بالقتال نہ کرنا اول ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو پھر ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ خدا کی قسم تیرے ہاتھ سے ایک شخص ہدایت پا جائے تو یہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

مختلف قبائل پر حملے اور دعوت اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور مقام قناۃ میں جا کر پڑاؤ ڈالا اور اسی جگہ سے صحابہ کی مختلف ٹولیاں مختلف جوانب میں روانہ کیں۔ لشکر اسلام کے سوار سب سے پہلے علاقہ مذحج میں داخل ہوئے اور بہت سے بچے اور عورتیں اور اونٹ اور بکریاں پکڑ کر لائے ان تمام غنائم کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا بعد ازاں ایک دوسری جماعت سے مقابلہ ہوا حضرت علی نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں پر تیر اور پتھر برسائے۔ تب حضرت علی نے ان پر حملہ کیا جس میں ان کے بیس آدمی مارے گئے اور یہ لوگ منتشر ہو گئے۔ حضرت علی نے کچھ توقف کے بعد پھر ان کا تعاقب کیا اور دوبارہ ان کو اسلام کی دعوت دی ان لوگوں نے اسلام کی دعوت کو اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی قبول کیا اور وعدہ کیا کہ ہم صدقات جو اللہ کا حق ہے ادا کریں گے۔

حضرت علیؓ کی مکہ مکرمہ آمد

بعد ازاں حضرت علی نے مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال کر باقی چار خمس غانمین پر تقسیم فرما دیے اور اپنے بجائے کسی کو لشکر کا امیر مقرر کر کے عجلت کے ساتھ اپنے رفقاء سے پہلے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ کیونکہ حضرت علی کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہو گئے ہیں اس لئے حضرت علی یمن سے سیدھے مکہ مکرمہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔

حجۃ الوداع

حالات کی سازگاری

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آئی مکہ فتح ہو گیا۔ لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو چکے کفر اور شرک کی بیخ کنی ہو چکی خود اہل قبائل دور دور سے آ آ کر کفر و شرک سے تائب اور توحید و رسالت کا صدق دل سے اقرار کر چکے۔ فرائض نبوت ادا ہو چکے احکام اسلام کی تعلیم قولاً اور عملاً مکمل ہو گئی۔ ۹ھ میں ابوبکر صدیق کو بھیج کر خانہ کعبہ کو مراسم جاہلیت سے بالکلیہ پاک کرا دیا گیا۔

اب وقت آ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کے فریضہ کو خود عملی طور پر انجام دیں تا کہ امت کو ہمیشہ کے لئے معلوم ہو جائے کہ حج کس شان سے ہونا چاہئے اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کا کیا طریقہ تھا۔ مناسک حج میں اول سے آخر تک توحید و تفرید تھا اور کلمات شرکیہ اور رسوم جاہلیت سے بالکلیہ پاک اور منزہ تھا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ لا شریک لک کا لفظ خاص طور پر کہتے تا کہ شرک کا ایہام بھی باقی نہ رہے۔ اس طرح تلبیہ کہتے۔ **لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ۔ ان الحمد والنعمۃ لک لا شریک لک**

ہجرت سے پہلے کے حج

ہجرت سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد حج فرمائے ہیں جامع ترمذی میں جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل دو حج کئے ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے آپ ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس امر کا صحیح علم نہیں ہو سکا کہ آپ نے کتنے حج کئے۔ بہر حال یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا۔

۹ھ میں حجاج کا وفد بھیجنا

۹ھ میں حج کی فرضیت نازل ہوئی اس سال آپ نے صدیق اکبرؓ کو امیر الحاج بنا کر مکہ روانہ فرمایا اس سال مسلمانوں نے صدیق اکبرؓ کی زیر امارت حج ادا کیا۔

حجۃ الوداع کیلئے تیاری اور روانگی

ماہ ذی القعدہ الحرام ۱۰ھ میں آپ نے خود بنفس نفیس حج کا ارادہ فرمایا اور اطراف و اکناف میں اعلان کرا دیا گیا کہ امسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جانے والے ہیں۔ چنانچہ ۲۵ ذی القعدہ الحرام یوم شنبہ ظہر اور عصر کے درمیان میں آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ مہاجرین و انصار اور اصحاب جاں نثار بے شمار گروہ آپ کے ہمراہ تھا۔ شمع نبوت کے ارد گرد نوے ہزار یا ایک لاکھ چودہ ہزار یا اس سے بھی زائد پروانوں کا مجمع تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

۴ ذی الحجہ الحرام یکشنبہ کے دن آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

ازواج مطہرات نو بیبیاں اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء آپ کے ہمراہ تھیں اور دیگر خواص اور خدام خاص بھی ہمرکاب تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن کو آپ نے ماہ رمضان المبارک میں صدقات وصول کرنے کے لئے یمن بھیجا تھا وہ مکہ میں آپ سے آملے۔

میدان عرفات میں خطاب عام

بعد ازاں آپ نے مناسک اور ارکان حج ادا فرمائے اور میدان عرفات میں ایک طویل خطبہ پڑھا اول خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا۔

اے لوگو جو میں کہتا ہوں وہ سنو شاید سال آئندہ تم سے ملاقات نہ ہو گا۔ اے لوگو تمہاری جانیں اور آبرو اور اموال آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسا کہ یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہے۔ جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے پامال ہیں اور جاہلیت کے تمام خون معاف اور ساقط ہیں۔ سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون جو بنی ہذیل پر ہے

معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے تمام سود ساقط اور لغو ہیں تمہارے لئے صرف راس المال ہے۔

سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا ربوا ساقط اور باطل کرتا ہوں۔ بعد ازاں یہ کہا اگر تم دو چیزوں کو ایک ساتھ پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا۔ بتلاؤ کیا جواب دو گے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک اللہ کا پیام پہنچا دیا اور خدا کی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے یہ فرمایا۔ اے اللہ تو گواہ رہ۔

آپ خطبہ سے فارغ ہوئے اور حضرت بلال نے ظہر کی اذان دی۔ ظہر اور عصر دونوں نمازیں ایک ہی وقت میں ادا کی گئیں۔

تکمیل دین کی بشارت

بعد ازیں آپ خداوند ذوالجلال کی حمد و ثناء ذکر اور شکر متعلقہ اوراد و دعا میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا۔

منیٰ میں قربانی

۱۰ ذی الحجہ الحرام کو منیٰ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ اونٹ بعدد عمر شریف کے خود اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے اور (۳۷) اونٹ حضرت علی نے آپ کی طرف سے قربانی کئے۔

مناسک حج سے فراغت اور پیشگوئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں تقریباً اسی مضمون کا خطبہ دیا جو عرفات میں دیا

تھا۔ اخیر میں طواف الوداع کر کے اخیر ذی الحجہ میں مدینہ واپسی کا ارادہ ہوئے اور منیٰ میں سر مبارک منڈانے کے بعد موئے مبارک کو صحابہ میں تقسیم فرمایا تاکہ حضرات صحابہ کرام بطور تبرک ان کو اپنے پاس رکھیں چونکہ آپ کو اس حج کے بعد حج کی نوبت نہیں آئی اور منیٰ اور عرفات کے خطبوں میں اس طرف ارشاد فرمادیا کہ شاید سال آئندہ تم سے ملاقات نہ ہوگا۔ اس وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں کہ آپ اپنی امت سے رخصت ہوئے۔ اور اس حج کو حجۃ الاسلام بھی کہتے ہیں اس لئے کہ حج فرض ہونے کے بعد اسلام میں یہ پہلا حج تھا۔

غدیر خم پر خطاب

جب آپ حج سے واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت بریدہؓ اسلمی نے حضرت علی کی کچھ شکایت کی۔ آپ نے غدیر خم پر (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے) ایک خطبہ دیا جس میں یہ ارشاد فرمایا کہ میں ایک بشر ہوں ممکن ہے کہ عنقریب میرے پروردگار کی طرف سے کوئی قاصد مجھے بلانے کے لئے آجائے اور میں اس دعوت کو قبول کروں اشارہ اس طرف تھا کہ وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے بعد ازاں اہل بیت کی محبت کی تاکید فرمائی اور حضرت علی کی نسبت فرمایا۔ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

خطبہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو مبارک باد دی۔ اور حضرت بریدہ کا قلب بھی آپ سے صاف ہو گیا اور جو کدورت تھی وہ زائل ہوئی۔ اس خطبہ اور ارشاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ بتلانا تھا کہ حضرت علی اللہ کے محبوب اور مقرب بندہ ہیں ان سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھنا مقتضائے ایمان ہے اور ان سے بغض اور عداوت یا نفرت اور کدورت سراسر مقتضائے ایمان کے خلاف ہے۔

فائدہ: حدیث غدیر خم کا مقصد

حدیث کا مقصد فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا وجوب اور اس کی فرضیت بیان کرنا تھا اس کا امامت اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔

محبت اور خلافت میں تلازم نہیں کہ جس سے محبت ہو وہ خلیفہ بلا فصل بھی ہو۔ محبت تو والدین اور اولاد اور بیبیوں اور سب دوستوں سب ہی سے ہوتی ہے کیا سب خلیفہ ہو جائیں گے۔ حضرت عباس اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین سب ہی آپ کے محبوب نظر اور نور بصر ہونے کے علاوہ حضور پر نور کے لخت جگر بھی تھے اگر محبت دلیل خلافت ہے تو امام حسن پہلے خلیفہ ہونے چاہئیں بلکہ اگر قرب قرابت پر نظر کی جائے اور یہ کہا جائے کہ خلافت کا دارومدار قرب پر ہے تو اس لحاظ سے مقدم حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں اور پھر امام حسن اور پھر امام حسین اور پھر درجۂ چہارم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

غرض یہ کہ غدیر خم کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور اہل بیت اور حضرت علی کی محبت کا حکم دیا ہے اور ان کی دشمنی سے منع فرمایا۔ سو الحمد للہ تمام اہل سنت والجماعت بہزار دل و جان اہل بیت کی محبت اور تعظیم کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔

حجۃ الوداع سے واپسی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر اخیر ذی الحجہ میں مدینہ منورہ پہنچے چند ہی روز گزرے تھے کہ حج ختم ہو کر ابتداء شروع ہو گیا۔

جبرئیل امین کی آمد

حجۃ الوداع سے واپسی کے کچھ روز بعد جبریل امین ایک غیر معروف شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے بارگاہ نبوت میں تشریف لائے اور آپ کے قریب نہایت ادب کے ساتھ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت کے متعلق سوالات کئے اور آپ نے جوابات دیئے۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا دیکھو کہ یہ کون شخص تھا۔ صحابہ دیکھنے کے لئے نکلے مگر کوئی نشان نہ پایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے جو تم کو دین کی تعلیم دینے کے لئے آئے تھے اور میں ان کو ہمیشہ پہچان لیتا تھا لیکن آج نہیں پہچانا۔

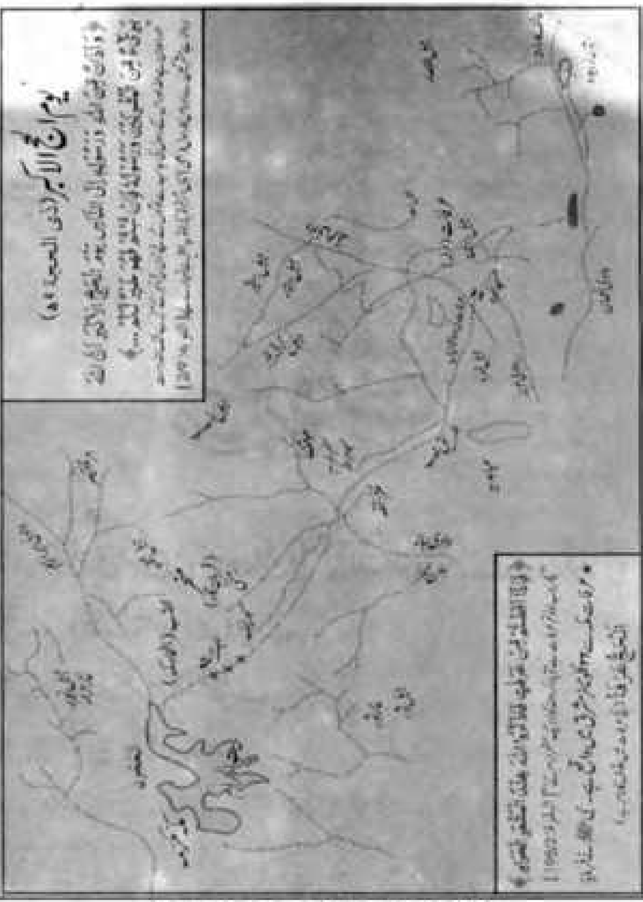

اللهم صل على محمد عبدك

ورسولك وصل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات

[illegible]

[illegible]

باب

غزوات و واقعات ۱۱ھ

☆... آخری فوج جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائی

☆... وفات حسرت آیات

☆... خلیفہ مکرم کا انتخاب

☆... تجہیز و تکفین وغیرہ

آخری فوج جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمائی

سریہ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

مقام ابنیٰ پر لشکر کشی کا حکم

۲۶ صفر المظفر بروز سوموار سنہ ۱۱ھ کو آپ نے رومیوں کے مقابلہ کے لیے مقام ابنیٰ کی طرف لشکر کشی کا حکم دیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں غزوۂ موتہ واقع ہوا اور جس میں حضرت اسامہ کے والد حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہم شہید ہوئے۔

امیر لشکر

یہ آخری سریہ تھا اور آپ کی بھیجی ہوئی فوجوں کی آخری فوج تھی اسامہ بن زید بن حارثہ کو آپ نے اس لشکر کا امیر اور سردار مقرر کیا اور اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو روانگی کا حکم دیا۔

سریہ کی روانگی

چہار شنبہ سے آپ کی علالت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پنجشنبہ کے روز باوجود علالت کے آپ نے خود اپنے دست مبارک سے نشان بنا کر اسامہ کو دیا اور یہ فرمایا۔

"اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور اللہ سے کفر کرنے والوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کرو"۔

لشکر کا مدینہ سے باہر قیام

حضرت اسامہ نشان لے کر باہر تشریف لائے اور بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور فوج کو مقام جرف میں جمع کیا اور تمام جلیل القدر مہاجرین و انصار بسرعت وہاں آ کر جمع ہو گئے۔

حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لئے واپس آنا

حضرت عباس اور حضرت علی تو آپ کی تیمارداری کی غرض سے مدینہ واپس آ گئے اور ابوبکر و عمر اسامہ سے اجازت لے کر آپ کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ جمعرات کے روز جب مرض میں شدت ہوئی اور آپ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور اپنی جگہ ان کو امام مقرر کیا۔ فوج مقام جرف میں جمع تھی جو مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔

وصال کی خبر اور لشکر کی واپسی

سوموار کی صبح کو جب آپ کو سکون ہوا اور صحابہ یہ سمجھے کہ حضور پر نور اچھے ہو گئے تو حضرت اسامہ نے روانگی کا قصد کیا۔ ابھی تیاری میں تھے کہ حضرت اسامہ کی والدہ ام ایمن نے آدمی بھیجا کہ آپ حالت نزع میں ہیں۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ یہ خبر قیامت اثر کانوں میں پہنچی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تمام مدینہ میں تہلکہ پڑ گیا اور سب افتاں و خیزاں مدینہ واپس آ گئے۔ بریدہؓ نے نشان لا کر حجرہ مبارک کے دروازہ پر نصب کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کا لشکر کو روانہ کرنا اور لشکر کا فتح یاب ہو کر لوٹنا

آپ کی وفات کے بعد جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو پہلا کام یہ کیا کہ باوجود مخالفت کے جیش اسامہ کو روانہ کیا اور جرف تک خود مشایعت کے لئے گئے اس طرح جیش اسامہ روانہ ہوا اور چالیس دن کے بعد مظفر و منصور واپس آیا۔ معرکہ میں جو بھی مقابلہ پر آیا اس کو تہ تیغ کیا اور اپنے باپ (زید بن حارثہ) کے قاتل کو قتل کیا اور چلتے وقت ان کے مکانات اور باغات کو نذر آتش کیا۔ صدیق اکبر نے مدینے سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔ جب مدینے میں داخل ہوئے تو مسجد نبوی میں شکر کا دوگانہ ادا کیا اور پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔

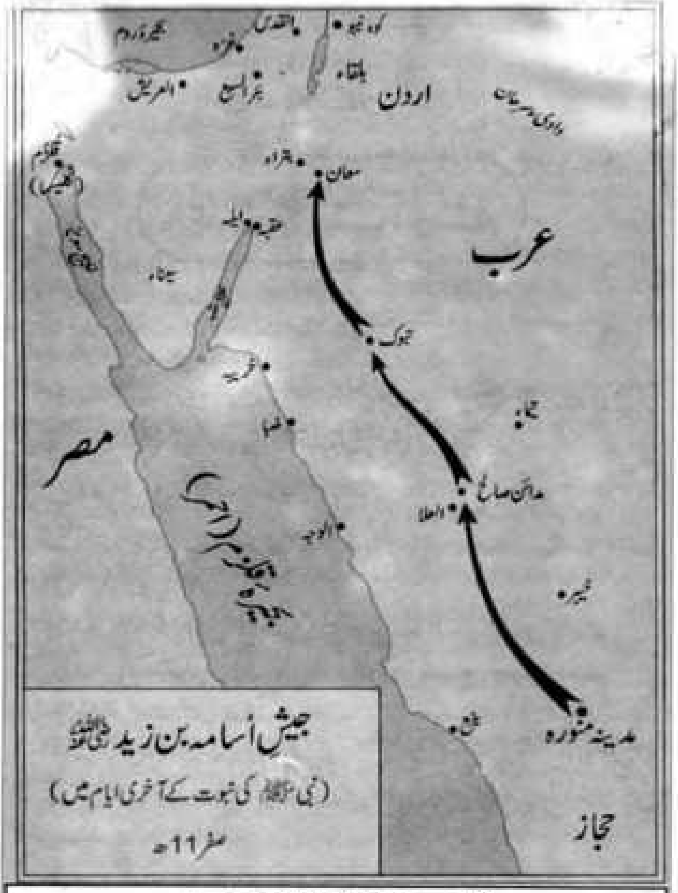
بحیرہ روم
بیت المقدس
غزہ
کوہ نبو
بلقاء
العریش
بئر السبع
اردن
وادی سرحان
بتراء
معان
عرب
تیماء
مصر
تبوک
مدائن صالح
العلا
الوجہ
خیبر
بحیرہ قلزم (بحر احمر)
ینبع
مدینہ منورہ
حجاز
سیناء
عقبہ و ایلہ

جیش اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

(نبی ﷺ کی نبوت کے آخری ایام میں)

صفر ۱۱ھ

اللّٰھم صل علیٰ محمد

کما امرتنا ان نصلی علیہ اللّٰھم صل علیٰ محمد کما
ھو اھلہ اللّٰھم صل علیٰ محمد کما تحب و ترضیٰ لہ

[illegible]

[illegible]

وفات حسرت آیات

سفر آخرت کی تیاری

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت کی تیاری شروع فرما دی اور تسبیح و تحمید اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہو گئے۔

قرب وصال کی پہلی علامت

سب سے پہلے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا قریب آ جانا منکشف ہوا وہ حق جل شانہٗ کا یہ ارشاد ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. اذا جآء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب اللہ کی نصرت اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اب اللہ کی تسبیح و تحمید اور استغفار میں مشغول ہو جایئے تحقیق اللہ بڑا توجہ فرمانے والا ہے۔

یعنی جب فتح و نصرت آ چکی جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور کفر اور شرک کا سر کچل دیا گیا اور توحید کا علم سر بلند ہوا اور حق کو باطل کے مقابلہ میں فتح مبین حاصل ہوئی اور لوگ فوج کی فوج دین متین میں داخل ہو گئے اور دنیا کو اللہ کا پیغام پہنچ گیا اور دین کی تکمیل ہو گئی تو آپ کے دنیا میں بھیجنے کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا اور آپ کا جو کام تھا وہ کر چکے۔ اب ہمارے پاس آنے کی تیاری کیجئے۔ بیت اللہ کا حج (زیارت) کر چکے اب رب البیت کے

حج (زیارت) کی تیاری کیجئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو جس کام کے لئے دنیا میں بھیجا تھا وہ کام ختم ہو گیا۔ جس نے آپ کو دنیا میں بھیجا تھا اب اس کے پاس واپس ہو جائے اور اس کے پاس جانے کی تیاری کیجئے۔ یہ عالم فانی آپ کے رہنے کی جگہ نہیں آپ جیسی ارواح مقدسہ کے لئے ملاء اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کا قرب اور اتصال مناسب ہے۔

چنانچہ آپ اٹھتے اور بیٹھتے اور آتے جاتے یہ پڑھتے تھے۔

سبحانک اللھم ربنا و بحمدک اللھم اغفرلی و تب علی انک انت التواب الرحیم اور کبھی سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ و اتوب الیہ پڑھتے اور کبھی یہ پڑھتے۔ سبحانک اللھم و بحمدک استغفرک و اتوب الیک

قرب وصال کی دوسری نشانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے ایک بار فرمایا کہ جبرئیل امین ہر رمضان میں میرے ساتھ قرآن کریم کا صرف ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس رمضان میں دو مرتبہ دور فرمایا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ میری رحلت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ہر سال آپ رمضان المبارک میں ایک عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

تیسرا اشارہ

حجۃ الوداع میں جب یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی تو آپ اشارۂ خداوندی کو سمجھ گئے۔

اس لئے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اعلان فرمایا کہ شاید اب اس کے بعد تم سے ملاقات ہو اور شاید پھر تمہارے ساتھ حج نہ کر سکوں اور پھر غدیر خم کے خطبہ میں فرمایا کہ میں بشر ہوں۔ (اور بشر کے لئے خلود و دوام نہیں۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد) شاید عنقریب میرے رب کا قاصد مجھے بلانے اور لینے کے لئے آ جائے۔

صحابہؓ سے خطاب

اسی بناء پر حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد ایک دن آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور آٹھ سال کے بعد شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے دعاء خیر فرمائی جیسا

کوئی کسی سے رخصت ہوتا ہے۔

بقیع سے واپس آ کر مسجد میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیا کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہارے لئے حوض وغیرہ کا انتظام کروں اور میرا تم سے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ ہے اور میں اپنے اسی مقام پر حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور تحقیق مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں اور مجھ کو اپنے بعد اس کا اندیشہ نہیں کہ تم (مجموعی طور پر) سب کے سب شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے یعنی پہلے کی طرح پوری قوم مشرک بن جائے۔ یہ اندیشہ نہیں البتہ خوف یہ ہے کہ تم دنیا کی حرص اور طمع اور باہمی تنافس (مقابلہ) میں مبتلا ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑو گے اور ہلاک ہو گے۔

علالت کی ابتداء

ماہ صفر کے آخر عشرہ میں آپ ایک بار شب کو اٹھے اور اپنے غلام ابومویہبہ کو جگایا اور فرمایا کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو دفعۃً مزاج ناساز ہو گیا، سر میں درد اور بخار کی شکایت پیدا ہو گئی۔

یہ ام المومنین میمونہؓ کی باری کا دن تھا اور بدھ کا روز تھا۔ اسی حالت میں آپ باری باری ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے رہے۔

مرض کی شدت میں حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں منتقل ہونا

جب مرض میں شدت ہوئی تو ازواج مطہرات سے اجازت لے کر حضرت عائشہ کے یہاں تشریف لے آئے۔ پیر کے روز حضرت عائشہ کے حجرہ میں منتقل ہوئے اور آئندہ پیر کو حضرت عائشہؓ ہی کے حجرہ میں رحلت فرمائی۔ عالم آخرت کی طرف روانہ ہوئے۔ تیرہ یا چودہ روز آپ علیل رہے۔ جس میں سے آخری ہفتہ کی تیمارداری حضرت عائشہ صدیقہ کے حصہ میں آئی۔

جھوٹے مدعیان کی سرکوبی کا حکم فرمانا

اثناء علالت میں آپ کو اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اور طلیحہ اسدی مدعیان نبوت اور لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ آپ نے مرتدین سے جہاد کی وصیت اور تاکید فرمائی اور اسود عنسی کی سرزنش کے لئے انصار کی ایک جماعت روانہ فرمائی۔ آپ کی وفات سے ایک روز پیشتر اسود عنسی قتل کیا گیا۔

دوران علالت کی بعض تفصیلات

صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ مرض الوفات میں یہ فرماتے تھے کہ یہ اسی زہر کا اثر ہے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب بیمار ہوتے تو معوذات یعنی سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور پھر اپنا ہاتھ تمام بدن پر پھیر لیتے۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کی آخری علالت میں معوذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی مگر برکت کے لئے آپ ہی کا دست مبارک آپ کے بدن پر پھیر دیتی۔

حضرت فاطمہؓ سے خصوصی گفتگو

اسی بیماری میں آپ نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور سرگوشی کی۔ حضرت فاطمہ رو پڑیں اس کے بعد کچھ اور سرگوشی کی تو ہنس پڑیں۔ عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ سے اس کا سبب دریافت کیا تو یہ کہا کہ اول آپ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ جبرئیل مجھ سے ہر سال رمضان میں قرآن کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ دور کیا میرا خیال ہے کہ اسی بیماری میں میری وفات ہو گی۔ یہ سن کر میں رو پڑی بعد ازاں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے گھر والوں میں تو سب سے پہلے مجھ سے آ ملے گی۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی۔ چنانچہ چھ ماہ بعد ہی حضرت سیدہ اس عالم سے رحلت فرما گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دوسری بار یہ فرمایا کہ تو بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہو گی۔

حضرت عائشہؓ سے گفتگو

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بقیع سے تشریف لائے تو میرے سر میں درد تھا تو اس حالت میں میری زبان سے یہ لفظ نکلا۔ وارأساہ۔ ہائے میرے سر کہ تو اب چلا یعنی شاید اس تکلیف میں موت آ جائے۔ آپ نے فرمایا۔ بل انا اقول وارأساہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے میرا سر۔ مطلب یہ تھا کہ میرے سر میں شدید درد ہے شاید یہی درد میری موت کا پیش خیمہ ہو اور اس کے بعد فرمایا اے عائشہ اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو تیرا کیا نقصان ہے میں تیرے کفن اور دفن کا انتظام کروں گا اور تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تیرے لئے دعا مغفرت کروں گا۔ عائشہ صدیقہ نے (بطور ناز) فرمایا گویا کہ میری موت چاہتے ہیں کہ اگر میں اس

جہاں سے رخصت ہوگئی تو آپ اسی روز میرے ہی گھر میں کسی اور زوجہ کے ساتھ آرام کرنے والے ہوں گے۔ مطلب یہ تھا کہ میرے مرنے کے بعد آپ مجھے بھول جائیں گے اور دوسری بیبیوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ آپ یہ سن کر مسکرائے (کہ یہ تو اقالات الموتات میں سے ہے کہ خبر نہیں کہ میں ہی دنیا سے جاؤں اصل امر یہ ہے میرے بعد مدت عمر ہو چکی)

وصیت نامہ کی تحریر کا ارادہ

وفات سے چار یوم پیشتر بروز جمعرات جب مرض میں شدت ہوئی تو جو لوگ حجرۂ نبوی میں حاضر تھے ان سے فرمایا کاغذ قلم دوات لے آؤ تا کہ تمہارے لئے ایک وصیت نامہ لکھوا دوں۔ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ یہ سن کر اہل مجلس اختلاف کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بیمار ہیں۔ درد کی شدت ہے ایسی حالت میں تکلیف دینا مناسب نہیں۔ کتاب اللہ ہمارے پاس ہے (جو ہم کو گمراہی سے بچانے کے لئے) کافی ہے۔ بعض نے حضرت عمر کی تائید کی اور بعض نے کہا کہ دوات قلم لا کر لکھوا لینا چاہئے۔ اور یہ کہا اھجر استفہموہ کیا آپ نے بیماری کی شدت اور غفلت اور بیہوشی کی حالت میں معاذ اللہ کوئی لغو اور ہذیان کی بات کی ہے خود آپ سے دریافت کر لو۔ یعنی آپ اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ آپ کی زبان اور دل خطا اور غلط سے معصوم اور مامون ہے۔ معاذ اللہ اوروں کی طرح نہیں کہ جو بیماری کی حالت میں واہی تباہی بولنے لگتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس زبان سے (کسی حالت میں) سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

یہ جملہ (اھجر استفہموہ) حضرت عمر کا مقولہ نہیں بلکہ ان لوگوں کا ہے جن کی رائے حضرت عمر کے خلاف تھی۔ حضرت عمر کی رائے یہ تھی کہ حضور پر نور کو لکھنے کی تکلیف نہ دی جائے اور بعض لوگ جن کی رائے یہ تھی کہ دوات قلم لا کر لکھوا لیا جائے ان لوگوں نے حضرت عمر کے جواب میں یہ کہا اھجر استفہموہ۔ اور مطلب یہ تھا کہ جب حضور پر نور حکم دے رہے ہیں تو کیوں نہ لکھوا لیا جائے۔ معاذ اللہ حضور پر نور کی زبان مبارک سے کسی ہذیان یا لغویات کا نکلنا ناممکن ہے اسی وجہ سے ان لوگوں نے اھجر بطور استفہام انکاری الزاماً کہا۔ خود اس کے قائل نہ تھے اور جن روایتوں میں یہ جملہ بغیر حرف استفہام کے آیا ہے وہ بھی استفہام پر محمول ہیں اور حرف استفہام وہاں مقدر ہے۔

مجلس میں جب اختلاف زیادہ ہوا اور شور و شغب ہونے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں جس حالت میں ہوں وہ بہتر ہے اس سے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلا رہے ہو۔

زبانی وصیت

بعد ازاں باوجود اس تکلیف کے آپ نے لوگوں کو تین چیزوں کی زبانی وصیت فرمائی۔

(۱) مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو یعنی جزیرۂ عرب میں کوئی مشرک رہنے نہ پائے۔

(۲) وفود کو رخصت کے وقت ہدیہ و تحفہ دیا کرو جس طرح میں انکو دیا کرتا تھا۔

(۳) تیسری بات سے آپ نے سکوت فرمایا یا راوی بھول گیا (بخاری و مسلم)

بعض کہتے ہیں کہ تیسری بات یہ تھی کہ قرآن پر عمل کرنا یا جیش اسامہ کو روانہ کرنا۔ یا میرے بعد میری قبر کو بت اور سجدہ گاہ نہ بنانا۔ یا یہ کہ نماز کی پابندی کرنا اور غلاموں کا خیال رکھنا۔

حضرت ابو بکرؓ کی خلافت

بخاری اور مسلم میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس بیماری کی حالت میں) یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہوا تھا ابو بکر اور ان کے فرزند (عبد الرحمن) کو بلانے کے لئے کسی کو بھیج دوں اور ان کو وصیت کر دوں اور ان کو اپنا ولی عہد بنا دوں تا کہ کہنے والے کچھ کہہ نہ سکیں اور تمنا کرنے والے کچھ تمنا نہ کر سکیں لیکن پھر میں نے اپنا یہ ارادہ فسخ کر دیا اور یہ کہا کہ وصیت کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالی انکار کرے گا کہ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی اور خلیفہ ہو اور اہل ایمان بھی سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور کسی کی خلافت کو قبول نہیں کریں گے۔

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی منشا یہ تھا کہ آپ کے بعد ابو بکر خلیفہ ہوں۔ لیکن آپ نے قضاء و قدر اور اجماع پر چھوڑ دیا کہ قضاء و قدر سے یہی ہوگا کہ ابو بکر ہی خلیفہ ہوں گے اور مسلمانوں کے اہل حل و عقد کے اجماع اور اتفاق سے ان کی خلافت منعقد ہوگی اور سب مسلمان انہی کی خلافت پر متفق ہوں گے امام بخاری کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اس حدیث سے صدیق اکبر کی خلافت کو بتانا مراد ہے۔ اس لئے کہ امام بخاری نے کتاب الاحکام میں اس حدیث پر جو ترجمہ منعقد کیا ہے یعنی باب الاستخلاف معلوم ہوا کہ اس حدیث سے اشارہ خلافت کی طرف ہے۔

آخری خطبہ

جس مجلس میں قرطاس کا واقعہ پیش آیا اور لوگوں کے اختلاف اور شور کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ پیغمبر خدا کے سامنے اختلاف اور شور مناسب نہیں لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

لوگوں کے چلے جانے کے بعد آپ نے آرام فرمایا ظہر کی نماز کے وقت جب طبیعت کو کچھ سکون ہوا اور مرض کی شدت میں کچھ افاقہ ہوا تو یہ ارشاد فرمایا کہ سات مشکیں پانی کی میرے سر پر ڈالو شاید کچھ سکون ہو۔ اور میں لوگوں کو وصیت کرسکوں۔ چنانچہ حسب الحکم آپ پر پانی کی سات مشکیں ڈالی گئیں۔ اسی طرح غسل سے آپ کو ایک گونہ سکون ہوا اور آپ حضرت عباس اور حضرت علی کے سہارے سے مسجد تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ یہ ظہر کی نماز تھی اور بعد ازاں آپ نے خطبہ دیا اور یہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔

آپ نماز سے فارغ ہوکر منبر پر رونق افروز ہوئے حق جل شانہ کی حمد و ثناء کے بعد سب سے پہلے اصحاب احد کا ذکر فرمایا اور ان کے لئے دعا مغفرت کی۔ پھر مہاجرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم زیادہ ہوں گے اور انصار کم ہوں گے۔ دیکھو انصار نے مجھ کو ٹھکانہ دیا ان میں سے جو محسن اور نیکوکار ہو اس کے ساتھ احسان کرنا اور ان میں سے جو غلطی کر گزرے تم اس سے درگزر کرنا۔

پھر فرمایا۔ اے لوگو اللہ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ دنیا کی نعمتوں کو اختیار کرے یا خدا کے پاس کی نعمتوں یعنی آخرت کو اختیار کرے۔ لیکن اس بندہ نے خدا کے پاس کی نعمتوں کو یعنی آخرت کو اختیار کرلیا۔ ابوبکر چونکہ سب سے زیادہ علم والے تھے اس لئے سمجھ گئے کہ اس بندہ سے حضور پرنور ہی مراد ہیں۔ سنتے ہی رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر ٹھہرو اور قرار پکڑو۔ پھر مسجد کی طرف لوگوں کے جتنے دروازے کھلے ہوئے تھے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ سب دروازے بند کردیئے جائیں۔ صرف ایک ابوبکر کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے جان و مال صحبت و رفاقت کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر ابوبکر ہے۔ ابوبکر سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں۔ جس جس نے میرے ساتھ کوئی احسان کیا میں نے اس کی مکافات کردی سوائے ابوبکر کے کہ ان کے احسانات کا بدلہ اور صلہ اللہ ہی ان کو قیامت کے دن دے گا۔ اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو اپنا جانی دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت اور مودت ہے۔

جس میں بعد سب سے افضل ہوتے ہیں یعنی اس آخرت بعد موت میں کوئی ہمسر اللہ کے سوا نہیں۔

پھر اسی خطبہ میں یہ فرمایا کہ جیشِ اسامہ کو جلدی روانہ کرو اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ (ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ منافقین تھے) اسامہ کی امارت اور سرداری پر معترض ہیں کہ بوڑھوں کے ہوتے ہوئے نوجوان کو یہ منصب کیوں عطا کیا گیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ انہی لوگوں نے اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت اور اس کی سرداری پر بھی اعتراض کیا تھا۔ خدا کی قسم اس کا باپ زید بھی امارت اور سرداری کا اہل تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا اسامہ بھی امارت کا اہل ہے اور میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہے۔

اور یہ فرمایا کہ لعنت ہو اللہ کی یہود اور نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ مقصود آپ کا اپنی امت کو آگاہ اور خبردار کرنا تھا کہ تم یہود و نصاریٰ کی طرح میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔

اور فرمایا اے لوگو مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوف زدہ ہو کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے اپنی امت میں ہمیشہ رہا ہے جو میں تم میں ہمیشہ رہوں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں خدا سے ملنے والا ہوں اور آگاہ ہو جاؤ کہ تم بھی خدا سے ملنے والے ہو۔ میں تمام مسلمانوں کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ خیر اور بھلائی کا معاملہ کریں اور مہاجرین اولین کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اور عمل صالح پر قائم رہیں کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔**

اے مسلمانو میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ خیر اور حسن سلوک کا معاملہ کرنا۔ انصار نے اسلام اور ایمان کو ٹھکانا دیا اور مکانوں اور زمینوں اور باغوں اور پھلوں میں تم کو اپنا شریک بنایا اور باوجود فقر و فاقہ کے تم کو اپنے نفسوں پر ترجیح دی۔

اور فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں اور تم بھی مجھ سے آ کر ملو گے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ ہے۔ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔

آخری نماز جو مسجد شریف میں پڑھائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جب تک طاقت رہی اس وقت تک آپ نماز مسجد میں

تشریف لاتے رہے اور نماز پڑھاتے رہے۔ سب سے آخری نماز جو آپ نے پڑھائی وہ جمعرات کی مغرب کی نماز تھی۔ جس کے چار روز بعد بروز سوموار آپ کا وصال ہو گیا۔ صحیح بخاری میں ام فضلؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ جس میں والمرسلات پڑھی اس کے بعد آپ نے ہم کو کوئی نماز نہیں پڑھائی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امامت کا حکم

جب عشاء کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ آپ نے کئی بار اٹھنے کا قصد فرمایا مگر مرض کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو ہو جاتے تھے۔ اخیر میں فرمایا کہ ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یارسول اللہ ابوبکر بہت رقیق القلب ہیں یعنی نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ) لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے اور گریہ وزاری کی وجہ سے لوگوں کو اپنی قرات نہیں سنا سکیں گے۔ لہذا آپ عمر کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ دیں۔ حضرت عائشہ نے ظاہر تو یہ کیا مگر دل میں یہ تھا کہ جو شخص آپ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اس کو منحوس سمجھیں گے اس لئے آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو (کہ زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے) ابوبکر کو حکم دو کہ وہی نماز پڑھائیں۔

حضرت ابوبکر کی امامت پر حضرت عائشہؓ کی رائے

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے کے بعد عائشہ صدیقہ نے تین بار انکار کیا مگر آپ نے ہر بار تاکید اور اصرار کے ساتھ یہی فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ وہی نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ابوبکر نماز پڑھانے لگے۔

امام غزالی قدس اللہ سرہ نے احیاء العلوم میں عائشہ صدیقہ کا کلام نقل کیا ہے کہ وہ اپنے جلیل القدر باپ کی امامت کو کیوں ناپسند کرتی تھیں۔

عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ میں اپنے باپ کی امامت سے اس لئے انکار کرتی تھی کہ میرا

باپ دنیا سے بالکل علیحدہ رہے اس لئے کہ عزت و وجاہت خطرہ سے خالی نہیں ہوتی۔ اس میں ہلاکت کا اندیشہ ہے مگر جس کو اللہ بچائے وہ سالم رہ کے دین و دنیا کے خطرے سے بچ سکتا ہے اور نیز یہ بھی اندیشہ تھا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا تو لوگ اس پر حسد کریں گے اور عجب نہیں کہ حسد میں اس پر کوئی زیادتی بھی کریں اور ان کو منحوس بھی سمجھیں۔ پس جب اللہ کا حکم اور اس کی قضا و قدر یہی ہے کہ میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام بنے اور ان کی جگہ پر امامت کرے تو پھر دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کو دنیا اور دین کے ہر خوفناک امر سے محفوظ اور مامون رکھے۔

اور باپ یعنی ابوبکر صدیقؓ کا حال بیعت کے وقت کے خطبہ سے معلوم کرو۔

فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے اس امارت و خلافت کی نہ کبھی دل سے تمنا کی اور نہ کبھی زبان سے دعا مانگی مسلمانوں پر فتنہ کے خوف سے اسے قبول کر لیا۔

صدیق اور صدیقہ کی یہی شان ہوتی ہے کہ ان کا دل مال و جاہ کی طمع سے بالکل پاک اور منزہ ہوتا ہے۔ مگر سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ کا نبی اور اس کا رسول جس کے امام بنانے پر مصر ہو وہ بالیقین امام المتقین ہوگا اور اس کا ظاہر و باطن امارت اور خلافت کی طمع سے بالکل منزہ ہوگا اور کسی فتنہ کی مجال نہ ہوگی کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔

جس طرح کسی بادشاہ کا اپنی زندگی میں کسی کو اپنا تخت اور چتر سپرد کر دینا اس کو ولی عہد بنانے کے مرادف ہے۔ اسی طرح امام المتقین کا کسی کو اپنے مصلے پر امامت کے لئے کھڑا کر دینا اس کے مرادف ہے کہ یہ شخص اللہ کے رسول کا ولی عہد اور اس کا جانشین ہے۔

مسجد شریف میں آخری تشریف آوری

ہفتہ یا اتوار کو مزاج مبارک کچھ ہلکا ہوا تو حضرت عباس اور حضرت علی کے سہارے آپ مسجد میں تشریف لائے ابوبکر اس وقت ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ابوبکر کی بائیں جانب جا کر بیٹھ گئے اور باقی نماز لوگوں کو آپ نے پڑھائی اب آپ امام تھے اور ابوبکر آپ کی اقتدا کرنے لگے اور باقی نمازی حضرت ابوبکر کی تکبیروں پر نماز ادا کرنے لگے۔ (بخاری شریف)

یہ ظہر کی نماز تھی اور حضور پر نور کی یہ امامت آخری امامت تھی اس کے بعد مسجد کی حاضری سے بالکلیہ انقطاع ہو گیا اور ام فضل کی روایت میں جو یہ گزرا ہے کہ حضور کی آخری نماز مغرب کی نماز تھی اس سے مستقل امامت کی نفی مراد ہے کہ از اول تا آخر جس نماز میں امامت اور قرات فرمائی ہو وہ مغرب کی نماز ہے۔

حضرت اسامہؓ اور دیگر حضرات کا آپ کی زیارت کو آنا

ہفتے کے روز حضرت اسامہ اور دیگر صحابہ جن کو جہاد پر مامور فرمایا تھا آپ سے ملنے کے لئے آئے اور آپ سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ مدینے سے ایک کوس چل کر مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا۔ تعمیل ارشاد کے لئے روانہ ہو گئے مگر آپ کی علالت کی وجہ سے کسی کا قدم نہیں اٹھتا تھا۔

اتوار کو پھر مرض میں شدت ہوگئی حضرت اسامہ یہ خبر سنتے ہی پھر افتاں و خیزاں آپ کو دیکھنے کے لئے مدینہ واپس آئے دیکھا تو مرض کی شدت سے آپ بات نہیں کر سکتے۔ حضرت اسامہ نے جھک کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے پھر اسامہ پر رکھ دیئے اسامہ کہتے ہیں میں سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں بعد ازاں اسامہ جرف میں واپس آگئے جہاں پڑاؤ تھا۔

دوائی پلانا

ابن سعد طبقات میں اور زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ اسی روز یعنی اتوار کے دن لدود کا واقعہ پیش آیا۔

صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ مرض کی شدت میں ذات الجنب سمجھ کر آپ کے منہ میں دوائی ڈالی۔ آپ اشارہ سے منع بھی فرماتے رہے مگر ہم یہ سمجھے کہ شاید یہ طبعی ناگواری ہے جیسا کہ مریض عموماً دوا کو ناپسند کرتا ہے۔ بعد میں جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوائے عباس کے کہ وہ اس میں شریک نہ تھے۔

زندگی کا آخری دیدار

یہ سوموار کا روز ہے جس میں آپ نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت

فرمائی اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اسی سوموار کی صبح کو آپ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا دیکھا کہ لوگ صف باندھے ہوئے صبح کی نماز میں مشغول ہیں۔ صحابہ کو دیکھ کر آپ مسکرائے چہرۂ انور کا یہ حال کہ گویا مصحف شریف کا ایک ورق ہے۔ یعنی سپید ہو گیا ہے ادھر صحابہ کی فرط مسرت سے یہ حالت کہ کہیں نماز نہ توڑ ڈالیں۔

صدیق اکبر نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹیں۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا کہ نماز پوری کرو۔ ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے آپ زیادہ کھڑے نہ ہو سکے حجرہ کا پردہ ڈال دیا اور اندر واپس تشریف لے گئے۔

مرض میں افاقہ اور حضرات صحابہؓ کا اطمینان

صدیق اکبر جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو سیدھے حجرۂ مبارک میں گئے اور آپ کو دیکھ کر عائشہ صدیقہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اب سکون ہے جو کرب اور بے چینی پہلے تھی وہ اب جاتی رہی اور چونکہ یہ دن صدیق اکبر کی دو بیبیوں میں اس بیوی کی نوبت کا دن تھا جو مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر رہتی تھیں۔

اس لئے صدیق اکبر نے عرض کیا۔

یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی نعمت اور فضل سے اچھی حالت میں صبح کی ہے اور آج میری ایک بیوی حبیبہ بنت خارجہ کی نوبت کا دن ہے اگر اجازت ہو تو وہاں ہو آؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں چلے جاؤ۔

اور دوسرے لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ہے تو وہ بھی اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا ایک مشورہ

حضرت علی حجرۂ مبارک سے باہر آئے لوگوں نے آپ کے مزاج دریافت کئے۔ حضرت علی نے کہا بحمد اللہ آپ اچھے ہیں لوگ مطمئن ہو کر منتشر ہو گئے۔ حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ اے علی خدا کی قسم تین دن کے بعد تو عبد العصا (لاٹھی کا غلام) ہو گا یعنی

اور کوئی حاکم ہوگا۔ اور ہم اس سے محروم ہوں گے۔ خدا کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں وفات پا جائیں گے۔ بہتر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں دریافت کریں کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ اگر ہم میں سے ہوگا تو معلوم ہو جائے گا۔ ورنہ آپ اس کو ہمارے بارے میں وصیت فرما دیں گے۔ حضرت علی نے کہا ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق انکار فرما دیں تو پھر ہم ہمیشہ کے لئے اس سے محروم ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم میں آپ سے اس بارہ میں ایک حرف بھی نہ کہوں گا۔

کیفیت نزع کا آغاز

لوگ تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو افاقہ اور سکون ہے منتشر ہو گئے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ عالم نزع شروع ہو گیا۔ عائشہ صدیقہ کے آغوش میں سر رکھ کر لیٹ گئے۔ اتنے میں حضرت عائشہ کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر ہاتھ میں مسواک لئے آ گئے۔ آپ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے لئے مسواک لے لوں۔ آپ نے اشارہ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اس کو نرم کر دوں۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا ہاں۔ میں نے چبا کر وہ مسواک آپ کو دی اسی وجہ سے عائشہ صدیقہ بطور فخر اور بطور تحدیث بالنعمۃ یہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آخری وقت میں میرا آب دہن آپ کے آب دہن کے ساتھ ملا دیا اور آپ کی وفات میرے حجرہ میں اور میری نوبت کے دن میں اور میرے سینہ اور بغل کے درمیان ہوئی۔

آخری لمحات کے ارشادات

آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا اور درد سے بے تاب ہو کر بار بار ہاتھ اس پیالہ میں ڈالتے اور منہ پر پھیر لیتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ پھر چھت کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر یہ فرمایا فی الرفیق الاعلیٰ۔ اے اللہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں (یعنی حظیرۃ القدس جو انبیاء و مرسلین کا مسکن ہے وہاں جانا چاہتا ہوں)

حضرت عائشہؓ کو صدمہ کا یقین

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں بار بار آپ سے سن چکی تھی کہ کسی پیغمبر کی روح اس وقت

تک قبض نہیں کی جاتی کہ جب تک اس کا مقام جنت میں اس کو دکھلا نہ دیا جائے اور اس کو اختیار نہ دیا جائے کہ دنیا و آخرت میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔

جس وقت آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلے میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ہم میں نہ رہیں گے۔ آپ نے ملاء اعلیٰ اور قرب خداوندی کو اختیار کر لیا ہے۔

وفات حسرت آیات

الغرض آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور دست مبارک نیچے گر گیا۔ (بخاری شریف) انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تاریخ وفات

یہ جان گداز اور روح فرسا واقعہ جس نے دنیا کو نبوت و رسالت کے فیوض و برکات اور وحی ربانی کے انوار و تجلیات سے محروم کر دیا۔ بروز سوموار دوپہر کے وقت ۱۲ ربیع الاول کو پیش آیا۔

اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ آپ کی وفات ماہ ربیع الاول میں بروز سوموار کو ہوئی اختلاف دو امر میں ہے ایک یہ کہ کس وقت وفات ہوئی دوسرے اس امر میں کہ ربیع الاول کی کونسی تاریخ تھی۔

عمر مبارک

انتقال کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال کی تھی۔ یہی جمہور کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض پینسٹھ اور بعض ساٹھ بتلاتے ہیں۔

شمع رسالت کے پروانوں پر کیا گزری

ہوش اڑ گئے

اس خبر قیامت اثر کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ قیامت آ گئی۔ سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے۔ تمام مدینہ میں تہلکہ پڑ گیا۔ جو اس جانگداز واقعہ کو سنتا تھا۔ ششدر و حیران رہ جاتا تھا۔

روتے روتے بے ہوش

ذی النورین حضرت عثمان غنیؓ ایک سکتہ کے عالم میں تھے۔ دیوار سے پشت لگائے بیٹھے تھے۔ شدت غم کی وجہ سے بات تک نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت علیؓ کا یہ حال تھا کہ زار و قطار روتے تھے۔ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

غم کا پہاڑ گر پڑا

عائشہ صدیقہؓ اور ازواج مطہرات پر جو صدمہ اور الم کا پہاڑ گرا اس کا پوچھنا ہی کیا۔

سخت پریشانی

حضرت عباسؓ بھی پریشانی میں سخت بے حواس تھے۔

حضرت عمرؓ کا صدمہ سب پر بھاری تھا

حضرت عمرؓ کی پریشانی اور بے قراری سب ہی سے بڑھی ہوئی تھی۔ وہ تلوار کھینچ کر حضرت

ہو گئے اور باآواز بلند یہ کہنے لگے کہ منافقین کا گمان ہے کہ حضور پرنور انتقال کر گئے۔ آپ ہرگز نہیں مرے بلکہ آپ تو اپنے پروردگار کے پاس گئے ہیں۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر خدائے تعالیٰ کے پاس گئے اور پھر واپس آ گئے۔ خدا کی قسم آپ بھی اسی طرح ضرور واپس آئیں گے۔ اور منافقوں کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت عمر جوش میں تھے تلوار نیام سے نکالے ہوئے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا استقلال

ابوبکر صدیقؓ وصال کے وقت موجود نہ تھے۔ سوموار کی صبح کو جب دیکھا کہ آپ کو سکون ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ بحمد اللہ اب آپ کو سکون ہے اگر اجازت ہو تو گھر ہو آؤں۔ آپ نے فرمایا اجازت ہے۔ صدیق اکبر آپ سے اجازت لے کر گھر چلے گئے جو مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ صدیق اکبر تو گھر چلے گئے اور زوال کے وقت حضور پرنور کا وصال ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کو جب اس جانگداز حادثہ کی خبر پہنچی تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے۔ مسجد نبوی کے دروازہ پر گھوڑے سے اترے اور حزین و غمگین حجرۂ مبارکہ کی طرف بڑھے اور عائشہ صدیقہ سے اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک پر تھے اور تمام ازواج مطہرات آپ کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ ابوبکر صدیق کی آمد کی وجہ سے سوائے عائشہ صدیقہ کے سب نے منہ ڈھک لیا اور پردہ کر لیا۔ صدیق اکبر نے چہرۂ انور سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور روئے اور یہ کہا وانبیاہ واخلیلاہ۔ واصفیاہ تین مرتبہ ایسا کیا۔

اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا جو موت آپ کے لئے لکھی گئی تھی وہ آ چکی۔

حضرت عمرؓ کو تسلی

حجرۂ شریفہ سے باہر آئے دیکھا کہ عمر جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے ہیں۔ اے عمر کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں

نا۔ انک میت و انہم میتون۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد

اب تمام لوگ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر صدیق اکبرؓ کے پاس جمع ہو گئے۔

تمام صحابہؓ سے حضرت ابوبکرؓ کا خطاب

صدیق اکبرؓ منبر نبوی کی جانب بڑھے اور بآواز بلند لوگوں سے کہا کہ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ سب لوگ بیٹھ گئے صدیق اکبرؓ نے حمد و ثنا کے بعد یہ خطبہ پڑھا۔

اما بعد۔ من کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت و من کان منکم یعبد محمد اصلی اللہ علیہ وسلم فان محمدا قد مات قال اللہ تعالی و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم و من ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً و سیجزی اللہ الشکرین و قد قال اللہ تعالیٰ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انک میت و انہم میتون وقال اللہ تعالیٰ کل شیء ھالک الا وجہہ لہ الحکم و الیہ ترجعون۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام وقال تعالی کل نفس ذائقۃ الموت انما توفون اجورکم یوم القیامۃ وقال ان اللہ عمر محمد اصلی اللہ علیہ وسلم وابقاہ حتیٰ اقام دین اللہ و اظہر امر اللہ و بلغ رسالۃ اللہ و جاھد فی سبیل اللہ ثم توفاہ اللہ علیٰ ذلک وقد ترککم علی الطریقۃ فلن یھلک ھالک الا من بعد البینۃ والشفاء فمن کان اللہ ربہ فان اللہ حی لا یموت و من کان یعبد محمداً و ینزلہ الٰھا فقد ھلک الہہ فاتقوا اللہ ایھا الناس واعتصموا بدینکم وتوکلوا علیٰ ربکم فان دین اللہ قائم و ان کلمۃ اللہ تامۃ و ان اللہ ناصر من نصرہ و معز دینہ و ان کتاب

الـلـه بين اظهر نا و هو النور والشفاء و به هدى الله محمداً صلى الله عليه وسلم و فيه حلال الله و حرامه والله لا نبالى من اجلب عليه من خلق الله ان سيوف الله لمسلولة ما وضعناها بعد ولنجاهدن من خالفنا كما جاهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلايبغين احدالاعلى نفسه

امابعد۔ جو شخص تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا سو جان لے کہ تحقیق اللہ زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آ سکتی اور اگر بالفرض کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور نہیں محمد مگر اللہ کے ایک رسول ہیں جن سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم دین اسلام سے واپس ہو جاؤ گے اور جو شخص دین اسلام سے واپس ہو گا تو وہ اللہ کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

اور اللہ تعالی نے اپنے نبی کو مخاطب بنا کر یہ کہا ہے کہ بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ سب لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ سب چیز فنا ہونے والی ہے۔ صرف خداوند ذوالجلال والاکرام کی ذات بابرکات باقی رہے گی۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ قیامت کے دن سب کو اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا۔ اور ابوبکر صدیق نے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کی عمر دراز کی اور ان کو باقی رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ کے دین کو قائم کر دیا اور اللہ کے حکم کو ظاہر کر دیا اور اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا پھر اللہ تعالی نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ایک سیدھے اور صاف راستے پر چھوڑ کر دنیا سے گئے ہیں۔ اب جو ہلاک اور گمراہ ہو گا وہ حق واضح ہونے کے بعد گمراہ ہو گا۔ پس اللہ تعالی جس کا رب ہو تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالی تو زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آ سکتی اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اور ان کو خدا جانتا تھا تو جان لے کہ اس کا معبود تو ہلاک ہو گیا۔ اے لوگو اللہ سے ڈرو اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو۔ تحقیق اللہ کا دین قائم اور دائم رہے گا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اور اللہ اس شخص کا

مددگار ہے جو اس کے دین کی مدد کرے اور اللہ اپنے دین کو عزت اور غلبہ دینے والا ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی نور ہدایت اور شفاء دل ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ بتلایا اور اس میں اللہ کے حلال وحرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے۔ خدا کی قسم ہمیں اس شخص کی ذرہ برابر پرواہ نہیں جو ہم پر فوج کشی کرے (یہ باغیوں اور مرتدین کی طرف اشارہ تھا) تحقیق اللہ کی تلواریں جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں وہ اس کے دشمنوں پر سونتی ہوئی ہیں۔ وہ تلوار ہم نے ابھی تک ہاتھ سے رکھی نہیں اور خدا کی قسم ہم اپنے مخالف سے اب بھی اسی طرح جہاد کریں گے جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی معیت میں کیا کرتے۔ پس مخالف خوب سمجھ لے اور اپنی جان پر ظلم نہ کرے۔

خطاب صدیقی کا اثر

صدیق اکبر کا ان آیات کی تلاوت کرنا تھا کہ یکلخت حیرت کا عالم دور ہو گیا اور غفلت کا پردہ آنکھوں سے اٹھ گیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں نے اس سے پہلے یہ آیت سنی ہی نہ تھی جسے دیکھو وہ انہی آیتوں کی تلاوت کر رہا تھا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں میری حالت بھی یہی ہوئی کہ گویا میں نے آج ان آیتوں کو پڑھا ہے اور اپنے خیال سے رجوع کیا۔

شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم خوب جانتے تھے کہ آپ پر ایک دن ضرور موت آنے والی ہے لیکن ان کا گمان یہ تھا کہ جو صورت حال پیش آئی ہے وہ موت نہیں بلکہ کسی باطنی مشغولی کی بناء پر فقط حواس ظاہری کا تعطل ہے جیسا کہ حضور پرنور کو اثناء وحی میں واقع ہوتا تھا۔ صدیق اکبر کے خطبہ سے فاروق اعظم کا یہ خیال جاتا رہا اور حقیقت حال ان پر منکشف ہو گئی اور اپنے خیال سے رجوع فرما لیا۔ ایسے نازک وقت اور جانکاہ حادثہ میں ایسی ثابت قدمی اور ایسا استقلال صدیق اکبر ہی کا کمال تھا۔

ہم اسکے زور کے قائل ہیں ہیں وہی شہ زور جو عشق میں دل مضطر کو تھام لیتے ہیں

خلیفۂ مکرم کا انتخاب

خلیفہ کے انتخاب کی مجلس

کچھ دیر بعد یہ خبر ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور آپ کی جانشینی کا مسئلہ پیش ہے۔ مہاجرین نے صدیق اکبر سے کہا کہ آپ بھی سقیفہ میں تشریف لے جائیں ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ ابوبکر اور عمر مع مہاجرین کے سقیفہ میں تشریف لے گئے۔

ابوبکر و عمر کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا عجلت میں کسی کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھیں اور بعد میں وہ فتنہ کا سبب بنے اور مسلمانوں کے لئے مصیبت بن جائے۔

اس لئے ابوبکر و عمر کو یہ فکر ہوئی کہ آنحضرت کی وفات ہوتے ہی کوئی آپ کا جانشین مقرر ہو جائے تا کہ اسلام کی ریاست اور سیاست کا کام بدستور جاری رہے اور اسلام کی بات جوں کی توں بنی رہے۔ اور کوئی منافق اور دشمن اسلام (جو اسی تاک میں ہیں) سر نہ اٹھا سکے۔ اسی میں تمام امت کی صلاح اور فلاح مضمر ہے ابوبکر و عمر کو تو یہ فکر تھی اور تجہیز و تکفین کی طرف سے بسبب اہل بیت کے بے فکر تھے۔ نیز تمام صحابہ کرام کو یہ معلوم تھا کہ وفات سے انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ اس لئے تاخیر دفن کا کوئی اندیشہ نہ کیا اور کمال دانشمندی سے فتنہ اور فساد کا دروازہ بند کر دیا اور مسلمانوں کو افتراق سے بچا لیا۔ تجہیز و تکفین میں اگر کچھ تاخیر ہو جائے تو چنداں نقصان نہیں لیکن اگر اسلام کی ریاست کا انتظام نہ ہوا تو نہ معلوم کہ دم کے دم میں کیا کیا خرابیاں برپا ہو جائیں اور پھر تجہیز و تکفین بھی طلاوت سے نہ ہو سکے۔

حضرت ابوبکر و عمر نے اسی طرف تمام توجہ کی اور جب جانشینی کا مسئلہ طے ہو گیا تب.

اطمینان کے ساتھ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ رضی اللہ عنہم

خلیفہ کے انتخاب پر آرا اور فیصلہ

چنانچہ انصار اس بات پر آمادہ تھے کہ ایک سردار ان میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے ہو یہ ایک عظیم فتنہ تھا۔ ایک سلطنت میں دو امیروں کا ہونا یقینی سلطنت کی بربادی کا باعث ہے۔ اس لئے غور و فکر اور بحث و تمحیص کے بعد یہی طے پایا کہ خلیفہ ایک ہی ہو اور اس کے لئے بھی تمام حضرات کا اسی پر اجماع ہو گیا کہ عقلی و نقلی دلائل سے اس منصب کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت متعین ہے۔

ابوبکر صدیقؓ تو سقیفہ میں رفع فتنہ کے لئے گئے تھے مگر تقدیر کی کسی کو کیا خبر لوگوں نے ابوبکر ہی کو گھیر لیا۔ اور زبردستی خلیفہ بنا لیا۔ بتاؤ اس میں ابوبکر کا کیا قصور ہے۔ وہ بیچارے تو بہت پہلو ٹالتے رہے مگر ان کے ہوتے ہوئے لوگوں کی نظر میں کوئی جچا ہی نہیں ابوبکر صدیق کو تو اپنی خلافت کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ فقط رفع فتنہ مد نظر تھا ان کو کیا خبر تھی کہ خلافت کی ذمہ داری میرے اوپر آ پڑے گی۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

تجہیز و تکفین وغیرہ

غسل

صدیق اکبر کی بیعت سے فارغ ہونے کے بعد لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ جب غسل کا ارادہ کیا تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہیں۔ ہنوز ابھی کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا کہ یکلخت سب پر ایک غنودگی طاری ہوگئی اور غیبی طور پر یہ آواز سنائی دی کہ اللہ کے رسول کو برہنہ نہ کرو۔ کپڑوں ہی میں غسل دو چنانچہ پیراہن مبارک ہی میں آپ کو نہلایا گیا۔ اور بعد میں وہ نکال لیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دے رہے تھے اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم کروٹیں بدلتے تھے اور اسامہ اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔

تجہیز

غسل کے بعد سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ اور وہ پیراہن جس میں آپ کو غسل دیا گیا وہ اتار لیا گیا۔

لحد مبارک کی تیاری

تجہیز و تکفین کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ کہاں دفن ہوں۔ صدیق اکبر نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے۔

چنانچہ اسی جگہ آپ کا بستر ہٹا کر قبر کھودنا تجویز ہوا لیکن اس میں باہم اختلاف ہوا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے۔ مہاجرین نے کہا کہ مکہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودی جائے۔ انصار نے کہا مدینہ کے طریقہ پر لحد تیار کی جائے اور ابو عبیدہ بغلی قبر اور ابو طلحہ لحد کھودنے میں ماہر تھے یہ طے پایا کہ دونوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا جائے جو شخص پہلے آجائے وہ

اپنا کام کرے۔ چنانچہ ابو طلحہ پہلے آ پہنچے اور آپ کے لئے لحد تیار کی۔ اور قبر کو وہاں کی شکل پر بنایا گیا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

جنازہ شریف

سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ منگل کے روز جب آپ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو جنازہ شریف کو قبر کے کنارہ پر رکھ دیا گیا ایک ایک گروہ حجرہ شریف میں آتا تھا اور تنہا نماز پڑھ کر باہر واپس آ جاتا تھا کوئی کسی کی امامت نہیں کرتا تھا الگ الگ بغیر امام کے نماز پڑھ کے واپس آ جاتے تھے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ آپ پر حقیقۃً نماز جنازہ پڑھی گئی اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ انتہیٰ کلامہ اور اسی کو امام شافعی نے کتاب الام میں جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی بلکہ لوگ حجرہ شریف میں فوج فوج داخل ہوتے تھے اور صلوٰۃ و سلام اور درود و دعا پڑھ کر واپس آ جاتے تھے۔

جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتوں نے اور عورتوں کے بعد بچوں نے اسی طرح کیا۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ تیس ہزار آدمیوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

تدفین

سوموار کو دوپہر کے وقت آپ کا وصال ہوا یہ وہی دن اور وہی وقت تھا کہ جب آپ ہجرت کر کے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔ بدھ شب میں آپ دفن ہوئے۔ جمہور کا یہی قول ہے اور بعض روایات اس بارے میں صریح ہیں جن میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سہ شنبہ کو مدفون ہوئے۔

حضرت علی اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم نے آپ کو قبر میں اتارا جب دفن سے فارغ ہوئے تو وہاں کی شکل آپ کی تربت تیار کی اور پانی چھڑکا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفن سے فارغ ہو کر کف افسوس ملتے ہوئے اور خون کے آنسو بہاتے ہوئے اور اس مصیبت کبریٰ پر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے گھروں کو واپس ہوئے۔